حیاتِ انبیائے کرامؑ بزبانِ قرآن

حضرت آدمؑ

حضرت نوحؑ

حضرت ابراهیمؑ

حضرت اسمٰعیلؑ

حضرت اسحٰقؑ

حضرت یعقوبؑ

حضرت موسیٰؑ

حضرت عیسیٰؑ بِن مریمؑ

سیدنا حضرت محمدؐ

نگہت نذیر

Marfat.com

حیاتِ انبیائے کرامؑ بزبانِ قرآن

نگہت نذیر

فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Marfat.com

85958

68458

مجلد: 969 0 01590 7

باراول ـــــــــــــــــــ ۲۰۰۰ء

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائداعظم لاہور

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ راولپنڈی

کراچی آفس: فسٹ فلور مہران ہائٹس کراچی

Nighat Nazeer

Hayat-a-Ambiya-a-Karaam Bazuban-e-Quran

نگہت نذیر

حیاتِ انبیائے کرام بزبانِ قرآن

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،
فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

2000ء © جملہ حقوق فیروز سنز محفوظ ہیں۔

کتاب کا مواد مصنف کی آراء پر مبنی ہے۔ ناشر مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر و پبلشر

Marfat.com

2934

فہرست

ابواب	عنوانات	صفحات
	کتاب اور اس کی مصنفہ	6
	عرضِ مصنفہ	7
	حصہ اول	
1۔	ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام	9
2۔	سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام	20
3۔	اول الرسل سیدنا نوح علیہ السلام	22
4۔	سیدنا حضرت ہود علیہ السلام	39
5۔	سیدنا حضرت صالح علیہ السلام	50
6۔	جد انبیاء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام	63
7۔	سیدنا حضرت لوط علیہ السلام	89
8۔	ذبیح اللہ سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	100
9۔	سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام	105
10۔	سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام	110
11۔	سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام	122
12۔	نعم العبد سیدنا حضرت ایوب صابر علیہ السلام	145
13۔	خطیب الانبیاء سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام	149
14۔	کلیم اللہ سیدنا حضرت موسٰی علیہ السلام	157
15۔	سیدنا حضرت خضر علیہ السلام	210
16۔	سیدنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام	217

Marfat.com

ابواب	عنوانات	صفحات
17-	سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام	220
18-	سیدنا حضرت الیسع علیہ السلام	223
19-	سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام	226
20-	سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام	229
21-	سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام	235
22-	سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام	238
23-	سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام	241
24-	سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام	248
25-	سیدنا حضرت لقمان علیہ السلام	263
26-	ذوالنون سیدنا حضرت یونس علیہ السلام	268
27-	سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام	273
28-	سیدنا حضرت یحیٰ علیہ السلام	280
29-	سیدنا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام	285
30-	روح اللہ سیدنا حضرت عیسٰے علیہ السلام	289
31-	حوارین حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قصہ نزولِ مائدہ	304
32-	سید الانبیاء ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ	308
	حصہ دوم	
33-	سیدنا حضرت محمدؐ بن عبداللہ	314
34-	قرآن پاک میں مزید اسمائے گرامی	355
35-	سید المرسلین کو خلعت نبوت عطا ہونا	358
36-	اُمی نبی صلی ﷺ	361
37-	کفار کی ایذا رسانی	364
38-	بیعت رضوان ..... صلح حدیبیہ	378
39-	غزواتِ نبویؐ	395

Marfat.com

صفحات	عنوانات	ابواب
398	غزوۂ بدر	40-
406	غزوۂ احد	41-
418	غزوۂ بنو نضیر	42-
424	غزوۂ بنی المصطلق	43-
428	غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق	44-
435	غزوۂ خیبر	45-
438	غزوۂ حنین	46-
442	غزوۂ تبوک	47-
454	سریہ عبداللہ بن جحش	48-
457	غزوۂ بنو قریظہ	49-
460	اسلام کے غلبے کی بشارت	50-
462	فتح روم کی پیشین گوئی	51-
465	ہجرت حبشہ	52-
476	ہجرت مدینہ	53-
484	نبی کریمؐ کا حلیہ شریف اور یہود کی شرانگیزی	54-
493	توریت، انجیل میں حضور پاکؐ کا ذکر	55-
496	شق القمر	56-
471	معراج النبیؐ	57-
487	دعائے ابراہیم اور نوید مسیحا	58-
490	مثیل موسیٰؑ	59-
500	واقعۂ مباہلہ	60-
503	ازواج مطہرات	61-
507	ازواج مطہرات کی فضیلت	62-
513	ازواج مطہرات کی تعداد	63-
518	سیدہ عائشہ صدیقہؓ و حضرت حفصہؓ	64-
522	حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بریت	65-

Marfat.com

کتاب اور اس کی مصنفہ

نگہت نذیر کی تصنیف "حیات انبیائے کرام بزبان قرآن" کئی اعتبار سے ایک منفرد تصنیف ہے۔ مصنفہ "انفارمیشن مینجمنٹ سپیشلسٹ" (آئی۔ ایم۔ ایس، امریکہ) کی اعلیٰ ڈگری کی حامل ہیں۔ انہوں نے کمپیوٹر پروگرامنگ، سائیکالوجی، سیاسیات، اسلامی تعلیمات اور فارسی زبان کی تعلیم پاکستان اور امریکہ سے حاصل کی۔ دوران تعلیم بھی انہیں مختلف اعزازات سے نوازا جاتا رہا۔ امریکہ میں حصول تعلیم کے دوران مسیحی طالبات سے بحث مباحثے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی عقائد کے دفاع کے لیے انہوں نے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا تو انہیں "حیات انبیائے کرام بزبان قرآن" سپرد قلم کرنے کا خیال آیا۔

زیر نظر تصنیف میں انبیائے کرام کی سوانح اور ان کی زندگی سے متعلق صرف وہ واقعات ہی بیان کیے گئے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ اس کام میں تاریخ و سیَر کی کتب سے استفادہ نہیں کیا گیا۔

محترمہ نگہت نذیر کا مجھ سے تعارف ایک فاضل دوست حاجی انوار الحق چودھری (ڈائریکٹر انفارمیشن پنجاب) کی وساطت سے ہوا۔ میں نے نگہت نذیر کی تحقیقی کاوش کو مربوط سوانح کی شکل دینے اور بعض دیگر انبیاء کے علاوہ حضور نبی کریم رؤف الرحیمؐ کی زندگی کے بعض پہلوؤں (خصوصاً امہات المومنین اور غزوات نبوی ﷺ) کے متعلق قرآنی تحقیق میں معاونت اور رہنمائی کی۔

بلاشبہ یہ کتاب حیات انبیائے کرام پر ایک منفرد اور نئے نقطہ نظر سے کی جانے والی تحقیق ہے جو علمی حلقوں میں نہ صرف پسند کی جائے گی بلکہ اس کے مطالعہ سے اہل علم کے لیے تحقیق و تصنیف کے نئے در وا ہوں گے۔

نگہت نذیر اپنی تصنیف کو انگریزی کے قالب میں ڈھالنے کا بھی عزم رکھتی ہیں تاکہ دیار مغرب کے علمی حلقے اور قارئین کتب اس سے مستفید ہو سکیں۔

نذیر حق (سابق) ایڈیٹر

روزنامہ "مشرق"

Marfat.com

عرضِ مصنفہ

میں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ دیار مغرب میں گزارا ہے اور میری تعلیم بھی مغرب میں ہی مکمل ہوئی۔ مغرب میں لادینیت ہی مذہب کا روپ دھار چکی ہے۔

میرا یہ پختہ ایمان ہے کہ قرآن پاک پیغمبر آخرالزماں' سرور کائنات' حضرت محمد مصطفیٰؐ کا لازوال معجزہ ہے جس میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے ذریعے بنی نوع انسان' خصوصاً امت مسلمہ کے لیے دنیاوی اور اخروی زندگی کا مکمل ترین ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں انسان کی زندگی کے ہر دور...... بچپن سے بڑھاپے تک...... کے لیے ایسے احکامات نازل ہوئے ہیں جن پر عمل کرنے سے زندگی انسانی اخلاق و سعادت اور بہترین اقدار کی حامل ہو جاتی ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے قرآن پاک میں زندگی کو سنوارنے اور گزارنے کے جو احکام جاری فرمائے ہیں ان کی روشن ترین مثالیں انبیائے کرام کی پاکیزہ زندگیاں ہیں جن کا مبارک تذکرہ قرآن پاک میں جابجا کیا گیا ہے۔

کچھ عرصہ قبل میں نے' تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد' قرآن پاک کا باقاعدہ اور بامقصد مطالعہ شروع کیا۔ خاص طور پر انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات زندگی جاننے کی تڑپ نے مجھ میں غور و فکر کی عادت کو راسخ کیا۔ میں نے اپنی (علمی) پیاس بجھانے کے لیے انبیائے کرام کے حالات زندگی پر مشتمل کتب کا مطالعہ کیا۔ کئی کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی میری تشنگی کا' میری تڑپ کے مطابق درماں نہ ہوا کیونکہ ان کتب میں' سیرت رسول پاک ﷺ کے سوا' روایات کا سہارا لیا گیا ہے۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں وہ معلومات حاصل نہیں کر سکی جن کی مجھے تڑپ تھی۔

مغرب میں حصول تعلیم کے لیے خاصا عرصہ گزارنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مختلف ادیان و مذاہب اور مختلف الفکر افراد (مرد و خواتین) سے میرا ملنا جلنا رہا اور ان سے دین اسلام پر بات بھی ہوتی تھی۔ میں نے کئی بار اپنے دلائل سے اور قرآن پاک کی تعلیمات کی روشنی میں ان لوگوں کو دین اسلام کی حقانیت اور کاملیت کا قائل بھی کیا۔ انہی دنوں ایک دلچسپ مگر نتیجہ خیز واقعہ رونما ہوا (جس کا ایک نتیجہ یہ تصنیف بھی ہے)۔

ایک روز یونیورسٹی میں ایک عیسائی لڑکی نے مجھ سے سوال کیا: آپ کا اسلام حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ہماری کتاب' جو پوری نسل انسانی کے لیے کتاب ہدایت ہے' حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہتی ہے: بے شک مسیح

Marfat.com

عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس (اللہ) کا حکم ہیں جسے اللہ سبحان و تعالیٰ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس (اللہ) کی طرف سے۔ (النسآء۔171)

اس لڑکی نے اظہار حیرت کرتے ہوئے کہا کہ مسیح تو خدا کے بیٹے ہیں۔ اس کی دلیل اس نے یہ دی کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش والد کے بغیر ہوئی ہے۔ میں نے اسے وہی کچھ پھر بتایا جو قرآن پاک بتاتا ہے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ حضرت آدمؑ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے تھے' اگر وہ اللہ کے بیٹے نہیں تو حضرت عیسیٰؑ کیسے ہو سکتے ہیں۔ میری اس بات کا تو وہ کوئی جواب نہ دے پائی لیکن اس نے اسلام کے متعلق مزید جاننے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

عیسائی لڑکی سے ہونے والی گفتگو سے میری تشنگی میں مزید اضافہ ہوا اور میں نے یہ طے کر لیا کہ اگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے چاہا اور توفیق بخشی تو میں ایک ایسی کتاب ضرور ترتیب دوں گی جس میں انبیاء و رسل کے حالات زندگی صرف قرآن پاک کی رو سے بیان کیے گئے ہوں۔ اپنے اس خیال کا ذکر میں نے اپنے احباب سے کیا اور ان سب نے بھی مجھے یہی رائے دی کہ اس طرح کی کوئی کتاب ضرور ہونی چاہیے جو صرف اور صرف قرآن پاک کی آیات پر مبنی ہو۔ اس کے بعد میں انبیاء کرام کے حالات زندگی کا احاطہ کرنے والی آیات کو ایک جگہ جمع کرنا اور ترتیب دینا شروع کیا۔ لیکن اللہ سبحان و تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز سے سرنیاز خم کرتی ہوں کہ اس پاک پروردگار نے مجھے یہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں ہماری رہنمائی کرتی ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے بھی قرآن پاک میں بتائے گئے احکامات پر عمل کیا اور انبیاء و رسل کی زندگیوں پر عمل پیرا ہوئے وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے ہیں۔

میں اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ میں یہ تمام معلومات ان لوگوں تک پہنچا سکوں جنہیں ان کی ضرورت ہے' خصوصاً نوجوان نسل کو۔ اللہ سبحان و تعالیٰ ہم سب کو انبیائے کرام کی مقدس زندگیوں سے ہدایت حاصل کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں اپنے والدین' اہل خاندان اور ان دوستوں و بزرگوں کی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تدوین اور اسے بہتر بنانے میں میری معاونت کی۔

نگہت نذیر (آئی۔ایم۔ایس)

Marfat.com

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام

اور

ام البشر حضرت بی بی حوا علیہا السلام

صفی اللہ سیدنا آدم علیہ السلام اور بی بی حوا علیہا السلام بنی نوع انسان کے باپ اور ماں ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام دنیا کے سب سے پہلے انسان اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے سے قبل کائنات تخلیق ہو چکی تھی۔ ملائکہ (فرشتے) اور جنات بھی وجود میں لائے جا چکے تھے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ایک ماں اور باپ کی مرہون منت نہ تھی بلکہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی قدرت خاص سے پیدا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:۔

"اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے ہوئے سڑے گارے سے پیدا کیا اور جنوں کو دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا۔" (الحجر ۲۶، ۲۷)

اللہ سبحان و تعالیٰ کا فرمان پاک ہے کہ پوری نسل انسانی کو فرد واحد یعنی سیدنا آدم علیہ السلام سے پیدا کیا گیا اور "اس کائنات میں ہر چیز کا جوڑا بنایا گیا تاکہ تم (انسان) اس پر دھیان دو (نصیحت پکڑو۔)" (الذاریت ۴۹)

اپنی اسی حکمت کے تحت اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا جوڑا بی بی حوا علیہا السلام کو تخلیق فرمایا اور یوں ان دونوں سے نسل انسانی کو آگے بڑھایا گیا۔

Marfat.com

قرآن پاک میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور بی بی حوا علیہا السلام کے وجود میں آنے، دونوں کے جنت میں رہنے اور پھر جنت سے نکال کر اس دنیا میں بھیجے جانے کے بارے میں جو تفصیل دی گئی ہے، قرآن پاک کی درج ذیل آیات اس کا احاطہ کرتی ہیں:-

(یہ آیات قرآن پاک کی ترتیب صعودی کے اعتبار سے ہیں)۔

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۳۰ تا ۳۹
۳	آل عمران	۳۳
۸	الاعراف	۱۱ تا ۲۵
۱۴	الحجر	۲۸ تا ۴۳
۱۵	بنی اسرآئیل	۶۱ تا ۶۵
۱۵	الکہف	۵۰
۱۶	طٰہٰ	۱۱۶ تا ۱۲۳
۲۳	صٓ	۷۱ تا ۸۵

Marfat.com

اب ان آیات قرآنی کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

- پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ: "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" انہوں نے کہا: "کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے نظام کو بگاڑ دے گا' فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لئے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔" فرمایا: "میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔" (البقرۃ ۳۰)
- اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے' پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: "اگر تمہارا خیال درست ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام تو بتاؤ۔" (البقرۃ ۳۱)
- انہوں نے عرض کیا: "نقص سے پاک تو صرف آپ ہی کی ذات ہے۔ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو سکھایا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔" (البقرۃ ۳۲)
- پھر اللہ نے آدمؑ سے کہا: "تم انہیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔" جب اس نے ان کو ان سب اشیاء کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا: "میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمان اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں۔ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں۔" (البقرۃ ۳۳)
- پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔ (البقرۃ ۳۴)
- پھر ہم نے آدمؑ سے کہا: "تم اور تمہاری بیوی' دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ' مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔" (البقرۃ ۳۵)
- آخر شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ: "اب تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔" (البقرۃ ۳۶)

Marfat.com

- اس وقت آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ (البقرۃ ۳۷)
- ہم نے کہا: "تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے۔ ان کے لئے کسی خوف اور اندیشے کا موقع نہ ہو گا۔" (البقرۃ ۳۸)
- اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرۃ ۳۹)
- اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی رسالت کے لئے) منتخب کیا تھا۔ (آل عمران ۳۳)
- ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتداء کی، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ اس حکم پر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ (الاعراف ۱۱)
- پوچھا: "تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟" بولا "میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔" (الاعراف ۱۲)
- فرمایا: "اچھا، تو یہاں سے نیچے اتر۔ تجھے حق نہیں کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے۔ نکل جا، درحقیقت تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں۔" (الاعراف ۱۳)
- بولا: "مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔" (الاعراف ۱۴)
- فرمایا: "تجھے مہلت ہے۔" (الاعراف ۱۵)
- بولا: "اچھا، تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان (انسانوں) کی گھات میں لگا رہوں گا، ان کو آگے پیچھے، دائیں بائیں اور ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو نافرمان پائے گا۔" (الاعراف ۱۶، ۱۷)
- فرمایا: "نکل جا یہاں سے ذلیل اور ٹھکرایا ہوا۔ یقین رکھ کہ ان میں سے جو تیری

Marfat.com

پیروی کریں گے، تجھ سمیت ان سب سے جہنم بھر دوں گا۔" (الاعراف ۱۸)

- اور اے آدمؑ! تو اور تیری بیوی، دونوں جنت میں رہو، جہاں، جس چیز کو تمہارا جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا، ورنہ ظالموں میں سے ہو گے۔" (الاعراف ۱۹)
- پھر شیطان نے ان کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے۔ اس نے ان سے کہا: "تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہیشگی حاصل نہ ہو جائے۔" (الاعراف ۲۰)
- اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیرخواہ ہوں۔ (الاعراف ۲۱)
- اس طرح دھوکے دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ تب ان کے رب نے انہیں پکارا: "کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟" (الاعراف ۲۲)
- دونوں بول اٹھے: "اے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" (الاعراف ۲۳)
- فرمایا: اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے ایک خاص مدت تک زمین ہی میں جائے قرار اور سامان زیست ہے۔" (الاعراف ۲۴)
- اور فرمایا: "وہیں تم کو جینا اور وہیں مرنا ہے اور اسی زمین میں سے تم کو آخر کار نکالا (اٹھایا) جائے گا۔" (الاعراف ۲۵)
- پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ: "میں سڑی ہوئی مٹی سے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔" (الحجر ۲۸)
- "جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔" (الحجر ۳۰،۳۱)
- (رب نے) پوچھا: "اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ

Marfat.com

دیا؟" (الحجر ۳۲)

○ اس نے کہا: "میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا۔" (الحجر ۳۳)

○ (رب نے) فرمایا: "اچھا تو نکل جا یہاں سے تو مردود ہے اور اب روز جزا تک تجھ پر لعنت ہے۔" (الحجر ۳۵'۳۴)

○ اس نے عرض کیا: "میرے رب! یہ بات ہے' تو پھر مجھے اس روز تک کے لئے مہلت دے جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔" (الحجر ۳۶)

○ فرمایا: "اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے۔" (الحجر ۳۸'۳۷)

○ وہ بولا: "میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دل فریبیاں پیدا کرکے سب کو بہکا دوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خاص کر لیا ہو۔" (الحجر ۴۰'۳۹)

○ فرمایا: "یہ وہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔" (الحجر ۴۱)

○ بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔ تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں پر ہی چلے گا جو تیری پیروی کریں گے۔" (الحجر ۴۲)

○ "اور ان سب کے لئے جہنم کی وعید ہے۔" (الحجر ۴۳)

○ اور یاد کرو' جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اس نے کہا: "کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟" (بنی اسرآئیل ۶۱)

○ پھر وہ بولا: "دیکھ تو سہی' کیا یہ (انسان) اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے' تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں۔ بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے؟" (بنی اسرآئیل ۶۲)

○ اللہ نے فرمایا: "اچھا تو جا' ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں گے تجھ سمیت ان سب کے لئے جہنم ہی بھرپور سزا ہے۔" (بنی اسرآئیل ۶۳)

○ "تو جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔ ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔ مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں

Marfat.com

پھانس۔ شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔" (بنی اسرائیل ۶۴)

- یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی قابو حاصل نہ ہو گا۔ اور (ان کا) سنوارنے کے لئے تیرا رب کافی ہے۔" (بنی اسرائیل ۶۵)
- یاد کرو' جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ: آدمؑ کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا اس لئے اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا۔ اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی زریت کو اپنا بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کرنے والے ہیں۔" (الکہف ۵۰)
- یاد کرو' وہ وقت جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ: "آدمؑ کو سجدہ کرو۔ وہ سب تو سجدہ میں گر گئے مگر ایک ابلیس تھا کہ انکار کر بیٹھا۔" (طٰہٰ ۱۱۶)
- اس پر ہم نے آدمؑ سے کہا کہ: "دیکھو وہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔" (طٰہٰ ۱۱۷)
- یہاں تو تمہیں آسائشیں حاصل ہیں نہ بھوکے ننگے رہتے ہو اور نہ ہی پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے۔" (طٰہٰ ۱۱۹)
- لیکن شیطان نے اس کو پھسلایا اور کہنے لگا: "اے آدمؑ میں بتاؤں تمہیں وہ درخت جس (کے چکھنے) سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے؟" (طٰہٰ ۱۲۰)
- "آخر کار دونوں (میاں بیوی) نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے' اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے۔ آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمائی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا۔" (طٰہٰ ۱۲۱)
- "پھر اس کے رب نے اسے چن لیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی۔" (طٰہٰ ۱۲۲)
- اور فرمایا: "تم دونوں (یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا اور نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔" (طٰہٰ ۱۲۳)

Marfat.com

○ "جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا: "میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔" (ص ۷۱)

○ پھر جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔" (ص ۷۲)

○ "(اللہ کے) اس حکم کے مطابق فرشتے سب کے سب سجدے میں گر گئے۔" (ص ۷۳)

○ "مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔" (ص ۷۴)

○ رب نے فرمایا: "اے ابلیس! تجھے کیا چیز اس کو سجدہ کرنے میں مانع ہوئی' جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا؟ تو بڑا بن رہا ہے یا تو ہے ہی کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے؟" (ص ۷۵)

○ اس نے جواب دیا: "میں اس سے بہتر ہوں' تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے۔" (ص ۷۶)

○ فرمایا: "اچھا تو یہاں سے نکل جا' تو مردود ہے۔" (ص ۷۷)

○ اور تیرے اوپر یوم جزا (قیامت) تک میری لعنت ہے۔" (ص ۷۸)

○ وہ بولا: "اے میرے رب! یہ بات ہے تو پھر مجھے اس وقت تک کے لئے مہلت دے دے جب یہ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔" (ص ۷۹)

○ فرمایا: "اچھا' تجھے اس روز تک مہلت ہے جس کا وقت مجھے معلوم ہے۔" (ص ۸۰'۸۱)

○ اس نے کہا: "تیری عزت کی قسم' میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا' بجز تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خاص کر لیا ہے۔" (ص ۸۲'۸۳)

○ فرمایا: "تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔" (ص ۸۴'۸۵)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کی رو سے سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ بی بی حوا علیہا السلام کی تخلیق اور بندگی کی حکایت اس طرح بیان کی جاسکتی ہے:

اللہ سبحان و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس میں روح پھونک دی۔ تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ:

"میں زمین میں اسے (انسان کو) اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں۔" اس پر ملائکہ نے کہا کہ: "اے اللہ! تو اسے زمین پر اپنا نائب بنائے گا جو زمین پر فساد پھیلائے گا اور جو (انسان) خونریزی کا مرتکب ہو گا؟ ہم (فرشتے) تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری ہی پاکی بولتے ہیں۔" اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ نے (فرشتوں) سے فرمایا: "بے شک جو مجھے معلوم ہے تم وہ (سب کچھ) نہیں جانتے۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سیدنا آدم علیہ السلام کو تمام موجودات (اشیاء) کے نام سکھائے۔ پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے تمام اشیاء کو حاضر فرمایا اور فرشتوں سے کہا: "اگر تم (میرے نائب (خلیفہ) کے بارے میں اپنے اندازے میں) سچے ہو تو ان اشیاء کے نام بتاؤ' کہو یہ کیا ہیں؟" فرشتوں کو اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ چنانچہ وہ بول اٹھے: "پاک ہے تو۔ ہمیں ان کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں بتایا اور بے شک تو بڑا ہی علم والا اور حکمت والا ہے۔"

پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ: "اے آدم! تو ان فرشتوں کو ان سب اشیاء کے نام بتا۔" سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے اس علم کے مطابق جو اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا' ہر چیز کا نام بتا دیا۔ تب اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرشتوں پر اپنی حکمت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا: "میں نہ کہتا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور میں وہ سب کچھ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو یا جو تم چھپاتے ہو۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اب تم سب میرے خلیفہ (انسان) کو سجدہ کرو' اور اس کی تعظیم بجا لاؤ۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ہی تمام فرشتے سیدنا آدم علیہ السلام کے روبرو سجدے میں گر گئے۔ لیکن ایک ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس سے دریافت فرمایا: "اے ابلیس! تجھے کیا ہوا جو تو نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا؟ تجھے کس نے منع کیا تھا کہ تو آدمؑ کو سجدہ نہ کرے؟ جسے میں نے خود اپنے

Marfat.com

ہاتھوں سے بنایا۔ بھلا تو کیسے اس سے افضل ہو گیا؟"

ابلیس نے کہا: "میں آدم علیہ السلام سے افضل ہوں کیونکہ مجھے آگ سے بنایا گیا ہے۔ جب کہ تو نے اسے (آدم علیہ السلام کو) سڑے ہوئے بدبودار کیچڑ سے بنایا ہے جو بعد میں بجنے والی ٹھیکری کی مانند ہو گیا تھا۔ میں مٹی سے بنائی گئی مخلوق کو سجدہ کیوں کروں؟" اللہ سبحان و تعالیٰ نے اسے اپنے حضور سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ: "نہ صرف تو راندہ درگاہ ہے بلکہ جو تمہارے کہنے پر چلے گا وہ بھی راندہ درگاہ ہو گا اور جہنم کو ایسے لوگوں سے بھر دیا جائے گا جہاں انہیں سخت عذاب پہنچایا جائے گا۔

اس پر ابلیس نے کہا: "اے اللہ سبحان و تعالیٰ! مجھے اس وقت تک مہلت عطا فرما جب مردے قبر سے اٹھائے جائیں گے۔" اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا: "تمہیں اس وقت تک ڈھیل دی جاتی ہے۔" پھر ابلیس نے کہا: "اے پروردگار! تیری عزت کی قسم میں انسان کو گروہ در گروہ گمراہ کروں گا۔ کیونکہ مجھے اسی آدم علیہ السلام کی خاطر ذلیل کیا گیا ہے۔ میں زمین پر "گمراہی" کو زینت (خوبصورت) بنا کر پیش کروں گا اور اولاد آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لئے ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں جانب اور بائیں جانب سے ان کے پاس جاؤں گا اور ان میں سے بیشتر (لوگ) اپنے رب کے ناشکرے ہوں گے۔"

شیطان ابلیس کے اس خطاب کے جواب میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک میرے سارے بندے تیری گمراہی کے جال میں نہیں پھنسیں گے۔ میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکے گا۔ مگر جو لوگ تیری پیروی کریں گے میں دوزخ کو ان سے بھر دوں گا۔ یہ سچ ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔" (ابلیس کو اپنے دربار سے نکالنے کے بعد) اللہ سبحان و تعالیٰ نے (سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت میں بھیجنے کا قصد (ارادہ) فرمایا اور سیدنا آدم علیہ السلام کا جوڑا بی بی حوا علیہما السلام کو تخلیق فرمایا اور حکم دیا: "اے آدمؑ! تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنت میں جا کر رہو۔ وہاں گھومو پھرو، جو چاہے کھاؤ، مگر اس پیڑ (شجر) کے قریب نہ جانا۔ دیکھو ابلیس تمہارا کھلا دشمن ہے (کہیں اس کی باتوں میں نہ آ جانا) ورنہ تم بڑی مشکل سے دوچار ہو گے اور ظالموں میں ہو جاؤ گے۔"

پھر (ہوا یوں کہ) شیطان (کسی طرح جنت میں پہنچ گیا اور اس) نے سیدنا آدم علیہ السلام اور بی بی حوا علیہا السلام کے سامنے (چکنی چپڑی باتیں کرتے ہوئے) قسم کھائی کہ وہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے۔ پھر ان دونوں کو اس درخت کے قریب لے گیا اور اس کا پھل کھانے کی ترغیب

Marfat.com

دینے لگا۔ اس نے کہا کہ: "تم لوگ اس کا پھل کھانے سے ابدی زندگی پالو گے تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ تم اسے کھا کر فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ جنت میں رہو گے۔"

سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی (دونوں) شیطان کے بہکاوے میں آ گئے۔ انہوں نے اس شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا۔ پھل کھاتے ہی ان کی کیفیت بدل گئی اور ان کے پوشیدہ بدن ان پر ظاہر ہو گئے یعنی ان کا ستر کھل گیا جو اس سے پہلے ان سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ چنانچہ دونوں نے اپنا ستر درختوں کے پتوں سے ڈھانپ لیا۔ تب ان کے پروردگار نے ان (دونوں) کو پکارا: "کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس شجر کے قریب نہ جانا؟ اور نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟ اب جاؤ زمین پر۔ وہاں ایک وقت مقررہ تک تمہارا ٹھکانہ بنا دیا گیا ہے اور تمہارے لئے زمین میں فائدہ رکھ دیا گیا ہے۔ مگر زمین پر تم (انسانوں) میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہوں گے۔ تم اس کے اندر رہو گے' وہیں جیو گے اور وہیں مرو گے۔ پھر اسی زمین میں سے تمہیں دوبارہ اٹھایا (زندہ کیا) جائے گا اور جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اسے کسی قسم کا رنج و غم نہ ہو گا۔"

(اب سیدنا آدم علیہ السلام اور بی بی حوا علیہا السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا) ان دونوں نے اپنے رب سے رجوع کیا تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے ان دونوں بندوں کو ایک دعا سکھائی جو ان کی زبان پر اس طرح جاری ہو گئی کہ:

> "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" (الاعراف ۲۳)

اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ نہایت مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان (سیدنا آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام) کو اپنے برگزیدہ بندے بنا لیا اور اولاد آدم علیہ السلام میں سے سیدنا نوح علیہ السلام' سیدنا ابراھیم علیہ السلام اور آل عمران علیہ السلام کو باقی تمام جہاں والوں میں سے اپنی نمائندگی اور نیابت کے لئے چن لیا۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام

سیدنا ادریس علیہ السلام، سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے، حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپؑ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپؑ علم ریاضی، فن کتابت، علم نجوم، فن لباس سازی اور ناپ تول کے آلات کے موجد ہیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ادریسؑ کو علم فلکیات کے ساتھ ساتھ علم طب بھی عطا فرمایا تھا۔

قرآن پاک میں ان کا ذکر بہت مختصر کیا گیا ہے۔ جو قرآنی آیات مبارکہ ان کے مبارک ذکر کا احاطہ کرتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۶	مریم	۵۶، ۵۷
۱۷	الانبیآء	۸۵

اب ان آیات قرآنی کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور کتاب میں ادریسؑ کو یاد کرو۔ بے شک وہ صدیق (اور) اللہ کے نبی تھے۔ (مریم ۵۶)
- اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔ (مریم ۵۷)
- اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ، اور ذوالکفلؑ کو (یاد کرو۔) وہ سب صبر والے تھے۔ (الانبیآء ۸۵)

Marfat.com

قرآن پاک میں، جو ایک سچی کتاب ہے، سیدنا ادریس علیہ السلام کو سچا نبی کہا گیا ہے۔ انہیں زندگی میں ہی ایک نہایت بلند مرتبہ عطا ہوا اور ان کی موت اس طرح ہوئی کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ سیدنا ادریسؑ کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ نے دوسرے انبیائے کرام سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام اور سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تینوں انبیاء بڑے صبر والے بندے تھے۔

Marfat.com

اوّل الرسل سیدنا حضرت نوح علیہ السلام

اللہ سبحان وتعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبر، آدم ثانی سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے سب سے پہلے رسولؑ (یعنی صاحب شریعت) ہیں۔ آپؑ ایک مشرک اور بت پرست قوم کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ کی تعلیم دی۔ لیکن آپؑ کی قوم نے آپؑ کو جھٹلایا اور آپؑ کی تکذیب کی۔ اپنی قوم کے مسلسل اور ناقابل برداشت رویئے کے بعد اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؑ نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی جس کے بعد پانی کا طوفان آیا جسے قرآن پاک کی زبان میں طوفان نوحؑ کا نام دیا گیا ہے۔ اس طوفان میں نہ صرف مشرکین غرق کئے گئے بلکہ خود اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسولؑ کی بے وفا بیوی اور نافرمان بیٹا بھی بہہ گئے۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کے تحت بنائی گئی کشتی کے سوار جس میں آپؑ کے کئی امتی اور کئی جانور تھے وہ سب کے سب بچا لئے گئے۔ آپؑ نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

"اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہے"۔ (العنکبوت ۱۴)

85958

68458

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اور آپؑ کی قوم کی تباہی کا ذکر ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۳۳
۸	الاعراف	۵۹۔۶۴
۱۱	یونس	۷۱۔۷۳
۱۲	ھود	۳۴،۳۶۔۴۸
۱۵	بنی اسرآئیل	۳
۱۷	الانبیآء	۷۶،۷۷
۱۸	المومنون	۲۳۔۳۰
۱۹	الفرقان	۳۷
۱۹	الشعرآء	۱۰۵۔۱۲۱
۲۰	العنکبوت	۱۴،۱۵
۲۳	الصفت	۷۵۔۸۲
۲۷	الذاریت	۴۶
۲۷	القمر	۹۔۱۶
۲۷	الحدید	۲۶
۲۸	التحریم	۱۰
۲۹	الحاقہ	۱۱،۱۲
۲۹	نوح	۱۔۲۸

Marfat.com

اب ان آیات قرآنی کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ اور نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو سارے جہانوں پر (فضیلت کے لئے) اور ان کو نبوت کے لئے منتخب کیا۔ (آل عمران ۳۳)
- بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: اے میری قوم (ایک) اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اگر تمہاری موجودہ شرک و کفر کی خو جاری رہی تو مجھے خوف ہے کہ تم پر بڑے (سخت) دن کا عذاب نازل ہو گا۔ (الاعراف ۵۹)
- اس کی قوم کے سردار بولے: بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ (تم بھٹکے ہوئے ہو) (الاعراف ٦٠)
- (نوحؑ نے) کہا: اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں۔ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے ان باتوں کا علم دیا گیا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اور کیا تم کو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ہی ایک مرد (رسول خدا) کے توسط سے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں (گناہ کے مواخذہ سے) ڈرائے اور تم ڈر کر پرہیز گار بن جاؤ تاکہ تم پر اللہ کا رحم ہو۔ (الاعراف ٦١۔٦٣)
- تو انہوں نے اسے (نوحؑ کو) جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے، نجات دی اور اپنی آیات کو جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا۔ بے شک وہ اندھا گروہ تھا۔ (الاعراف ٦٤)
- اور (آپؐ) انہیں نوحؑ کی خبر پڑھ کر سنا دیں، جب اس نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا تم میں رہنا اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا پس تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر اپنا کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو۔ تمہارے کام میں تم سب کو کوئی شبہ نہ رہے۔ پھر میرے خلاف جو تدبیر ہو سکے کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔ (یونس ۷۱)
- پھر اگر تم منہ پھیر لو (نصیحت پر کان نہ دھرو) تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں فرمانبردار رہوں۔ (یونس ۷۲)
- تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو

Marfat.com

نجات دی اور انہیں ہم نے خلیفہ بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے غرق کر دیا۔ تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔ (یونس ۷۳)

- اور بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا۔ (ھود ۲۵)
- کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو' بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ (ھود ۲۶)
- تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے: ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم (یہ بھی) نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو بجز ہمارے کمینوں کے جو سطحی سی نظر رکھتے ہیں۔ اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ (ھود ۲۷)

(نوحؑ) نے کہا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل (راستہ) پر ہوں اور اللہ نے اپنے پاس سے رحمت بخشی ہے تو تم اس سے بے بصیرت رہے۔ کیا ہم اسے تمہارے ذہن میں زبردستی ڈال دیں جبکہ تم اس سے بیزار ہو؟ (ھود ۲۸)

- اور اے قوم! میں تم سے (نصیحت کے بدلے) کوئی مال نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور میں مومنوں کو دور کرنے والا نہیں۔ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں۔ (ھود ۲۹)
- اور اے میری قوم! مجھے اللہ (کی ناراضگی) سے کون بچا لے گا اگر میں انہیں دور کروں گا۔ کیا تم سمجھتے نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں' اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں' اور نہ میں ان لوگوں کے متعلق جو تمہاری نگاہ میں حقیر ہیں' یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہرگز انہیں کوئی بھلائی نہ دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ اگر میں ایسا کروں تو ضرور ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ (ھود ۳۰'۳۱)
- وہ بولے: اے نوحؑ! ہم تم سے جھگڑے اور بہت ہی جھگڑے' تو لے آؤ (وہ عذاب) جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم سچے ہو۔ (ھود ۳۲)
- (نوحؑ نے) کہا: وہ (عذاب) تو اللہ تم پر لائے گا اگر وہ چاہے۔ اور تم اللہ کو عاجز نہ کر

Marfat.com

سکو گے۔ اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ بھی کر لوں جبکہ اللہ چاہے کہ تم گمراہ ہی رہو تو میری خیر خواہی تمہارے کسی کام نہیں آ سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے (وہ جو چاہے کرے) اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ (ھود ۳۳'۳۴)

○ اور نوحؑ کی طرف وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں۔ ان سے زیادہ ایمان نہ لائیں گے۔ تو غم نہ کھاؤ اس پر جو وہ کرتے ہیں۔ (ھود ۳۶)

○ اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات (دعا) نہ کرنا کہ وہ ضرور ڈبو دیئے جائیں گے۔ (ھود ۳۷)

○ چنانچہ نوحؑ نے کشتی بنانی شروع کر دی اور جب اس کی قوم کے سردار اس کے پاس سے گزرتے (تو) اس پر ہنستے۔ (نوحؑ نے) کہا: اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت آئے گا کہ ہم تم پر ہنسیں گے جیسا کہ تم ہنستے ہو۔ (ھود ۳۸)

○ (پس اے میری قوم) تو تم عنقریب جان جاؤ گے کہ کس پر آتا ہے وہ رسوا کرنے والا عذاب اور آخرت کا دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔ (ھود ۳۹)

○ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور پانی کے چشمہ کی طرح ابلا۔ ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لو ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور اپنے گھر کے لوگوں کو سوائے اس کے جس کے متعلق حکم (عذاب) ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت تھوڑے تھے۔ (ھود ۴۰)

○ (کشتی پر سوار ہوتے وقت) نوحؑ نے کہا: اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ کے نام پر ہے۔ بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (ھود ۴۱)

○ اور وہ (کشتی) انہیں لئے جا رہی تھی۔ پہاڑ جیسی موجوں میں بے خطر' اور (اس وقت) نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ (کافروں کے ساتھ) کنارے ہو رہا تھا۔ اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ (ھود ۴۲)

○ (وہ) بولا: میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ (نوحؑ نے) کہا: آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے۔ اور (اتنے میں) ان کے درمیان ایک موج آگئی تو وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ (ھود ۴۳)

○ اور حکم فرمایا گیا کہ: اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر

Marfat.com

دیا گیا اور (سب) کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری اور فرمایا گیا: کہ دور ہوں ظالم (بے انصاف) لوگ (اللہ کی رحمت سے)۔ (ھود ۴۴)

- اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ عرض کیا: اے میرے رب! میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے (اس کو غرق ہونے سے بچا لے) اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے اعلیٰ حاکم ہے۔ (ھود ۴۵)
- (اللہ نے) فرمایا: اے نوحؑ! وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بے شک اس کے کام نیک نہیں تو مجھ سے وہ چیز نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بن۔ (ھود ۴۶)
- (نوحؑ نے) عرض کی: اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔ (ھود ۴۷)
- فرمایا گیا: اے نوحؑ! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کچھ گروہوں پر۔ اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے پھر انہیں (ان کی نافرمانی کے باعث) ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ (ھود ۴۸)
- اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا! (تم انہی کی طرح بن جاؤ) بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ (بنی اسرآئیل ۳)
- اور نوحؑ کو، جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا، تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے نجات دی۔ (الانبیآء ۷۶)
- اور ہم نے ان لوگوں پر اس کو مدد دی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ بے شک وہ برے لوگ تھے۔ (الانبیآء ۷۷)
- اور بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں؟ (کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہو)۔ (المومنون ۲۳)
- تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے: (لوگو اس کی بات نہ سنو) یہ نہیں مگر تم جیسا آدمی، یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا۔ ہم نے

Marfat.com

تو یہ اگلے باپ داداؤں سے نہیں سنا (کہ آدمی بھی نبی ہو سکتا ہے)۔ (المومنون ۲۴)

○ وہ نہیں مگر ایک دیوانہ مرد۔ تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو (خود ہی ہوش میں آجائے گا)۔ (المومنون ۲۵)

○ نوحؑ نے عرض کی: اے میرے رب! میری مدد فرما' اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ (المومنون ۲۶)

○ تو ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا' پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلے۔ تو اس میں بٹھا لے ہر جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والے بھی سوائے ان کے جن پر (غرق ہونے کا) حکم پہلے ہی صادر ہو چکا ہے اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا وہ ضرور غرق کئے جائیں گے۔ (المومنون ۲۷)

○ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو اور تیرے ساتھ والے تو (اللہ کے احسان پر اس کا شکر ادا کرنا) اور کہنا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دلائی اور عرض کرنا کہ اے میرے رب! مجھے برکت والی جگہ اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔ (المومنون ۲۸'۲۹)

○ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اور بے شک ہم ضرور جانچنے والے ہیں۔ (المومنون ۳۰)

○ اور نوحؑ کی قوم کو لیجئے جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ تو ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انہیں دنیا کے لئے (سبق آموز) نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (الفرقان ۳۷)

○ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے ہم قوم نوحؑ نے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا بھیجا ہوا پیغام بر اور امین ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ (الشعرآء ۱۰۵-۱۱۰)

○ وہ بولے: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں؟ تمہارے پیروکار تو محض حقیر لوگ

Marfat.com

ہیں۔ (الشعرآء ۱۱۱)

- فرمایا: مجھے کیا غرض کہ پہلے ان لوگوں کا کام (پیشہ) کیا تھا۔ ان کا حساب تو میرے اللہ کے ذمے ہے۔ کاش تم یہ بات سمجھ سکتے اور میں تو مومنوں کو اپنے سے دور کرنے والا نہیں۔ میں تو بس صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ (الشعرآء ۱۱۲-۱۱۴)
- بولے: اے نوحؑ! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے۔ (الشعرآء ۱۱۵)
- عرض کی اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو مجھ میں اور ان میں کھلا فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ساتھ والے مومنوں کو نجات دے۔ (الشعرآء ۱۱۶-۱۱۸)
- تو ہم نے بچا لیا اسے (نوحؑ کو) اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا۔ (الشعرآء ۱۱۹'۱۲۰)
- بے شک اس (واقعہ) میں ضرور نشانی ہے اور ان (قوم نوحؑ) میں اکثر مومن نہ تھے۔ (الشعرآء ۱۲۱)
- اور بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا۔ تو انہیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے۔ (العنکبوت ۱۴)
- تو ہم نے اسے اور کشتی والوں کو بچا لیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لئے نشانی بنایا۔ (العنکبوت ۱۵)
- اور بے شک ہمیں نوحؑ نے پکارا تو ہم کیا ہی اچھے (دعا) قبول فرمانے والے ہیں۔ (الصفت ۷۵)
- اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی اور ہم نے اس کی اولاد باقی رکھی اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو نوحؑ پر سارے جہان والوں میں سے۔ (الصفت ۷۶-۷۹)
- بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ بے شک وہ (نوحؑ) ہمارے اعلیٰ درجے کے کامل بندوں میں سے ہیں۔ (الصفت ۸۰'۸۱)
- پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیمؑ تھے۔ (الصفت ۸۲'۸۳)
- اور اس سے پہلے قوم نوحؑ کو ہلاک فرمایا۔ بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔ (الذاریت ۴۶)

Marfat.com

- ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنوں ہے اور اسے جھڑکا (بھی)۔ (القمر ۹)
- تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے۔ (القمر ۱۰)
- تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے اور زمین سے پانی کے چشمے بہا دیئے۔ تو دونوں پانی مل گئے (ایک مقصد سے) جو پہلے سے مقرر کیا جا چکا تھا۔ (القمر ۱۱'۱۲)
- اور ہم نے نوحؑ کو سوار کیا لکڑی کے تختوں اور کیلوں والی کشتی پر کہ ہماری نگاہ کے سامنے بہتی چلی جا رہی تھی (اور یہ سب کچھ) اس نبی کا انتقام لینے کے لئے کیا گیا جس کے ساتھ کفر کیا تھا اور ہم نے اسے (طوفان نوحؑ کو) نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا؟ اور پھر دیکھو کہ کیسا ہے میرا عذاب اور میرا ڈرانا؟ (القمر ۱۳-۱۶)
- اور بے شک ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب قائم کر دی تو ان میں سے (کچھ) راہ راست پر آئے اور ان میں بیشتر نافرمان رہے۔ (الحدید ۲۶)
- اللہ کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ وہ (دونوں) ہمارے بندوں میں سے دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے ان سے دغا کیا تو وہ (ان کے ساتھ) اللہ کے سامنے ان کے کچھ کام نہ آیا اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ (دوسرے) جانے والوں کے ساتھ۔ (التحریم ۱۰)
- بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا کہ اسے تمہارے لئے یادگار کریں اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ (بات) سن کر محفوظ رکھتا ہو۔ (الحاقہ ۱۱'۱۲)
- بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرائے' اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے۔ (نوح ۱)
- اس نے فرمایا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا اور ایک مقررہ معیاد تک تمہیں مہلت دے گا بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے تو اسے ٹالا نہیں جاتا کاش تم کو سمجھ ہوتی۔ (نوح ۲-۴)

Marfat.com

- عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات دن (دین حق کی طرف) بلایا مگر میرے بلانے پر وہ دین سے اور بھاگنے لگے اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو ان کو بخشے، انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے اور بڑا غرور کیا۔ (نوح ۵۔۷)
- پھر میں نے انہیں باآواز بلند ان کی مجالس میں سمجھایا۔ پھر میں نے انہیں اعلانیہ بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی۔ پھر میں نے ان سے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر زور کا مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں بہائے گا۔ (نوح ۸۔۱۲)
- تمہیں کیا ہوا؟ اللہ کی عظمت پر اعتقاد نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح (کی صورت وسیرت کا) بنایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ بنایا۔ (نوح ۱۳۔۱۶)
- اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا۔ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو۔ (نوح ۱۷۔۲۰)
- نوحؑ نے عرض کی: اے میرے رب! انہوں نے میری نافرمانی کی اور ان (مالدار لوگوں) کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے خود ان کو نقصان پہنچایا اور انہوں نے بہت بڑے فریب کئے۔ (نوح ۲۱،۲۲)
- اور بولے: ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ود، اور سواع، اور یغوث اور یعوق، اور نسر کو۔ (نوح ۲۳)
- اور بے شک انہوں نے بہتوں کو بہکایا اور اے اللہ! تو بھی ظالموں کو گمراہی کے سوا کچھ نہ دینا پھر کچھ تو اپنی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔ (نوح ۲۴،۲۵)
- اور نوحؑ نے عرض کی: اے میرے رب! روئے زمین پر کسی کافر کو نہ چھوڑنا، بے شک اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی نہ ہو گی مگر بدکار اور بڑی ناشکری۔ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں

Marfat.com

باپ کو' اور ان کو جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں (داخل ہوئے ہیں)۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بھی بخش دے اور کافروں کی تباہی میں مزید اضافہ ہی فرما۔ (نوح ۲۶-۲۸)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات کے مطالعے کے بعد سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے جو حالات سامنے آتے ہیں وہ اس طرح ہیں:

سیدنا نوحؑ کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ نوحؑ نے اپنی قوم کو اللہ سبحان و تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلایا اور کہا کہ اے میری برادری کے لوگو! میری بات سنو۔ ہم سب کا معبود صرف اللہ ہے جو وحدہ لا شریک ہے۔ میں تمہاری طرف اسی رب کا پیغام بر بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ سبحان و تعالیٰ کا یہ پیغام میرے پاس ایک امانت ہے اور میں یہ امانت تم تک پہنچانے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں تمہاری بھلائی اور فلاح چاہتا ہوں۔ میں اللہ سبحان و تعالیٰ کا رسول ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں سے بھی باخبر ہوں جو تم کو معلوم نہیں وہ یہ کہ اگر تم نے اللہ سبحان و تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہ کیا اور بتوں کو اس کا شریک ٹھہراتے رہے تو ایک دن تم پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا سخت عذاب نازل ہو گا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ تم کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دے گا تاکہ تم کفر سے باز آ جاؤ اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی وحدانیت کو مان لو۔ ورنہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب تمہارا منتظر ہے۔

نوحؑ کی قوم نے جب اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کی دعوت سنی تو وہ بولے: تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ہو گیا ہے تم کو؟ تم ہمارے جیسے ایک عام آدمی ہو کر ہمیں ہی سبق دے رہے ہو۔ کیا تم ہم پر اپنی بڑائی جتانا چاہتے ہو؟ اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو ہمارے تو باپ دادا نے بھی ایسی کوئی بات نہیں بتائی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کو ہماری طرف اپنا نبی بنا کر بھیجنے کے لئے تم ہی رہ گئے تھے۔ اگر اللہ سبحان و تعالیٰ ہمارے پاس اپنا پیغام بھیجنا ہی چاہتا تھا تو کسی فرشتے کو کیوں نہیں بھیجا؟ ہم فرشتے کی باتوں پر ضرور ایمان لے آتے۔ مگر تم..... تم تو ہماری ہی طرح بلکہ بہت ہی معمولی اور گئے گزرے آدمی ہو۔ پھر جو تمہارے پیروکار ہیں وہ بھی گھٹیا' رذیل اور کمینے لوگ ہیں۔ تم غالباً گمراہ ہو گئے ہو۔ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ بھلا ہم تم کو اپنے اوپر فضیلت کیسے دے دیں؟

نوحؑ نے ان کی باتیں صبروسکون سے سنیں اور اپنی قوم کو پھر سے بتایا کہ میں اللہ سبحان و تعالیٰ کا پیغمبر ہوں۔ کیا تم اس بات پر متعجب ہو کہ میں تمہاری قوم سے تمہاری ہی طرح کا ایک فرد ہوں؟ بلاشبہ میں تمہارا ہم قوم ہوں مگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے روشن دلیل کے ساتھ تمہاری طرف مبعوث فرمایا ہے۔ گمراہ نہ بنو' میری بات سنو اور ایک اللہ کو مانو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ لیکن نوحؑ کی قوم مان

Marfat.com

جانے والوں میں سے نہ تھی۔ انہوں نے نوحؑ کو دیوانہ قرار دینا شروع کر دیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ نوحؑ دیوانہ ہو گیا ہے کیوں نہ اس کی موت کا انتظار کیا جائے۔

قوم کی طنز آمیز باتوں اور طعنوں کے باوجود اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نے اپنا کام جاری رکھا جس کے لئے اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو صاف الفاظ میں بتا دیا کہ اگر ان لوگوں کو اللہ سبحان و تعالیٰ کا پیغام اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے دین کی باتیں اچھی نہیں لگتیں تو نہ لگیں۔ وہ تو اپنا کام کرتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ یہ سارا کام (تبلیغ دین) صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کے بھروسے پر کر رہے ہیں۔ وہ اس کام کے لئے اپنی قوم سے کسی اجرت کے بھی طالب نہیں۔ ان کا اجر تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے پاس ہے۔ نوحؑ نے اپنی قوم پر یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ اپنی قوم کے متکبرین کے لئے ایمان لانے والے عام لوگوں کو خود سے جدا نہیں کریں گے۔ خواہ ان کی قوم کے لوگ جو ایمان نہیں لا رہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں۔ نوحؑ نے کہا کہ اگر میں ان لوگوں کو خود سے جدا کر دوں تو پھر مجھے اللہ سبحان و تعالیٰ کی پکڑ سے کون چھڑائے گا؟

اب قوم نوحؑ دھمکیوں پر اتر آئی اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول کو للکارنے لگی۔ وہ لوگ سر عام اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کو جھٹلاتے اور کہتے لے آوٴ ہم پر وہ عذاب جس کی تم ہم کو وعید سناتے ہو۔ ان سب حالات کے باوجود نوحؑ نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ وہ ایمان لے آئیں اور نادانی سے کام نہ لیں۔ مگر انہوں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول کو دھمکایا اور کہا اے نوحؑ! اگر "تم ہمیں بتوں کی پوجا سے منع کرنے اور ہمارے خداؤں کو برا کہنے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ نوحؑ نے اس کے باوجود اپنی قوم کی فلاح کی کوشش جاری رکھی۔ یوں نوحؑ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتے رہے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی وعید سناتے رہے لیکن سب بے سود۔ آخر اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نے اپنی قوم کے کفر اور دھمکیوں سے تنگ آ کر اللہ سبحان و تعالیٰ سے یہ التجا کی:

> "اے میرے رب! میں نے اس قوم کو دن رات تیری طرف بلایا۔ وہ مجھ سے گریز کرتے رہے۔ میری آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ کر چھپ جاتے۔ اے میرے رب! انہوں نے میری تکذیب کی ہے اور مجھے جھٹلایا ہے۔ اب تو ہی میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔"

Marfat.com

نوحؑ نے مزید ایک بار اپنی قوم کو اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف بلایا۔ انہیں بتایا کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ پس اپنی گذشتہ خطاؤں پر معافی مانگ لو۔ پھر ان کی توجہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی قدرت کی طرف دلائی اور کہا دیکھو اس نے کس طرح اوپر تلے سات آسمان بنائے ہیں۔ وہی ہے جس نے چاند کو زمین کا نور اور سورج کو روشن چراغ بنایا۔ پھر زمین سے طرح طرح کی نعمتیں تمہارے لئے پیدا فرمائیں۔ تمہارے لئے آسمان سے بارش برسائی۔ پانی کی نہریں بہائیں' زمین پر باغ پیدا کئے۔ زمین کو فرش کی طرح بچھایا اور تمہارے استفادہ کے لئے بڑے بڑے پہاڑ بنائے' تمہیں بیٹوں سے نوازا۔ غور کرو اس نے تم پر کیسے کیسے انعامات کئے ہیں؟ لیکن تم ہو کہ اس کو ماننے ہی سے انکار کر رہے ہو۔ لیکن قوم نوحؑ نے ایک نہ مانی بلکہ انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ نوحؑ کے کہنے پر اپنے (جھوٹے) خداؤں ود' یغوث' سواع' یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑیں گے اور انہی کی عبادت کریں گے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نے زچ ہو کر اللہ سبحان و تعالیٰ سے یہ دعا کی۔

"اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ ان کو ماننے والے میری بات سننے کو تیار نہیں۔ ان کے ہر معبود' ہر قوم اور اس قوم کی اولاد سبھی گمراہ کرنے والے ہیں۔ میں ان کے مقابلے میں بہت کمزور ہوں۔ میری مدد فرما!"

اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا قبول فرمائی اور قوم نوحؑ پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کے ذریعے ایک کشتی بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ بس جو ایمان لانے والے تھے ایمان لا چکے۔ باقی سب غرق کر دیئے جائیں گے اور کشتی بنانے کے دوران ان لوگوں سے کوئی بات نہ کرنا۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نے حکم الٰہی کے تحت کشتی کی تعمیر شروع کر دی۔ ان کی قوم کے لوگ جب ان کے پاس سے گزرتے تو ان کا مذاق اڑاتے۔ اس پر نوحؑ کے رفقاء نے ہنسی اڑانے والے کافروں سے کہا کہ جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو اسی طرح ایک دن ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے اور تم کو پتہ چل جائے گا کہ رسوا کن عذاب کس کا مقدر ہو چکا ہے۔

جب کشتی بن گئی تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اس کشتی میں اہل ایمان کے علاوہ اپنے اہل خاندان کو بھی سوار کر لو اور ہر نوع کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی ساتھ

Marfat.com

رکھ لو۔ اور جب کشتی میں بیٹھ جاؤ تو اس طرح اللہ سبحان و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔
"تمام تعریفوں کا مستحق اللہ سبحان و تعالیٰ ہی ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں کے چنگل سے نجات دلائی" اور "اے ہمارے پروردگار! ہم کو کسی مبارک جگہ اتارنا کہ بے شک تو ہی سب سے بہتر ٹھکانے لگانے والا ہے۔"

عذاب کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ تنور سے پانی ابلنے لگا، پھر آسمان سے مینہ (بارش) اس طرح برسا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہوں۔ زمین کے اندر موجود پانی بھی چشموں کی صورت میں ابلنے لگا۔ (ایک عظیم سیلاب آگیا جسے "طوفان نوحؑ" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔) نوحؑ کی بنائی ہوئی کشتی سیلاب کی لہروں پر رواں دواں تھی۔ اس وقت نوحؑ نے اپنے ایک بیٹے کو دیکھا جو کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ آپؑ نے بیٹے کو پکارا:

"اے میرے بیٹے! کشتی میں آجا، ہم سے الگ ہو کر کافروں میں شریک نہ ہو۔"

بیٹے نے کہا:

"میں ابھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا اور وہ پہاڑ مجھے (ڈوبنے سے) بچالے گا۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیؑ نے پھر کہا:

"آج خدا کے عذاب سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔"

اتنے میں پانی کی ایک بلند لہر آئی اور نوحؑ کے بیٹے کو جو بلندیوں پر کھڑا تھا بہا کر لے گئی۔ اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیؑ کو بہت دکھ ہوا انہوں نے اپنے رب کو پکارا:

"اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے اور تو نے تو میرے اہل (خاندان) کو سیلاب سے بچانے کا وعدہ فرمایا تھا۔"

اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا حکم آیا:

"اے نوحؑ! وہ تیرا اہل نہیں بلکہ برے کاموں کی وجہ سے اس کا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تجھے اصل حقیقت کا علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ مجھ سے اس طرح کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول نے فوراً اللہ سبحان و تعالیٰ کی پناہ مانگی اور کہا:

"میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال

Marfat.com

کروں۔ جن کا مجھ کو علم نہیں۔ اے میرے رب! اگر تو نے اس
نادانی پر جو مجھ سے سرزد ہو گئی ہے۔ مجھے معاف نہیں فرمایا اور مجھ پر
رحم نہیں کیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔"

حکم ہوا: اے نوحؑ! ہماری طرف سے تمہیں سلامتی اور برکتوں والے انجام کی خوشخبری ہے اور یہ سلامتی اور برکت اس جماعت پر بھی نازل ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ اس جماعت سے پھر اور جماعتیں بنائی جائیں گی جن کو ہم دنیاوی فوائد سے مالا مال کر کے ان کا پھر سے امتحان لیں گے اور اس امتحان میں ناکامی کے باعث پھر انہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔

پھر حکم دیا گیا۔

"اے زمین! اپنا پانی نگل جا۔

اے آسمان! تھم جا"۔

تو پانی خشک ہو گیا۔ اس طرح اللہ سبحان و تعالیٰ کا برے لوگوں کو ڈبو دینے کا کام مکمل ہو گیا۔ نوحؑ کی کشتی جودی نامی پہاڑ کی چوٹی پر صحیح سلامت جا لگی۔

........اور یوں اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نوحؑ کی وہ دعا پوری ہوئی جو انہوں نے اپنی نافرمان قوم کی تباہی اور اس پر عذاب نازل کئے جانے کے بارے میں مانگی تھی۔ نوحؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ:

"اے میرے پروردگار! کسی بھی کافر کو روئے زمین پر زندہ نہ چھوڑنا' اور اگر تو ان کو زندہ دندناتا چھوڑ دے گا تو یہ تیرے دوسرے بندوں کو بھی گمراہ کر کے ہی دم لیں گے۔ پھر ان گمراہوں سے پیدا ہونے والی اولاد بھی بدکار اور ناشکر گزار ہی ہو گی جو مزید تباہی مچائے گی۔"

"اے میرے رب! ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے۔ مجھے اور میرے والدین کو بھی ایمان والوں میں شامل کر کے ہمارا بھلا فرما۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبیؑ کی دعا کو قبول فرما کر نوحؑ اور اس کے گھر والوں کو ایک بڑی مصیبت سے نجات دلا دی۔ کافروں کو غرق کر دیا گیا اور وہ آنے والوں کے لئے ایک عبرت کا نشان بن گئے۔

Marfat.com

پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا: اے نوحؑ! دیکھ لے، ہم نے تمہاری دعا کس طرح قبول فرمائی۔ تمہارا پروردگار نہایت غالب اور رحیم ہے۔ اس نے نیکو کاروں کو مناسب بدلہ دیا اور کافروں کو غرق کر دیا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے نوحؑ کے ان گھر والوں کو بھی بچالیا۔ جو اللہ سبحان و تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے کافروں کو انتباہ فرمانے کے لئے نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی مثال بھی بیان فرمائی ہے۔ وہ دونوں عورتیں اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیوں کے ساتھ بیاہی گئی تھیں مگر دونوں نے اپنے اپنے شوہروں سے خیانت کی اور دونوں عذاب کی نذر ہو گئیں جو اللہ سبحان و تعالیٰ نے قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ پر نازل فرمایا تھا۔

نوحؑ اور اس کے گھر والے مومن بندوں میں سے تھے۔ اس لئے پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر جمیل اس طرح باقی چھوڑا گیا کہ ان کو طوفان سے بچا کر زمین پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کیا گیا۔

"تمام جہانوں میں نوحؑ پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا سلام ہو"

Marfat.com

سیدنا حضرت ھود علیہ السلام

سیدنا ھود علیہ السلام شہر احقاف میں بسنے والی قوم "عاد" کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ آپؑ نے بھی سیدنا نوح علیہ السلام کی طرح اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ قوم عاد بت پرست تھی جو اپنے لئے پتھروں سے بلند وبالا محلات تعمیر کرتی اور اپنے سے کمزوروں پر ظلم کرتی تھی۔ قوم عاد (معنی بلند وبالا) اللہ سبحان وتعالیٰ کے اصولوں کو جھٹلانے اور ان کی تعلیمات سے انکار کی پاداش میں ایک زور دار آندھی کے ذریعے، جسے قرآن پاک میں "ریح صرصر" کا نام دیا گیا ہے، ہلاک کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تو ہم نے ان پر ریح صرصر روانہ کی"۔ (القمر۔ ۱۹)

"پھر ہم نے ان پر ان کی نحوست کے دنوں میں باد صرصر روانہ کر دی"۔ (حٰم سجدہ ۱۶)

یہ آندھی ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ قرآن پاک پہلی الہامی کتاب ہے جس میں قوم عاد کا ذکر ملتا ہے۔ سابقہ کتب میں اس قوم یا اس کی ہلاکت کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں سیدنا ہودؑ اور قوم عاد کا ذکر ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۸	الاعراف	۶۵۔۷۲
۱۲	ھود	۵۰۔۶۰
۱۹	الشعرآء	۱۲۳۔۱۴۰
۲۰	العنکبوت	۳۸
۲۴	حٰمٓ السجدۃ	۱۳۔۱۶
۲۷	الذاریٰت	۴۱۔۴۲
۲۷	النجم	۵۰
۲۷	القمر	۱۸۔۲۱
۲۹	الحاقہ	۴،۶۔۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

- اور عاد کی طرف (ہم نے) ان کی برادری سے ہودؑ کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ (انہوں نے) کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں (اللہ کے غضب کا) ڈر نہیں؟۔ (الاعراف ٦٥)
- اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے: بے شک ہم تمہیں نادان (کم عقل) سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔ (الاعراف ٦٦)
- (ہودؑ نے) کہا: اے میری قوم! مجھے بیوقوفی سے کیا علاقہ؟ میں تو سب جہانوں کے پروردگار کا فرستادہ رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا سچا خیر خواہ اور امانت دار ہوں۔ (الاعراف ٦٧،٦٨)
- اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے، تم ہی میں سے ایک مرد (رسول خدا) کے ذریعے نصیحت آئی کہ وہ تمہیں ڈرائے (متنبہ کرے) اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوحؑ کا جانشین مقرر فرمایا اور تم کو ڈیل ڈول میں زیادہ وسعت دی (یعنی کشادہ قامت اور قوی بنایا) پس اللہ کی نعمتیں یاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ (الاعراف ٦٩)
- وہ بولے: کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور (ان سب کو) چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ (یہ تو ہم نہ کریں گے) البتہ جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو (یعنی عذاب الٰہی) وہ لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ (الاعراف ٧٠)
- (ہودؑ نے) کہا: ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب مقرر ہو چکا۔ کیا مجھ سے خالی ان ناموں کے متعلق جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنے بتوں کے) رکھ لئے تھے حالانکہ اللہ نے ان کے (معبود ہونے) کی کوئی سند نہیں اتاری۔ تو (اگر تم نہیں مانتے) چلو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ (الاعراف ٧١)
- تو پھر ہم نے اسے (ہودؑ) اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی عظیم رحمت سے بچا لیا اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے اور مومن نہ تھے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ (الاعراف ٧٢)

Marfat.com

- اور قوم عاد کی طرف ان کے ہم قوم (بھائی) ھودؑ کو بھیجا۔ (ھودؑ نے) کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' (تم بتوں کو خدا کہہ کر اس کے ساتھ شریک کرتے ہو) یہ تمہارا اس پر محض بہتان ہے۔ (ھود ۵۰)
- اے میری قوم! میں اس (تبلیغ اور نصیحت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اسی کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ تو کیا تم میں شعور نہیں؟۔ (ھود ۵۱)
- اور اے میری قوم! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع کرو اللہ تم پر زور کی بارش برسائے گا اور تم کو قوی سے قوی تر کر دے گا۔ تم (میری نصیحت رد کر کے) جرم نہ کرو اور (اللہ سے) روگردانی نہ کرو۔ (ھود ۵۲)
- وہ بولے: اے ھودؑ! تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے اور ہم صرف تمہارے کہنے پر اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں' اور نہ تمہاری بات پر ایمان لانے والے ہیں۔ (ھود ۵۳)
- ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہی کسی معبود نے (جن کی عبادت سے تم ہمیں منع کرتے ہو) تمہیں بری طرح آسیب زدہ کر دیا ہے۔ (اس پر ھودؑ نے) کہا: میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ (ھود ۵۴)
- اس اللہ کے سوا (جس کی میں عبادت کرتا ہوں) تم سب مل کر میرا برا چاہو' پھر مجھے ہرگز مہلت نہ دو (مگر تم میرا کچھ نہ بگاڑ سکو گے)۔ (ھود ۵۵)
- میں نے تو اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے کوئی چلنے والا (ایسا) نہیں (روئے زمین پر) ہر چلنے پھرنے والے کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بے شک میرا رب سیدھے (دین کے) راستے پر ہے۔ (ھود ۵۶)
- پھر اگر (اس کے بعد بھی) تم روگردانی کرو تو میں تمہیں (وہ کچھ) پہنچا چکا ہوں جو (مجھے تمہاری طرف دے کر بھیجا گیا' اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (ھود ۵۷)
- اور جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے ھودؑ اور اس کے ساتھ کے ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ (ھود ۵۸)

Marfat.com

○ اور یہ عاد ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش (متکبر) کے کہنے پر چلے۔ (ھود ۵۹)

○ اور ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگی رہی اور قیامت کے دن (بھی لگی رہے گی) سن لو: بے شک عاد نے اپنے رب سے کفر کیا (خوب جان لو) ھودؑ کی قوم عاد پر پھٹکار ہے (اور وہ رحمت سے دور پھینک دیئے گئے)۔ (ھود ۶۰)

○ قوم عاد نے رسولوں (ھودؑ اور ان سے قبل کے پیغمبروں) کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے ہم قوم ھودؑ نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔ (الشعرآء ۱۲۳'۱۲۴)

○ بے شک میں تمہارے لئے (اللہ کی طرف سے) امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (الشعرآء ۱۲۵۔۱۲۷)

○ کیا ہر بلندی پر ایک نشان (بلند و مستحکم عمارت) بناتے ہو (اہل ایمان کا ٹھٹھا اڑانے کو) اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ ان میں رہو گے۔ اور جب کسی کی گرفت کرتے ہو تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ (ان ظالمانہ حرکات سے باز آجاؤ)۔ (الشعرآء ۱۲۶۔۱۳۱)

○ اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی' ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں۔ (اس نے) تمہاری مدد کی چوپایوں سے اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے۔ (الشعرآء ۱۳۲۔۱۳۴)

○ بے شک مجھے ڈر ہے (تم پر) ایک بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ (الشعرآء ۱۳۵)

○ وہ بولے: ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو۔ (نصیحت نہ کرو)۔ یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت' اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہو گا۔ (الشعرآء ۱۳۶۔۱۳۸)

○ غرض انہوں نے اسے (ھودؑ کو) جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا۔ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت سے ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی غلبے والا اور مہربان ہے۔ (الشعرآء ۱۳۹'۱۴۰)

○ اور عاد اور ثمود کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تم پر یہ حقیقت ان کی بستیوں سے (جو اب کھنڈر بن چکی ہیں) بالکل ظاہر ہے۔ اور شیطان نے ان کے اعمال بد کو ان کی نگاہ میں

Marfat.com

خوشنما کر کے دکھایا اور انہیں سیدھے راستے سے روکا اور وہ دنیاوی معاملات میں بڑے ہشیار تھے (مگر ان کی یہ ہشیاری ان کے کام نہ آئی)۔ (العنکبوت ۳۸)

- پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے، جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔ (حٰمٓ السجدہ ۱۳)
- جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو (تو وہ) بولے: ہمارا رب چاہتا تو (ہماری طرف) فرشتے اتارتا تو جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔ (حٰمٓ السجدہ ۱۴)
- تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور بولے: ہم سے زیادہ کس کا زور ہے اور کیا انہوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے انہیں بنایا ہے ان سے زیادہ قوی ہے۔ اور (وہ) ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ (حٰمٓ السجدہ ۱۵)
- تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی، سخت گرج کی، ان کی شامت کے دنوں میں تاکہ ہم انہیں رسوائی کے عذاب کا مزا چکھائیں دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (حٰمٓ السجدہ ۱۶)
- اور عاد (کے واقعہ) میں بھی عبرت ہے جب ہم نے ان پر (خیر و برکت سے) خالی آندھی بھیجی۔ جس پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح (ریزہ ریزہ) کر چھوڑتی۔ (الذاریٰت ۴۱، ۴۲)
- اور یہ کہ اسی (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے عاد اول (قوم ھودؑ) کو ہلاک فرمایا۔ (النجم ۵۰)
- عاد نے جھٹلایا، تو پھر دیکھ لیا کہ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (عبرت آموز) تھا۔ (القمر ۱۸)
- بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔ ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی۔ (یہ آندھی) لوگوں کو یوں مارتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ تو (پس دیکھ لو) کیسا (ہولناک) ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ (القمر ۱۹-۲۱)
- اور عاد و ثمود نے اس سخت دہلا دینے والی گھڑی کو جھٹلایا۔ (الحاقّہ ۴)
- پس عاد تو ایک سخت گرجتی ہوئی آندھی سے ہلاک کئے گئے جو ان پر سات راتیں اور

Marfat.com

آٹھ دن متواتر (اللہ کی طرف سے) مسلط رہی۔ پھر (اگر تو) ان کو دیکھتا تو ایسا گرا ہوا پاتا جیسے کھجور کے (بے حس و حرکت) کھوکھلے تنے (پڑے ہوتے ہیں) تو تم ان میں سے (آج) کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو؟۔ (الحاقۃ ۶-۸)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ سے مظہر ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا ھود علیہ السلام اور ان کی قوم (عاد) کا یہ قصہ ان کے بعد آنے والے لوگوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے اپنی آخری کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف ان کے ہم قوم بھائی ھودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: اے بھائیو! خدا کی عبادت کرو اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا اللہ سبحان و تعالیٰ پر بہتان باندھنے کے مترادف ہے۔ تم اس کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہراتے ہو' کیا تمہیں اللہ سبحان و تعالیٰ کے غضب کا خوف نہیں؟ اللہ سبحان و تعالیٰ کے اس رسول نے اپنی قوم سے کہا: اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگو اور اس سے مغفرت چاہو۔ اس کے صلے میں وہ تم پر آسمان کے دہانے (منہ) کھول دے گا۔ تم پر ابر رحمت بھیجے گا اور تمہاری قوت وطاقت میں مزید اضافہ فرمائے گا۔ اس کے احکام سے سرکشی کر کے اس سے منہ نہ پھیرو۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر نے اپنی قوم کو واضح الفاظ میں بتایا کہ وہ وحدانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اس کا وہ کوئی اجر نہیں مانگتے بلکہ انہیں ان کے کام کا اجر تو اللہ سبحان و تعالیٰ دے گا جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ مگر قوم عاد نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کو جھٹلایا اور کہنے لگے تم تو کوئی بے عقل معلوم ہوتے ہو۔ ہم لوگ تو تم کو جھوٹا انسان خیال کرتے ہیں۔ تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لے کر آئے نہیں اور نہ ہی ہم تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ ہی تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ تجھ پر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے جو تو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ کیا تم صرف اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے دور کر دو؟ اگر ہمارے پروردگار نے کوئی پیغمبر بھیجنا ہوتا تو وہ آسمان سے فرشتے اتار دیتا' اور جو دین لے کر تم ہمارے پاس آئے ہو اس کو ہم بالکل نہیں مانتے۔ پھر تم جس عذاب کے آنے کی وعید دے رہے ہو ہم اسے بالکل نہیں مانتے۔ تم جاؤ اور ہم پر اس عذاب کو نازل کردو۔

اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر نے اپنی قوم کو بتایا کہ: اے میری قوم! میں بے عقل نہیں اور نہ ہی میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہوں۔ میں تو اللہ سبحان و تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں' اور تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ یقین مانو میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ کیا تم اس بات پر تعجب کر رہے ہو کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری قوم کے ایک شخص کو اپنے پیغامات دے کر بھیجا ہے؟ تاکہ وہ تم کو اس کے عذاب سے ڈرائے مت بھولو کہ تمہارے رب نے تمہیں قوم

Marfat.com

نوحؑ کے بعد ان کا جانشین بنایا ہے اور تمہیں اوروں کے مقابلے میں تنومند بھی کیا ہے۔ پس اللہ سبحان و تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ میں گواہ بناتا ہوں تم بھی گواہ رہنا کہ تم خدا کے سوا جن کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے بالکل بیزار ہوں۔ اب خواہ تم سب مل کر میرے خلاف کوئی سازش کر لو اور مجھے مہلت تک نہ دو۔ میں تو اللہ سبحان و تعالیٰ پر ہی بھروسہ کروں گا کہ وہ میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی' اور دنیا کی ہر مخلوق پر اس کو قدرت حاصل ہے۔ یقیناً میرا رب عدل وانصاف کی سیدھی راہ پر ہے اور عذاب کے آنے کی خبر تو اللہ سبحان و تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر تم اس سے منہ پھیرتے ہو تو پھیرے رہو۔ میں جو حکم دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا تھا میں وہ تم تک پہنچا چکا ہوں۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ اب بھی جہالت سے کام لے رہے ہو۔ اگر تم نہ سنبھلے تو میرا پروردگار تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم لوگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا رب ہر چیز پر نگران ہے اور وہ دیکھنے اور جاننے والا ہے۔

قوم عاد نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ہودؑ سے پوچھا: کیا قوت اور طاقت میں ہم سے بڑھ کر بھی کوئی ہے؟ اور کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور جن معبودوں کو ہمارے بڑے پوجتے چلے آ رہے ہیں ان کی پوجا کرنا چھوڑ دیں؟ یوں قوم عاد اللہ سبحان و تعالیٰ کی وحدانیت سے برابر انکار کرتی رہی' وہ نہیں جانتے تھے کہ جس رب نے انہیں پیدا فرمایا ہے وہ قوت میں ان سے کہیں زیادہ ہے۔ غرض وہ لوگ اللہ سبحان و تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے۔

ہودؑ نے ایک بار پھر ان سے کہا: کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے؟ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ میری بات مانو اور اللہ سبحان و تعالیٰ سے ڈرو۔ تم لوگ تو ہر اونچی جگہ پر ایسے بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے تم نے ہمیشہ اس دنیا میں رہنا ہے۔ تم دوسروں پر تو بڑی سختی کرتے ہو پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے؟ جس نے تمہاری طرح طرح سے مدد کی۔ تمہیں ڈھور ڈنگر بخشے' بیٹے عطا کئے' باغات اور چشمے دیئے' لیکن تم ہو کہ اس کو یاد ہی نہیں کرتے۔ یقیناً روز حشر تم سخت عذاب کا مزہ چکھو گے۔ مگر قوم عاد تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کو جھٹلانے پر کمربستہ تھی۔

انہوں نے کہا: تمہارا ہمیں نصیحت کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ پھر جس عذاب کا ڈراوا تم ہمیں دے رہے ہو وہ ہم پر کبھی بھی نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی ہم پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی ہودؑ نے ایک بار پھر اپنی قوم کو متنبہ کیا اور صاف صاف بتا دیا کہ: اللہ

Marfat.com

سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ان پر کسی وقت بھی عذاب نازل ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی نے بارہا ان کی توجہ بت پرستی جیسی لعنت کی طرف دلائی اور کہا: تم نے جو بت تراش رکھے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے تو ان کے معبود ہونے کی کوئی سند نہیں اتاری۔ مگر تم ان کو اپنا معبود ٹھہراتے ہو۔ پس تم اللہ سبحان و تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

پھر جب قوم ھودؑ نے دیکھا کہ عذاب بادل کی صورت میں ان کی طرف اُمڈ رہا ہے تو وہ کہنے لگے یہ تو بس ایک ابر ہے لگتا ہے کہ یہ ہم پر نہیں برسے گا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ تو خدا کا عذاب ہے جس کے لئے وہ (قوم عاد) خود جلدی مچا رہے تھے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیؑ سے کہتے تھے کہ اگر تم لا سکتے ہو تو عذاب لے آؤ۔

قوم عاد کے برے دن آ چکے تھے پھر انہی دنوں میں سے ایک دن انہیں زوردار آندھی نے آ لیا جو برابر سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ ان کی بستیاں تباہ ہو گئیں اور خود ایسے بے جان شے بن گئے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے پڑے ہوں وہ ہوا ایسی تیز تھی کہ جس چیز پر سے گزرتی اسے ایک بوسیدہ ہڈی کی طرح ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے یہ عذاب قوم عاد کو ان کی دنیاوی زندگی میں مزا چکھانے کی غرض سے نازل کیا تھا اور ابھی آخرت کا عذاب ان کا مقدر ہے جو اس عذاب سے کہیں زیادہ سخت اور رسوا کن ہو گا پھر ان کا وہاں کوئی بھی مددگار نہ ہو گا۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے قوم عاد کو بڑا اچھا نصیب دیا تھا انہیں کان آنکھیں اور دل عطا فرمائے، لیکن وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی آیات سے انکاری رہے۔ چنانچہ نہ تو ان کے کان ان کے کام آئے نہ آنکھیں اور نہ ہی دل۔ انہوں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کی تعلیمات پر غور ہی نہ کیا جو اس نے اپنے رسولؑ کے ذریعے ان کی طرف بھجوائی تھیں۔ بلکہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کا مذاق اڑاتے رہے اور اس عذاب کا بھی جس کی وعید اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر نے ان کو سنائی تھی۔ پھر آخر کار اللہ سبحان و تعالیٰ کے عذاب نے ان کو آ لیا۔ ان پر تیز آندھی کا عذاب نازل ہوا جس نے نہ صرف قوم عاد کو ہلاک کر دیا بلکہ ان کی بستیاں اور گھر جو وہ بڑی شان سے تعمیر کرتے تھے نیست و نابود کر دیئے۔ قوم عاد کے لوگ اس ویرانے میں اس طرح پڑے تھے گویا کھجور کے کھوکھلے تنے تباہ ہو کر گرے پڑے ہوں۔ یوں ان کو لعنت میں مبتلا کر دیا گیا جو اس رہتی دنیا تک تو ان کا مقدر رہے گی ہی۔ اور قیامت کے روز یہ لعنت اور اللہ سبحان و تعالیٰ کا

Marfat.com

عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہوگا۔ لیکن اس سارے عذاب اور بستیوں کی تباہی کے باوجود اللہ سبحان و تعالیٰ نے نہ صرف اپنے نبی ھودؑ کو بچالیا بلکہ ان کے ماننے والے لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے وہ بھی اس عذاب سے محفوظ رہے۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کا نام ونشان تک مٹ جایا کرتا ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

سیدنا حضرت ھود علیہ السلام اور سیدنا حضرت صالح علیہ السلام دو ایسے پیغمبران خدا تھے جو سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین بن کر عرب کے دو قبیلوں عاد (حضرت ھودؑ کی قوم) اور ثمود (سیدنا صالحؑ کی قوم) کی طرف بھیجے گئے۔ قرآن پاک نے قوم ثمود کو وادی حجر کے باشندے بیان کیا ہے۔(الحجر ۸۴) یہ لوگ بھی قوم عاد کی طرح پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے۔ جب سیدنا صالحؑ نے قوم ثمود کو دعوت توحید دی تو انہوں نے آپؑ کو جھوٹا، خود پسند، شہرت کا خواہاں، سحرزدہ اور دیوانہ جیسے الفاظ سے پکارا، لیکن جب سیدنا صالحؑ اپنے ارادے پر اٹل رہے تو قوم ثمود نے آپؑ سے نشانی طلب کی اور قیامت کو جھٹلایا۔ تب اللہ سبحان وتعالیٰ نے ایک اونٹنی ان کے لئے ایک آزمائش اور نشانی کے طور پر بھیجی۔ قوم ثمود نے باوجود منع کئے جانے کے اونٹنی کے ساتھ ظلم کیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس کے نتیجے میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے قوم ثمود کو ایک ہلا دینے والی بجلی کی کڑک سے جسے قرآن میں کہیں صاعقہ (بجلی کی کڑک) کہیں رجفہ (زلزلہ) اور کہیں صیحہ (چیخ) کا نام دیا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے قوم ثمود کے ان لوگوں کو ہلاک کر ڈالا جنہوں نے سیدنا صالحؑ کی تکذیب کی اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے فرمان سے منہ موڑا مگر ایمان والوں کو نجات عطا فرمائی۔

Marfat.com

سیدنا صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا ذکر قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۸	الاعراف	۷۳-۷۹
۱۲	هود	۶۱-۶۸
۱۳	ابراہیم	۹
۱۴	الحجر	۸۰-۸۴
۱۵	بنیٓ اسرآئیل	۵۹
۱۹	الشعرآء	۱۴۰-۱۵۸
۱۹	النمل	۴۵-۵۳
۲۰	العنکبوت	۳۸
۲۴	حٰمٓ السجدة	۱۷-۱۸
۲۶	الذاریٰت	۴۳-۴۵
۲۷	النجم	۵۱
۲۷	القمر	۲۳-۳۱
۲۹	الحآقه	۴، ۵
۳۰	الفجر	۹
۳۰	الشمس	۱۱-۱۵

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

- اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالحؑ کو بھیجا۔ (اس نے) کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی۔ یہ اللہ کا ناقہ (اونٹنی) ہے۔ تمہارے لئے نشانی' تو اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی (بدنیتی) سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تم پر دردناک عذاب آئے گا۔ (الاعراف ۷۳)
- اور یاد کرو جب تم کو عاد کا جانشین کیا اور ملک میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو' تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ (الاعراف ۷۴)
- اس کی قوم کے تکبر والے کمزور مسلمانوں سے بولے: کیا تم جانتے ہو کہ صالحؑ اپنے رب کے رسول ہیں؟ وہ بولے وہ جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ (الاعراف ۷۵)
- متکبر بولے: تم جس پر ایمان لائے ہو ہمیں اس سے انکار ہے۔ (الاعراف ۷۶)
- پس (انہوں نے) ناقہ کی کونچیں (ٹخنے پر سے پاؤں) کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے: اے صالحؑ! ہم پر لے آؤ (وہ عذاب) جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو۔ (الاعراف ۷۷)
- تو انہیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ تو صالحؑ نے ان سے منہ پھیرا اور کہا: اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیرخواہوں کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں۔ (الاعراف ۷۸'۷۹)
- اور ثمود کی طرف سے ان کے ہم قوم صالحؑ کو (بھیجا' اس نے) کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں تمہیں بسایا (آباد کیا) تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ بے شک میرا رب قریب (اور) دعا سننے والا ہے۔ (ھود ٦١)
- بولے اے صالحؑ: اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ (ہمیں تم سے بڑی امیدیں تھیں) کیا تم ہمیں اس بات سے منع کرتے ہو کہ (ہم) اپنے باپ دادا کے

Marfat.com

معبودوں کو نہ پوجیں اور بے شک جس بات کی طرف (تم) ہمیں بلاتے ہو ہم تو اس کے بارے میں بڑے شبہ میں پڑے ہیں۔ (حضرت صالحؑ) بولے: اے میری قوم: بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے (نبوت جیسی) رحمت بخشی ہے تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم تو سراسر مجھے نقصان ہی پہنچاؤ گے۔ (ھود ۶۲،۶۳)

- اور اے میری قوم: یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی۔ تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اسے نقصان پہنچانے کی نیت سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم کو بہت جلد عذاب آ پکڑے گا۔ (ھود ۶۴)
- تو انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تو صالحؑ نے کہا: اپنے گھروں میں تین دن مزید زندگی کر لو (پھر تم عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے) یہ اللہ کا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوتا۔ (ھود ۶۵)
- پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا۔ ہم نے صالحؑ کو اور اس کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا اور اس دن (حشر) کی رسوائی سے بھی (بچا لیا) بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے۔ (ھود ۶۶)
- اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے۔ سن لو کہ بے شک ثمود نے اپنے رب سے کفر کا ارتکاب کیا۔ ارے لعنت ہو ثمود پر۔ (ھود ۶۷،۶۸)
- کیا تمہیں ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں؟ یعنی قوم نوحؑ، قوم عاد اور قوم ثمود کی اور جو ان کے بعد ہوئے۔ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے۔ تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے (منہ پر رکھ لئے) اور (حیرت سے) بولے: ہم منکر ہیں، اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بھلاتے ہو ہمیں تو اس میں بڑا شبہ ہے اور وہ ہمیں تردد میں ڈالنے کے لئے ہے۔ (ابراہیم ۹)
- اور بے شک حجر (کی بستی میں رہنے) والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ (الحجر ۸۰)
- اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں (معجزات) دکھائیں۔ تب بھی وہ ان سے پھرے رہے۔ (الحجر ۸۱)

Marfat.com

- اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے (تاکہ) ان میں سکون سے رہ سکیں۔ (الحجر ۸۲)
- تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ نے آ لیا۔ تو ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔ (الحجر ۸۳'۸۴)
- اور ہم نے ایسی نشانیاں بھیجنا اس لئے بند کر دیں کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں۔ (مثال کے طور پر) ہم نے قوم ثمود کو ناقہ دیا (ان کی) آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لئے۔ (بنی اسرائیل ۵۹)
- ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے ہم قوم (بھائی) صالحؑ نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں؟ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا اس پر' میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (الشعرآء ۱۴۰۔۱۴۵)
- کیا تم یہاں کی نعمتوں سے لطف اٹھانے کے لئے چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں' جن کے شگوفے نرم و نازک ہیں اور پہاڑوں میں سے پر تکلف گھر تراشتے ہو (کہ یہاں ہمیشہ رہو گے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں کا کہا نہ مانو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور (معاشرہ کی) اصلاح نہیں چاہتے۔ (الشعرآء ۱۴۶۔۱۵۲)
- بولے تم پر ضرور جادو ہوا ہے آخر تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر (دعویٰ پیغمبری میں) سچے ہو۔ (الشعرآء ۱۵۳۔۱۵۴)
- فرمایا: یہ ناقہ ہے' ایک دن اس کی پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین دن تمہاری باری' اور اسے نقصان پہنچانے کے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ لے گا۔ (الشعرآء ۱۵۵'۱۵۶)
- اس پر انہوں نے اس کی کونچیں (ٹخنوں سے پاؤں) کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے تو انہیں عذاب نے آ لیا۔ بے شک اس میں (سبق آموز) نشانی ہے اور ان میں سے بہت سے ایمان والے نہ تھے۔ (الشعرآء ۱۵۷'۱۵۸)
- اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالحؑ کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو تو وہ دو

Marfat.com

گروہوں میں بٹ گئے، جھگڑا کرنے لگے۔ (النمل ۴۵)

- صالحؑ نے فرمایا: اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی میں جلدی کیوں کرتے ہو؟ اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے، شاید تم پر رحم کیا جائے۔ (النمل ۴۶)
- بولے: ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے، فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو (تمہاری آزمائش ہو رہی ہے)۔ (النمل ۴۷)
- اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد پھیلاتے اور اصلاح نہ چاہتے تھے۔ (وہ) آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور شبخون ماریں گے صالحؑ اور اس کے گھر والوں پر، پھر اس کے ورثاء سے کہیں گے کہ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم تو موجود ہی نہ تھے اور بے شک ہم سچے ہیں۔ (النمل ۴۸، ۴۹)
- اور انہوں نے اپنا سا مکر (خفیہ سازش) کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر کی اور وہ غافل رہے۔ تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کی سازش کا، ہم نے ہلاک کر دیا انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔ تو یہ ہیں ان کے گھر جو تباہ ہو گئے۔ یہ بدلہ ہے ان کے ظلم کا۔ بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے اور ہم نے بچا لیا (ان کو) جو ایمان لائے اور (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرتے تھے۔ (النمل ۵۰۔۵۳)
- اور عاد اور ثمود کو ہم نے (ان کی نافرمانی کے باعث) ہلاک کیا اور ان کی بستیوں کی (تباہی سے) یہ حقیقت تم پر روشن ہو چکی ہے اور شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نگاہ میں خوشنما کر کے دکھایا تھا اور انہیں راہ حق سے روک رکھا تھا مگر وہ (دنیاوی معاملات میں) بڑے ہشیار تھے (لیکن ان کی یہ ہشیاری ان کے کام نہ آئی)۔ (العنکبوت ۳۸)
- پھر اگر وہ منہ پھیریں تو (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ میں ڈرتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔ (حٰمٓ السجدۃ ۱۳)
- جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو (وہ) بولے ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا، تو جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے۔ (حٰمٓ السجدۃ ۱۴)
- تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور بولے: ہم سے زیادہ زور آور

Marfat.com

کون ہے؟ اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے اور ہماری آیتوں سے انکار ہی کرتے رہے۔ (حٰمٓ السجدۃ ۱۵)

○ تو ہم نے ان کی نحوست کے دنوں میں ان پر ایک زوردار آندھی بھیجی' تاکہ ہم انہیں دنیا میں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور بے شک آخرت کا عذاب تو سب سے زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی مدد بھی نہ کی جائے گی۔ (حٰمٓ السجدۃ ۱۶)

○ اور رہے ثمود' انہیں ہم نے راہ دکھائی تو انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں اندھا رہنے کو پسند کیا۔ تو انہیں ان برے اعمال کی پاداش میں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آ لیا' اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لائے' اور ڈرتے تھے۔ (حٰمٓ السجدۃ ۱۷'۱۸)

○ اور (اس طرح) ثمود کے واقعہ میں بھی نشانی ہے جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک (دنیا میں) فائدہ اٹھا لو لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آ لیا تو وہ کھڑے بھی نہ ہو سکے اور نہ وہ (ہم سے) بدلہ لے سکتے تھے۔ (الذاریٰت ۴۳-۴۵)

○ اور ثمود کو بھی (ہلاک کیا) اور کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ (النجم ۵۱)

○ ثمود نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا (اور) بولے: کیا ہم اپنے میں سے ایک (اپنے جیسے) انسان کی تابعداری کریں' جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔ کیا ہم سب میں سے اس پر وحی نازل ہوئی ہے (اس میں بھلا کون سی بات تھی) بلکہ وہ سخت جھوٹا ہے اور اپنی بڑائی آپ کرنے والا ہے۔ (القمر ۲۳-۲۵)

○ وہ بہت جلد (بلکہ) کل ہی جان جائیں گے کون جھوٹا شیخی مارنے والا ہے (نبیؑ یا یہ لوگ) ہم ان کی آزمائش کے لئے ناقہ بھیجنے والے ہیں تو اے صالحؑ! دیکھتے رہنا اور صبر سے کام لینا (کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے)۔ (القمر ۲۶'۲۷)

○ اور انہیں آگاہ کر دے کہ ان کے درمیان پانی کی تقسیم کر دی گئی ہے اور سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوا کریں گے۔ (القمر ۲۸)

○ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس نے ناقہ پر وار کیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ (القمر ۲۹)

○ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا' بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی' جبھی وہ

Marfat.com

ہو گئے جیسے باڑ کی بچی ہوئی گھاس جو روند دی گئی ہو۔ (القمر ۳۰،۳۱)

- ثمود وعاد نے اس (دل ہلا دینے والی) گھڑی کو جھٹلایا پس ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے (الحاقہ ۴،۵)
- اور رہی قوم عاد تو وہ ایک نہایت تند و تیز اور سخت ہوا سے تباہ کر دیئے گئے اور ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں (تاکہ گھر بنا کر رہیں) (الفجر ۹)
- ثمود نے اپنی سرکشی سے (حضرت صالحؑ کو) جھٹلایا جب ان میں سے ایک بدبخت اٹھ کھڑا ہوا (تاکہ اونٹنی کو قتل کر دے) تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ کے ناقہ اور اس کے پانی پینے کی باری سے خبردار رہنا۔ (الشمس ۱۱-۱۳)
- تو انہوں نے اسے (پیغمبرؑ کو) جھٹلایا پھر ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں تو ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب عذاب نازل کیا اور ان کی بستی برابر کر دی اور اللہ کو انتقام کا کوئی خوف نہیں۔ (الشمس ۱۴،۱۵)

Marfat.com

اللہ سبحان و تعالیٰ نے قوم عاد کے بعد، قوم ثمود کو قوم عاد ہی کا جانشین بنایا اور انہیں خطہ زمین پر ایک زبردست، عالیشان ٹھکانہ دیا۔ جس میں اونچے اونچے پہاڑ اور وسیع و عریض وادیاں تھیں۔ وہ نرم اور ہموار زمین والی وادیوں میں اپنے لئے سربفلک محل بنایا کرتے تھے اور پہاڑوں کو تراش کر ان کے اندر اپنے لئے مضبوط قلعہ نما مکان تعمیر کرتے تھے۔ اس طرح انہوں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے بنائے ہوئے میدانوں اور پہاڑوں پر قبضہ جما رکھا تھا۔

قوم ثمود نے وہ تمام ظاہری انعامات بھلا دیئے جن کی اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان پر بھرمار کی تھی اور اپنے ملک میں چاروں طرف فتنہ وفساد برپا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے فساد کو ختم کرنے کے لئے اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا۔ یہ صالح مرد اسی قوم کے صالح علیہ السلام تھے جنہیں قوم میں سے ہونے کی بناء پر ان کا بھائی کہا جاتا تھا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کو مقصود تھا کہ سب مل کر ایک اللہ سبحان و تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے وضع کئے گئے اصولوں کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں۔ جونہی اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی صالحؑ نے قوم ثمود کو دعوت توحید دی تو وہ ایک قوم سے دو بڑے فریقین میں تقسیم ہو گئے اور ان کے آپس کے جھگڑے کھل کر سامنے آگئے۔

ان کے بھائی صالحؑ نے ان سے کہا: کہ اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ سبحان و تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اللہ سبحان و تعالیٰ سے ڈرو۔ میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں، جس کے پاس تمہاری ایک امانت ہے۔ پس اللہ سبحان و تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، میں جو پیغام لے کر تمہارے طرف آیا ہوں اور تم تک پہنچا رہا ہوں اس کام کے صلے میں مجھے تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہئے۔ میرا اجروثواب تو صرف رب العالمین کے پاس ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیؑ نے ان سے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ زندگی ہمیشہ کے لئے ہے اور تم اس دنیا کی چیزوں میں یونہی بے فکر اور بے کار، بغیر کسی مقصد زندگی کے چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ یہ باغات جو تمہاری ملکیت ہیں یہ چشمے جو فراوانی سے پہاڑوں سے تمہارے باغات اور کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے بہتے ہیں اور یہ تمہاری سرسبز وشاداب کھیتیاں جو تمہارے لئے غلہ پیدا کرتی ہیں یہ نرم ونرم خوشوں سے لدی ہوئی کھجوروں کے باغات، تم اس سبزے، ہریالی، اور پھلوں کی بہتات سے کس طرح خوش ہوتے ہو؟ اور اس خوشی میں مزید اضافہ کرنے کے لئے پہاڑوں کے اندر عالیشان گھر تراش کر ایک عمدہ زندگی گزار رہے ہو۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسولؑ نے خبردار کیا کہ جو لوگ زمین میں دنگا فساد مچا کر، اس امن

Marfat.com

دامان کو، جو اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں بن مانگے دے رکھا ہے، غارت کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں بدعقیدگی پھیلانے کے لئے فساد مچا رہے ہیں اس بے ترتیبی اور فساد کو روکنے کے لئے نہ تو عام لوگوں کی طرح اصلاح کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔ ان حد سے گزر جانے والے لوگوں کا بالکل کہا نہ مانو اور ان کی جماعت میں شامل نہ ہونا بلکہ اللہ سبحان و تعالیٰ سے جو، خالق اور مالک ہے۔ ڈرو، میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔ سیدنا صالحؑ نے اپنی قوم کو بتایا کہ ان سے قبل قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور اب بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کی تکذیب کر رہے ہیں اس پر قوم ثمود کے سرداروں نے کہا: کیا بات ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر، تو ہی ایک ایسا آدمی رہ گیا تھا، جس پر وحی نازل کی گئی ہے؟ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو تو نہایت ہی جھوٹا اور خود پسند انسان ہے جو شہرت اور بڑائی چاہتا ہے کیا ہم اپنی ہی قوم میں سے، تیرے جیسے ایک عام سے آدمی کی پیروی کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم گمراہی نہیں بلکہ دیوانگی کا شکار ہوں گے اور اب ہمیں اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم یقیناً" ایک سحر زدہ انسان ہو اور تمہیں کسی آسیب یا بدروح نے آلیا ہے۔ قوم کے سرداروں نے یہ بھی کہا: اے صالحؑ! تو نے جب تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تب تک تو شاید تو ہمارے لئے معمولی سا، کام کا آدمی تھا۔ مگر اب جو تو ہمارے درمیان توجہ کا مرکز بنا ہے تو ہمیں ذرا یہ تو بتا کہ تو کس وجہ سے ہمیں ہمارے ان معبودوں کی پرستش کرنے سے منع کرتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں اور جس اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں تو ہمیں بڑے شکوک و شبہات ہیں۔

پھر قوم ثمود اور ان کے سرداروں نے اپنا رخ ان کی طرف موڑا جو ایمان لا کر صالحؑ کے ساتھ ہو چکے تھے۔ قوم کے وہ سردار جو تکبر میں باقیوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ان غریب و مسکین لوگوں سے جو ایمان لا چکے تھے، کہنے لگے تو کیا تم جانتے ہو کہ صالحؑ خود کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے؟

تو ایمان لانے والے لوگوں نے کہا: "ہم نہ صرف اس کے اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ہونے پر، بلکہ وہ جو کچھ بھی ساتھ لایا ہے اور جو کچھ اب تک ہمارے پاس پہنچا ہے، اس پر کامل یقین رکھتے ہیں۔"

ایمان والوں کے اس جواب پر، غرور کے مارے سردار بھڑک کر کہنے لگے: اس پر اور جو وہ لایا ہے اور جس پر تم ایمان لائے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کی دعوت کو

Marfat.com

نہیں مانتے۔

پھر یہی سردار صالحؑ سے مخاطب ہو کر بولے: ہم نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو منہ لگا کر کچھ اچھا نہیں کیا۔ اس پر صالحؑ نے اپنی قوم کے تمام اعتراضات کے جواب میں کہا: اے میری قوم کے لوگو! دیکھو تو سہی، تم اس حقیقت کو کیسے نظرانداز کر سکتے ہو کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل لایا ہوں؟ اور اس نے مجھے رحمت عطا فرمائی ہے اگر میں اس رحمت سے ناشکری کروں اور اس کی ذرہ بھر بھی نافرمانی کروں تو میرا رب مجھ سے ناراض ہو کر مجھے اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔ پھر مجھے اس سے کون بچائے گا؟ تمہارے ساتھ رہنے اور تمہارے طرز زندگی میں شریک ہونے سے میرا اللہ سبحان و تعالیٰ کے ہاں نقصان بڑھتا جائے گا اور تم جس بدشگونی کا ذکر کرتے ہو بلاشبہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور تمہیں ڈرانے کے لئے ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ صحبت و مکالمے کے بعد اب معلوم ہو چکا ہے کہ تم ایک ایسی قوم ہو جو عنقریب سخت آزمائش میں ڈالی جائے گی۔

مگر قوم ثمود کے سرداروں نے کہا: ہمیں تو صاف نظر آ رہا ہے کہ تم اور کچھ نہیں، صرف ہم جیسے ایک انسان ہو، اور اگر تم واقعی سچے ہو تو، جاؤ جا کر ہمارے لئے کوئی ایک نشانی لے آؤ۔

صالحؑ نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: اے میری قوم! میں نے وہ پیغام جو تمہارے رب کی طرف سے مجھے ملا تھا تم تک پہنچا دیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ تم اپنے حق میں خیر خواہی کو پسند ہی نہیں کرتے۔ اس موقع پر اللہ سبحان و تعالیٰ نے صالحؑ سے فرمایا کہ جو لوگ ایمان نہیں لا رہے وہ بہت جلد، گویا کل ہی جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا ہے اور کون خودپسندی کے نشے میں چور ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبی کو بذریعہ وحی بتایا: کہ اے صالحؑ! ہم اپنی جانب سے ایک اونٹنی کو ان کے لئے آزمائش بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ اب تو اس اونٹنی کے آنے کا انتظار کر اور صبر و استقلال کے ساتھ ہماری ہدایات پر عمل پیرا رہ۔ پھر اللہ سبحان و تعالیٰ کی حکمت سے قوم ثمود کو اونٹنی، صالحؑ کی وساطت سے ملی۔ صالحؑ نے اونٹنی کو قوم کے سامنے پیش کیا اور کہا: اے میری قوم! یہ اونٹنی اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے وہ نشانی ہے جس کا تم مطالبہ کر رہے تھے۔ اس اونٹنی کو زمین پر آرام و چین سے گھومنے پھرنے دو، تاکہ یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی زمین پر جہاں سے چاہے چارہ کھائے اور اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرنا اور نہ ہی اسے نقصان پہنچانے کے ارادے سے چھونا۔ اگر تم نے

Marfat.com

اس کو کوئی تکلیف پہنچائی یا اس کی حق تلفی کی تو تمہیں بہت جلد اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب پکڑ لے گا۔ صالحؑ نے ایک بار پھر قوم کو توحید کی دعوت دی۔ سیدنا صالحؑ نے کہا: اے میری قوم! اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو' اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی اونٹنی تم تک ایک ایسی نشانی کے طور پر پہنچ چکی ہے جسے تم اپنے لئے مانگا کرتے تھے۔ پس اسے آزاد چھوڑ دو کہ یہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے گھومے پھرے' چارہ کھائے اور آرام کرے۔ اس کے ساتھ ہرگز کسی قسم کی زیادتی کا ارادہ نہ کرنا ورنہ تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی اونٹنی ان لوگوں کے چشموں اور گھاٹوں کا سارا پانی پی جاتی اور ہریالی کھا جاتی تھی۔ جس پر قوم کو خوف ہوا کہ اگر یہ اونٹنی اسی طرح کھاتی پیتی رہی تو ان کے مویشیوں کے لئے چارے اور پانی کی کمی ہو جائے گی۔ پس وہ اس اندیشے کو لے کر صالحؑ کے پاس آئے' اس پر صالحؑ نے ایک تدبیر نکالی۔ انہوں نے قوم سے کہا: ایک دن اونٹنی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں۔ جس دن یہ پانی پیئے گی اور باقی دن سارے مویشی وجانور پانی پئیں گے۔ اسی طرح ایک دن اونٹنی کے چارے کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور باقی دن تمہارے مویشیوں کے چرنے کے لئے اس طرح صرف ایک دن اونٹنی کے پانی پینے اور چارہ کھانے کی باری لگا دی گئی۔ صالحؑ نے ایک بار پھر قوم کو متنبہ کیا کہ اب اونٹنی اور تمہارے مویشیوں کے چرنے اور پانی پینے کے دن مقرر ہو چکے ہیں اب تم اونٹنی کے ساتھ برے سلوک کا ارادہ نہ کرنا ورنہ ایک دن تم بہت برے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

لیکن انہوں نے اونٹنی کے خلاف سازش کی اور اسے زخمی کرنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے بھی اپنی تدبیر کی اور وہ لوگ اس بارے میں قطعی طور پر کچھ نہ جانتے تھے۔

اس شہر میں نو شخص ایسے تھے جو علاقہ میں دنگا فساد مچاتے پھرتے تھے۔ وہ نہ تو اس فساد کی اصلاح چاہتے تھے اور نہ ہی اپنی طرف سے اصلاح کے لئے کچھ کرتے تھے۔ سیدنا صالحؑ نے بھی ان کے ناپاک ارادوں کو بھانپ لیا تھا' چنانچہ جب قوم ثمود نے بار بار اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کو بھی جھٹلایا اور سازشیں کیں اور' اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کی طرف جو اپنی نشانی ناقہ (اونٹنی) کی شکل میں بھیجی تھی اس کی کوچیں کاٹ دیں تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ برباد کر دینے

Marfat.com

کے انتباہ کو عملی جامہ پہنا دیا۔ جیسا کہ صالحؑ نے ان کو انتباہ کیا تھا کہ تم تین دن اور اپنے گھروں میں گزار لو۔ تیسرے دن علی الصبح اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب شروع ہو گیا۔ قوم ثمود کو ایک ہیبت ناک کڑک نے آ لیا جس کی گونج وحشت ناک تھی۔ یہ کڑک اتنی ہولناک تھی کہ چشم زدن میں قوم ثمود کے سارے افراد نیند سے بیدار ہوئے اور پھر اوندھے منہ گر گئے۔ ان کے مکانات جنہیں وہ حفاظتی قلعے سمجھتے تھے ان کے اوپر پلٹ دیئے گئے اور وہ ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ منوں ملبے کے نیچے دب گئے۔ ان کی بستیوں کی حالت اس طرح ہو گئی جیسے کہ وہ کبھی آباد تھی ہی نہیں۔ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ سے بدلہ لینے کی شیخی بگھارا کرتے تھے۔ مگر اللہ سبحان و تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ نیست و نابود کر دیئے گئے۔ انہوں نے اپنے تحفظ کے لئے جو انتظامات کر رکھے تھے یا جو کچھ مال و دولت جمع کر رکھا تھا ان کے کسی کام نہ آیا' اور وہ روندی ہوئی خشک گھاس کی مانند بے نشان ہو گئے۔

البتہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہولناک عذاب سے محفوظ رکھا' جو صالحؑ پر ایمان لائے تھے' کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان ایمان لانے والوں' اس کے رسول کو ماننے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کرنے والوں سے امان کا وعدہ کیا تھا۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ نہایت قوی اور غالب ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مہربان بھی ہے!

Marfat.com

جد انبیاء سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں سے تھے۔ آپؑ کی اولاد میں لاتعداد نبی اور رسول ہوئے جن میں سے چند انبیاء کرام کے نام یہ ہیں:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سیدنا اسحٰق علیہ السلام

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام

سیدنا موسیٰ علیہ السلام
(یہود)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
(نصاریٰ یا عیسائی)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰؐ
(امت مسلمہ یا مسلمان)

Marfat.com

چنانچہ آپؑ کو جد انبیاء بھی کہا جاتا ہے۔ نہ صرف جد انبیاء بلکہ آپؑ کا شمار اولوالعزم انبیاء میں بھی ہوتا ہے۔ آپؑ کی دعا کے نتیجے میں حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر نو فرمائی اور مسلمانوں کو حج کے لئے اللہ سبحان وتعالیٰ کے گھر آنے کی دعوت دی۔

کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر نو کے کام میں سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے سیدنا حضرت اسماعیلؑ جنہیں ذبیح اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے بھی شامل تھے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں آپؑ کو حنیف کہہ کر مخاطب فرمایا ہے یعنی آپؑ کے دین کو دین حنیف قرار دیا ہے اور واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:-

"ابراہیمؑ کو ہم نے اپنا مخلص دوست (خلیل) چن لیا۔"

قرآن پاک نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ کا تعارف اس طرح فرمایا ہے:-

"بے شک ابراہیمؑ ایک امام تھا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کا فرمانبردار اور سب سے جدا رہنے والا اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے احسانوں پر شکر ادا کرنے والا۔ اللہ نے اسے چن لیا اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے اسے دنیا میں بھی بھلائی عطا فرمائی اور بے شک آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوں گے۔ پھر (اے رسول ﷺ) ہم نے آپؑ کی طرف وحی بھیجی کہ آپؑ ملت ابراہیمؑ کا ہی اتباع کریں گے جو (خالص اللہ سبحان وتعالیٰ کے) رخ پر تھے اور ہرگز مشرکین میں سے نہیں تھے (النمل ۱۲۰-۱۲۲)

اب ان آیات مبارکہ کی تفصیل ملاحظہ کیجئے جو قرآن پاک سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم کی سیرت وکردار اور پاک زندگی کے تناظر میں بیان فرماتا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۲۴-۱۳۲
۱	البقرۃ	۱۳۵

Marfat.com

۳	البقرۃ	۲۵۸
۳	البقرۃ	۲۶۰
۳	آل عمران	۶۵-۶۸
۴	آل عمران	۹۵-۹۷
۵	النسآء	۱۲۵
۷	الانعام	۷۵-۸۶
۱۱	التوبہ	۱۱۴
۱۲	ھود	۶۹-۷۶
۱۳	ابراہیم	۳۵-۴۱
۱۴	الحجر	۵۱-۵۹
۱۴	النحل	۱۲۰-۱۲۳
۱۶	مریم	۴۱-۵۰
۱۷	الانبیآء	۵۱-۷۳
۱۷	الحج	۲۶،۲۷
۱۹	الشعرآء	۶۹-۱۰۴
۲۰	العنکبوت	۱۶-۲۷
۲۰	العنکبوت	۳۱،۳۲
۲۳	الصّٰفّٰت	۸۳-۱۱۳
۲۳	ص	۴۵-۴۷
۲۵	الزخرف	۲۶-۲۸
۲۶،۲۷	الذاریٰت	۲۴-۳۲
۲۷	الحدید	۲۶
۲۸	الممتحنہ	۴-۶

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا' تو وہ ان میں پورے اترے۔ (تب اللہ سبحان و تعالیٰ نے) فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا: اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا: (ابراہیمؑ) میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (البقرۃ ۱۲۴)
- اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (کعبۃ اللہ) کو لوگوں کے لئے مرجع اور جائے امن بنایا اور (حکم دیا کہ) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو کہ میرا گھر خوب صاف ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔ (البقرۃ ۱۲۵)
- اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب عرض کی ابراہیمؑ نے کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن والا شہر بنا دے' اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی عطا کر جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔ (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) فرمایا: اور جو کافر ہو اسے بھی تھوڑے دن نفع پہنچاؤں گا اور پھر اسے بے بس کر کے عذاب دوزخ کی طرف لاؤں گا اور (دوزخ) بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (البقرۃ ۱۲۶)
- اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اللہ سے دعا کر رہے تھے: اے رب ہمارے! ہماری یہ سعی قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (البقرۃ ۱۲۷)
- اے رب ہمارے! اور ہمیں اپنا حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنا اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا' اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (البقرۃ ۱۲۸)
- اے رب ہمارے! اور بھیج ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں (غیر اللہ سے) خوب ستھرا فرما دے۔ بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ (البقرۃ ۱۲۹)
- اور ابراہیمؑ کے دین سے کون منہ پھیرے گا سوائے اس کے' جس نے خود کو احمق بنا لیا اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں ان کو چن لیا اور بے شک وہ آخرت میں

Marfat.com

ہمارے خاص قرب کی اہلیت والوں میں سے ہیں۔ (البقرۃ ۱۳۰)

- جبکہ اس سے اس کے رب نے فرمایا کہ (میرا) تابع فرمان ہو جا' تو (اس نے) عرض کی: میں تمام عالم کے پروردگار کا مطیع ہوا۔ (البقرۃ ۱۳۱)
- اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان۔ (البقرۃ ۱۳۲)
- اور کتابی (یہود ونصاریٰ) بولے: یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے (اے نبی ﷺ) آپؐ فرما دیں کہ ہم نے تو ابراہیمؑ کا دین اختیار کیا' جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے ہو رہے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (البقرۃ ۱۳۵)
- اے محبوبؐ! کیا آپؐ نے دیکھا تھا اسے (نمرود کو) جس نے ابراہیمؑ سے اس کے پروردگار کے بارے میں بحث کی۔ اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے۔ (وہ) بولا: میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا: تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آ۔ تو ہوش اڑ گئے کافر کے' اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ (البقرۃ ۲۵۸)
- اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے اے رب میرے! مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا؟ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا: یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے' فرمایا: تو اچھا' چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر (ان کو ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔ پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان لے کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (البقرۃ ۲۶۰)
- اے اہل کتاب! ابراہیمؑ کے (دین ومذہب کے) باب میں کیوں جھگڑتے ہو (جس کے بارے میں تم کو کچھ علم نہیں) توریت وانجیل تو ان کے بعد اتاری گئیں تو کیا تمہیں عقل نہیں؟۔ (آل عمران ٦٥)
- ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جو ان باتوں میں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں علم ہے لیکن تم اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں' اور اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں

Marfat.com

جانتے۔ (آل عمران ٦٦)

- ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (آل عمران ٦٧)
- بے شک سب لوگوں میں ابراہیمؑ کے زیادہ نزدیک وہ لوگ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی (حضور رسول پاک ﷺ) اور جو ان پر ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا حامی ومددگار ہے۔ (آل عمران ٦٨)
- آپؐ فرما دیجئے: اللہ سچا ہے۔ تو ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے دور تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ (آل عمران ٩٥)
- بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہان کا راہ نما۔ (آل عمران ٩٦)
- اس میں اللہ کی نشانیاں ہیں ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے، امان میں ہو اور لوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ (بے نیاز) ہے۔ (آل عمران ٩٧)
- اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے خود کو اللہ کے حوالے کر دیا (اللہ سبحان و تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا) اور نیک کاموں میں لگا رہا اور یکسو ہو کر دین ابراہیمؑ کی پیروی کرتا رہا اور اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا گہرا دوست (خلیل) بنا لیا۔ (النساء ١٢٥)
- اور یاد کرو: جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ (آزر) سے کہا کیا تم بتوں کو خدا مانتے ہو؟ بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ (الانعام ٧٥)
- اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو دکھا دی ساری بادشاہی (عجائبات) آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (الانعام ٧٦)
- پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا تو انہوں نے ایک تارا دیکھا بولے: اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے: مجھے خوش (اچھے) نہیں آتے ڈوبنے والے۔ (الانعام ٧٧)
- پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے: اسے میرا رب بتاتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا۔ تو میں بھی انہی گمراہوں میں سے ہوتا۔ (انعام ٧٨)
- پھر جب جگمگاتا ہوا سورج دیکھا بولے: اسے میرا رب کہتے ہو؟ یہ تو ان سب سے بڑا

Marfat.com

ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا: اے قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم (اللہ سبحان و تعالیٰ کا) شریک ٹھہراتے ہو میں نے اپنا منہ اس طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (الانعام ۷۹'۸۰)

○ اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی' کہا: کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ وہ تو مجھے راہ ہدایت بتا چکا' اور مجھے ان کا ڈر نہیں۔ جنہیں اس کا شریک ٹھہراتے ہو سوائے اس کے کہ میرا رب ہی کوئی بات چاہے' میرے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ (الانعام ۸۱)

○ اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں کر ڈروں؟ اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری۔ تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو؟ (الانعام ۸۲)

○ وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لئے امان ہے اور وہی سیدھی راہ پر ہیں۔ (الانعام ۸۳)

○ اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا فرمائی۔ ہم جس کے چاہیں درجوں کو بلند کریں۔ بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ (الانعام ۸۴)

○ اور ہم نے انہیں (ابراہیمؑ کو) اسحاقؑ (بیٹا) اور یعقوبؑ (پوتا) عطا کئے۔ ان سب کو ہم نے سیدھی راہ دکھائی' اور ان سے پہلے نوحؑ کو راہ دکھائی اور اس کی (ابراہیمؑ کی) اولاد میں سے داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو' یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو' (بھی ہدایت سے سرفراز کیا) اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو' اور زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ سبھی نیک بختوں میں سے تھے' اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو' اور ان سب (پیغمبروں) کو ہم نے ہدایت دے کر (اس زمانے کے) سارے جہان والوں پر فضیلت دی۔ (الانعام ۸۵'۸۶)

○ اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا' وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو (وہ) اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیمؑ کو (معلوم) ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے ناطہ توڑ لیا بے شک ابراہیمؑ بہت نرم دل اور بہت گریہ زاری کرنے والا

Marfat.com

تھا۔ (التوبہ ۱۱۴)

- اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے' اور بولے: سلامتی ہو آپ پر۔ ابراہیمؑ نے بھی سلام (ہو تم پر) کہا۔ پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا (اپنے مہمانوں کے لئے) لے آئے۔ (ھود ۶۹)
- پھر جب (ابراہیمؑ نے) دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو اس کو کھٹکا ہوا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا۔ (فرشتے) بولے: ڈریئے نہیں ہم قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (ھود ۷۰)
- اور ان (ابراہیمؑ) کی بی بی (سارہ) جو پاس کھڑی تھیں وہ ہنسنے لگیں تو ہم نے انہیں اسحاقؑ کی خوشخبری دی اور اسحاقؑ کے پیچھے یعقوبؑ (پوتے) کی۔ (ھود ۷۱)
- وہ بولیں ہائے خرابی' کیا میرے بچہ ہوگا؟ اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے۔ بے شک یہ تو حیرت کی بات ہے۔ (ھود ۷۲)
- فرشتے بولے: کیا (آپ) اللہ کے امر پر اظہار حیرت کرتی ہیں؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر' اس (ابراہیمؑ) کے گھر والو! بے شک وہی لائق توصیف اور بزرگی والا ہے۔ (ھود ۷۳)
- پھر جب ابراہیمؑ کا خوف دور ہوا اور اسے خوشخبری ملی تو ہم سے قوم لوطؑ کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ (ھود ۷۴)
- بے شک ابراہیمؑ تحمل والا' بہت گریہ زاری کرنے والا' رجوع کرنے والا تھا۔ (ھود ۷۵)
- اے ابراہیمؑ! اس خیال میں نہ پڑ۔ بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ ٹالا نہ جائے گا۔ (ھود ۷۶)
- اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے عرض کی۔ اے میرے رب! اس شہر کو امان والا کر دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔ (ابراہیم ۳۵)
- اے میرے رب! بے شک (ان) بتوں نے بہت سے لوگوں کو بہکایا ہے۔ تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے' اور جس نے میری نافرمانی کی' تو بے شک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (ابراہیم ۳۶)
- اے میرے رب! میں نے اپنی ایک اولاد (اسماعیلؑ کو) تیرے حرمت والے گھر کے

Marfat.com

پاس ایک وادی میں بسا دیا ہے جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ اے ہمارے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔ پس تو (اپنے فضل سے) لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے تاکہ وہ احسان مانیں (شکر گزار ہوں)۔ (ابراہیم ۳۷)

- اے ہمارے رب! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور اللہ سے کچھ چھپا نہیں۔ زمین اور نہ آسمان میں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ (بیٹا) اور اسحاقؑ (بیٹا) عطا کئے بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔ (ابراہیم ۳۸'۳۹)
- اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور میری اولاد میں سے بھی (نماز قائم کرنے والے بنا) اے ہمارے رب! اور ہماری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! جس دن حساب قائم ہو' تو مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے۔ (ابراہیم ۴۰-۴۱)
- اور انہیں احوال سناؤ ابراہیمؑ کے مہمانوں کا' (یہ فرشتے تھے جو انسانوں کی شکل میں ہوئے) جب وہ اس کے پاس آئے سلام کہا' اور کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ (الحجر ۵۱'۵۲)
- انہوں (فرشتوں) نے کہا: ڈریئے نہیں۔ ہم آپؑ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ (الحجر ۵۳)
- کہا (ابراہیمؑ نے): کیا مجھے اس وقت بشارت دیتے ہو کہ میرا بڑھاپا آگیا۔ اب کاہے پر بشارت دیتے ہو؟۔ (الحجر ۵۴)
- وہ بولے: ہم نے آپؑ کو سچی بشارت دی ہے آپؑ ناامید نہ ہوں۔ (الحجر ۵۵)
- کہا (ابراہیمؑ نے): اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے سوائے گمراہوں کے۔ (الحجر ۵۶)
- کہا: پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو؟ بولے: ہم ایک بدکار (مجرم) قوم کی (ہلاکت کرنے ان کی) طرف بھیجے گئے ہیں بجز لوطؑ کے گھر والوں کے کہ ہم ان سب کو (ہلاکت سے) نہ بچائیں گے۔ (الحجر ۵۷-۵۹)
- بے شک ابراہیمؑ ایک امام (جامع اوصاف حمیدہ) تھا۔ اللہ کا فرمانبردار اور سب سے

Marfat.com

جدا (دین اسلام پر قائم) اور مشرک نہ تھا۔ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا۔ اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی اور بے شک وہ آخرت میں شایان قرب (اللہ سبحان و تعالیٰ) ہے۔ (النحل ۱۲۰۔۱۲۲)

○ پھر (اے نبی ﷺ) آپ کو ہم نے وحی بھیجی کہ دین ابراہیمؑ کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا۔ (النحل ۱۲۳)

○ اور اس کتاب (قرآن حکیم) میں مذکور ابراہیمؑ کا حال بیان کیجئے۔ بے شک وہ سچے نبی تھے۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے والد! آپ کیوں ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ آپ کے کچھ کام آئے۔ (مریم ۴۱'۴۲)

○ اے میرے والد! بے شک میرے پاس وہ علم ہے جو آپ کو نہ ملا۔ پس میری پیروی کیجئے۔ میں آپ کو سیدھی راہ دکھاتا ہوں اے میرے والد! شیطان کا بندہ نہ بنیں۔ بے شک شیطان رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے والد! میں ڈرتا ہوں کہ آپ رحمان کی طرف سے کسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تو آپ شیطان کے رفیق نہ ہو جائیں۔ (مریم ۴۳۔۴۵)

○ بولا (باپ): کیا تو میرے خداؤں سے منہ برگشتہ ہے؟ اے ابراہیمؑ! بے شک اگر تو باز نہ آیا' تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور (بہتر تو یہ ہے) کہ تو ایک زمانے (ساری عمر) کے لئے مجھ سے الگ ہو جا۔ (مریم ۴۶)

○ (ابراہیمؑ نے) کہا: (بابا) آپ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ قریب ہے کہ آپ کے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے اور میں (اللہ کے لئے) سب سے الگ ہو جاؤں گا۔ میں ان سب کو جن کو آپ اللہ کے سوا پوجتے ہیں چھوڑتا ہوں اور اپنے رب کو پوجوں گا۔ توقع ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے محروم نہ ہوں گا۔ (مریم ۴۷'۴۸)

○ پھر جب وہ (ابراہیمؑ) ان سے اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے کنارہ کش ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاقؑ (بیٹا) اور یعقوبؑ (پوتا) عطا کئے اور ہر ایک کو نبوت بخشی۔ (مریم ۴۹)

○ اور ہم نے انہیں اپنی رحمت خاص سے نوازا اور ان کا ذکر خیر بلند کیا۔ (مریم ۵۰)

○ اور بے شک ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے نیک راہ (دین کی فہم) عطا کر دی اور ہم

Marfat.com

(ان کی استعداد) سے خوب واقف تھے۔ (الانبیآء ۵۱)

- جب انہوں (ابراہیمؑ) نے اپنے والد اور قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں؟ جن کے آگے تم آسن مارے ہوئے ہو؟ وہ بولے: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ہے۔ (الانبیآء ۵۲'۵۳)
- (تو ابراہیمؑ نے) کہا: بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب ہی کھلی گمراہی میں مبتلا رہے۔ (الانبیآء ۵۴)
- (وہ) بولے: کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو؟ یا یونہی مذاق کرتے ہو؟ (اس پر ابراہیمؑ نے) کہا: بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے متعلق (وہ) تدبیر کروں گا (کہ تم اپنے بتوں کی مجبوری خود ہی سمجھ جاؤ گے)۔ (الانبیآء ۵۵-۵۷)
- تو (جب وہ لوگ چلے گئے ابراہیمؑ نے) ان سب کو ریزہ ریزہ کر دیا' سوائے ان کے بڑے بت کے۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کر سکیں (اس سے پوچھیں)۔ (الانبیآء ۵۸)
- (کفار) بولے: کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا؟ بے شک وہ ظالم ہے۔ (الانبیآء ۵۹)
- (ان میں سے کچھ) بولے: ہم نے ایک جوان کو انہیں برا کہتے سنا جسے ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ (الانبیآء ۶۰)
- (کافر) بولے: تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں۔ (الانبیآء ۶۱)
- (کفار نے) دریافت کیا: اے ابراہیمؑ ! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا؟۔ (الانبیآء ۶۲)
- فرمایا: بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا' تو ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہیں۔ (الانبیآء ۶۳)
- تو دل میں یہ سوچنے لگے اور بولے: بے شک تم ہی ستم گار ہو۔ پھر (کافروں نے ندامت سے) اپنے سر جھکا لئے (اور کہنے لگے اے ابراہیمؑ) تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں۔ (الانبیآء ۶۴'۶۵)

Marfat.com

○ (تو سیدنا ابراہیمؑ نے) کہا: تو کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے؟ تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے؟۔ (الانبیآء ٦٦'٦٧)

○ (وہ) بولے: ان (ابراہیمؑ) کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔ (الانبیآء ٦٨)

○ ہم نے حکم دیا: اے آگ! تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا اور انہوں نے (کفار) نے ان کا برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا' اور ہم نے اسے (ابراہیمؑ کو) اور لوطؑ کو نجات بخشی۔ (اور) اس زمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے دنیا والوں کے لئے برکت رکھی' اور ہم نے اسے اسحاقؑ عطا فرمایا' اور یعقوبؑ پوتا' اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا۔ اور ہم نے انہیں (اپنی اپنی امتوں کا) امام کیا جو ہمارے حکم سے ان کو ہدایت کرتے تھے' اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے' نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا وہ (ان نیک کاموں پر قائم رہے اور وہ) ہماری بندگی کرتے تھے۔ (الانبیآء ٦٩۔٧٣)

○ اور جب ہم نے ابراہیمؑ کو اس گھر (کعبۃ اللہ) کی جگہ بتا دی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرا گھر صاف ستھرا رکھ طواف کرنے والوں' اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔ اور لوگوں میں حج کے لئے اعلان عام کردو' تو لوگ تمہارے پاس دور دراز راستوں سے حاضر ہوں گے پا پیادہ اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر۔ (الحج ٢٦'٢٧)

○ اور لوگوں کو ابراہیمؑ کا واقعہ سنا دیجئے جب انہوں (ابراہیمؑ) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ (وہ) بولے: ہم بتوں کو پوجتے ہیں۔ پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں۔ (الشعرآء ٦٩۔٧١)

○ (ابراہیمؑ نے) فرمایا: کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارو؟ وہ تمہیں کوئی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟۔ (الشعرآء ٧٢'٧٣)

○ (وہ) بولے: (یہ تو ہم جانتے ہیں) مگر ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔ (الشعرآء ٧٤)

○ فرمایا: تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ یہ جنہیں تم پوج رہے ہو اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی'

Marfat.com

بے شک یہ سب میرے دشمن ہیں۔ بجز میرے پروردگار عالم کے جس نے مجھے پیدا کیا۔ تو وہ میری رہنمائی فرمائے گا اور وہی (میرا رب) مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے اور وہ مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور وہ جس سے میری آس لگی ہے کہ روز قیامت میری خطائیں معاف فرمائے گا۔ (الشعرآء ۷۷-۸۲)

○ اے میرے رب! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں' اور میرے بعد آنے والی امتوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔ اور مجھے ان میں شامل فرما جو چین کے باغوں (جنت) کے وارث ہیں اور (اے میرے رب) میرے باپ کو بخش دے۔ بے شک وہ گمراہوں میں سے تھا' اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن (روز قیامت) سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا ملامت سے پاک صاف دل لے کر' اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لئے اور ظاہر کی جائے گی دوزخ مگر ان کے (گمراہوں کے) لئے' اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا؟ کیا وہ تمہاری کوئی مدد کریں گے؟ یا بدلہ لیں گے؟ پھر اس روز وہ سب گمراہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور ابلیس کے لشکر بھی (واصل جہنم ہوں گے) اور وہ جہنم میں باہم جھگڑتے ہوں گے (اور یہ گمراہ اپنے معبودوں سے کہیں گے) خدا کی قسم! بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے۔ تو اب ہمارا کوئی مدد گار نہیں اور نہ کوئی غم خوار' دوست۔ کاش ہمارا دنیا میں کسی طرح پھر جانا ہوتا کہ ہم مومن ہو جاتے۔ (الشعرآء ۸۳-۱۰۲)

○ بے شک اس (ابراہیمؑ کی تبلیغ) میں ضرور نشانی ہے اور ان (ابراہیمؑ کی قوم) میں بہت ایمان والے نہ تھے' اور بے شک آپ کا رب ہی بڑا عزت والا' مہربان ہے۔ (الشعرآء ۱۰۳'۱۰۴)

○ اور ابراہیمؑ (کے واقعہ) کو لو' جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو۔ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اگر تم جانتے ہو۔ (العنکبوت ۱۶)

○ تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گھڑتے ہو بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ تو اللہ کے پاس رزق

Marfat.com

ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو۔ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (العنکبوت ١٧)

○ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمے نہیں مگر اللہ کے احکام صاف صاف پہنچا دینا۔ (العنکبوت ١٨)

○ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ کیونکر خلق کی ابتداء فرماتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا بے شک یہ اللہ کے لئے بڑا آسان ہے۔ (العنکبوت ١٩)

○ تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو' اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے پھر وہ اسے (روز قیامت) دوسری بار بھی اٹھائے گا بے شک اللہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ (العنکبوت ٢٠)

○ وہ (اللہ سبحان و تعالیٰ) عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے۔ اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور نہ تم زمین میں قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں' اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔ (العنکبوت ٢١'٢٢)

○ اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیات اور اس سے ملنے کو نہ مانا۔ وہی روز قیامت میری رحمت سے نا امید ہوں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (العنکبوت ٢٣)

○ تو اس کی قوم سے کچھ جواب بن نہ پایا' مگر وہ بولے: انہیں (ابراہیمؑ کو) قتل کردو یا جلا دو۔ تو اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا۔ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہے ایمان والوں کے لئے۔ (العنکبوت ٢۴)

○ اور ابراہیمؑ نے فرمایا: تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنا لئے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے' پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کی دوستی سے انکار کرو گے' اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے' اور تم سب کا ٹھکانا جنہم ہے۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ (العنکبوت ٢۵)

○ لوطؑ اس پر ایمان لائے اور ابراہیمؑ نے کہا: میں اپنے رب کی (بتائی ہوئی جگہ کی) طرف ہجرت کر جاؤں گا۔ بے شک وہی زبردست عزت و حکمت والا ہے۔ (العنکبوت ٢٦)

○ اور ہم نے ان کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے' اور ہم نے ان کی اولاد میں نبوت

Marfat.com

اور کتاب رکھی' اور ہم نے دنیا میں ان کا صلہ انہیں عطا فرمایا۔ اور بے شک آخرت میں وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں شامل ہوں گے۔ (العنکبوت ۲۷)

- اور جب ہمارے فرشتے' ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے اور (اثنائے گفتگو میں) بولے: ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے۔ بے شک اس کے بسنے والے ستم گار ہیں۔ (العنکبوت ۳۱)
- تو ابراہیمؑ نے کہا: اس میں تو لوطؑ بھی رہتے ہیں وہ بولے: ہم کو معلوم ہے کہ وہاں کون رہتا ہے اور ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے' وہ رہ جانے والوں میں ہو گی۔ (العنکبوت ۳۲)
- اسی گروہ میں سے ابراہیمؑ بھی تھے' جب وہ اپنے رب کے پاس خیال غیر سے سلامت دل لے کر آئے۔ (الصفٰت ۸۳'۸۴)
- اور جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا۔ تم کسے پوجتے ہو؟ کیا تم بہتان باندھ کر اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو۔ (الصفٰت ۸۵'۸۶)
- تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر؟ پھر اس (ابراہیمؑ) نے ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی اور کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔ (الصفٰت ۸۷-۸۹)
- تو وہ لوگ ان کو چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ (الصفٰت ۹۰)
- پھر (ابراہیمؑ) ان کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلے (ان کے سامنے طرح طرح کی چیزیں دیکھ کر) کہا کیا تم نہیں کھاتے؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں بولتے؟ پھر ابراہیمؑ انہیں (بتوں کو) دائیں ہاتھ سے ضربیں لگانے لگے (کافروں نے میلے سے واپسی پر جب بتوں کو ریزہ ریزہ پایا تو) وہ بھاگتے ہوئے آئے (اور ان سے جھگڑنے لگے) تب آپؑ (ابراہیمؑ) نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوؤں کو پوجتے ہو (جو اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے) اور تم کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی۔ (الصفٰت ۹۱-۹۶)
- (وہ لوگ سخت طیش میں آگئے اور) کہنے لگے: اس کے لئے ایک عمارت چنو (اس میں آگ جلاؤ) پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔ غرض انہوں نے اس (ابراہیمؑ) کے ساتھ چال چلنا چاہی (مگر) اس پر داؤ چلانا چاہا ہم نے انہیں نیچا دکھایا۔ اور (ابراہیمؑ نے) کہا: میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ اب وہی مجھے راہ دکھائے

Marfat.com

گا۔ (الصّٰفّٰت ۹۷-۹۹)

○ (ابراہیمؑ نے دعا کی) الٰہی مجھے لائق اولاد دے۔ پس ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۰'۱۰۱)

○ پھر جب وہ (بیٹا) ان کے ساتھ دوڑ بھاگ کے قابل ہو گیا تو (ابراہیمؑ نے بیٹے سے) فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ اب تو بتا تیری کیا رائے ہے؟ (بیٹے نے) کہا: (اسماعیلؑ نے) اے میرے والد! جس بات کا آپؑ کو حکم ہوا' کر گزریئے۔ اللہ نے چاہا تو آپؑ مجھے صابر پائیں گے۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۲)

○ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم کے سامنے گردن جھکا دی' اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا (اس وقت کا حال نہ پوچھ) اور ہم نے (ابراہیمؑ کو) ندا فرمائی کہ اے ابراہیمؑ! بے شک تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۳-۱۰۵)

○ بے شک یہ ایک صریح آزمائش تھی' اور ہم نے ایک عظیم قربانی اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۶'۱۰۷)

○ اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیمؑ پر۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل بندوں میں سے ہیں اور (پھر) ہم نے (اسماعیلؑ کے بعد) ان (ابراہیمؑ) کو ایک (اور) بیٹے اسحاقؑ کی بشارت دی کہ وہ (بھی) نبی اور نیک بخت ہوں گے اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) پر اور اسحاقؑ پر برکتیں نازل کیں اور ان دونوں کی نسل میں نیکو کار بھی ہیں اور وہ بھی جو اپنے پر صریح ظلم کر رہے ہیں۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۸-۱۱۳)

○ اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو' جو ہاتھوں اور آنکھوں (قوت عمل و قوت نظر) کے مالک تھے۔ بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا۔ (یہ بات) اس گھر (دار آخرت) کی یاد ہے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب (پسندیدہ) لوگوں میں سے ہیں۔ (صٓ ۴۵-۴۷)

○ اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: میں بے زار ہوں تمہارے ان معبودوں سے' مگر (میں تو) اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس وہی مجھے بہت جلد سیدھی راہ دکھائے گا اور اسی (کلمہ توحید) کو وہ اپنی نسل میں باقی رہنے

Marfat.com

کے لئے چھوڑ گئے (تاکہ) وہ اللہ کی طرف رجوع رہیں۔ (الزخرف ۲۶۔۲۸)

- اے محبوبؐ (حضور پاک ﷺ)! کیا آپ کے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر نہیں آئی؟ جب وہ ان (ابراہیم) کے پاس آئے اور سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے بھی سلام کا جواب دیا (مگر دل میں کہا) کوئی ناشنا سا لوگ ہیں۔ پھر (ابراہیمؑ) جلدی سے اپنے گھر گئے اور ایک فربہ بچھڑا بھنا ہوا لے آئے۔ پھر اسے ان کے سامنے رکھا (جب انہوں نے نہ کھایا تو) کہا: تم کھاتے کیوں نہیں؟ (پھر ان کے نہ کھانے سے دل میں خوف سا محسوس کیا' فرشتے بھی سمجھ گئے) وہ بولے: ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے (اسحاقؑ) کی بشارت دی اتنے میں اہلیہ بولتی ہوئی (سامنے) آئیں اور پھر اپنا ماتھا پیٹتے ہوئے بولیں: ایک تو (میں) بڑھیا' پھر بانجھ (بھلا اولاد کا کیا سوال) انہوں نے (فرشتوں) کہا کہ (اے خاتون) تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے اور وہی حکیم دانا ہے۔ (الذاریات ۲۴۔۳۰)
- ابراہیمؑ نے فرمایا: تو اے فرشتو! تم کس کام سے آئے؟ (وہ) بولے: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (الذاریات ۳۱'۳۲)
- اور بے شک ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان (کی امت) میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔ (الحدید ۲۶)
- بے شک تمہارے لئے تو ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں ایک اعلیٰ نمونہ (موجود) ہے (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم والوں سے کہا: بے شک ہم بے زار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منحرف ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گی ہمیشہ کے لئے۔ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (الممتحنہ ۴)
- اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔ (الممتحنہ ۵)

Marfat.com

○ بے شک تمہارے لئے ان (حضرت ابراہیمؑ اور ان کے پیروکاروں کی زندگی) تھی۔ اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن (روز قیامت) کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز اور حمد وثناء کا سزاوار ہے۔ (الممتحنہ ٦)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ پر مبنی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام' آپؑ کی امت' آپؑ کو دی گئی تکالیف اور کفار سے مقابلہ کی روداد اس طرح ہے کہ:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جو اپنے بعد آنے والے تمام انبیاء کے جد امجد ہیں۔ ایک شب انہوں نے آسمان پر ایک روشن ستارہ دیکھا تو دل میں کہا: یہ میرا رب ہے' لیکن جب وہ ستارہ غائب ہو گیا تو آپؑ نے کہا: بھلا یوں غائب ہو جانے والا میرا پروردگار کیسے ہو سکتا ہے؟ اگلی شب انہوں نے چاند کو دیکھا' جو ستارے سے بڑا تھا۔ تب انہیں گمان گزرا کہ یہ میرا رب ہے' لیکن چاند بھی غروب ہو گیا تو آپؑ نے کہا: یہ بھی میرا رب نہیں ہو سکتا اور دل ہی دل میں کہا: اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دے تو میں بھٹکنے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

پھر جب آپؑ نے چمکتا ہوا سورج دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے اور یہ سب (چیزوں) سے بڑا ہے لیکن جب سورج بھی ستارے اور چاند کی طرح غائب ہو گیا تو آپؑ نے کہا: اے میری قوم! بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم لوگ رب کا شریک ٹھہراتے ہو۔ بے شک میں نے یک رخ ہو کر اپنا منہ اس رب کی طرف موڑ لیا ہے۔ جس نے زمین اور آسمان بنائے ہیں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

(سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد اور ان کی ساری قوم بتوں کی پرستش کرتی تھی لیکن آپؑ تو ایک رب کی پرستش کے قائل ہو چکے تھے اور بتوں کی پوجا کے سخت خلاف تھے چنانچہ) ایک روز سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم کی روش کے خلاف اعلان حق کر دیا اور کہا: کیا ہیں یہ مورتیاں جن کے لئے تم لوگ جمے بیٹھے ہو؟ اور تم کس چیز کی پرستش کرتے ہو؟ اس پر آپؑ کی قوم کے لوگ اور آپؑ کے والد سخت ناراض ہوئے اور آپؑ سے جھگڑا کرنے لگے۔ سیدنا ابراہیمؑ نے کہا: کیا تم مجھ سے اللہ سبحان و تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو؟ اس نے تو مجھے ہدایت دی ہے اور میں ان بتوں سے نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ سبحان و تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو۔ تم خود سوچو یہ پتھر کے بت پرستش کے زیادہ حقدار ہیں (جنہیں تم نے خود بنایا ہے) یا پھر وہ اللہ سبحان و تعالیٰ جس نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور جو ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ پھر آپؑ نے اپنے والد سے کہا: اے میرے والد! تم ان کی پرستش کیوں کرتے ہو؟ جو نہ کچھ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی تمہارے کچھ کام آ سکتے ہیں۔

(اس دوران سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سبحان وتعالیٰ سے وحی کے ذریعے رابطہ قائم ہو چکا تھا۔ چنانچہ بتوں کی مذمت اور مخالفت کرتے ہوئے سیدنا ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے

Marfat.com

والد! میرے پاس وہ علم وحی آ چکا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا۔ پس میری بات مانو' میں تمہیں ٹھیک راستہ دکھاؤں گا۔ شیطان کی پرستش نہ کرو یقیناً شیطان رحمان کا نافرمان ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں رحمٰن کا عذاب تمہیں نہ آ پکڑے۔ اگر کہیں ایسا ہو گیا تو تم شیطان کے ساتھی بن جاؤ گے' اور کیا یہ بت تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچانے کے مجاز ہیں؟ کیا تم لوگ اب بھی نہیں دیکھ اور سمجھ سکتے کہ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا کس کی پرستش کرتے تھے؟ ان کی قوم نے بڑی ڈھٹائی سے کہا: ہم لوگ بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے پاس جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپؑ کے والد نے بڑی حیرت سے کہا: اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے روگرداں ہے؟ اگر تو اپنی حرکات سے باز نہ آیا تو میں ضرور تجھے سنگسار کر دوں گا کیونکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو بھی (ایسے گناہوں کی) اسی طرح (سزا دیتے) دیکھا ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ نے ان دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قوم کو وحدانیت کی طرف بلانے کا فریضہ جاری رکھا' اور جھوٹے خداؤں کی سخت مخالفت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی خامیاں اور جھوٹا پن ثابت کرتے رہے' اور بار بار اپنی قوم کو دلائل کے ساتھ بتاتے رہے کہ یہ بت قابل پرستش نہیں ہیں۔ تم لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ وہ تمہارے رازق نہیں۔ رازق تو اللہ سبحان و تعالیٰ ہی ہے۔ پس تم اس کی پرستش کرو۔ اسی سے رزق طلب کرو۔ کیونکہ تم سب کو بالآخر اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔ تم سے پہلی امتوں نے بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا اور پھر اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول کا کام تو صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا پیغام صاف صاف پہنچا دے۔ انہوں نے قوم کی توجہ اس بات کی طرف بھی دلائی کہ وہ دیکھیں کون انسانوں کو پیدا کرتا ہے؟ کون انہیں موت سے ہمکنار کرتا ہے؟ یہ سارے کام کرنے والی ذات تو صرف پاک پروردگار ہی کی ہے اور جب موت کے بعد لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو سبھی اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور تم لوگ کسی کو عاجز نہیں کر سکتے۔ میں تو اسی خدا کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وہی میرا رازق ہے۔ وہی مجھے بیماری میں شفا دیتا ہے۔ اسی کے حکم سے میری موت واقع ہو گی اور پھر اسی کے حکم سے میں دوبارہ اٹھایا جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ روز محشر وہ میری تمام خطائیں بخش دے گا۔

لیکن سیدنا ابراہیمؑ کی قوم نے آپؑ کی بات نہ مانی۔ تو آپؑ نے بھی تہیہ کر لیا کہ ان

Marfat.com

کے جھوٹے معبودوں کے خلاف ضرور کوئی تدبیر کریں گے۔ چنانچہ ایک روز جب آپؑ کی قوم کے لوگوں نے آپؑ کو ایک میلے میں ساتھ چلنے کے لئے کہا' تو آپ نےؑ ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا: مجھے لگتا ہے کہ میں (آج) بیمار ہو جاؤں گا۔ تو وہ لوگ چلے گئے۔ تب ابراہیمؑ نے اپنا عزم پورا کرنے کا فیصلہ کیا اور بت خانہ میں گھس گئے۔ (بتوں کے سامنے طرح طرح کے پکوان اور مٹھائیاں پڑی دیکھ کر) آپؑ نے ان بتوں سے سوال کیا کہ تم یہ سب کچھ کھاتے کیوں نہیں ہو؟ بولتے کیوں نہیں ہو؟ اور اس کے ساتھ ہی بتوں پر ضرب لگانا شروع کر دی۔ اور سوائے سب سے بڑے بت کے' تمام بتوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ جب وہ لوگ (میلے سے) واپس آئے اور اپنے بتوں کا حشر دیکھا تو کہنے لگے کہ کس نے ہمارے معبودوں کی یہ حالت بنائی ہے؟ بے شک جس نے یہ سب کچھ کیا ہے وہ بڑا ظالم ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا' یہ کام ضرور اس نوجوان (جس کا نام ابراہیمؑ ہے) کا ہے۔ جو ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ آپؑ کے پاس آئے اور جھگڑنا شروع ہو گئے کہ تم نے یہ کام کیا ہے؟ سیدنا ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے کہا: کہ تم اس بڑے بت سے کیوں نہیں پوچھتے ہو؟ کہ یہ سب کچھ کس نے کیا۔ یہ جواب سن کر وہ لوگ سوچ میں پڑ گئے کہ ابراہیمؑ درست کہہ رہا ہے لیکن پھر بولے: تو تو جانتا ہے کہ یہ بت بول نہیں سکتے تو آپؑ نے فرمایا: اس کے باوجود بھی تم لوگ ایک رب کی بجائے ان کی پرستش کرتے ہو جو خود اپنی حفاظت تک نہیں کر سکتے؟ اور جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے وہ بھلا تم لوگوں کو کیا نفع پہنچائیں گے۔ تف ہے تم لوگوں پر' کہ تم اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کو خدا سمجھتے ہو۔ جبکہ تم سب کو' اور تمہارے ان بتوں کو بھی اللہ سبحان و تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

اس موقع پر آپؑ کے اور اس دور کے حکمران (نمرود) کے درمیان مکالمہ ہوا۔ جس کے بارے میں اللہ سبحان و تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے محبوب ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ: کیا آپؐ نے اس شخص کا حال سنا ہے جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا؟ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس شخص (نمرود) کو بادشاہت عطا فرما رکھی تھی۔ سیدنا ابراہیمؑ نے اس شخص سے کہا: میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اس گمراہ شخص نے کہا: میں بھی زندہ کرتا ہوں اور (کسی کو) مار بھی سکتا ہوں۔ سیدنا ابراہیمؑ نے کہا: میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے۔ تم ذرا سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا دو۔ تو وہ کافر حیران رہ گیا۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ نا انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اب ان لوگوں نے ابراہیمؑ کو اپنی راہ سے ہٹانے کا فیصلہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے

Marfat.com

لگے کہ: ایک عمارت (چار دیواری) بنائی جائے' اس میں ڈھیر ساری آگ دہکائی جائے اور ابراہیمؑ کو اس میں پھینک دیا جائے اور اس طرح اپنے معبودوں کی مدد کی جائے۔ چنانچہ ایک بہت بڑا الاؤ دہکایا گیا اور کافروں نے سیدنا ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کے سامان شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک چار دیواری تعمیر کی گئی اور اس میں دورونزدیک سے لکڑیاں لا کر ڈالی گئیں۔ جب آگ پوری طرح بھڑک اٹھی' تو ابراہیمؑ کو اس میں پھینک دیا گیا۔ یہ گویا کفار کی سازش تھی۔ مگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں اپنی تدبیر کی اور آگ کو حکم دیا کہ: اے آگ! ابراہیمؑ پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا!

گویا کفار کا یہ داؤ بھی ناکام رہا۔ سیدنا ابراہیمؑ نے اپنا تبلیغی کام جاری رکھا۔ اس دوران سیدنا ابراہیمؑ نے دعا کی: اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبیؑ کی یہ دعا قبول فرمائی اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے فرستادہ فرشتے سیدنا ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ فرشتے جب آپؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپؑ کو سلام کیا۔ سیدنا ابراہیمؑ نے ان کو عام مہمان تصور کیا۔ آپؑ فوراً گھر کے اندر گئے اور مہمانوں کی ضیافت کے لئے ایک فربہ بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ مگر مہمانوں نے اس کھانے کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ یہ دیکھ کر سیدنا ابراہیمؑ شش و پنج میں پڑ گئے کہ یہ لوگ کھانا تناول کیوں نہیں کر رہے؟ پھر آپؑ نے ان سے پوچھا: تم کھاتے کیوں نہیں؟ اور ساتھ ہی ساتھ دل میں ان سے خوف محسوس کیا۔ فرشتوں نے کہا: ڈرو نہیں۔ پھر انہوں نے ابراہیمؑ کو بتایا کہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے سیدنا ابراہیمؑ کے لئے ایک بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے ہیں۔ پھر انہوں نے آپؑ کو نہ صرف ایک بیٹے (اسحاقؑ) کی خوشخبری دی بلکہ یہ بھی بتایا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ اسحاقؑ کو بھی ایک بیٹا یعقوبؑ عطا فرمائے گا۔ اس پر آپؑ کی اہلیہ جو قریب ہی کھڑی تھیں ہنسنے لگیں اور سیدنا ابراہیمؑ نے کہا: تم (فرشتے) مجھے اس وقت اولاد کی خوشخبری دے رہے ہو جب میں بوڑھا ہو چکا ہوں؟ آپؑ کی اہلیہ نے بھی شدید تعجب کا اظہار کیا اور اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگیں: کیا کہتے ہو؟ اب اس عمر میں میرے ہاں بچہ پیدا ہو گا؟ میں بوڑھی اور بانجھ ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہم اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور صرف وہی بات بتا رہے ہیں جس کا حکم ہمیں اللہ سبحان و تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور بے شک وہ ہربات پر قادر ہے اور آپ اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم (قدرت) پر تعجب کا اظہار کر رہی ہیں؟ فرشتوں نے کہا: اے گھر والو! آپ لوگوں پر اللہ سبحان و تعالیٰ کی رحمت اور اس

Marfat.com

کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہم بالکل سچی خوشخبری لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ آپ لوگ مایوس نہ ہوں کیونکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی رحمت سے تو صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔

ان باتوں (گفتگو) سے سیدنا ابراہیمؑ کا خوف جاتا رہا۔ آپؑ خوشخبری بھی سن چکے تھے اور مطمئن بھی ہو چکے تھے۔ پھر آپؑ نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ: اب تمہارا (مزید) کیا مقصد ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں قوم لوطؑ کی طرف بھیجا ہے جو ایک مجرم قوم بن چکی ہے۔ اب ان پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا۔ قوم لوطؑ پر عذاب کی خبر سن کر آپؑ فرشتوں سے قوم لوطؑ کی وکالت کرنے لگے کیونکہ آپؑ نہایت بردبار' نرم دل اور اللہ سبحان و تعالیٰ سے رجوع کرنے والی طبیعت کے مالک تھے۔ لیکن اللہ سبحان و تعالیٰ نے تو قوم لوطؑ کو اس کی نافرمانی پر سزا دینے کا فیصلہ فرما لیا تھا۔ چنانچہ پھر سیدنا ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ وہ قوم لوط کی سفارش نہ کریں۔ کیونکہ اس قوم کی تباہی کا حکم تو جاری ہو چکا تھا۔ لیکن آپؑ کو بتا دیا گیا کہ اس عذاب سے لوطؑ کے گھر والوں کو سوائے ان کی زوجہ کے بچا لیا جائے گا۔ ان کی اہلیہ بھی چونکہ نافرمان تھی اس لئے عذاب اس کا مقدر بنا دیا گیا تھا۔

اس سے قبل جب سیدنا اسماعیلؑ پیدا ہوئے تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم سے سیدنا ابراہیمؑ اپنی کچھ اولاد (اپنی بیوی اور سیدنا اسماعیلؑ) کو لے کر اس جگہ آئے جہاں آج خانہ کعبہ ہے اور مکہ شہر آباد ہے۔ یہ شہر جسے قرآن نے شہروں کی ماں کا خطاب دیا ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ اپنی اہلیہ کو لے کر وہاں آئے اور دعا کی: اے پروردگار! اس شہر کو دارالامن بنا دے اور شہر کے مکینوں کو جو اللہ سبحان و تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لائیں پھلوں کی روزی عطا فرما۔ آپؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے سامنے اپنے جی کی بات پیش کی اور کہا: اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس اس وادی میں بسا دیا ہے۔ جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ پس ان کو ایسا بنا دے کہ وہ تیری ہی طرف رجوع کریں۔ تو ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما اور وہ تیرے شکر گزار' بندے بن جائیں۔ اے پروردگار! تو ہی زمینوں اور آسمانوں کے بھید جانتا ہے پھر آپؑ نے اس بات پر بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ: اس نے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی صورت میں بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی۔ آپؑ نے مزید دعا کی:۔

"اے رب! تو مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ مجھے نماز کا اہتمام کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو' اور سب مومنین کو اس دن بخش دینا جس

Marfat.com

دن (روز محشر) حساب ہو گا۔" (ابراہیم ۴۰،۴۱)

آپؑ نے دعا کی: اے پروردگار! مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما، اور میرے بعد آنے والی نسلوں میں میرا ذکر جاری رکھنا۔ میرے ماں باپ کو بخش دینا۔ بے شک وہ گمراہوں میں سے ہیں۔ اور اس دن مجھے رسوا نہ کرنا جب مردے اٹھائے جائیں گے اور جس روز نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، اور صرف وہ لوگ بخشے جائیں گے جو اللہ سبحان و تعالیٰ کے پاس صاف دل لے کر آئیں گے۔ اس دن جنت پرہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی اور گمراہوں کو دوزخ دکھا دی جائے گی۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ: کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ سبحان و تعالیٰ کے سوا پرستش کیا کرتے تھے؟ اور جن کو تم اللہ سبحان و تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے؟ پس وہ سب گنہگار دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

(قرآن پاک کے بیان سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نوزائیدہ اسماعیلؑ اور ان کی والدہ محترمہ کو وادی مکہ میں چھوڑ کر سیدنا ابراہیمؑ خود واپس اپنے وطن چلے گئے اور پھر کئی سال بعد اپنے بیٹے کو دیکھنے واپس مکہ مکرمہ آئے جہاں آب زم زم کا چشمہ جاری ہونے کی وجہ سے مختصر سا شہر آباد ہو چکا تھا۔) سیدنا اسماعیلؑ اب اس قابل ہو چکے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دوڑ بھاگ سکیں۔

ایک روز سیدنا ابراہیمؑ نے سیدنا اسماعیلؑ کو بتایا: "اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے (خدا کی راہ میں) ذبح کر رہا ہوں۔ تو بتا اس بارے میں تیری کیا رائے ہے؟"۔ بیٹے نے جواب دیا: اے میرے ابا جان! آپؑ کو جو حکم دیا گیا ہے۔ آپؑ اس پر عمل کریں۔ انشاء اللہ آپؑ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ قرآن پاک کی زبان میں:۔

"پس دونوں نے حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا"۔ اس وقت اللہ سبحان و تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو پکارا: "اے ابراہیمؑ! تو نے اپنے خواب کو (جو اصل میں اللہ سبحان وتعالیٰ کا حکم ہی تھا) پورا کر دکھایا اور ہم نے (اسماعیلؑ کے عوض) ایک عظیم قربانی دے کر اسے (اسماعیلؑ کو) بچا لیا اور ہم صالحین کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔" (الصٰفٰت)

بے شک بیٹے کی قربانی کا حکم سیدنا ابراہیمؑ کے لئے ایک بڑی آزمائش تھی۔ جس میں وہ

Marfat.com

پورے اترے۔ چنانچہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کا ذکر آنے والی قوموں میں بھی اسی طرح برقرار رکھا (کہ امت محمدیہ ؐ کو حکم دیا گیا کہ وہ سیدنا اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد میں ہر سال قربانی دیں)۔

پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو ایک اور بڑی سعادت سے سرفراز کیا اور وہ تھی کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کا حکم۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ اس تعمیر کے دوران بھی آپؑ اپنے رب سے دعائیں کرتے رہے۔ آپؑ نے دعا کی:۔

> "اے ہمارے رب! ہماری جانب سے یہ دعا قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا' جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم دونوں (باپ بیٹے) کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت (آل اولاد) میں سے اپنی ایک فرمانبردار جماعت پیدا فرما اور ہمیں (اپنی) عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا' رحم فرمانے والا ہے۔ ہمارے رب! تو اس امت میں' انہیں میں سے' ایک رسول مبعوث فرما' جو ان کو تیری آیات (احکام) سنائے اور ان کو قرآن وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کر دے۔ بلاشبہ تو غالب اور حکمت والا ہے۔" (البقرۃ ۱۲۷-۱۲۹)

اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر تعمیر کعبہ کے دوران اپنی اولاد میں سے اللہ سبحان و تعالیٰ کی ایک فرمانبردار امت پیدا کرنے اور ایک رسول مبعوث کرنے کی جو دعا مانگی تھی وہ امت محمدیہ ﷺ اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کی صورت میں پوری ہوئی۔

خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبیؑ اور ان کے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ کعبۃ اللہ کو پاک صاف کریں۔ ان لوگوں کے لئے جو وہاں آکر نماز پڑھیں گے' رکوع و سجود کریں گے۔ اس گھر کا طواف کریں گے اور وہاں اعتکاف کریں گے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بلائیں کہ وہ اس گھر کا حج کرنے کے لئے آئیں' پیدل یا کمزور اونٹنیوں پر سوار ہو کر۔

Marfat.com

بے شک سیدنا ابراہیمؑ اللہ سبحان و تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے رسول تھے۔ قرآن پاک میں بار بار ان کی صفات بیان کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کا ذکر زندہ کر دیا اور آنے والی نسلوں میں اسے برقرار رکھا۔ (قرآن پاک کی یہ شہادت آج بھی درست اور بالکل صحیح ہے اور امت محمدیہ ﷺ سیدنا ابراہیمؑ کو کئی انداز میں یاد کرتی ہے۔ نماز میں اللہ سبحان و تعالیٰ کے آخری رسول اور ان کی آل پر درود شریف بھیجنے کے ساتھ ساتھ سیدنا ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بھی درود بھیجنا لازم ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں اور کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں۔)

سیدنا ابراہیمؑ کے نہایت برگزیدہ نبی ہونے کا ایک واقعہ قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

ایک بار سیدنا ابراہیمؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ سے عرض کی کہ: اے پروردگار! تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ میں مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کروں گا؟ عرض کیا: اے پروردگار! مجھے بالکل یقین ہے مگر میں دل کی تسلی کے لئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حکم ہوا کہ آپؑ چار پرندے لیں۔ انہیں اپنے ساتھ ہلا لیں پھر (ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا مختلف پہاڑوں پر رکھ دیں پھر انہیں بلائیں تو وہ آپؑ کے پاس چلے آئیں گے۔ اپنے پاؤں پر دوڑتے ہوئے' اور جان لو کہ اللہ سبحان و تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام وہ نبی ہیں جو سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اس وقت ایمان لائے جب وہ (ابراہیمؑ) اپنی قوم سے بیزار ہو کر ہجرت کر گئے تھے۔ بعد میں حضرت لوطؑ کو بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کا پیغمبر منتخب کیا گیا۔ وہ ایک ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے جس قوم کو ایک نہایت غلیظ اور گھناؤنا گناہ کرنے کی عادت تھی۔ آپؑ جس قوم کی طرف بھیجے گئے اس قوم میں تین جرائم عام تھے:

(۱) مرد کی مرد کے ساتھ بد فعلی۔ (لواطت)

(۲) مسافروں کو لوٹنا۔ (راہزنی)

(۳) اپنی مجالس میں کھلم کھلا سب کے سامنے گناہ کرنا۔

جب سیدنا لوطؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کو لواطت جیسے غلیظ گناہ سے باز رہنے کو کہا تو آپؑ کی قوم نے آپؑ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ دراصل وہ لوگ اپنی بہتری نہیں چاہتے تھے۔ جب یہ لوگ گناہ کی روش پر بدستور قائم رہے تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا لوطؑ کی طرف چند فرشتے نوجوان لڑکوں کے بھیس میں بھیجے۔ قوم لوطؑ نے انہیں اپنا عمدہ شکار سمجھا اور ان کو ساتھ لے جانے کے لئے جمع ہو گئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؑ نے قوم کو منع کیا مگر وہ لوگ عادت سے مجبور تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؑ لوگوں کی اس حرکت پر ملول ہوئے تو فرشتوں نے انہیں اپنی اصلیت سے آگاہ کیا اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ فرشتوں نے بتایا کہ پیغمبر (لوطؑ) کی اہلیہ بھی عذاب کی زد میں آئے گی۔ چنانچہ قوم لوطؑ پر عذاب نازل ہوا، اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبرؑ کی بے وفا بیوی بھی اس عذاب کا شکار ہوئی۔

Marfat.com

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام کا قرآن حکیم کی جن آیات میں تذکرہ ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۸	الاعراف	۸۰۔۸۴
۱۲	ھود	۷۷۔۸۳
۱۴	الحجر	۵۸۔۷۷
۱۷	الانبیآء	۷۱
۱۷	الانبیآء	۷۴'۷۵
۱۹	الشعرآء	۱۶۰۔۱۷۵
۱۹	النمل	۵۴۔۵۹
۲۰	العنکبوت	۲۸۔۳۰
۲۰	العنکبوت	۳۳۔۳۵
۲۳	الصافات	۱۳۳۔۱۳۸
۲۷	الذاریٰت	۳۲۔۳۷
۲۷	القمر	۳۳۔۳۹
۲۸	التحریم	۱۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور (ہم نے) لوطؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی (کا ارتکاب) کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی (ہو)؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس خواہش نفسانی پوری کرنے کے لئے جاتے ہو' بلکہ تم لوگ تو حد سے گزر گئے ہو۔ (الاعراف ۸۰'۸۱)
- اور ان کی قوم کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ (آپس میں) کہنے لگے کہ ان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔ (الاعراف ۸۲)
- تو ہم نے اسے (لوطؑ کو) اور اس کے گھر والوں کو نجات دی۔ مگر اس کی بیوی وہ (پیچھے) رہ جانے والوں میں ہوئی۔ اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ تو دیکھو کیسا انجام ہوا بدکاروں (مجرموں) کا؟۔ (الاعراف ۸۳'۸۴)
- اور جب لوطؑ کے پاس ہمارے فرشتے آئے' انہیں (قوم کی بے حیائی کے باعث) ان کا غم ہوا۔ اور ان کے سبب وہ ملول ہوئے اور بولے: آج بڑی سختی کا دن ہے۔ (ھود ۷۷)
- اور (جیسے ہی کافروں کو لوطؑ کے پاس حسین ہستیوں کی آمد کی اطلاع ملی) تو کافر قوم دوڑتی آئی اور یہ لوگ تو پہلے سے ہی برے فعل میں مبتلا تھے۔ (قوم کے لوگوں نے لوطؑ سے کہا: ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کردو) مگر (اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر لوطؑ نے) کہا: اے میری قوم! یہ میری (اور میری قوم کی) بیٹیاں حاضر ہیں۔ (ان سے نکاح کر لو) یہ تمہارے لئے (جائز اور) ستھری ہیں۔ اللہ سے ڈرو' اور مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن (باقی) نہیں؟۔ (ھود ۷۸)
- وہ بولے: تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں سے ہمیں کوئی غرض نہیں اور تم جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے۔ (ھود ۷۹)
- (حضرت لوطؑ) بولے: اے کاش! میں تمہارے مقابلہ میں زور آور ہوتا یا کسی مضبوط جائے پناہ میں جا بیٹھتا۔ (ھود ۸۰)
- (اس پر) فرشتے بولے: اے لوطؑ! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تم تک بھی نہیں پہنچ سکتے تم اپنے گھر والوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ۔ اور تم میں

Marfat.com

کوئی پیٹھ پھیر کر پیچھے نہ دیکھے۔ ہاں، تمہاری عورت (پیچھے مڑ کر ضرور دیکھے گی) اور جو آفت ان پر آنے والی ہے اس پر بھی آئے گی۔ بے شک ان پر عذاب کا وقت صبح کا ہے (اور) کیا صبح قریب نہیں؟۔ (ھود ۸۱)

- پھر جب ہمارا حکم آیا۔ ہم نے اس بستی کے اوپر کو نیچے کر دیا۔ اور اس پر پتھر کے کنکر لگاتار برسائے تہ بہ تہ، اور پتھر بھی وہ جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں۔ اور (عذاب) ظالموں سے دور بھی نہیں۔ (ھود ۸۲، ۸۳)
- بولے (فرشتے): ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ مگر لوطؑ کے گھر والے ان سب کو ہم بچالیں گے۔ (الحجر ۵۸، ۵۹)
- مگر اس کی عورت (اس کے لئے) ہم طے کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔ (الحجر ۶۰)
- پھر جب لوطؑ کے گھر فرشتے آئے، (لوطؑ نے) کہا: تم تو کچھ بیگانے سے لوگ لگتے ہو۔ تو (فرشتوں نے) کہا: بلکہ ہم تو آپؑ کے پاس وہ چیز (اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب) لائے ہیں جس کے بارے میں یہ لوگ شک کرتے تھے۔ اور ہم آپؑ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم بے شک سچے ہیں۔ (الحجر ۶۱-۶۴)
- تو آپؑ اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر (بستی سے) باہر چلے جایئے۔ اور آپؑ ان کے پیچھے چلئے اور آپؑ میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ اور جہاں کا حکم آپؑ کو ملا ہے سیدھے وہاں چلے جایئے۔ (الحجر ۶۵)
- اور ہم نے لوطؑ کو اپنے فیصلہ سے (فرشتوں کے ذریعے) مطلع کر دیا کہ صبح ہوتے ہی کافروں کی جڑ کٹ جائے گی۔ (الحجر ۶۶)
- اور (لوطؑ کے گھر خوش شکل مہمانوں کی آمد کا سن کر) شہر والے خوشیاں مناتے آئے تو لوطؑ نے کہا: یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور میری بے آبروئی نہ کرو۔ (مگر وہ) بولے: کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر کے لوگوں کی حمایت سے منع نہ کیا تھا۔ (الحجر ۶۷-۷۰)
- (لوطؑ نے) کہا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو میری بیٹیاں حاضر ہیں (جن سے تم شادی کر سکتے ہو)۔ (الحجر ۷۱)
- اے محبوب (ﷺ): آپ (ﷺ) کی جان کی قسم۔ بے شک وہ بستی میں مدہوش ہو

Marfat.com

رہے تھے تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے آ لیا۔ پھر ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا' اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔ بے شک اس (واقعہ) میں نشانیاں ہیں۔ فراست والوں کے لئے۔ اور بے شک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔ (الحجر ۷۳-۷۷)

- اور ہم نے اسے (سیدنا ابراہیمؑ کو) اور لوطؑ کو نجات بخشی۔ اس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ہے۔ (الانبیآء ۷۱)
- اور لوطؑ کو ہم نے حکومت (نبوت) اور علم دیا۔ اور ان کو اس بستی سے نجات بخشی جہاں کے لوگ گندے کام کرتے تھے۔ بے شک وہ برے لوگ اور نافرمان تھے۔ اور ہم نے اسے (لوطؑ کو) اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں تھے۔ (الانبیآء ۷۴'۷۵)
- لوطؑ کی قوم نے عاد و ثمود کی طرح رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے ہم قوم لوطؑ نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں؟ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں۔ (الشعرآء ۱۶۲)
- تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (الشعرآء ۱۶۳-۱۶۴)
- کیا تم ایسی (بداطوار) مخلوق ہو کر لڑکوں کی طرف مائل ہوتے ہو؟ اور چھوڑتے ہو اپنی (بیویاں) جو تمہارے لئے تمہارے رب نے بنائی ہیں۔ بلکہ تم لوگ تو حد سے بڑھنے والے ہو۔ (الشعرآء ۱۶۵'۱۶۶)
- وہ بولے: اے لوطؑ! اگر تم باز نہ آئے۔ تو ضرور (شہر سے) نکال دیئے جاؤ گے۔ (سیدنا لوطؑ نے) فرمایا: میں بھی تمہاری حرکتوں سے بیزار ہوں۔ (پھر سیدنا لوطؑ نے دعا کی) اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے بچا لے تو ہم نے اس (سیدنا لوطؑ کو) اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ سوائے ایک بڑھیا (سیدنا لوطؑ کی بیوی) کے' جو پیچھے رہ گئی' ہلاک ہو گئی۔ (الشعرآء ۱۶۷-۱۷۲)
- پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا۔ تو کیا ہی برا مینہ تھا ڈرائے جانے والوں پر۔ (الشعرآء ۱۷۳)

Marfat.com

○ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت سے ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک آپ کا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔ (الشعرآء ۱۷۴'۱۷۵)

○ اور لوطؑ (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا بے حیائی کا کام کرتے ہو؟ حالانکہ تم دیکھتے ہو (کہ یہ کتنا برا کام ہے) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر للچاتے ہوئے جاتے ہو۔ (در حقیقت) تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔ (النمل ۵۴'۵۵)

○ تو ان کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ' کہ بولے: لوطؑ کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پارسا بنے پھرتے ہیں۔ (النمل ۵۶)

○ تو ہم نے اسے (سیدنا لوطؑ کو) اور ان کے گھر والوں کو نجات دی مگر ان کی بیوی جس کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں سے ہے۔ (النمل ۵۷)

○ اور ہم نے ان پر خوفناک مینہ برسایا۔ تو کیا ہی برا مینہ تھا ان پر جن کو ڈرایا گیا تھا۔ (مگر وہ نہ مانے) آپ فرما دیجئے کہ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔ کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے ساختہ جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ (النمل ۵۸'۵۹)

○ اور لوطؑ نے جب اپنی قوم سے فرمایا: تم بے شک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ (العنکبوت ۲۸)

○ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو' اور راہ مارتے ہو اور اپنی مجلس میں (علی الاعلان) بری بات کرتے ہو؟ تو ان کی قوم کے پاس کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے' کہ وہ بولے: کہ ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (العنکبوت ۲۹)

○ (چنانچہ سیدنا لوطؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ سے) عرض کی: اے میرے رب! میری مدد فرما ان فسادی لوگوں کے خلاف۔ (العنکبوت ۳۰)

○ اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے۔ ان کا آنا ان کو ناگوار گزرا اور ان کے سبب ان کا دل تنگ ہوا تو فرشتوں نے کہا: نہ ڈریئے اور نہ غم کیجئے۔ بے شک ہم آپؑ کو اور آپؑ کے گھر والوں کو بچالیں گے۔ مگر آپؑ کی بیوی' وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہو گی۔ بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں جو بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں کا۔ (العنکبوت ۳۳'۳۴)

○ اور بے شک ہم نے اس بستی کے کچھ واضح نشان باقی رکھے' عقل والوں کی عبرت

Marfat.com

کے لئے۔ (العنکبوت ۳۵)

- اور بے شک لوطؑ پیغمبروں میں ہے۔ جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ (الصّٰفّٰت ۱۳۳، ۱۳۴)
- مگر ایک بڑھیا، کہ رہ جانے والوں میں ہوئی۔ (الصّٰفّٰت ۱۳۵)
- پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک فرما دیا۔ اور بے شک تم ان (کی تباہ شدہ بستیوں) پر گزرتے ہو، صبح کو اور رات میں۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟۔ (الصّٰفّٰت ۱۳۶-۱۳۸)
- (فرشتے) بولے: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر برسائیں۔ جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کئے رکھے ہیں۔ (الذّٰریٰت ۳۲-۳۴)
- تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے، وہ نکال لئے۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔ اور ہم نے اس سرزمین میں نشانی باقی رکھی ان کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (الذّٰریٰت ۳۵-۳۷)
- لوطؑ کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ بے شک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا۔ سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے، ہم نے انہیں (رات کے) پچھلے پہر بچا لیا۔ اپنے فضل و کرم سے۔ ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے۔ (القمر ۳۳-۳۵)
- اور بے شک اس (لوطؑ) نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا۔ (القمر ۳۶)
- (پھر) انہوں نے اس (لوطؑ) کے مہمانوں کو حاصل کرنا چاہا، تو ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ فرمایا: چکھو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ۔ اور بے شک صبح تڑکے ان پر دائمی عذاب آیا۔ تو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔ (القمر ۳۷-۳۹)
- اللہ کافروں کے لئے مثال دیتا ہے۔ نوحؑ کی عورت اور لوطؑ کی عورت کی۔ وہ ہمارے بندوں میں سے دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے ان سے دغا کیا۔ تو وہ اللہ کے سامنے ان کے کچھ کام نہ آئے۔ اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔ (التحریم ۱۰)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کے مطالعہ سے سیدنا حضرت لوط علیہ السلام کی زندگی کے جو حالات اور واقعات سامنے آتے ہیں ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انؑ کے باپ دادا' اولاد اور بھائیوں کو بھی کتاب وحکمت کے ساتھ ساتھ منصب نبوت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک سے زائد بار اس بات کو آشکار فرمایا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا لوطؑ کی رہنمائی فرمائی اور وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسولوں میں سے تھے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت لوط علیہ السلام کو ایک ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جو ایک نہیں بلکہ کئی قبیح عادات کا شکار تھی۔ وہ لوگ ہم جنس پرست تھے۔ رہزنی ان کا شعار تھی' اور اس کے علاوہ اور کئی دوسری برائیاں ان کی فطرت ثانی بن چکی تھیں۔ وہ ان اعمال بد پر نازاں تھے اور اپنی مجالس میں نہ صرف ان گناہوں پر فخرومباہات کا اظہار کرتے تھے بلکہ کھلم کھلا اور سرعام بھی ہم جنس پرستی (لواطت) جیسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں بھی برائی نہ سمجھتے تھے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی لوطؑ نے اپنی قوم کو ان برائیوں سے باز رکھنے کے لئے تبلیغ کا آغاز کیا تو انہیں سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؑ نے سب سے پہلے اپنی قوم کی بدترین عادت ہم جنس پرستی کی طرف توجہ دی' اور قوم کو شرم دلائی کہ وہ فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عورت سے صرف نظر کر کے مردوں کی طرف جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے خواتین مردوں کے لئے (نکاح کے بعد) حلال فرمائی ہیں۔ سیدنا لوطؑ نے لوگوں سے کہا کہ: وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کریں ورنہ عذاب ان کا مقدر بن جائے گا۔ سیدنا لوطؑ نے اپنی قوم کو رہزنی سے بھی روکا اور کہا کہ: یوں مسافروں کو لوٹنا نہایت ہی بری عادت ہے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل ہے۔ سیدنا لوطؑ نے اپنی قوم کو ناشائستہ بلکہ شرمناک مجالس سے بھی روکا اور کہا کہ: تم جو بری حرکتیں سرعام کرتے ہو اور پھر ان پر فخر کا اظہار کرتے ہو۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں بلکہ یہ نہایت ناپسندیدہ اور برا فعل ہے۔

سیدنا لوطؑ نے اپنی قوم کو بتایا کہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ان کا مقصد بعثت صرف یہ ہے کہ لوگوں کو برے کاموں اور ناپسندیدہ عادات واطوار سے روکیں۔ سیدنا لوطؑ نے ان سے کہا کہ: میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ایک امانتدار

Marfat.com

رسول ہوں اور جو امانت لے کر میں آیا ہوں وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا یہ پیغام ہے' کہ تم لوگ برائیوں سے باز آ جاؤ۔ اور پھر میں اس کام کے لئے تم سے کوئی اجرت بھی طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو میرے رب کے پاس ہے جس نے مجھے اپنا پیغام دے کر' تم سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ لیکن سیدنا لوطؑ کی قوم نے آپؑ کی کسی بھی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ البتہ قوم کے کچھ افراد نے آپؑ کی باتوں پر کان دھرا' مگر بھاری اکثریت نے آپؑ کو جھٹلا دیا۔

سیدنا لوطؑ نے بار بار اپنی قوم کو نیکی کی طرف بلایا۔ لیکن قوم لوطؑ تو گمراہی میں گھر چکی تھی۔ جب سیدنا لوطؑ نے تبلیغ میں اضافہ کیا تو وہ بھڑک اٹھے' اور دھمکیوں پر اتر آئے۔ کافروں نے کہا کہ: یہ لوطؑ اور اس کے ساتھی بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ ہمیں وعظ سناتے ہیں اور ہماری عیب جوئی سے باز ہی نہیں آ رہے۔ ان کا علاج یہ ہے کہ لوطؑ' اس کے ساتھیوں اور گھر والوں کو بستی سے نکال دیا جائے۔ اس قسم کے مشوروں اور دھمکیوں کے باوجود جب اللہ سبحان و تعالیٰ کے فرستادہ نبیؑ نے حوصلہ نہ ہارا اور اپنا دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھا' تو ان کی قوم نے کہا: جاؤ ہم تمہاری کوئی بات نہیں مانتے اور اگر تم واقعی سچے نبی ہو تو جاؤ' اپنے رب سے کہہ کر ہم پر وہ عذاب نازل کرا دو جس کی تم ہمیں وعید سناتے رہتے ہو۔

اب آپؑ کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ آپؑ بڑے ملول اور رنجیدہ تھے۔ قوم نہ صرف آپؑ کی بات سننے اور تسلیم کرنے کو تیار نہ تھی بلکہ آپؑ کو جھٹلا بھی رہی تھی اور طعنہ زنی کر رہی تھی کہ جاؤ اگر تم واقعی اللہ سبحان و تعالیٰ کے سچے نبی ہو تو ہم پر عذاب نازل کر دو۔ چنانچہ آپؑ نے دعا کی: "اے میرے پروردگار! ان لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ مجھے اور میرے گھر والوں کو ان برے لوگوں کے برے افعال کے وبال (جو عذاب کی صورت میں نازل ہونے والا ہے) بچا لے۔"

اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے نبیؑ کی دعا قبول فرمائی۔ قوم لوطؑ کو راہ راست پر آنے کے لئے جو مہلت دی گئی تھی اور جس کے لئے اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنا رسول بھی بھیجا تھا وہ مہلت ختم ہو گئی۔ چنانچہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ وہ عذاب جو ایک چنگھاڑ اور پتھروں کی بارش بن کر کافروں کو تہہ و بالا کرنے والا تھا۔

ایک روز چند خوبرو نوجوان سیدنا لوطؑ کے گھر آئے۔ سیدنا لوطؑ نے جب اپنے مہمانوں کو دیکھا تو دل میں ڈرے اور اپنی قوم کی خبیث عادت (ہم جنس پرستی) کے باعث انہیں اپنے مہمانوں کی طرف سے کچھ خطرات و خدشات محسوس ہوئے۔ فرشتوں نے سیدنا لوطؑ کی پریشانی کو

Marfat.com

بھانپ لیا اور سیدنا لوطؑ کو بتایا کہ: آپؑ بالکل خوفزدہ، ملول اور پریشان نہ ہوں۔ ہم تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے فرستادہ فرشتے ہیں اور ہمیں آپؑ کی اس نافرمان قوم پر عذاب نازل کرنے کا حکم ملا ہے۔ ہم آپؑ کی قوم کے لئے وہی عذاب لے کر آئے ہیں جس کا مطالبہ وہ آپؑ کو جھٹلاتے ہوئے کیا کرتے تھے۔ آپؑ کی اس قوم پر آسمان سے سخت نوکدار پتھروں کا مینہ (بارش) برسایا جائے گا جن پر اس قوم کا نام لکھا ہے۔ یہ عذاب اس قوم کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کا فیصلہ آچکا ہے اور اگلی صبح طلوع ہونے تک اس بستی اور بستی میں رہنے والوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ آپؑ اپنے گھر والوں کو لے کر صبح صادق سے قبل بستی سے نکل جائیں اور آپؑ لوگوں میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ البتہ آپؑ کی بیوی، پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔ وہ آپؑ کی وفادار نہیں اور اسے عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتوں کی حقیقت معلوم ہو جانے پر سیدنا لوطؑ مطمئن ہو گئے۔ اس دوران بستی والوں کو آپؑ کے گھر آئے خوبصورت مہمانوں کی اطلاع مل گئی۔ تو وہ اپنے خبث باطن کے اظہار کے لئے سیدنا لوطؑ کے گھر کے باہر جمع ہو گئے اور مہمانوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ تاکہ اپنی بدفحاشی کا مظاہرہ کر سکیں۔ آپؑ نے ان سے کہا: یہ میرے مہمان ہیں۔ مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرو۔ تمہارے لئے میری (قوم کی) بیٹیاں حاضر ہیں تم ان سے نکاح کر لو اور جائز راستہ اختیار کرو۔ بستی والوں نے کہا: ہمیں تمہاری (یا کسی اور کی) بیٹیوں سے کیا کام ہم تو ان نوجوانوں کو ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ سیدنا لوطؑ بے حد پریشان ہوئے تو فرشتوں نے آپؑ کو پھر سے یقین دلایا کہ: آپؑ پریشان نہ ہوں۔ یہ لوگ ہمارے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔

اسی کشمکش میں رات ہو گئی اور کافر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے (شاید اس خیال سے کہ صبح لوطؑ کے مہمانوں سے نمٹ لیں گے)۔

نصف شب کے بعد سیدنا لوطؑ اپنے گھر والوں اور اہل ایمان کو لے کر بستی سے نکل گئے۔ مگر آپؑ کی بیوی، آپؑ کے ساتھ نہ گئی۔ قرآن پاک کے مطابق اسے پروردگار عالم کی طرف سے اندھا (آنکھوں کے باوجود بے بصیرت) کر دیا گیا اور اس نے بستی سے باہر نکل کر پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کر دیا، اور اس گناہ کی پاداش میں وہ کافر بڑھیا بھی پتھروں کے عذاب کا شکار ہو گئی۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے عذاب کا آغاز ایک خوفناک گونج سے ہوا اور اس کے ساتھ ہی

Marfat.com

ایسے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی جو چٹانوں کو توڑ کر بنائے جاتے ہیں۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ کے فرشتوں نے اس بستی کو اٹھا کر اس طرح پھینکا کہ اس کا نچلا حصہ اوپر ہو گیا اور یوں بستی اور قوم لوطؑ کا نام ونشان مٹا دیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ہم نے قوم لوطؑ اور ان کی بستی کو عقل والوں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔ یہ بستی اس علاقہ میں تھی جہاں سے عرب سے شام جانے والا راستہ گزرتا تھا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب محمد ﷺ کو بتایا کہ: ہم نے سیدنا لوطؑ کو اپنا برگزیدہ بندہ بنا لیا۔ اور حکمت وبزرگی سے سرفراز کیا اور ایک قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ مگر اس قوم نے ہمارے نبیؑ کی تکذیب کی۔ پس اس قوم اور اس بستی کو نابود کر دیا گیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک عبرت کا نشان بنا دیا۔ سیدنا لوطؑ کی بیوی کو بھی پیغمبر سیدنا نوحؑ کی بیوی کی طرح سزا ملی' کہ وہ دونوں ہی نافرمان تھیں۔ اور ان کے پیغمبر شوہر بھی ان کو نہ بچا سکے۔ وہ دونوں اپنے شوہروں کی وفادار نہ تھیں۔ اس لئے وہ بھی دوسرے منکران خدا کے ساتھ ساتھ دوزخ کا ایندھن بن گئیں۔

Marfat.com

سیدنا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

ذبیح اللہ سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام، جد پیغمبران سیدنا ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) کے صاحبزادے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپؑ کو آپؑ کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد کعبۃ اللہ کے دامن میں چھوڑ آئے تھے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے نوجوانی کے عالم میں اپنے جلیل القدر والد کے ساتھ مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کی۔ قبل ازیں آپؑ کے والد (سیدنا ابراہیمؑ) نے آپؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا چاہا تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کی جگہ ایک پلا ہوا مینڈھا بھیج دیا جو قربان کیا گیا۔ اسی قربانی کے باعث آپؑ کو "ذبیح اللہ" کہا جاتا ہے۔ اور دنیا بھر میں مسلمان عید الاضحیٰ کے موقع پر آپؑ کی اس قربانی کی یاد میں جانور قربان کرتے ہیں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کئی سورتوں میں ملتا ہے۔ ان آیات کی تفصیل ترتیب صعودی کے اعتبار سے ملاحظہ کریں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۲۵-۱۲۹
۱	البقرۃ	۱۳۳
۷	الانعام	۸۶
۱۶	مریم	۵۴، ۵۵
۱۷	الانبیآء	۸۵، ۸۶
۲۳	الصّٰفّٰت	۱۰۱-۱۰۷
۲۳	صٓ	۴۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر (کعبہ) کو لوگوں کے لیے (اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف) رجوع ہونے اور امن کی جگہ بنایا۔ اور (حکم دیا کہ) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو کہ میرا گھر خوب پاک وصاف کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔ (البقرة ۱۲۵)
- اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے کہ اے میرے رب! اس شہر کو امان والا کر دے۔ اور اس کے رہنے والوں کو، جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں، طرح طرح کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔ (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) فرمایا: اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا۔ پھر اسے بے بس کر کے عذاب دوزخ کی طرف بلاؤں گا۔ اور وہ (دوزخ) بہت برا ٹھکانا ہے۔ (البقرة ۱۲۶)
- اور جب اٹھاتے تھے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں۔ پکار رہے تھے (دعا کر رہے تھے) اے رب ہمارے! ہم سے قبول فرما۔ بے شک تو ہی سننے اور جاننے والا ہے۔ (البقرة ۱۲۷)
- اے رب ہمارے! اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو۔ اور ہمیں ہماری عبادت (حج، نماز) کے طریقے بتا اور ہم کو معاف فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (البقرة ۱۲۸)
- اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول، انہیں میں سے، کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔ (البقرة ۱۲۹)
- (اے بنی اسرائیل!) کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی؟ جب اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپؑ کا اور آپؑ کے آباء ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ کا۔ وہی خدائے واحد ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ (البقرة ۱۳۳)
- اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوط کو۔ اور ہم نے (ان میں سے) ہر ایک کو ان کے وقت کے سارے جہان والوں پر فضیلت بخشی۔ (الانعام ۸۶)

Marfat.com

○ اور (اس) کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر بھی سنا دیجئے۔ بے شک وہ وعدے کے سچے تھے۔ اور نبی مرسل تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے۔ اور (وہ خود) اپنے رب کے پسندیدہ تھے۔ (مریم ۵۴'۵۵)

○ اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے۔ اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں۔ (الانبیآء ۸۵'۸۶)

○ تو ہم نے اسے (ابراہیمؑ کو) خوشخبری سنائی ایک عقلمند بیٹے (اسماعیلؑ) کی۔ پھر جب وہ (بیٹا) اس (ابراہیمؑ) کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہو گیا۔ (تو ابراہیمؑ نے) فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے (اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں) ذبح کرتا ہوں۔ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (بیٹے نے) کہا: اے میرے والد! کیجئے جس بات کا آپؑ کو حکم ہوا ہے۔ خدا نے چاہا تو آپؑ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۱'۱۰۲)

○ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل (زمین پر) لٹا دیا' (اس وقت کا حال نہ پوچھ) اور ہم نے ان کو ندا فرمائی کہ اے ابراہیمؑ ! بے شک تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۳-۱۰۵)

○ بے شک یہ ایک صریح آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۶'۱۰۷)

○ یاد کرو اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو اور یہ سبھی نیک لوگوں میں سے ہیں۔ (صٓ ۴۸)

Marfat.com

قرآن پاک میں سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے احوال کی کچھ زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ جد پیغمبراں سیدنا حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی ان کا ذکر بھی ملتا ہے۔ قرآن پاک کی مختلف آیات میں سیدنا اسماعیلؑ ذبیح اللہ کا ذکر دوسرے انبیائے کرام سیدنا ادریسؑ، سیدنا ذوالکفلؑ اور سیدنا الیسعؑ کے ساتھ کیا گیا ہے' اور بتایا گیا ہے کہ آپؑ بڑے صبر والے' نیک اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ انہیں اللہ سبحان و تعالیٰ کا رسول بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا۔ اور آپ کو آپؑ کے دور کے دوسرے لوگوں پر فضیلت بخشی گئی۔ آپؑ سابقہ پیغمبروں کی طرح نماز ادا کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے تھے۔

جب سیدنا اسماعیلؑ اپنے والد (حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ) کے ساتھ بھاگنے دوڑنے (کام کرنے) کی عمر کو پہنچے تو ایک روز اللہ سبحان و تعالیٰ کے خلیل (سیدنا ابراہیمؑ) نے اپنے بیٹے (سیدنا اسماعیلؑ) سے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے (اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں) ذبح کر رہا ہوں۔ تو مجھے بتا کہ اس بارے میں تیری کیا رائے ہے؟

(اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبیؑ کے بیٹے نے جو آگے چل کر خود بھی نبوت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے والے تھے) فوراً جواب دیا: اے میرے والد! آپ کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے۔ اس پر عمل کریں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ تو انشاء اللہ آپؑ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

دونوں باپ بیٹے نے' اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم کے سامنے گردن جھکا دی۔ سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا' تاکہ انہیں اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر سکیں۔ عین اس وقت اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا ابراہیمؑ کو پکار کر کہا: اے ابراہیمؑ! بلاشبہ تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔ جس پر باپ اور بیٹا دونوں پورے اترے' اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے ذبح عظیم (پلا ہوا مینڈھا) بھجوا دیا' جو سیدنا اسماعیلؑ کی جگہ قربان ہو گیا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا: ہم بلاشبہ نیکو کاروں کو اسی طرح اجر دیا کرتے ہیں۔

قربانی کی آزمائش میں پورا اترنے کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کریں۔ چنانچہ سیدنا ابراہیمؑ نے سیدنا اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر بیت اللہ کی تعمیر کا آغاز کیا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے ساتھ ساتھ دونوں باپ بیٹا اسی شہر مکہ کے لیے وہاں رہنے والوں اور آنے جانے والوں کی بھلائی' منفعت اور فراوانی رزق کی دعائیں بھی کرتے تھے۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ جب سیدنا ابراہیمؑ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے تو انہوں نے اللہ سبحان و

Marfat.com

تعالیٰ سے دعا کی:

"اے میرے پروردگار! اس شہرِ مکہ کو گہوارہ بنا دے اور یہاں رہنے والوں کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیں۔ پھلوں کی روزی عطا فرما۔" اس دعا کے جواب میں اللہ نے فرمایا: "میں کفر کرنے والوں کو بھی کچھ نفع دوں گا' لیکن زیادہ دیر کے لیے نہیں' پھر میں ان کو دوزخ میں ڈال دوں گا جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔"

تعمیر کعبہ کے دوران سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ نے مل کر جو دعا فرمائی۔ قرآن پاک نے اس کی بھی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ دونوں (باپ بیٹے) نے دعا کی:

"اے ہمارے رب! ہم سے ہماری اس کوشش کو قبول فرما۔ بے شک تو (دعاؤں کو) سننے والا' اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں اپنی فرمانبردار امت پیدا فرما۔ ہمیں اپنی عبادت (نماز' حج' روزہ) کے صحیح طریقے سکھا دے۔ ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہماری اولاد میں ایک رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو۔ اور جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اور انہیں پاک کردے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔"

کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے مسلمان بندے (جو اللہ سبحان و تعالیٰ کو ایک اور وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور رسولوں کے ذریعے آنے والے احکام کی پیروی کرتے ہیں) کعبۃ اللہ میں بار بار آئیں۔ تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ کو حکم فرمایا: میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف کرو اور پاک صاف رکھو۔ پھر سیدنا ابراہیمؑ کو حج کعبہ کے لیے آنے کا اعلان عام کرنے کا حکم دیا گیا۔

(اس واقعہ کی تفصیل سیدنا ابراہیمؑ کے بیان میں ملاحظہ کیجئے)

Marfat.com

سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام

سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام' سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) کے بیٹے' سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بھائی اور سیدنا حضرت یعقوبؑ (عبرانی نام اسرائیل) کے والد اور حسن و جمال میں یکتا رسول حضرت یوسف علیہ السلام کے دادا تھے۔ آپؑ کی ولادت کی خوشخبری فرشتوں کے ذریعے اس وقت دی گئی جب آپؑ کے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ آپؑ کا شمار ان انبیاء میں ہوتا ہے جن کا نام پیدائش سے قبل رکھا گیا۔ جب فرشتوں نے آپؑ کے والد سیدنا ابراہیمؑ کو ایک بیٹے کی خوشخبری سنائی اس وقت سیدنا ابراہیمؑ کی بیوی بھی قریب ہی موجود تھیں۔ وہ ہنس پڑیں' کہ اب ہم دو بوڑھے میاں بیوی کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا۔ مگر فرشتوں نے کہا: اللہ سبحان و تعالیٰ کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ وہ جب چاہے' جسے چاہے' اولاد صالح عطا فرما دیتا ہے۔ فرشتوں نے نہ صرف سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی' بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ اسحاق علیہ السلام کے ہاں بھی بیٹا پیدا ہو گا۔ جن کا نام سیدنا یعقوبؑ رکھا جائے گا۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں سیدنا اسحاقؑ کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرة	۱۳۳
۷	الانعام	۸۵
۱۲	یوسف	۶
۱۷	الانبیآء	۷۲، ۷۳
۲۳	الصّٰفّٰت	۱۱۲، ۱۱۳
۲۳	صٓ	۴۵-۴۷
۲۶	الذاریٰت	۲۸-۳۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- (اے بنی اسرائیل!) کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی؟ جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ وہ بولے: ہم پوجیں گے اسے، جو خدا ہے آپؑ کا اور آپؑ کے آباء ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کا۔ ایک خدا، اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ (البقرۃ ۱۳۳)
- اور ہم نے انہیں (ابراہیمؑ کو) اسحاقؑ (سا بیٹا) اور یعقوبؑ (سا پوتا) عطا کیے۔ ان سب کو ہم نے سیدھی راہ دکھائی اور ان سے قبل نوحؑ کو ہدایت فرمائی۔ اور ہم نے ان کی (ابراہیمؑ کی) اولاد میں سے داوٗدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو۔ (بھی اپنی ایک ایک صفت خاص کا مظہر بنایا) ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ (الانعام ۸۵)
- اور (جس طرح اے یوسفؑ! تم نے لڑکپن ہی میں اچھا سا خواب دیکھا تھا) اسی طرح (بڑے ہونے پر) تجھے تیرا رب چن لے گا۔ اور تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ اور یعقوبؑ کے گھر والوں پر، جس طرح تم سے قبل تمہارے دونوں باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر پوری کی۔ بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔ (یوسف ۶)
- مزید برآں ہم نے ان کو (ابراہیمؑ کو) اسحاقؑ (بیٹا) عطا فرمایا اور یعقوبؑ (پوتا) اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا۔ اور (یہی نہیں) ہم نے انہیں (اپنی اپنی امتوں کا) امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں، اور ہم نے انہیں وحی بھیجی، کہ نیک کام کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور وہ ہماری بندگی (دل وجان سے) کرتے تھے۔ (الانبیآء ۷۲، ۷۳)
- اور ہم نے اسے (ابراہیمؑ کو) خوشخبری دی اسحاقؑ کی کہ وہ بھی نبی اور ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں سے ہو گا۔ اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاقؑ پر، اور ان کی نسلوں میں نیکوکار بھی ہیں، اور وہ بھی جو اپنی جانوں پر صریح ظلم کر رہے ہیں۔ (الصّٰفّٰت ۱۱۲، ۱۱۳)
- اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو، جو ہاتھوں اور آنکھوں (قوت عملی و نظر) والے تھے۔ بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا،

Marfat.com

وہ اس گھر کی یاد ہے۔ اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ بندے ہیں۔ (ص ۴۵۔۴۷)

○ اور (فرشتوں کے ذریعے) انہیں ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔ تو ان کی بیوی چلاتی ہوئی آئی' پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی: کیا بڑھیا بانجھ (کو بیٹا ہوگا؟)۔ (الذاریت ۲۸'۲۹)

○ انہوں (فرشتوں) نے کہا: تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے۔ اور وہی حکیم دانا ہے۔ (الذاریت ۳۰)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے فرزند تھے۔ قرآن پاک میں ان کا ذکر جتنی بار بھی آیا ہے اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں اپنا نیک' بابصیرت اور برگزیدہ بندہ بتایا ہے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بیٹے سیدنا یعقوبؑ تھے جن کے بیٹے سیدنا یوسفؑ تھے۔ گویا سیدنا اسحاقؑ کی اولاد سے بہت سے نبی ہوئے۔

سیدنا اسحاقؑ اللہ سبحان و تعالیٰ کے وہ نبی ہیں جن کی پیدائش کی خوشخبری اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے ابراہیمؑ کو دی' اور ان کا نام بھی خود بتایا۔ یہ بھی بتا دیا کہ سیدنا اسحاقؑ آگے چل کر پیغمبر ہوں گے۔

جب سیدنا اسحاقؑ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی گئی تو سیدنا ابراہیمؑ کو یہ بھی بتایا کہ آپؑ کا یہ بیٹا اللہ سبحان و تعالیٰ کا خاص بندہ ہو گا۔ قرآن پاک میں کئی دفعہ یہ بات کہی گئی ہے کہ سیدنا اسحاقؑ اللہ سبحان و تعالیٰ کے بڑے ہی فرمانبردار نبی تھے اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے یہ بھی بار بار فرمایا ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسحاقؑ پر اللہ سبحان و تعالیٰ کی نعمت پوری کی گئی بلکہ سیدنا یوسفؑ کو بھی بتایا گیا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ ان پر بھی اپنی نعمت مکمل فرمائے گا۔ جس طرح ان کے والد سیدنا یعقوبؑ پر اور دادا سیدنا اسحاقؑ پر مکمل کی گئی' اور یہ کہ وہ دونوں اللہ سبحان و تعالیٰ کے قرب کے سزاوار تھے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام سیدنا حضرت اسحاق علیہ اسلام کے بیٹے' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور سیدنا یوسف علیہ السلام کے والد تھے۔ آپؑ بھی ان چند انبیاء کرام میں سے ایک ہیں جن کا نام ان کی ولادت سے قبل ان کے والدین کو بتایا گیا۔ بلکہ آپؑ تو وہ واحد نبی ہیں جن کی ولادت کی خوشخبری ان کے اپنے والد کی ولادت کی خوشخبری کے ساتھ ان کے دادا کو سنائی گئی۔

آپؑ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے جانے والے نبی ہیں۔ آپؑ نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی وحی کے تحت اچھے کام کرنے' نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تعلیم دی۔ آپؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے ایک امتیازی خصوصیت یہ عطا فرمائی کہ:

"آپؑ ہر وقت اللہ سبحان وتعالیٰ کے گھر (دار آخرت) کو یاد رکھتے تھے۔ (اور لوگوں کو بھی اس کی یاد دلاتے تھے) پس اللہ سبحان و تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں۔ (صٓ ۴۶'۴۷)

Marfat.com

قرآن حکیم کی جن آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۳۳
۴	آل عمران	۹۳
۱۲، ۱۳	یوسف	۴۔۲۰
۱۳	یوسف	۶۳۔۶۴
۱۳	یوسف	۶۵۔۷۰
۱۳	یوسف	۷۶
۱۳	یوسف	۸۳۔۸۷
۱۳	یوسف	۹۴۔۹۸
۱۷	الانبیآء	۷۲، ۷۳
۲۳	صٓ	۴۵۔۴۷

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

- (اے بنی اسرائیل) کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی؟ جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ وہ بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپؑ کا اور آپؑ کے آباء ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی۔ کہ وہی تو ایک خدا ہے اور ہم اس کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ (البقرۃ ۱۳۳)
- کھانے کی سب چیزیں بنی اسرائیل کے لیے حلال تھیں ماسوا ان چیزوں کے، جن کو یعقوبؑ نے، نزول تورات سے قبل اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ آپ (اے رسول ﷺ) ان سے کہہ دیجئے کہ تورات لاکر پڑھو اگر تم سچے ہو؟۔ (آل عمران ۹۳)
- (یہ وہ واقعہ ہے) جب یوسفؑ نے اپنے باپ (یعقوبؑ) سے کہا: اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ (یوسف ۴)
- کہا (یعقوبؑ نے): اے میرے بیٹے! اپنا (یہ) خواب اپنے بھائیوں کے سامنے مت بیان کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (یوسف ۵)
- اور اسی طرح تجھے تیرا (یوسفؑ کا) رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا (خوابوں کی تعبیر بتانا) سکھائے گا۔ اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ اور یعقوبؑ کے گھر والوں پر بھی (اسی طرح) جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر پوری کی۔ بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔ (یوسف ٦)
- بے شک یوسفؑ اور اس کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ (یوسف ۷)
- (بات یوں ہوئی کہ) جب یوسفؑ کے (سوتیلے) بھائیوں نے کہا کہ ضرور یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک (اچھی خاصی) جماعت ہیں بے شک ہمارے والد صریحاً خطا پر ہیں (یعنی ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں) یوسفؑ کو مار ڈالو، یا کہیں (دور دراز) ملک میں پھینک آؤ کہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری طرف رہے اور اس کے بعد پھر (توبہ کرلینا اور) نیک جماعت بن کر

Marfat.com

رہنا۔ (یوسف ۸٬۹)

○ ان میں سے ایک کہنے والا بولا: یوسفؑ کو مارو نہیں (البتہ) اسے اندھے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی مسافر اسے نکال کرلے جائے اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔ (یوسف ۱۰)

○ بولے: اے ہمارے والد! آپؑ کو کیا ہوا کہ آپؑ یوسفؑ کے معاملہ میں ہمارا اعتبار ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم تو اس کے خیرخواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ (جنگل میں) میوے کھائے اور کھیلے۔ بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ (یوسف ۱۱٬۱۲)

○ انہوں نے (حضرت یعقوبؑ نے) کہا: بے شک مجھے رنج دے گا کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے۔ اور تم اس سے غافل رہو (اس پر بھائی) بولے: اگر اسے (ہمارے ہوتے ہوئے) بھیڑیا کھا جائے پھر ہم جو ایک اچھی خاصی جماعت ہیں کسی کام کے نہیں۔ (یوسف ۱۳٬۱۴)

○ پھر جب (بھائی) اسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے (یوسفؑ کو) وحی بھیجی کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتا دے گا۔ ایسے وقت کہ وہ (تم کو) جانتے بھی نہ ہوں گے۔ (یوسف ۱۵)

○ اور عشاء کے وقت (اندھیرا ہونے پر) وہ اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے اور بولے: اے ہمارے والد! ہم دوڑ بھاگ میں دور نکل گئے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپؑ کسی طرح ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے' اگر ہم سچے ہوں۔ (یوسف ۱۶٬۱۷)

○ اور (وہ) اس کے (یوسفؑ کے) کرتے پر جھوٹا خون لگالائے (تو یعقوبؑ) کہنے لگے (یہ سچ نہیں) بلکہ تم نے اپنے جی سے ایک بات گھڑلی ہے۔ بہرحال اب صبر کرنا ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے اس بات پر' جو تم نے بنالی ہے' مدد چاہتا ہوں۔ (یوسف ۱۸)

○ اور ایک قافلہ آیا۔ انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول (کنویں میں) ڈالا بولا: آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور قافلے والوں نے اسے سرمایہ تجارت سمجھ کر چھپالیا۔ اور اللہ جانتا ہے جو (تدبیریں) وہ کرتے ہیں۔ (یوسف ۱۹)

○ اور بھائیوں نے یوسفؑ کو گنتی کے چند داموں کے عوض بیچ ڈالا اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی۔ (یوسف ۲۰)

Marfat.com

○ اور ہم نے اسے (ابراہیمؑ کو) اسحاقؑ عطا کیا اور یعقوبؑ پوتا' اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا اور ہم نے انہیں (خلق کا) امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے۔ (الانبیاء ۷۲'۷۳)

○ اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو جو ہاتھوں اور آنکھوں (قوت عملی وقوت نظر) کے مالک تھے بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا (یہ بات) اس گھر (دار آخرت) کی یاد ہے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے (پسندیدہ) لوگوں میں سے ہیں۔ (صٓ ۴۵-۴۷)

قافلے والے یوسفؑ کو مصر لے گئے جہاں وہ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے (جن کی تفصیل حضرت یوسفؑ کے احوال میں پیش کی گئی ہے) عزیز مصر کے منصب پر فائز ہو گئے۔ اس خطہ میں قحط پڑا مگر عزیز مصر کے پاس وافر مقدار میں اناج تھا۔ چنانچہ لوگ مصر کے دربار سے اناج لینے کے لیے آنے جانے لگے۔ یوسفؑ کے بھائی بھی اسی سلسلے میں مصر آئے۔ یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور غلہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ: ہمارا ایک بھائی کنعان میں ہے۔ اس کے حصہ کا غلہ بھی عنایت کیا جائے۔ اس پر سیدنا یوسفؑ نے ان سے کہا کہ تم جا کر بھائی کو لے آؤ۔ اس کا حصہ مل جائے گا۔ چنانچہ وہ کنعان پہنچے۔

○ وہ لوگ واپس اپنے والد (سیدنا یعقوبؑ) کے پاس پہنچے اور بولے: اے والد! جب تک ہم (بن یامین) ہمارے بھائی کو لے کر (مصر) نہ جائیں گے ہمارا غلہ بند کر دیا گیا ہے۔ پس ہمارے ساتھ بھائی کو بھیج دیجئے تاکہ غلہ بھر لائیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کے محافظ ہوں گے۔ (یوسف ۶۳)

○ (سیدنا یعقوبؑ نے) فرمایا: کیا میں اس پر تم کو اس طرح امین (محافظ) سمجھ لوں جس طرح اس کے بھائی (یوسفؑ) پر تم کو امین دیکھ چکا ہوں (تم پر کیا اعتماد) میں اسے تمہاری حفاظت میں نہیں دے سکتا البتہ اس کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں اللہ ہی سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہی ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (یوسف ۶۴)

○ (سیدنا یعقوبؑ نے) فرمایا: میں تمہارے ساتھ اس (بنیامین) کو ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم خدا کا پختہ عہد نہ دو کہ تم اس کو ضرور میرے پاس (بخیریت واپس) لاؤ گے

Marfat.com

بجز اس کے کہ تم سب ہی گھر جاؤ پھر جب سب (بیٹوں) نے ان کو عہد دیا تو آپؑ نے کہا کہ: ہمارے قول و قرار پر اللہ نگہبان ہے۔ (یوسف ٦٦)

- پھر (سیدنا یعقوبؑ نے) بیٹوں کو اس ہدایت کے ساتھ رخصت کیا کہ اے میرے بیٹو! تم سب (شہر میں) ایک دروازے سے داخل مت ہونا بلکہ' مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور (آج میں تم کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتا ہوں مگر) میں تم کو اللہ کی کسی بات (تقدیر) سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا ہے۔ (تم بھی بھروسہ کرو) اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (یوسف ٦٧)
- اور جب وہ (یوسفؑ کے دربار میں) اس طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا لیکن وہ (سیدنا یعقوبؑ) ان کو تقدیر الٰہی سے تو نہیں بچا سکتے تھے یہ تو یعقوبؑ کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی۔ اور بے شک وہ (یعقوبؑ) صاحب علم تھے کیوں کہ ہم (اللہ سبحان و تعالیٰ) نے ان کو علم عطا فرمایا تھا لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔ (یوسف ٦٨)
- اور جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس (سیدنا یوسفؑ) نے اپنے بھائی کو اپنے قریب بٹھا لیا (اور اسے رازداری سے بتا دیا کہ) میں ہی تمہارا بچھڑا ہوا بھائی ہوں۔ پس جو کچھ یہ (تمہارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر غمگین مت ہو۔ (یوسف ٦٩)
- پس جب ان کا سامان بند کر دیا گیا تو (بادشاہ نے پانی پینے کا) پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا۔ (وہ چلنے کے لیے نکلے تو پیالہ کی تلاش شروع ہوئی) چنانچہ ایک پکارنے والے نے ان کو پکارا: اے قافلے والو! (ٹھہر جاؤ) تم لوگ یقیناً چور معلوم ہوتے ہو۔ (یوسف ٧٠)
- پھر (ان کے سامان کی تلاشی لی گئی) یوسفؑ نے اپنے (حقیقی) بھائی کے سامان سے پہلے ان کا سامان دیکھنا شروع کیا۔ پھر (پیالہ) اپنے بھائی کے سامان سے ڈھونڈ نکالا۔ یوں ہم (اللہ) نے یوسفؑ کو تدبیر بتائی (ورنہ) بلا تائید خداوندی وہ اپنے بھائی کو بادشاہ (مصر) کے قانون کے تحت روک نہیں سکتا تھا۔ ہم جس کے چاہتے ہیں' درجے بلند کرتے ہیں۔ (یوسف ٧٦)

Marfat.com

- (بنیامین کو جب شاہی حکم سے روک لیا گیا تو سارے بھائی واپس کنعان چلے گئے اور سیدنا یعقوبؑ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا تو:) (یعقوبؑ بولے:) کہ یہ (کوئی واقعہ نہیں ہے بلکہ تمہارے نفوس نے یہ بات گھڑلی ہے۔ بہرحال' اب صبر ہی اچھا ہے۔ شاید اللہ ان سب کو (یوسفؑ اور بنیامین کو) میرے پاس پہنچادے۔ بے شک وہ بڑا علم والا اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔ پھر (سیدنا یعقوبؑ نے) ان سے منہ پھیرلیا اور بولے: افسوس یوسفؑ پر۔ وہ (زبان سے افسوس نہیں کرتے تھے مگر سیدنا یوسفؑ کی جدائی میں) روتے رہتے تھے۔ جس سے ان کی آنکھیں سفید (بے نور) ہو گئیں پس (اس صدمہ سے) وہ خود کو گھلائے ڈالتے تھے۔ (یوسف ۸۳'۸۴)
- کہا (اہل خانہ نے) کہ خدا کی قسم کہ آپؑ تو مسلسل یوسفؑ کی یاد میں لگے رہو گے کہ خواہ گھل کر رہ جاؤ گے یا پھر ہلاک ہی ہو جاؤ گے۔ (سیدنا یعقوبؑ نے) جواب دیا میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا میں تو اپنا غم اللہ سے ہی کہہ سناتا ہوں اور اللہ کی طرف سے (بتائی گئی) وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (یوسف ۸۵'۸۶)
- اے بیٹو! (یوسفؑ کے متعلق اپنی باتیں چھوڑو اور) جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ اللہ کے کرم سے مایوس مت ہو اور اللہ کے فیضان رحمت سے تو صرف وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ (یوسف ۸۷)
- بیٹے باپ کے حکم پر واپس مصر پہنچے اور عزیز مصر (یوسفؑ) کو گھر کی حالت زار سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بتایا کہ وہ یوسفؑ ہیں تو وہ معافیاں مانگنے لگے۔ یوسفؑ نے کہا گزری باتیں چھوڑو...... اور یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو۔ وہ بینا ہو جائیں گے۔ پھر سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔ (یوسف ۹۲'۹۳)
- اور جب وہ (بھائی) مصر سے روانہ ہوئے تو ان کے والد نے (جو کنعان میں تھے) کہا: اے گھر والو! اگر تم مجھ کو یہ نہ سمجھو کہ بہک گیا ہے تو مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ (اس پر گھر والوں نے) کہا: خدا کی قسم آپؑ تو اس پرانے خیال میں پڑے ہوئے ہیں۔ (یوسف ۹۴'۹۵)
- پھر جب خوشخبری دینے والا (سیدنا یوسفؑ کا پیرہن لے کر) آ پہنچا اور اس نے (وہ کرتہ) ان کے چہرے پر ڈالا تو ان کی بصارت واپس آگئی۔ فرمایا: (سیدنا یعقوبؑ نے)

Marfat.com

میں نہ کہتا تھا کہ میں وہ باتیں خدا کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (یوسف ۹۶)

○ (بیٹے) بولے: اے ہمارے والد! (ہمیں معاف کر دیجئے) ہمارے گناہ بخشوا دیجئے بے شک ہم سے بڑی خطائیں ہوئی ہیں پھر (سیدنا یعقوبؑ نے) کہا: میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لیے دعا کروں گا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (یوسف ۹۷'۹۸)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ میں اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا ہے۔ ان سے سیدنا یعقوبؑ کی حیات پاک پر روشنی پڑتی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے پیارے اور آخری رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی پاک کتاب (قرآن پاک) کے ذریعے بتایا کہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے بندے سیدنا ابراہیمؑ ' سیدنا اسحاقؑ (سیدنا ابراہیمؑ کے بیٹے) اور سیدنا یعقوبؑ (پوتے) کو یاد کریں۔ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ اور ان کی (اللہ سبحان و تعالیٰ کے نزدیک) خاص صفت یہ تھی کہ وہ دار آخرت کو یاد رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں اپنی امت کا پیشوا اور امام بنایا اور انہیں بذریعہ وحی یہ بات بتائی کہ وہ نیک کام کریں' نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ کے یہ پیغمبر' لوگوں کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرتے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے ہیں۔

سیدنا یعقوبؑ کے ذکر خیر کے تناظر میں ہی اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی ایک حد تک بیان کیا ہے۔ سیدنا یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ انہیں گیارہ ستارے' چاند اور سورج سجدہ کر رہے ہیں۔ سیدنا یعقوبؑ نے بیٹے کا یہ خواب سنا تو بیٹے کو ہدایت کی کہ وہ اپنے بھائیوں (جو سوتیلے تھے) کو یہ خواب ہرگز نہ سنائیں۔ کیونکہ وہ حسد کے باعث ان کے خلاف کوئی تدبیر کر سکتے ہیں' اور شیطان انہیں ایسا کرنے پر اکسائے گا جو بلاشبہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔ سیدنا یعقوبؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ تمہیں (سیدنا یوسفؑ کو) بھی اسی طرح اپنا برگزیدہ بندہ بنا لے گا اور خوابوں کی تعبیر بتانا سکھائے گا۔ اور تم پر اور سیدنا یعقوبؑ کے خاندان پر اپنی نعمتیں تمام کرے گا۔ جس طرح اس نے (اس سے قبل) تمہارے باپ اور دادا پر اپنی نعمتیں تمام کی ہیں۔ سیدنا یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ بے شک تیرا پروردگار بڑے علم اور بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بھی واضح کیا کہ سیدنا یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں عقل ودانش والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

(پھر سیدنا یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا مختصر سا واقعہ بیان کیا گیا ہے) بھائیوں نے اپنے والد (سیدنا یعقوبؑ) سے کہا کہ: آپؑ یوسفؑ کے سلسلے میں ہم پر اعتماد کیوں نہیں کرتے؟ بھائیوں کا خیال تھا (اور انہوں نے اس پر باہم تبادلہ خیال بھی کیا کہ) والد محترم یوسفؑ کو ان سب سے عزیز تر سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سوتیلے بھائی (جن کی تعداد دس تھی) ایک مضبوط

Marfat.com

جماعت ہیں۔ چنانچہ انہوں اس امکان پر بھی غور کیا کہ سیدنا یوسفؑ کو قتل کردیا جائے تاکہ والد ان پر زیادہ توجہ دینے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ان میں سے ایک نے سیدنا یوسفؑ کو قتل کرنے کی تجویز سے عدم اتفاق کیا اور کہا: ہم اسے قتل کرنے کی بجائے اندھے کنویں میں ڈال آتے ہیں۔ تاکہ کوئی آتا جاتا قافلہ اسے نکال کرلے جائے۔ اس طرح ہم قتل جیسے گناہ کے ارتکاب سے بھی بچ جائیں گے اور یوسفؑ سے چھٹکارا بھی مل جائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے والد کے پاس گئے اور کہا: ہم چاہتے ہیں کہ یوسفؑ ہمارے ساتھ جنگل میں جائیں، کھیلیں کودیں اور جنگل کے پھل کھائیں۔ آپؑ تو یوسفؑ کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے جبکہ ہم اس کے خیرخواہ ہیں آپؑ کل اسے ضرور ہمارے ساتھ جنگل کی سیر کو بھیجیں۔ ہم اس کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔

سیدنا یعقوبؑ نے بیٹوں کی بات سنی اور کہا: مجھے تو صرف یہ خوف ہے کہ جنگل میں جاکر تم لوگ اس کی طرف سے غافل ہو جاؤ اور اسے کوئی بھیڑیا کھالے۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم اتنی بڑی جماعت ہیں بھلا ہماری موجودگی میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات ہے تو پھر ہم جو اتنی بڑی جماعت ہیں کسی کام کے نہ ہوئے!

باپ نے انہیں اجازت دے دی اور بھائی سیدنا یوسفؑ کو ساتھ لے گئے۔ انہوں نے وہی کیا جس کا وہ فیصلہ کرچکے تھے۔ ادھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا یوسفؑ کو بذریعہ وحی بتادیا کہ وہ بھائیوں کے کیے پر پریشان نہ ہوں۔ ایک دن آئے گا کہ جب وہ (سیدنا یوسفؑ) بھائیوں کو ان کے اس کارنامے کا احساس دلاسکیں گے۔ اور ان کے بھائیوں کو علم بھی نہ ہوگا کہ اس واقعہ کی یاد دلانے والے خود یوسفؑ ہیں۔ بہرحال بھائیوں نے یوسفؑ کو ایک کنویں میں پھینک دیا اور خود (کچھ رات گئے) روتے پیٹتے والد (سیدنا یعقوبؑ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (حسب تدبیر) بتایا کہ ہم کھیل کود میں مصروف تھے اور ایک دوسرے سے دوڑنے کا مقابلہ کرنے لگے تو یوسفؑ کو سامان کے پاس بٹھادیا۔ اچانک بھیڑیا آیا اور یوسفؑ کو کھا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے والد کو وہ کرتہ بھی دکھایا جو سیدنا یوسفؑ نے پہن رکھا تھا۔ اس پر وہ کسی جانور کا خون بھی لگا کر لائے تھے۔ سیدنا یعقوبؑ نے بیٹے کی قمیض دیکھ کر کہا: تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔ لیکن اس معاملے میں سوائے صبر کے میں اور کچھ نہیں کرسکتا۔ اور میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی مدد کا ہی طلبگار ہوں۔

دوسری طرف ایک قافلہ اس کنویں کے قریب اترا۔ قافلے کا ایک آدمی پانی لینے کے

Marfat.com

لیے کنویں پر گیا۔ اس نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اسے وہاں سیدنا یوسفؑ نظر آئے۔ اس نے شور مچا کر قافلے والوں کو متوجہ کیا اور بتایا کہ کنویں میں تو ایک لڑکا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپؑ کو کنویں سے نکالا اور آپؑ کو بھی سرمایہ تجارت جان کر چھپا لیا۔ دوسرے روز بھائی سیدنا یوسفؑ کو دیکھنے کنویں پر آئے اور قافلہ والوں سے بھی ملاقات ہوئی تو بھائیوں نے آپؑ کو اپنا غلام بنا کر اہل قافلہ کے ہاتھ چند درہم کے عوض فروخت کر دیا۔

یہ قافلے والے سیدنا یوسفؑ کو مصر لے گئے اور وہاں فروخت کر دیا۔ اور اس طرح آپؑ عزیز مصر کے گھر پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے جیل بھیجے گئے اور پھر جیل سے نکال کر انہیں مصر کا حکمران بنا دیا گیا۔ آپؑ کے بھائی بھی آپؑ کے دربار میں حاضر ہوئے مگر نہیں جانتے تھے کہ عزیز ان کا وہی بھائی ہے جسے انہوں نے اندھے کنویں میں پھینک دیا تھا۔ (واقعہ کو کچھ سال گزر گئے) اور سیدنا یعقوبؑ بیٹے کی جدائی میں روتے رہنے کی وجہ سے نابینا ہو چکے تھے۔ اس خطہ میں قحط پڑا۔ سیدنا یوسفؑ جو اب مصر کے حکمران ہو چکے تھے۔ لوگوں میں مفت غلہ تقسیم کرتے۔ آپؑ کے بھائی بھی غلہ لینے گئے تو آپؑ نے ان کو غلہ دیا تو انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی (بن یامین) کا بھی ذکر کیا (جو سیدنا یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے) اس پر عزیز مصر نے کہا کہ تم لوگ اپنے اس بھائی کو بھی ساتھ لے آؤ تو اس کے حصہ کا غلہ مل جائے گا۔ یہ سب تفصیل سیدنا یوسفؑ کے احوال میں دیکھیے۔)

بھائی واپس کنعان گئے اور والد (سیدنا یعقوبؑ) سے عرض کی: اے ہمارے والد! (جب تک ہم بنیامین کو اپنے ساتھ مصر نہ لے جائیں) ہمارے لیے غلہ بند کر دیا گیا ہے پس ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے تاکہ (ہم اس کے حصہ کا بھی) غلہ لائیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ سیدنا یعقوبؑ نے بیٹوں کی بات سن کر کہا: میں کس طرح تم کو اس بار بھی امانتدار تصور کر لوں جبکہ تم اس کے بھائی کے ساتھ جو کر چکے ہو وہ میں دیکھ چکا ہوں۔ تاہم میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں اور میں اسے اللہ سبحان و تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں کہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ سیدنا یعقوبؑ نے ان سے خدا کا عہد لیا کہ اگر تم سب کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ، تم اسے واپس لے کر آؤ گے پھر آپؑ نے بیٹوں کو رخصت کیا اور یہ نصیحت کی کہ سب لوگ شہر کے ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ انہوں نے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔

(گیارہ) بھائی سیدنا یوسفؑ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بھائی بنیامین کو بتا دیا کہ

Marfat.com

وہ اس کے حقیقی بھائی یوسفؑ ہیں۔ جب سب کے لیے غلہ بھرا گیا تو بھائی (بنیامین) کے غلہ میں شاہی پیمانہ رکھ دیا گیا یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم سے کی گئی ایک تدبیر تھی۔ پھر تلاشی لے کر پیمانہ برآمد کر لیا گیا اور بھائی (بنیامین) کو "چوری کے الزام" میں روک لیا گیا تو دوسرے بھائی سیدنا یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا تو سیدنا یعقوبؑ سخت رنجیدہ ہوئے۔ انہوں نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں صبر ہی کروں گا۔ اس موقع پر سیدنا یعقوبؑ نے پھر اپنے بیٹے سیدنا یوسفؑ کا ذکر کیا تو بیٹوں نے کہا: خدا کی قسم آپؑ تو مسلسل یوسفؑ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ آپؑ اسی کے غم میں اللہ سبحان و تعالیٰ کو پیارے ہو جائیں اس پر سیدنا یعقوبؑ نے کہا میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا میں تو اپنا غم صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کو سناتا ہوں اور (میں) اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے بتائی گئی باتیں جانتا ہوں جو تمہارے علم میں نہیں ہیں۔ سیدنا یعقوبؑ کو یقین تھا کہ سیدنا یوسفؑ انہیں ضرور ملیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بیٹوں سے کہا: جاؤ اور یوسفؑ کو تلاش کرو۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی رحمت سے تو صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کے منکر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

بھائی دوبارہ دربار سیدنا یوسفؑ میں پہنچے اور گھر والوں کا حال زار بتایا تو سیدنا یوسفؑ نے خود کو ظاہر کر دیا اور اپنا کرتہ انہیں دے کر کہا' کہ یہ لے جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈال دو۔ ان کی بینائی لوٹ آئے گی جب بھائی سیدنا یوسفؑ کا کرتہ لے کر مصر روانہ ہوئے تو سیدنا یعقوبؑ نے گھر والوں سے کہا کہ اگر تم یہ سمجھو کہ بوڑھا بہک گیا ہے تو میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ لیکن گھر کے لوگوں نے کہا کہ یہ آپؑ کا پرانا خیال ہے یہ آپؑ کا وہم ہے مگر جلد ہی بیٹے سیدنا یوسفؑ کا کرتہ لیے وہاں پہنچ گئے اور اسے والد کے چہرے پر ڈالا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر بیٹوں نے آپؑ سے معافی مانگی اور اقرار کیا کہ وہ خاطی ہیں۔ سیدنا یعقوبؑ نے کہا کہ میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ گناہوں اور خطاؤں کا معاف کرنے والا ہے۔ پھر سیدنا یعقوبؑ بھی مصر چلے گئے اور سیدنا یوسفؑ کے پاس رہنے لگے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام. سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے' سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پوتے اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ آپؑ اپنے حسن و جمال میں یکتا ہونے کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی جانتے تھے۔ آپؑ اپنے اس علم (خوابوں کی تعبیر بتانا) اور کمال کے فہم و فراست کی وجہ سے مصر کے قید خانے سے نکلے اور بادشاہ مصر بنے۔ آپؑ کے والد (حضرت یعقوبؑ) آپؑ کو اپنے باقی تمام بیٹیوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اس وجہ سے آپؑ کے سوتیلے بھائی آپؑ سے حسد کرتے تھے اور اسی حسد کی وجہ سے انہوں نے آپؑ کو اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو نہ صرف اپنے بھائیوں بلکہ ساری دنیا پر امتیاز عطا فرمایا اور آپؑ کو شاہ مصر بنا کر اور بھی عزت و امتیاز اور بلند مرتبہ سے سرفراز کیا۔

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا مبارک تذکرہ قرآن پاک کی جن مبارک آیات میں آیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۲۔۱۳	یوسف	۳۔۱۰۱
۲۴	المومن	۳۴

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اللہ (سبحان وتعالیٰ) نے اپنے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: (اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اس قرآن کے ذریعے جو ہم نے آپ ؐ کی طرف بھیجا ہے۔ ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں اور اس سے پہلے آپ ؐ کو اس کی خبر بھی نہ تھی۔ (یوسف ۳)
- (یہ وہ واقعہ ہے) جب یوسف ؑ نے اپنے والد (حضرت یعقوب ؑ) سے کہا: اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (یوسف ۴)
- (والد نے) کہا: اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (وہ ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑکا دے گا۔) اور (بچپن کے اس خواب کی طرح) تجھے تیرا رب چن لے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا اور تجھ پر اور آل یعقوب ؑ پر اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح تم سے قبل اپنا انعام تمہارے دادا، پردادا، ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ پر پورا کیا۔ بے شک تیرا رب بڑا علم وحکمت والا ہے۔ (یوسف ۵، ۶)
- بے شک یوسف ؑ اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں سمجھنے والوں کے لیے (بے شمار) نشانیاں ہیں۔ (یوسف ۷)
- (بات یوں شروع ہوئی کہ جب سیدنا یوسف ؑ کے سوتیلے بھائیوں نے آپس میں) کہا کہ یوسف ؑ اور اس کا حقیقی بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک (اچھی خاصی) جماعت ہیں (ہم دس ہیں اور ہماری قوت ان سے زیادہ ہے) بے شک ہمارے والد صریح خطا پر ہیں (ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں) چنانچہ یوسف ؑ کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کہیں (کسی دور دراز ملک) میں پھینک آؤ کہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد (توبہ کرلینا اور) پھر نیک جماعت بن کر رہنا۔ (یوسف ۸، ۹)
- ان میں ایک کہنے والا بولا: یوسف ؑ کو (جان سے) مارو نہیں البتہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا (مسافر) اسے نکال کر لے جائے اگر تمہیں (یوسف ؑ سے خلاصی کے لیے) کچھ کرنا ہی ہے۔ (یوسف ۱۰)

Marfat.com

○ (چنانچہ حضرت یوسفؑ کے بھائی (حضرت یعقوبؑ) اپنے والد کے پاس آئے) وہ بولے: اے ہمارے والد! آپ کو کیا ہوا؟ کہ آپ یوسفؑ کے معاملے میں ہم پر اعتبار ہی نہیں کرتے حالانکہ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ خوب (جنگلی) میوے کھائے اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ (یوسف ۱۱،۱۲)

○ (حضرت یعقوبؑ) بولے: بے شک مجھے تو اس کا تمہارے ساتھ جانا ہی غم میں ڈال دیتا ہے پھر میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے اور تم اس سے بے خبر رہو۔ (یوسف ۱۳)

○ وہ بولے: اگر اسے ہماری موجودگی میں بھیڑیا کھا جائے؟ اور ہم ایک (اچھی خاصی طاقتور) جماعت ہیں پھر تو ہم کسی مصرف کے نہیں۔ (یوسف ۱۴)

○ پھر جب وہ اسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے (یوسفؑ کی دلجمعی کی خاطر) اسے وحی بھیجی کہ ضرور (ایک وقت آئے گا) جب تم انہیں ان کا ہر کام جتاؤ گے اور وہ تم کو پہچان بھی نہ پائیں گے۔ (یوسف ۱۵)

○ اور عشاء کے وقت وہ اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ بولے: اے ہمارے والد! ہم دوڑ بھاگ میں (ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں) دور نکل گئے اور یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔ اتنے میں ایک بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اور آپ کسی طرح ہماری بات کا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں۔ (یوسف ۱۶،۱۷)

○ اور وہ اس (سیدنا یوسفؑ) کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے (کہ باپ کو یقین ہو جائے) مگر انہوں نے کہا: تم نے اپنے دل سے بات گھڑ لی ہے۔ بہر حال اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔ (یوسف ۱۸)

○ اور (ادھر) ایک قافلہ آیا انہوں نے اپنا پانی بھرنے والا (کنویں سے پانی لانے کے لیے) بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ (ڈول نکالا تو) بولا: آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے اپنا سرمایہ تجارت جان کر چھپا لو۔ اور اللہ جانتا ہے جو (تدبیر) وہ کر رہے تھے۔ (یوسف ۱۹)

Marfat.com

- اور (بھائیوں نے) اسے گنتی کے چند درہموں پر بیچ ڈالا۔ اور (یہ قلیل رقم بھی بہت سمجھی کیونکہ) انہیں اس سے کوئی رغبت نہ تھی۔ (یوسف ۲۰)
- (پھر قافلے والوں نے مصر جا کر سیدنا یوسف کو فروخت کر دیا) اور مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا وہ اپنی بیوی سے بولا: انہیں عزت سے رکھو۔ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنا لیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو اس سرزمین (مصر) میں جگہ دی تاکہ ہم اسے (علوم الٰہیہ کی تعلیم روزمرہ کے واقعات اور خواب کی) باتوں سے صحیح نتائج اخذ کرنا سکھائیں۔ اور اللہ اپنے تمام کاموں پر غالب ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (یوسف ۲۱)
- اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا۔ ہم نے اسے حکومت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ (یوسف ۲۲)
- اور وہ جس عورت (عزیز مصر کی بیوی) کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا۔ (اپنی طرف مائل کرنا چاہا) سب دروازے بند کر دیئے اور بولی: بس آجاؤ۔ (سیدنا یوسفؑ نے) کہا: اللہ کی پناہ! (تو کیسی باتیں کرتی ہے) وہ تیرا شوہر تو میرا مربی (محسن) ہے۔ اس نے مجھے (کتنی) اچھی طرح رکھا ہے۔ بے شک ظالموں (محسن کشوں) کا بھلا نہیں ہوتا۔ (یوسف ۲۳)
- اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کر دیا۔ بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ (یوسف ۲۴)
- اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے۔ (آگے سیدنا یوسفؑ پیچھے وہ عورت) اور عورت نے (انہیں روکنے کی کوشش میں) اُن کا کرتا پیچھے سے چاک کر ڈالا۔ اور دونوں کو عورت کا آقا دروازے کے پاس ملا۔ (عورت نے بات بنائی) بولی: کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ اسے قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔ (یوسف ۲۵)
- (سیدنا یوسفؑ نے) کہا: اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنے نفس کی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو

Marfat.com

عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ (یوسف ۲۶'۲۷)

○ پس جب (عزیز نے) اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا دیکھا تو بولا: بے شک یہ تم عورتوں کا چلتر (فریب) ہے۔ بے شک تم عورتوں کا چلتر بڑا غضب کا ہوتا ہے۔ اے یوسفؑ! تم اس کا خیال نہ کرو۔ اور اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو خطاکاروں میں سے ہے۔ (یوسف ۲۸'۲۹)

○ اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں کہ: عزیز کی بیوی اپنے نوجوان (غلام) کا دل لبھاتی ہے۔ بے شک اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے۔ ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں۔ (یوسف ۳۰)

○ تو جب (زلیخا) عورت نے ان کا چرچا سنا۔ تو ان عورتوں کو بلا بھیجا۔ اور ان کے لیے مسندیں تیار کیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دی۔ اور یوسفؑ سے کہا ذرا ان کے سامنے تو آؤ۔ جب عورتوں نے یوسفؑ کو دیکھا۔ اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ اور بولیں۔ اللہ کو پاکی ہے۔ یہ تو جنس بشر سے نہیں' یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔ (یوسف ۳۱)

○ عورت نے کہا: یہی ہے وہ' جس کی وجہ سے تم مجھے طعنہ دیتی تھیں۔ اور بے شک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے خود کو بچایا۔ اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے' جو میں ان سے کہتی ہوں' تو ضرور قید میں پڑیں گے۔ اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے۔ (یوسف ۳۲)

○ یوسفؑ نے (اللہ سبحان و تعالیٰ سے) عرض کی: اے میرے رب! مجھے قیدخانہ زیادہ پسند ہے اس کام کی نسبت' جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہے۔ اور اگر تو اس کا فریب مجھ سے دور نہ کرے گا تو (ڈرتا ہوں کہ) میں اس کی طرف مائل ہوں گا۔ اور نادانوں میں ہو جاؤں گا۔ (یوسف ۳۳)

○ اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے' ان میں سے ایک بولا: میں نے خواب دیکھا کہ (انگور سے) شراب نچوڑتا ہوں۔ اور دوسرا بولا: میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ آپ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ بے شک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں۔ (یوسف ۳۶)

○ یوسفؑ نے کہا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس

Marfat.com

کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھائے ہیں۔ بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے' اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔ اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا دین اختیار کیا ہے۔ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔ یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر' اور لوگوں پر' مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (یوسف ۳۶'۳۷)

- اے میرے قید خانہ کے (دونوں) ساتھیو! کیا جدا جدا معبود اچھے' یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہو؟ تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام' جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہ اتاری۔ اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں۔ اس نے فرمایا: کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ یہ سیدھا دین ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف ۳۹'۴۰)
- اے قید خانہ کے (دونوں) ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا' تو وہ سولی دیا جائے گا' تو پرندے اس کا سر (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ یہ تو مقدر ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔ (یوسف ۴۱)
- اور یوسفؑ نے ان دونوں میں سے' جس کے متعلق یہ جانا تھا کہ وہ رہائی پائے گا' اس کو کہا کہ: اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ پس شیطان نے اسے بھلا دیا کہ وہ اپنے آقا کے سامنے یوسفؑ کا ذکر کرے۔ چنانچہ یوسفؑ کئی برس مزید قید خانہ میں رہا۔ (سیدنا یوسفؑ نے اسباب پر بھروسہ کیا تھا جو اللہ سبحان و تعالیٰ کو منظور نہ تھا)۔ (یوسف ۴۲)
- اور (مصر کے) بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھی ہیں سات فربہ گائیں' کہ انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات بالیاں ہری' اور دوسری سات سوکھی ہوئی۔ اے درباریو! میرے خواب کی تعبیر بیان کرو' اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو؟۔ (یوسف ۴۳)
- وہ بولے: یہ پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ (یوسف ۴۴)
- وہ جو ان (جو زندان میں سیدنا یوسفؑ کو ملا تھا اور جو) دونوں میں سے بچا تھا' اسے

Marfat.com

ایک مدت کے بعد یاد آیا' وہ بول اٹھا' مجھے (قید خانہ تک) جانے دو۔ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔ (یوسف ۴۵)

- اے یوسفؑ اے صدیق! ہمیں (اس خواب کی) تعبیر بتایئے: کہ سات فربہ گائیوں کو سات دبلی گائیں کھاتی ہیں۔ اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی تاکہ (میں یہ تعبیر لے کر) لوگوں کی طرف جاؤں۔ شاید ان کو (آپؐ کی قدرومنزلت سے) آگاہی ہو۔ (یوسف ۴۶)
- کہا (سیدنا یوسفؑ نے): تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار۔ تو جو کاٹو' اسے (اناج کو) بالیوں میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا جتنا نکالو' پھر اس کے بعد' سات کڑے برس (خشک سال) آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا۔ مگر تھوڑا جو بچا لو۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کے لیے خوب بارش ہو گی (اور اتنے میوے انگور وغیرہ پیدا ہوں گے کہ لوگ) اس میں رس نچوڑیں گے۔ (یوسف ۴۷-۴۹)
- اور بادشاہ (اپنے خواب کی دانشمندانہ تعبیر سن کر) بولا: کہ انہیں میرے پاس لے آو۔ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا۔ کہا (سیدنا یوسفؑ نے): اپنے آقا (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا' پھر ان سے پوچھ' کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔ (یوسف ۵۰)
- بادشاہ نے کہا: اے عورتو! تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسفؑ کا دل لبھانا چاہا؟ اللہ کو پاکی ہے۔ ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی۔ عزیز کی عورت بولی: اب حق بات تو کھل گئی (ہے) میں نے ان (سیدنا یوسفؑ) کا دل لبھانا چاہا تھا۔ اور وہ بے شک سچے ہیں۔ (یوسف ۵۱)
- یوسفؑ نے کہا: یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی (امانت میں) خیانت نہ کی۔ اور بے شک اللہ دغابازوں کا فریب نہیں چلنے دیتا۔ اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔ مگر جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ (یوسف ۵۲'۵۳)
- اور بادشاہ بولا: انہیں میرے پاس لے آو۔ کہ میں انہیں اپنا مشیر خاص چن لوں۔ پھر

Marfat.com

جب (حضرت یوسفؑ سے) بالمشافہ بات کی' تو حکم دیا: کہ بے شک آج آپ ہمارے یہاں (نہایت) معزز و معتمد ہیں۔ (یوسف ۵۴)

- یوسفؑ نے کہا: (اگر مجھ سے واقعی خاص کام لینا چاہتے ہو تو) مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دو۔ بے شک میں حفاظت (کرنے) والا ہوں۔ (یوسف ۵۵)
- اور یونہی ہم (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے یوسفؑ کو اس ملک پر قدرت بخشی۔ اس میں جہاں چاہے رہے۔ ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ہم بھلائی کرنے والوں کا بدلہ ضائع نہیں کرتے۔ اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے کہیں بہتر ہے' جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے۔ (یوسف ۵۶'۵۷)
- اور یوسفؑ کے بھائی (کنعان سے غلہ لینے) آئے اور اس (سیدنا یوسفؑ کے) پاس حاضر ہوئے۔ تو یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا۔ مگر وہ اس سے انجان رہے۔ (یوسف ۵۸)
- اور جب (سیدنا یوسفؑ نے) ان کا سامان مہیا کر دیا۔ تو کہا: (اب جب آؤ تو) اپنا سوتیلا بھائی' جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے' لے کر آنا۔ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ناپتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں۔ (یوسف ۵۹)
- پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ۔ تو تمہارے لیے میرے یہاں ناپ (تول یعنی اناج) نہیں ہے۔ اور میرے پاس نہ پھٹکنا۔ (یوسف ۶۰)
- وہ بولے: (یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں مگر) ہم اس کی خواہش کریں گے۔ اس کے والد سے' اور ہم (یہ کام) ضرور کر کے رہیں گے۔ (یوسف ۶۱)
- اور یوسفؑ نے اپنے غلاموں سے کہا: ان کی پونجی (جو قیمت انہوں نے ادا کی وہ) ان کی خورجیوں میں رکھ دو۔ شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں۔ (اس طرح) شاید وہ واپس آئیں۔ (یوسف ۶۲)
- پھر جب وہ اپنے والد کی طرف لوٹ کر گئے بولے: اے ہمارے والد! ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے' ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے' کہ غلہ لائیں۔ اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔ (یوسف ۶۳)
- کہا (والد سیدنا یعقوبؑ نے) کیا میں اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا کہ پہلے اس کے بھائی (سیدنا یوسفؑ) کے بارے میں کیا تھا؟ تو اللہ سب سے بہتر

Marfat.com

نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (یوسف ۶۴)

○ اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا: اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی گئی ہے۔ بولے: اے ہمارے والد! اب ہمیں اور کیا چاہیے' یہ ہے ہماری پونجی' جو ہمیں واپس کر دی گئی۔ اور ہم اپنے گھر کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لائیں گے۔ یہ دینا بادشاہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔ (یوسف ۶۵)

○ کہا (سیدنا یعقوبؑ نے) میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب تک' تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے۔ مگر یہ کہ تم گھر جاؤ' پھر جب انہوں نے یعقوبؑ کو عہد دے دیا۔ کہا: اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر' جو ہم کہہ رہے ہیں۔ اور کہا (سیدنا یعقوبؑ نے): اے میرے بیٹو! (شہر میں) ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا۔ میں تمہیں اللہ (کی کسی بات) سے بچا نہیں سکتا۔ حکم تو اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (یوسف ۶۶'۶۷)

○ اور وہ (شہر میں) داخل ہوئے' جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا۔ لیکن وہ (باپ) ان کو تقدیر الٰہی سے نہ بچا سکتا تھا۔ ہاں یعقوبؑ کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کرلی۔ اور بے شک وہ صاحب علم تھے۔ ہمارے سکھائے سے' مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف ۶۸)

○ اور جب وہ (بھائی) یوسفؑ کے پاس گئے۔ اس نے اپنے بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس جگہ دی (اور یہ راز کی بات بھی اسے بتا دی) کہ یقین جان' میں ہی تیرا بھائی ہوں۔ یہ (بھائی) جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا۔ (یوسف ۶۹)

○ پھر جب ان کا سامان مہیا کر دیا گیا (تو بادشاہ کا خاص) پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھوا دیا۔ پھر ایک منادی نے ندا کی۔ اے قافلے والو! ٹھہرو' بے شک تم چور ہو۔ (یوسف ۷۰)

○ اور ان کی طرف متوجہ ہو کر بولے: تم کیا نہیں پاتے؟ (شاہی ملازم) بولے: بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا۔ اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) ہے۔ اور میں اس کا ضامن ہوں (بھائی بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم

Marfat.com

(تمہارے) ملک میں فساد برپا کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں (اس پر شاہی ملازم) بولے: پھر کیا سزا ہے اس کی (جس نے یہ چوری کی ہو) اگر تم جھوٹے ہو؟ وہ بولے: اس کی سزا یہ ہے' کہ جس کے اسباب میں (سے پیالہ) ملے' وہی اس کے بدلے میں غلام ہے۔ ہمارے یہاں (شریعت میں) ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (یوسف ۷۱-۷۵)

- پھر (سیدنا یوسفؑ نے) اپنے (حقیقی) بھائی کی خرجی سے پہلے اپنے بھائیوں کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی۔ پھر (آخر میں پیالہ) اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا۔ ہم نے یوسفؑ کو یہی تدبیر بتائی۔ (ورنہ) بلا تائید خداوندی' وہ اپنے بھائی کو مصر کے شاہی قانون کے تحت نہیں روک سکتے تھے۔ تو (بھائیوں کے منہ سے پہلے ہی سزا مقرر کرا دی گئی تھی) ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں۔ اور (اس دنیا میں) ایک سے بڑھ کر ایک عالم موجود ہے۔ (یوسف ۷۶)

- بھائی بولے: اگر اس نے چوری کی ہے تو بے شک اس سے پہلے' اس کا بھائی (یوسفؑ) بھی چوری کر چکا ہے۔ تو یوسفؑ نے (اس الزام کا جواب دینے کی بجائے) خاموشی اختیار کی اور ان پر حقیقت حال ظاہر نہ کی (اپنے جی میں کہا) تم بدتر جگہ ہو (زیادہ بداطوار ہو) اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں تم بنا رہے ہو۔ (یوسف ۷۷)

- وہ بولے: اے عزیز! اس (بنیامین) کا باپ ضعیف اور معمر ہے۔ تو ہم میں سے اس کی جگہ کسی کو پکڑ لے۔ (یہ تمہارا احسان ہوگا) بے شک ہم تمہیں بڑا احسان کرنے والا پاتے ہیں۔ اس پر (سیدنا یوسفؑ نے) کہا: خدا کی پناہ کہ ہم سوائے اس کے' جس سے ہماری چیز ملی ہے' کسی اور کو پکڑ لیں۔ جب تو ہم ظالم ہوں گے۔ (یوسف ۷۸' ۷۹)

- پھر جب (وہ) اس سے ناامید ہو گئے۔ تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ ان کا بڑا بھائی بولا: کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا۔ اور اس سے پہلے یوسفؑ کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تھی۔ میں تو یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ یہاں تک' کہ میرے والد اجازت دیں۔ یا اللہ مجھے حکم فرمائے۔ اور اس کا حکم سب سے بہتر ہے۔ (اور تم لوگ مجھے یہاں چھوڑ کر) اپنے والد کے پاس لوٹ جاؤ۔ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے والد! بے شک آپؑ کے بیٹے نے چوری کی اور (آپؑ مانیں یا نہ مانیں) ہم نے تو اتنی ہی بات کی جتنی ہمارے علم میں تھی۔ اور ہم غیب کے

Marfat.com

نگہبان نہ تھے اور (اگر آپؑ کو یقین نہ ہو تو) اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے۔ اور اس قافلے والوں سے جس میں ہم آئے۔ اور ہم بے شک سچے ہیں۔ (یوسف ۸۱'۸۲)

○ (سیدنا یعقوبؑ نے) کہا (یہ کوئی واقعہ نہیں بلکہ) تمہارے نفس نے ایک بات بنا لی ہے۔ اب صبر ہی بہتر ہے۔ شاید اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے۔ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔ اور ان سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا: ہائے افسوس یوسفؑ کی جدائی پر' اور (اگرچہ زبان پر شکوہ نہ تھا لیکن روتے روتے) آنکھیں سفید ہو گئیں۔ پس وہ اس صدمہ سے خود کو گھلاتے رہے۔ (یوسف ۸۳'۸۴)

○ (بیٹے بولے) خدا کی قسم آپؑ ہمیشہ یوسفؑ کو یاد کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں' یا جان سے گزر جائیں۔ (یوسف ۸۵)

○ کہا (سیدنا یعقوبؑ نے) میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔ اے بیٹو! جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔ (یوسف ۸۶'۸۷)

○ پھر جب وہ (سوتیلے بھائی) یوسفؑ کے پاس پہنچے تو بولے: اے عزیز! ہمارے اور ہمارے گھر والوں پر بڑی مصیبت پڑی ہے اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں۔ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے۔ اور ہم پر خیرات کیجئے۔ بے شک اللہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔ (یوسف ۸۸)

○ (اس پر سیدنا یوسفؑ نے) کہا: کچھ خبر ہے' تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے؟ (یوسف ۸۹)

○ (اس پر بھائی) بولے: کیا سچ مچ آپ ہی یوسفؑ ہیں؟ کہا (سیدنا یوسفؑ نے) میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی۔ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ بے شک جو اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (یوسف ۹۰)

○ وہ بولے (بے شک یوسفؑ تم ہی کامیاب رہے) خدا کی قسم' اللہ نے تم کو ہم پر فضیلت عطا کی۔ اور بے شک ہم ہی خطاکار تھے۔ (اس پر سیدنا یوسفؑ نے) کہا: آج تم پر کچھ ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے۔ اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر

Marfat.com

مہربان ہے۔ میرا یہ کرتہ لے جاؤ' اسے میرے والد کے منہ پر ڈالو۔ ان کی بینائی واپس آجائے گی۔ (یوسف ۹۱۔۹۳)

- جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو (وہاں شام میں) ان کے والد نے کہا: بے شک میں یوسفؑ کی خوشبو پاتا ہوں۔ اگر مجھے یہ نہ کہو کہ یہ سٹھیا گیا ہے۔ (یوسف ۹۴)
- بیٹے بولے: خدا کی قسم آپؑ اپنی اس پرانی خود رفتگی میں ہیں۔ (یوسفؑ اب کہاں) مگر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اس نے وہ کرتا یعقوبؑ کے منہ پر ڈالا' اس وقت اس کی آنکھوں میں بینائی لوٹ کر آئی۔ تو کہا (سیدنا یعقوبؑ نے) میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔ (یوسف ۹۵'۹۶)
- وہ بولے: اے ہمارے والد! (ہمیں معاف کر دیجئے اور) ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے دعا کیجئے۔ بے شک ہم خطاوار ہیں (اس پر سیدنا یعقوبؑ نے) کہا: میں عنقریب اپنے رب سے تمہاری بخشش چاہوں گا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (یوسف ۹۷'۹۸)
- پھر جب وہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچے' اس نے اپنے والد کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا: آپ سب مصر میں قیام فرمایئے انشاء اللہ آپ یہاں سکون پائیں گے۔ (یوسف ۹۹)
- اور یوسفؑ نے اپنے ماں اور باپ کو تخت پر بٹھایا۔ اور سب اس کے لیے سجدے میں گرے اور یوسفؑ نے کہا: اے میرے والد! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا۔ اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا' بعد اس کے' کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی۔ بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے۔ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔ (یوسف ۱۰۰)
- (اللہ سے مزید دعا کی) اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی۔ اور مجھے خوابوں کی تعبیر سکھائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو میرے کام بنانے والا ہے' دنیا میں اور آخرت میں' مجھے مسلمان اٹھا۔ اور ان میں شامل فرما' جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔ (یوسف ۱۰۱)
- (اے میری قوم) تمہارے پاس (موسیٰ علیہ السلام) سے پہلے یوسفؑ روشن نشانیاں لے

Marfat.com

کر آئے۔ لیکن تم ان باتوں پر جو وہ لائے شک میں پڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا' تو تم بولے: ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اللہ یونہی حد سے بڑھنے والوں' شک کرنے والو کو محروم ہدایت رکھتا ہے۔ (المومن ۳۴)

Marfat.com

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک میں حضور نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کر کے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں قصہ سیدنا یوسفؑ کو "احسن القصص" قرار دیا ہے۔ یہ ایسا قصہ ہے جو دل میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی عظمت وجلال پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ تلقین بھی کرتا ہے کہ مومن کو ہر حال میں' اللہ سبحان وتعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے' وہی فضل کرنے والا' اور مشکلات سے نکال کر سرفراز کرنے والا ہے!

قرآن پاک میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اس طرح ہے:

سیدنا حضرت یوسفؑ نے' جب وہ نوعمر ہی تھے۔ ایک روز اپنے والد محترم سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ اے والد محترم! میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج وچاند کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ سیدنا یعقوبؑ نے سیدنا حضرت یوسفؑ کو تلقین کی کہ وہ اپنا خواب سوتیلے بھائیوں (جو تعداد میں دس تھے) کے سامنے بیان نہ کریں۔ کیونکہ وہ حسد اور شیطان کے بہکاوے میں آکر ان (سیدنا یوسفؑ) کے خلاف کوئی چال نہ چلیں۔

سیدنا یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ سیدنا یوسفؑ پر بھی اسی طرح اپنی رحمت اور فضل فرمائے گا جس طرح اس سے قبل آپؑ کے باپ دادا سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام پر فرما چکا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کو (سیدنا یوسفؑ) علم وحکمت اور خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تو پہلے ہی سیدنا یوسفؑ کی طرف والد کی بڑھتی ہوئی توجہ کے باعث حسد میں مبتلا تھے۔ ایک دن انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہمارے والد ہماری بجائے یوسفؑ کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک بڑی جماعت ہیں۔ کیوں نہ ہم یوسفؑ کا کام تمام کر دیں' یا پھر اسے کسی نامعلوم مقام پر چھوڑ آئیں۔ تاکہ والد کی تمام تر توجہ ہماری طرف مبذول ہو۔ یوسفؑ سے نمٹ لینے کے بعد ہم پھر سے نیکوکار بن جائیں گے۔ لیکن ایک بھائی نے مشورہ دیا کہ یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ اسے کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ وہاں سے کوئی راہگیر اسے نکال کر لے جائے گا۔ یوں یوسفؑ سے ہماری مکمل خلاصی ہو جائے گی۔ (اور قتل کا جرم بھی سرزد نہیں ہوگا)

چنانچہ مشورہ کرنے کے بعد وہ لوگ سیدنا یعقوبؑ کے پاس آئے اور بولے: اے ہمارے والد! آپؑ یوسفؑ کے معاملے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے؟ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپؑ اسے ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجیں کہ وہاں وہ جنگلی پھل کھائے اور کھیل کود میں حصہ

Marfat.com

لے۔ ہم اس کے محافظ و نگہبان ہوں گے۔

سیدنا یعقوبؑ نے کہا کہ مجھے تو اس خیال سے ہی خوف آتا ہے کہ یوسفؑ تمہارے ساتھ جنگل میں جائے۔ مجھے خدشہ ہے کہ تم اس سے غافل ہو جاؤ گے اور اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے گا۔ اس پر بھائیوں نے جواب دیا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ ہم اتنی بڑی جماعت ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے اگر بھیڑیا یوسفؑ کو کھا جائے تو ہم کس کام کے ہیں؟ غرض بھائی سیدنا یوسفؑ کو ساتھ لے گئے' اور جنگل میں ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ جب سیدنا یوسفؑ کو کنویں میں پھینک دیا گیا تو وہ بہت گھبرائے۔ مگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے فوراً ان کی گھبراہٹ دور کر دی' اور بذریعہ وحی بتا دیا کہ ایک دن آئے گا جب تم ان لوگوں کو یہ واقعہ جتاؤ گے اور انہیں اس کی خبر بھی نہیں ہوگی۔

رات کے وقت تمام بھائی روتے پیٹتے گھر لوٹے اور اپنے والد کو بتایا کہ ہم یوسفؑ کو سامان کے پاس بٹھا کر ایک دوسرے کا دوڑ میں مقابلہ کرنے لگے اور دور نکل گئے۔ اتنے میں کوئی بھیڑیا آیا اور یوسفؑ کو کھا گیا۔ انہوں نے سیدنا یعقوبؑ کو سیدنا یوسفؑ کی خون آلود قمیض بھی دکھائی' جس پر وہ کسی جانور کا خون لگا کر لائے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے کہا ہم جانتے ہیں آپؑ ہماری باتوں کا اعتبار نہیں کریں گے۔ سیدنا یعقوبؑ نے قمیض دیکھی (جو بالکل صحیح وسالم تھی) اور بولے: اصل واقعہ کچھ اور ہے اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ تم نے دل سے گھڑا ہے۔ مگر میں صبر کروں گا اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے مدد چاہوں گا۔

ادھر جنگل میں ایک قافلہ اس کنویں کے قریب رکا۔ قافلے کا پنہارہ پانی لینے کنویں پر گیا۔ جب اس نے ڈول کنویں سے نکالا تو اس میں ایک نوعمر لڑکے کو دیکھ کر بولا: یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ پھر قافلے والوں نے سیدنا یوسفؑ کو چھپا لیا (کہ فروخت کر کے رقم حاصل کریں گے) سیدنا یوسفؑ کے بھائی بھی آ گئے اور انہوں نے سیدنا یوسفؑ کو چند درہموں کے عوض فروخت کر ڈالا۔

قافلے والے سیدنا یوسفؑ کو مصر لے گئے۔ جہاں انہوں نے سیدنا یوسفؑ کو بطور غلام فروخت کر دیا۔ سیدنا یوسفؑ کا خریدار عزیز مصر (مصر کا والی یا فرمانروا) تھا۔ وہ آپؑ کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس لڑکے کو عزت واحترام سے رکھنا۔ ممکن ہے کہ اس کی بدولت ہمیں کوئی فائدہ پہنچے یا کل اس کو ہی اپنا بیٹا بنا لیں۔ (عزیز مصر بے اولاد تھا) یوں اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی حکمت سے سیدنا یوسفؑ کے قدم مصر کی سرزمین میں جمانے کا موقع پیدا

Marfat.com

کیا۔ تاکہ ان پر اپنا مزید فضل کرتے ہوئے انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم اور اس کے ثمرات سے بھی بہرہ ور کر سکیں۔

عزیز مصر کے گھر ہی سیدنا یوسفؑ جوان ہوئے۔ آپؑ نہایت خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ دانا بھی تھے۔ عزیز مصر کی بیوی نے سیدنا یوسفؑ کو بہلانا پھسلانا اور اپنی طرف راغب کرنا شروع کیا۔ ایک روز اس نے گھر کے دروازے بند کر دیئے اور سیدنا یوسفؑ کو اپنی طرف بلایا۔ مگر اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ بندے نے اس عورت کے دام میں آنے سے انکار کر دیا اور کہا: عزیز مصر میرا مالک ہے اور میں اس کی امانت میں خیانت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ خاتون سیدنا یوسفؑ کی طرف بڑھی تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کی مدد فرمائی اور آپؑ کو برائی سے بچالیا۔ سیدنا یوسفؑ دروازے کی طرف بھاگے' خاتون نے ان کا پیچھا کیا اور دروازے کے قریب آپؑ کی قمیض کا عقبی دامن پکڑ لیا۔ تو قمیض پھٹ گئی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور عزیز مصر گھر میں داخل ہوا۔

شوہر کو دیکھتے ہی خاتون نے بات بنائی: اس شخص کی' جو تمہاری بیوی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔ اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے یا اسے کوئی اور دردناک سزا دی جائے؟ سیدنا یوسفؑ نے اپنی صفائی پیش کی: یہ عورت مجھے پھسلانا چاہتی تھی۔ عزیز مصر نے دونوں کی بات سن لی اور گھر میں ایک دانا سے مشورہ طلب کیا۔ اس دانا نے کہا کہ اگر نوجوان کی قمیض سامنے سے پھٹی ہے تو وہ جھوٹا ہے اور عورت سچی ہے۔ لیکن قمیض اگر عقب سے چاک ہوئی ہے تو پھر عورت جھوٹی ہے۔ عزیز مصر نے جب سیدنا یوسفؑ کی قمیض ملاحظہ کی تو وہ عقب سے پھٹی تھی۔ وہ سب سمجھ گیا اور اپنی اہلیہ سے بولا:۔

"یہ تم عورتوں کا چلتر (فریب) ہے اور یقیناً تم عورتوں کے ہتھکنڈے بڑے سخت ہوتے ہیں۔"

پھر اس نے سیدنا یوسفؑ سے کہا: کہ جو ہوا' اسے بھول جاؤ! اس نے اپنی بیوی کو استغفار کرنے کی بھی تلقین کی۔

لیکن کسی طرح شہر کے طبقہ اشرافیہ کی خواتین میں اس بات کا چرچا ہو گیا۔ وہ عزیز مصر کی بیوی کو طعنے کسنے لگیں اور کہنے لگیں: کہ اس عورت کو دیکھو' وہ اپنے غلام پر مرمٹی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی کو بھی ان باتوں کا علم ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے طبقہ کی عورتوں کے منہ بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ان سب خواتین کو اپنے گھر دعوت میں بلایا۔ ان کے لیے پھلوں کا

Marfat.com

انتظام کیا اور ان کے سامنے تیز دھار والی چھریاں بھی رکھ دیں۔ جب خواتین چھریاں پکڑ کر پھل کاٹنے کی تیاری کر رہی تھیں تو عزیز مصر کی بیوی نے سیدنا یوسفؑ کو دعوت والے کمرے میں طلب کیا۔ وہ آئے تو تمام خواتین ان کے حسن و جمال سے مبہوت ہو کر رہ گئیں اور حیرت واستعجاب کے عالم میں انہوں نے پھل کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ ان خواتین نے کہا: اللہ کی پناہ! یہ کوئی بشر نہیں' فرشتہ ہیں۔ بزرگ اور برگزیدہ ہستی! عزیز مصر کی بیوی بولی: یہی تو وہ ہے جس کا نام لے کر تم مجھ پر طعنہ زنی کرتی ہو۔ میں نے تو اسے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے خود کو بچا لیا اگر اب بھی اس نے میری بات نہ مانی' تو پھر اسے یقیناً قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سیدنا یوسفؑ نے بھی یہ سب باتیں سنیں اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا کی: اے میرے رب! یہ خواتین مجھے جس برائی کی طرف مائل کرنا چاہتی ہیں' اس سے تو بہتر ہے کہ میں قید خانے میں ڈال دیا جاؤں۔ اے میرے پروردگار! اگر تو نے ان عورتوں کے مکرو فریب سے مجھے آزاد نہ کیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کے فریب کا شکار بن جاؤں اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبیؑ کی دعا منظور فرمائی اور انہیں عورتوں کے فریب سے اس طرح تحفظ عنایت فرمایا کہ سیدنا یوسفؑ کی پاکدامنی اور اپنی عورتوں کی بداطواری دیکھ اور محسوس کر لینے کے بعد بھی عزیز مصر اور اس کے ساتھیوں نے "کچھ عرصہ" کے لیے سیدنا یوسفؑ کو حوالہ زنداں کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سیدنا یوسفؑ زندان خانہ میں پہنچ گئے۔

سیدنا یوسفؑ کے ساتھ دو اور نوجوان بھی قید خانہ میں لائے گئے۔ ان دونوں قیدیوں نے مختلف خواب دیکھے۔ وہ سیدنا یوسفؑ کے زہد و عبادت سے متاثر تھے۔ دونوں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اپنا خواب بیان کر کے تعبیر پوچھی۔ ایک نوجوان نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ (انگور سے) شراب نچوڑ رہا ہے۔ جبکہ دوسرے نے دیکھا کہ اس کے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے ان میں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ سیدنا یوسفؑ نے ان دونوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے قبل دین حقانی کی تبلیغ کی' اور کہا: کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو اللہ سبحان وتعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور روز قیامت کے منکر ہیں۔ میں تو اپنے باپ دادا سیدنا ابراہیم علیہ السلام' سیدنا اسحاق علیہ السلام اور سیدنا یعقوبؑ کے دین کی پیروی کرتا ہوں۔ ہمیں اللہ سبحان وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ اے میرے زنداں کے ساتھیو! کیا جدا جدا اور کئی معبود بہتر ہیں یا صرف ایک خدائے واحد؟ جو زبردست' طاقتور اور سب پر غالب ہے۔ اس

Marfat.com

کے سوا تم جن (بتوں) کو پوجتے ہو۔ ان کے نام بھی تمہارے آباؤ اجداد نے رکھے ہیں اور ان کے بارے میں کوئی دلیل یا سند نہیں۔ صرف اللہ سبحان وتعالیٰ ہی غالب اور سب سے بڑا حکمران ہے۔ اس کے سوا ہمیں کسی کی عبادت نہیں کرنا چاہیے۔

پیغمبری کے منصب کا تقاضہ پورا کرنے' ان دونوں کو خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دینے اور درس دینے کے بعد سیدنا یوسفؑ نے انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ جس نوجوان نے شراب نچوڑنے کا خواب دیکھا تھا' سیدنا یوسفؑ نے اسے بتایا کہ تم رہا ہو جاؤ گے اور بادشاہ کی ساقی گری کا کام ادا کرو گے۔ جبکہ دوسرے نوجوان کو بتایا کہ تم صلیب پر لٹکائے جاؤ گے اور تمہاری کھوپڑی سے جانور نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تم دونوں کے خواب سچ ثابت ہوں گے۔ (ایسا ہی ہوا۔)

سیدنا یوسفؑ نے جس نوجوان کو رہائی کی خوشخبری سنائی تھی۔ اس سے آپؑ نے استدعا کی کہ وہ باہر جا کر بادشاہ سے ان کا (سیدنا یوسفؑ) ذکر کرے کہ وہ بلاقصور قید میں ڈالے گئے ہیں۔ (مگر اللہ سبحان وتعالیٰ کو اپنے نبیؑ کی طرف سے غیر اللہ سے استعداد کی بات پسند نہ آئی۔) چنانچہ وہ نوجوان باہر جاتے ہی سیدنا یوسفؑ کو بھول گیا اور یوں اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؑ کو مزید کئی سال قید وبند کے مصائب برداشت کرنا پڑے۔

اس طرح کئی سال گزر گئے۔ ایک روز عزیز مصر نے اپنے درباریوں سے کہا: کہ میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گائیوں کو سات دبلی پتلی گائیوں نے نگل لیا۔ پھر سات ہری بالیاں دیکھیں جو اناج سے بھرپور تھیں اور ساتھ ہی سات دوسری بالیاں تھیں جو بالکل خشک تھیں۔ عزیز مصر نے کہا کہ مجھے ان خوابوں کی تعبیر بتاؤ۔ درباریوں نے کہا کہ یہ پریشان خواب معلوم ہوتے ہیں۔ ہم ان خوابوں کی کیا تعبیر بتائیں؟ اس پر اس نوجوان کو جو اب بادشاہ کا ساقی تھا۔ سیدنا یوسفؑ یاد آئے تو اس نے شاہ مصر سے کہا کہ اگر آپ مجھے قید خانے میں جانے کی اجازت دیں تو میں آپ کے خوابوں کی تعبیر بتا سکتا ہوں۔

عزیز مصر نے اسے قید خانے میں جانے کی اجازت دے دی۔ وہ نوجوان سیدنا یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عزیز مصر کے خواب بیان کیے اور ان کی تعبیر چاہی۔ سیدنا یوسفؑ نے بتایا کہ تم لوگ سات سال تک کھیتی باڑی کرو گے۔ اس دوران خوب فصل ہوگی۔ اس کے بعد سات سال تک نہایت خشک سالی رہے گی۔ جب خوب فصل پیدا ہو تو تم لوگ بالیں سے صرف اتنا اناج نکالنا جس کی ضرورت ہے باقی اناج بالیں میں ہی محفوظ رکھنا تاکہ وہ خشک سالی اور قحط

Marfat.com

کے سات سالوں کے دوران کام آ سکے۔ ان سات خشک اور قحط زدہ سالوں کے بعد پھر ایک سال آئے گا جب خوب بارشیں ہوں گی اور بڑی مقدار میں پھل پیدا ہوں گے اور لوگ پھلوں کا رس نچوڑ کر خوب پئیں گے۔

عزیز مصر نے جب اپنے خوابوں کی تعبیر سنی تو اسے یقین آگیا کہ یہی سچی تعبیر ہے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ سیدنا یوسفؑ کو قید خانے سے نکال کر دربار میں لایا جائے۔ جب شاہی پیادے قید خانے پہنچے تو سیدنا یوسفؑ نے ان سے کہا: واپس اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو کہ ان خواتین کا اصل معاملہ کیا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ بادشاہ نے ان خواتین سے دریافت کیا تو انہوں نے یک زبان کہا: خدا کی پناہ! ہم نے یوسفؑ میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے بھی اعتراف کر لیا کہ اس نے ہی سیدنا یوسفؑ کو لبھانے کی کوشش کی تھی اور اس معاملے میں سیدنا یوسفؑ ہی سچے تھے۔

حقیقت حال آشکار ہونے پر عزیز مصر نے سیدنا یوسفؑ کو پھر بلایا' تو آپؑ تشریف لے آئے۔ کیونکہ آپؑ کا مقصد پورا ہو چکا تھا اور ان کی پاکدامنی اور سچائی سب کے سامنے ثابت ہو چکی تھی۔ عزیز مصر نے آپؑ سے کہا کہ آج کے بعد آپؑ دیگر اعیان حکومت کی طرح ذی عزت و ذی وقار ہیں۔ ہمیں آپؑ کے امین ہونے پر پورا یقین ہے۔ اس پر سیدنا یوسفؑ نے کہا مجھے مملکت کے خزانہ کا مختار مقرر کر دیجئے میں اس کام کا علم رکھتا ہوں اور میں بہتر محافظ ثابت ہوں گا۔ چنانچہ آپؑ کو وسیع اختیارات دے دیئے گئے اور یوں اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا یوسفؑ کو اپنی رحمت اور فضل سے نوازا۔ بلاشبہ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنے بندوں کو جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں نیک جزا سے نوازتا ہے۔

سیدنا یوسفؑ نے عزیز مصر کے خوابوں کی جو تعبیر بیان کی تھی۔ اس کے عین مطابق سات سال کی فراوانی کے بعد خشک سالی شروع ہو گئی اور پورے خطہ میں اناج کا قحط رونما ہوا۔ غلہ صرف مصر کے دربار سے مل رہا تھا۔ چنانچہ سیدنا یوسفؑ کے (سوتیلے) بھائی بھی حصول اناج کے لیے مصر پہنچے۔ سیدنا یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا۔ آپؑ نے اپنے بھائیوں کو اناج دے دیا اور کہا کہ اب جب تم آؤ تو اپنے چھوٹے (سوتیلے) بھائی کو بھی ساتھ لانا۔ ورنہ آپ لوگوں کو اناج نہیں ملے گا۔ بھائیوں نے کہا: اس معاملے میں فیصلہ ان کے ہاتھ میں نہیں۔ مگر وہ کوشش کریں گے کہ ان کے والد اسے بھیجنے پر رضامند ہو جائیں۔ سیدنا یوسفؑ نے اپنے ملازموں سے کہہ کر وہ رقم بھی ان کے غلہ میں رکھوا دی جو انہوں نے اناج کے عوض ادا کی تھی۔ سیدنا

Marfat.com

یوسفؑ کو توقع تھی کہ اس طرح وہ ان کے احسان مند ہوں گے اور دوبارہ غلہ حاصل کرنے کے لیے ضرور آئیں گے۔

بھائیوں نے واپس کنعان پہنچ کر اپنے والد (سیدنا یعقوبؑ) سے تمام معاملہ بیان کیا اور کہا کہ بھائی (بن یامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہم غلہ لا سکیں۔ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں۔ پھر جب انہوں نے اناج دیکھا تو رقم بھی اس میں موجود پائی۔ انہوں نے اپنے والد کو بھی بتایا کہ ہمیں اناج کے ساتھ مال بھی واپس کر دیا گیا ہے ہمیں بھلا اور کیا چاہیے۔ آپؑ بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ ہم ایک اونٹ کے بار کے برابر زیادہ غلہ بھی لائیں گے اور بھائی کی حفاظت بھی کریں گے۔

سیدنا یعقوبؑ نے کہا: میں یوسفؑ کے معاملے میں تم پر اعتبار کر کے دیکھ چکا ہوں۔ میں تو اللہ سبحان وتعالیٰ پر ہی بھروسہ کروں گا۔ تم مجھے اللہ سبحان وتعالیٰ کے نام پر عہد دو کہ تم اسے میرے پاس واپس لاؤ گے۔ الا یہ' کہ تم کسی معاملے میں گھر جاؤ۔ چنانچہ سیدنا یعقوبؑ چھوٹے بیٹے کو بھی سوتیلے بھائیوں کے ساتھ بھیجنے پر رضامند ہو گئے۔ روانگی کے وقت بیٹوں کو نصیحت کی کہ وہ سب ایک ہی دروازے سے شہر میں داخل نہ ہوں۔ چنانچہ وہ سب والد کی نصیحت کے مطابق شہر میں داخل ہوئے۔ جب وہ سیدنا یوسفؑ کے دربار میں پہنچے تو انہوں نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور رازداری سے بتا دیا کہ وہ یوسفؑ ہیں اور یہ لوگ (سوتیلے بھائی) جو کچھ کر رہے ہیں اس کا غم نہ کرو۔

پھر سیدنا یوسفؑ نے ان کے لیے اناج کے تھیلے تیار کرائے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی بتائی ہوئی تدبیر کے مطابق شاہی جام (بن یامین) بھائی کے بار میں رکھ دیا۔ جب سارے بھائی غلہ لے کر روانہ ہوئے تو ایک شاہی نقیب ان کے پیچھے بھاگا اور انہیں پکارا: اے قافلے والو! ٹھہر جاؤ' تم چور ہو۔ سیدنا یوسفؑ کے بھائی متحیر ہوئے اور پوچھا تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ شاہی پیادوں نے بتایا کہ شاہی جام نہیں مل رہا۔ اور جو کوئی بھی اسے تلاش کرے گا اسے ایک اونٹ کے بوجھ بھر غلہ عنایت کیا جائے گا۔ سوتیلے بھائیوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ ہم اس ملک میں فساد برپا کرنے نہیں آئے۔ اور نہ ہی ہم چور ہیں۔

شاہی نقیب نے پوچھا۔ اگر تم جھوٹے نکلے تو تمہاری کیا سزا ہے؟

وہ بولے: ہمارے ہاں تو یہ سزا دی جاتی ہے کہ جس کے پاس سے مسروقہ شے برآمد ہو۔ اسے سامان کے بدلے غلام بنا کر روک لیا جائے۔ گویا انہوں نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔

Marfat.com

چنانچہ قافلہ واپس کنعان آیا۔ سامان کی تلاشی شروع ہوئی۔ پہلے سوتیلے بھائیوں کے بوجھ کو کھول کر پڑتال کی گئی اور آخر میں بن یامین کا غلہ کھول کر دیکھا گیا۔ اس میں سے شاہی جام برآمد ہو گیا۔ یوں اللہ سبحان وتعالیٰ کی سجھائی ہوئی تدبیر کے مطابق سیدنا یوسفؑ اس قابل ہو گئے کہ اپنے بھائی کو اپنی تحویل میں رکھ سکیں۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد سوتیلے بھائیوں نے گویا طنزاً کہا کہ اس کا چوری کرنا کچھ عجیب نہیں کہ اس کے (بڑے) بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ سیدنا یوسفؑ نے بھائیوں کے اس طنز پر کسی ردعمل کا اظہار نہ کیا بلکہ دل میں کہا: تم نے جو کچھ کیا اور تم جو کچھ ہو۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

بھائیوں نے جب دیکھا کہ بن یامین کو تحویل میں لے لیا گیا ہے تو انہوں نے سیدنا یوسفؑ سے کہا: اے عزیز مصر! اس کا باپ بڑا معمر ہے۔ آپؑ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں۔ آپؑ بڑے احسان گزار ہیں۔ ہم پر بھی یہ احسان کر دیں۔ اس پر سیدنا یوسفؑ نے کہا: اللہ کی پناہ! میں کسی دوسرے کو اس کی جگہ کیسے رکھ سکتا ہوں؟ جبکہ مسروقہ سامان اس کے پاس سے برآمد ہوا ہے۔ اگر میں چور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو پکڑوں تو میں ظالموں میں سے ہوں گا۔

بھائی سیدنا یوسفؑ سے مایوس ہو کر ایک طرف چلے گئے۔ تو ان میں سے بڑے نے کہا: تم نہیں جانتے کہ تم لوگوں نے والد کو اللہ سبحان وتعالیٰ کے نام پر عہد دیا ہے کہ تم اسے واپس لے کر جاؤ گے۔ اس سے قبل تم نے یوسفؑ کے معاملے میں بھی زیادتی کی تھی۔ اب میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے والد نہ بلائیں یا پھر اللہ سبحان وتعالیٰ میری واپسی کی کوئی تدبیر کر دے۔ بہتر یہ ہے کہ تم سب والد کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کر دو۔

چنانچہ بھائی واپس کنعان گئے اور والد گرامی کو بتایا کہ ان کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ بیٹوں نے سیدنا یعقوبؑ سے کہا: آپؑ ہم پر اعتبار نہیں کریں گے لیکن حقیقت وہی ہے جو ہم آپؑ سے بیان کر رہے ہیں۔ آپؑ چاہیں تو دوسرے قافلے والوں سے 'جو ہمارے ساتھ تھے' پوچھ لیں یا پھر اس شہر کے لوگوں سے دریافت کر لیں جہاں یہ واقع پیش آیا۔ سیدنا یعقوبؑ نے سب کچھ سن کر کہا: تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ وہ حقیقت نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے یہ بات گھڑ لی ہے۔ مگر میں تو بس صبر کروں گا۔ ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان سب (سیدنا یوسفؑ اور بن یامین) کو مجھ سے ملا دے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکمت والا ہے۔

Marfat.com

اپنی بات ختم کر کے سیدنا یعقوبؑ نے بیٹوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور بولے: "ہائے یوسفؑ!" وہ غم کے گھونٹ پی رہے تھے اور سیدنا یوسفؑ کے غم میں روتے روتے ان کی آنکھیں بینائی سے محروم ہو چکی تھیں۔ والد کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے بولے: آپؑ تو اب بھی یوسفؑ کی یاد میں محو ہیں اور شاید آپؑ اسی کیفیت میں ہلاک ہو جائیں گے اس پر سیدنا یعقوبؑ نے صرف یہ کہا: میں تو صرف اللہ سبحان وتعالیٰ سے فریاد کرتا ہوں اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے مجھے ان باتوں کا علم ہے جو تم نہیں جانتے۔ اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسفؑ کو تلاش کرو اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بلاشبہ اس کی رحمت سے تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے منکر ہی مایوس ہو سکتے ہیں۔

سیدنا یوسفؑ کے بھائی ایک بار پھر مصر آئے اور سیدنا یوسفؑ کے دربار میں حاضر ہو کر مزید غلہ عنایت کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس غلہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے زیادہ رقم نہیں ہے لہٰذا انہیں اناج بطور خیرات عنایت کیا جائے کیونکہ ان کا خاندان بڑی مشکل کا شکار ہے۔ (اب سیدنا یوسفؑ کے سامنے آنے کا وقت آ چکا تھا) چنانچہ آپؑ نے بھائیوں سے سوال کیا: جانتے ہو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس پر وہ چونک اٹھے اور بولے: کیا تم ہی یوسفؑ ہو؟ سیدنا یوسفؑ نے کہا: ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ (اور ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیا) بے شک اللہ سبحان وتعالیٰ صبر کرنے والوں کی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اب بھائیوں کو ہوش آیا۔ وہ بولے: بے شک اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو ہم پر فضیلت عطا کی ہے اور بلاشبہ ہم ہی خطاکار ہیں لیکن سیدنا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ تمہیں معاف فرمائے کہ وہ بڑا ہی مہربان ہے۔ تم میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا۔ ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ اور پھر اپنے سارے خاندان کو لے کر یہاں میرے پاس آ جانا۔

جب قافلہ والے مصر سے روانہ ہوئے تو سیدنا یعقوبؑ نے کنعان میں گھر والوں سے کہا: اگر تم یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس پر گھر والوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپؑ ابھی تک پرانے وہم میں مبتلا ہیں مگر یہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے پیغمبر کا وہم نہیں تھا۔ سیدنا یوسفؑ کا کرتہ مبارک لے کر ایک پیغام بر کنعان پہنچا۔ کرتہ سیدنا یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالنے کی دیر تھی کہ آپؑ کی آنکھیں پھر سے روشن ہو گئیں۔ انہوں نے کہا: میں نہ

Marfat.com

کہتا تھا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ تب سیدنا یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا: اے ہمارے والد! ہم واقعی قصور وار ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کریں۔ سیدنا یعقوبؑ نے دعا کا وعدہ کیا اور کہا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ہی سب کو بخشنے والا ہے۔

چنانچہ سیدنا یعقوبؑ کا پورا خاندان مصر منتقل ہوگیا۔ آپؑ نے اپنے والد کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا تو ان کے سارے بھائی ان کے سامنے سجدہ (تعظیمی) میں گر گئے۔ سیدنا یوسفؑ نے کہا: اے میرے والد! یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا۔ میرے رب تعالیٰ نے میرا خواب سچ کر دکھایا ہے۔ یہ سب میرے پروردگار کا ہی احسان ہے۔ اس نے مجھے مصر کے قید خانے سے نکالا۔ حکومت وحکمت عطا فرمائی اور آپ سب کو مجھ سے ملا دیا۔ حالانکہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ بے شک میرا رب جس کے لیے چاہے اس کی تدبیر کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

نعم العبد سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام

سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام، سیدنا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ قرآن پاک میں یہ مذکور نہیں کہ آپؑ کو کس زمانہ، کس قوم اور کس علاقہ میں نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو دین ودنیا کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ قرآن پاک کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ نہایت صابر انسان تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو نہ صرف بے انتہا مال ودولت عطا فرمایا تھا بلکہ آپؑ کو اولاد جیسی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کی آزمائش اس طرح فرمائی کہ آپؑ کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ کافی عرصہ تک اس بیماری نے آپؑ کو نہ چھوڑا۔ لیکن آپؑ کی تمام اولاد آپؑ کا ساتھ چھوڑ گئی۔ آپؑ کے مال مویشی بھی مر گئے، کھیتیاں اور باغات ویران ہو گئے مگر اس حال میں بھی آپؑ کی زوجہ محترمہ نے آپؑ کا ساتھ نہ چھوڑا۔

تب ایک روز آپؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کے لیے ایک چشمہ جاری فرما دیا۔ جس میں نہانے سے آپؑ کا مرض جاتا رہا۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو پہلے سے بھی زیادہ عیالدار بنا دیا۔ کیونکہ آپؑ نے اپنی آزمائش کے دوران صبر کا دامن نہیں چھوڑا تھا، اس لیے آپؑ کو حضرت ایوب صابر علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے اور ”صبر ایوب“ ایک ضرب المثل بن چکا ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں ملتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۷	الانبیآء	۸۳، ۸۴
۲۳	صٓ	۴۱۔۴۴

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور ایوبؑ کو (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ: مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہروالا ہے۔ (الانبیآء ۸۳)
- تو ہم (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے اس کی دعا سن لی' تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی۔ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور عطا فرمائے' اپنے پاس سے رحمت فرما کر۔ اور (یہ) بندگی (کرنے) والوں کے لیے نصیحت (ایک مثال) بن جائے۔ (الانبیآء ۸۴)
- اور یاد کرو ہمارے بندے ایوبؑ کو' جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ: مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا پہنچائی ہے۔ (صٓ ۴۱)
- (چنانچہ حکم ہوا) زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ (وہاں چشمہ جاری ہو گیا) یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر مزید عطا فرمائے۔ اپنی رحمت کے سبب' اور عقلمندوں کے لئے یادگار رہنے کے باعث۔ (صٓ ۴۲'۴۳)
- اور فرمایا: اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر اس سے مارو' اور قسم نہ توڑو' بے شک ہم نے اسے صابر پایا' کیا اچھا بندہ۔ بے شک وہ (ہر حالت میں) ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ (صٓ ۴۴)

Marfat.com

قرآن پاک میں سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر نہایت دل آویز، نصیحت آموز اور ایمان افروز ہے۔ سیدنا ایوبؑ نے شدید تکلیف، مال و دولت اور آل اولاد کے چھن جانے کے بعد بھی، اللہ سبحان وتعالیٰ کی یاد کو حرز جاں بنائے رکھا۔ جب یہ صورت حال کافی عرصہ تک قائم رہی، تو آخر (ایک دن) سیدنا ایوبؑ نے اپنے رب کے حضور دعا کی کہ: اے میرے پروردگار! مجھے شیطان نے تکلیف پہنچائی ہے (یعنی بیماری میں مبتلا ہوں) اور تو میری مدد فرما۔ چنانچہ سیدنا ایوبؑ کو حکم ہوا کہ آپؑ زمین پر پاؤں ماریں۔ آپؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی، تو زمین سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام کو بتایا گیا کہ ٹھنڈا پانی ان کے غسل کرنے اور پینے کے لیے ہے۔ جب آپؑ نے اس چشمہ کا پانی نوش فرمایا اور اس سے غسل کیا تو آپؑ پھر سے صحت مند ہو گئے اور آپؑ کی تمام تکلیفیں دور ہو گئیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو پہلے سے بھی زیادہ مال واولاد سے نوازا۔

دوران علالت سیدنا حضرت ایوبؑ نے اپنی زوجہ سے کسی بات پر ناراض ہو کر قسم کھائی تھی کہ تندرست ہونے پر انہیں چھڑی سے ماریں گے۔ جبکہ آپؑ کی زوجہ محترمہ کی چنداں کوئی خطا نہ تھی۔ مگر سیدنا ایوبؑ قسم کھا چکے تھے، چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کی قسم پورے کرنے کا طریقہ یہ بتایا کہ:

"اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے اپنی بیوی کو مارو تاکہ تمہاری قسم نہ ٹوٹے۔"

یہ سب کچھ، مصیبت میں بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور صبر کرنے کا صلہ تھا، جو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے دوسرے بندوں کے لیے ایک مثال بنا دیا۔

Marfat.com

خطیب الانبیاء سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام

سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام قدیم ایران کے علاقہ مدین میں مقیم اقوام' اہل مدین' اصحاب الایکہ اور اصحاب الرس کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو کمال کی وعظ و نصیحت کے ہنر سے مالا مال کیا تھا اور اسی حسن خطابت کی وجہ سے آپؑ کو "خطیب الانبیاء" کا لقب ملا۔

آپؑ کو جن اقوام کی طرف بھیجا گیا وہ صرف مشرک ہی نہ تھیں۔ بلکہ جعل سازی' دھوکہ دہی' بددیانتی اور ظلم وفساد جیسی بری عادات میں بھی مبتلا تھیں۔ ناپ تول میں بے ایمانی' جعلی اشرفیاں اور رائج الوقت سکے بنانا اور رہزنی ان میں عام تھی۔

سیدنا شعیبؑ نے انہیں راہ راست پر لانے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ تو بت پرستی سے باز آئے' اور نہ ہی اپنی قبیح عادات کو ترک کرنے پر تیار ہوئے۔ وہ سیدنا شعیب علیہ السلام کا تمسخر اڑاتے اور انہیں دھمکیاں دیتے۔ جب آپؑ نے قوم سے کہا کہ اگر تم نے اللہ سبحان وتعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہ کیا' مجھ پر ایمان نہ لائے اور اپنی بری عادات ترک نہ کیں تو تم لوگوں پر اللہ سبحان وتعالیٰ کا عذاب آئے گا جس سے تم کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ تو ان کافروں نے سیدنا شعیب علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور کہا کہ تم ہم پر عذاب لے آؤ۔ چنانچہ ان پر اللہ سبحان وتعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور یہ قوم تباہ و برباد ہو گئی۔

تاہم اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مومنین کو اس عذاب سے بچالیا۔

Marfat.com

سیدنا شعیب علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۸	الاعراف	۸۵۔۹۳
۱۲	ھود	۸۴۔۹۵
۱۴	الحجر	۷۸‘۷۹
۱۹	الشعرآء	۱۷۶۔۱۹۰
۲۰	العنکبوت	۳۶‘۳۷

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کی برادری سے شعیبؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی۔ تو ناپ اور تول پورا کرو (کم نہ تولو کم نہ ناپو) اور لوگوں کی چیزیں (وزن میں) گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ یہ بات تمہارے ہی حق میں بہتر ہے اگر تم ایمان لاؤ۔ (الاعراف ۸۵)
- اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو (ایمان لانے والوں کو) ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو۔ اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے' اس نے تمہیں بڑھا دیا (جماعت کی کثرت تمہیں غلط فہمی میں نہ ڈالے) اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا؟۔ (الاعراف ۸۶)
- اور (اے لوگو!) اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لا چکا جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ ایمان نہ لایا تو صبر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے (اور ان کے) درمیان فیصلہ کر دے اور اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (الاعراف ۸۷)
- اس کی قوم کے متکبر سردار بولے: اے شعیبؑ! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے (مسلمانوں) ایمان والوں کو اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ (سیدنا شعیبؑ نے) کہا: کیا اگر ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہوں؟ (تب بھی) اور اگر ہم (تمہارے بہکانے اور ڈرانے سے) تمہارے دین میں واپس آ جائیں تو بلاشبہ ہم نے اللہ پر بہتان باندھا بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچا لیا۔ اور ہم (مسلمانوں) میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہارے دین میں لوٹ آئیں۔ مگر یہ کہ' اللہ چاہے' جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما (دے) اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ (الاعراف ۸۸'۸۹)
- اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ: اگر تم (لوگوں) نے شعیبؑ کی پیروی کی تو ضرور تم نقصان میں رہو گے۔ (الاعراف ۹۰)

Marfat.com

○ تو انہیں زلزلہ نے آلیا۔ تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ شعیبؑ کو جھٹلانے والے (ایسے مٹ گئے) گویا ان گھروں میں کبھی آباد ہی نہ تھے۔ شعیبؑ کو جھٹلانے والے ہی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ (الاعراف ۹۱'۹۲)

○ پھر (اس تباہی وبربادی کے درمیان) شعیبؑ نے ان سے منہ پھیرا اور کہا: اے میری قوم! میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا (ہوں) اور تمہارے بھلے کو نصیحت (بھی) کی۔ (اس کے بعد) کیونکر غم کروں کافروں کا۔ (الاعراف ۹۳)

○ اور اہل مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیبؑ کو (بھیجا۔ اس نے) کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب (کے مسلط ہونے) کا ڈر ہے۔ (ھود ۸۴)

○ اور اے میری قوم! ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ (امانت اور دیانت کے اصول پر قائم رہتے ہوئے) جو اللہ کا دیا بچ رہے' وہ تمہارے لیے بہتر ہے' اگر تمہیں (میرے کہنے پر) یقین ہو۔ اور میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تمہیں زبردستی تمہارے اعمال سے روکوں)۔ (ھود ۸۵'۸۶)

○ وہ (گستاخ) بولے: اے شعیبؑ! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کی پرستش چھوڑ دیں؟ یا (یہ چھوڑ دیں کہ ہم) اپنے مال میں جس طرح چاہیں تصرف کریں؟ ہاں جی تم ہی بڑے عقلمند اور نیک چلن (رہ گئے) ہو۔ (ھود ۸۷)

○ (شعیبؑ نے) کہا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل (دین مبین) پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی عطا فرمائی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود وہی کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ اور (یہ میرے اختیار کی بات نہیں اس میں) میرا کامیاب ہونا تو بس اللہ ہی (کے فضل وکرم) سے ہے۔ میں اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ھود ۸۸)

○ اور اے میری قوم! کہیں میری مخالفت (اور مجھ سے دشمنی) تم کو (نافرمانیوں پر) بر

Marfat.com

انگیختہ نہ کردے کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبت نازل ہو جیسی قوم نوحؑ، قوم ھودؑ یا قوم صالحؑ پر نازل ہوئی اور لوطؑ کی قوم (کا زمانہ) تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں۔ (ان کے کھنڈرات تمہارے درس عبرت کے لیے کافی ہیں) پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔ (ھود ۸۹'۹۰)

- وہ کہنے لگے: اے شعیبؑ! جو باتیں تم کہتے ہو ان میں سے اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور بے شک ہم تمہیں اپنے (لوگوں) میں کمزور اور بے بس دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا۔ تو ہم نے تمہیں سنگسار کر دیا ہوتا' اور ہماری نگاہ میں تمہاری کچھ عزت نہیں ہے (ھود ۹۱)

- (سیدنا شعیبؑ نے) کہا: اے میری قوم! کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے؟ اور اسے (اللہ سبحان وتعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے۔ اور اے میری قوم کے لوگو! تم اپنی جگہ اپنا کام کیے جاؤ۔ لیکن میں اپنا کام کرتا ہوں' تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کن عذاب کس پر آتا ہے۔ اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ (ھود ۹۲'۹۳)

- اور جب ہمارا (اللہ سبحان وتعالیٰ کا) حکم (عذاب) آ پہنچا۔ ہم نے شعیبؑ اور اس کے ساتھی ایمان والوں کو اپنی رحمت فرما کر بچالیا۔ اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا تو وہ صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ سن لو' کہ مدین (والوں) پر اللہ (سبحان وتعالیٰ) کی پھٹکار ہے۔ جیسے قوم ثمود پر (اللہ سبحان وتعالیٰ کی) پھٹکار تھی۔ (ھود ۹۴'۹۵)

- اور بے شک جھاڑی والے (اصحاب الایکہ) بڑے ظالم تھے۔ (یہ لوگ گھنے جنگلوں میں ڈاکہ زنی کرتے تھے) ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ اور بے شک یہ دونوں بستیاں کھلے راستے پر واقع ہیں۔ (الحجر ۷۸'۷۹)

- بن (اصحاب الایکہ) والوں نے (اپنے زمانہ کے پیغمبر سیدنا شعیبؑ اور دوسرے) رسولوں کو جھٹلایا۔ (الشعرآء ۱۷۶)

- جب ان سے شعیبؑ نے فرمایا: کیا (تم) ڈرتے نہیں؟ بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ

Marfat.com

اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اس پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (الشعرآء ۱۷۷۔۱۸۰)

○ (دیکھو) ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو۔ اور سیدھی ترازو رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو چیزیں (ناپ اور تول میں) کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے قبل ساری مخلوق کو (بھی)۔ (الشعرآء ۱۸۱۔۱۸۴)

○ وہ بولے: تم پر جادو ہوا ہے۔ (کہ ایسی باتیں کر رہے ہو) آخر تم بھی تو ہمارے جیسے آدمی ہو۔ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ (اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو) آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ (الشعرآء ۱۸۵۔۱۸۷)

○ (سیدنا شعیبؑ نے) فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کرتوت ہیں۔ (الشعراء ۱۸۸)

○ غرض انہوں نے اسے جھٹلایا۔ آخر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے آ لیا۔ (سائبان کی طرف ابر آیا پھر اس سے ہی آگ برسی) بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔ بے شک اس (واقعہ) میں (لوگوں کے لیے عبرت آموز) نشانی ہے اور (عذاب اس لیے آیا کہ) ان میں بہت سے ایمان لانے والے نہ تھے۔ (الشعرآء ۱۸۹'۱۹۰)

○ اور مدین (والوں) کی طرف ان کے ہم قوم شعیبؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ تو اس نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اور آخرت کے دن کی امید رکھو' اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔ (بس پھر کیا تھا) انہیں زلزلے نے آ لیا۔ پس وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ (العنکبوت ۳۶'۳۷)

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ نے مدین والوں کی طرف کئی رسول بھیجے۔ مگر اہل مدین اور اصحاب الایکہ نے ان انبیاء کو جھٹلایا۔ پھر سیدنا شعیبؑ کو بھی انہی کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے نہ تو سیدنا شعیبؑ کی تبلیغ پر کان دھرا اور نہ چوری، رہزنی، دھوکہ بازی اور ناپ تول میں کمی سے توبہ کی۔ جب سیدنا شعیبؑ نے ان کو یہ بری عادات ترک کرنے اور بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ سبحان وتعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔ تو وہ سیدنا شعیبؑ کو جھٹلانے لگے اور کہنے لگے کہ: تم تو ہمیں کوئی سحر زدہ انسان معلوم ہوتے ہو۔ بھلا تمہاری باتیں مان کر ہم اپنے باپ دادا کی روایت سے منحرف ہو جائیں۔ اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر سیدنا شعیبؑ تبلیغ دین سے باز نہ آئے تو وہ سیدنا شعیبؑ اور ان کے پیرو کاروں کو بستی سے نکال دیں گے۔ بلکہ کافر تو یہ کہنے لگے کہ تم لوگ اپنا دین ترک کر کے اپنے پرانے دین میں واپس آجاؤ۔

آخر کار سیدنا شعیبؑ نے ان لوگوں کو عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ اگر تم ایک اللہ سبحان وتعالیٰ پر ایمان نہ لائے تو اگلی قوموں کی طرح تم پر بھی عذاب نازل ہوگا۔ سیدنا شعیبؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی توجہ قوم لوطؑ کی تباہ شدہ بستیوں کی طرف دلائی اور کہا کہ تم تو ان بستیوں کو دیکھ سکتے ہو اور ان لوگوں کی تباہی کا سارا قصہ بھی کچھ زیادہ دیر کی بات نہیں۔ لیکن کافروں نے پھر بھی سیدنا شعیبؑ کو جھٹلایا اور کہا: اے شعیبؑ! تم جو کچھ کہتے ہو ہمیں تو اس کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ تم ہم سب میں سے کمزور اور بے بس انسان ہو۔ ہم صرف تمہارے خاندان کی وجہ سے تم سے نرمی برت رہے ہیں ورنہ ہم تو تم کو کبھی کا سنگسار کر دیتے۔

سیدنا شعیبؑ نے انہیں عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ اگر تم اللہ سبحان وتعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ سبحان وتعالیٰ کو ایک مانو اور تمام بری عادات ترک کر دو۔ اس پر ان ظالموں نے کہا کہ: ہم کسی سے نہیں ڈرتے اور تم کیا عذاب لاؤ گے؟ جاؤ آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دو۔ تو سیدنا شعیبؑ نے ان لوگوں کے لیے عذاب کی دعا کی، جو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک صبح ان لوگوں کی بستیوں میں زلزلہ کی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر ایک زبردست چنگھاڑ کی آواز ہوئی اور وہ سب کے سب اپنے گھروں میں اوندھے منہ گر گئے۔ زلزلہ کے باعث ان کی بستیاں اس طرح تباہی سے دوچار ہوئیں کہ گویا کبھی آباد ہی نہ تھیں۔

یہ حال تو اہل مدین کا ہوا۔ اور اصحاب الایکہ کا حشر یہ ہے۔ کہ ان پر جب عذاب آنے والا تھا تو سیدنا شعیبؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے خبردار کر دیا، اور وہ اپنے پیروکاروں کو لے کر علاقہ سے دور چلے گئے۔ جبکہ باقی لوگوں پر گرم ہوا کا عذاب نازل ہوا (ہوا یوں کہ) اچانک گرمی بڑھ

Marfat.com

گئی۔ جب لوگ گھروں میں جلنے لگے تو باہر نکلے۔ پھر ایک ابر آیا جس کے ساتھ ٹھنڈی ہوا تھی۔ پوری بستی اور علاقہ کے لوگ اس ابر کی چھاؤں میں اکٹھے ہو گئے اچانک وہ ٹھنڈی ہوا آگ کی لپٹوں میں تبدیل ہو گئی۔ آگ برسنے لگی' اور وہ سب اسی آگ میں جل کر تباہ وبرباد ہو گئے۔

Marfat.com

کلیم اللہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام

کلیم اللہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے وہ نبی ہیں، جنہوں نے اپنے دور کے جابر وظالم بادشاہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ وہ بھی ایسے حالات میں جبکہ فرعون نے نجومیوں کے کہنے پر بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپؑ کی والدہ محترمہ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے انہیں صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا۔ صندوق فرعون کے محل کے پاس پہنچا تو اس کے آدمیوں نے اسے نکال کر محل میں پہنچا دیا۔ پھر فرعون کے حکم سے آپؑ کی والدہ محترمہ کو بھی محل میں بلا لیا گیا۔

فرعون کے گھر میں پرورش پانے کے باوجود آپؑ نہایت متقی وپرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں سے پیار کرنے اور ان کے دکھ درد میں کام آنے والے انسان تھے۔

سیدنا موسیٰؑ جب جوان ہوئے تو آپؑ کو مصر سے نکلنا پڑا۔ آپؑ کئی سال تک مصر سے دور رہے۔ اور اسی دوران اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو اپنا نبی منتخب فرما لیا۔ پھر آپؑ کو حکم دیا گیا کہ آپؑ فرعون اور اس کی قوم سمیت پورے مصر واسیوں کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم دیں آپؑ کو نو(۹) واضح نشانیاں اور معجزات دے کر فرعون کی طرف بھیجا گیا۔ (بنی اسرائیل ۱۰۱) جن میں آپؑ کے عصا کا سانپ بننا اور آپؑ کے دست مبارک کا نورانی ہو جانا (ید بیضا)، قحط سالی، قمل، چند ایک نشانیاں ہیں۔ مگر فرعون اور اس کے حواریوں نے سیدنا موسیٰؑ کے دین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور جو لوگ سیدنا موسیٰؑ پر ایمان لائے ان پر بھی شدید ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔

فرعون نے سیدنا موسیٰؑ کے مقابلے کے لیے اپنے جادوگروں کو جمع کیا لیکن انہیں سیدنا موسیٰؑ کے مقابلے میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ فرعون کو جو خود کو خدا کہلواتا تھا۔ وہ سیدنا

Marfat.com

موسیٰؑ اور آپؑ کی قوم کے درپے آزار ہوگیا۔ اس نے سیدنا موسیٰؑ اور آپؑ کی قوم کو ملک چھوڑنے کی بھی اجازت نہ دی۔ لیکن بالآخر سیدنا موسیٰؑ اور بنی اسرائیل مصر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ فرعون نے ان کا پیچھا بھی کیا۔ لیکن موسیٰؑ اور آپؑ کی قوم کو سمندر نے راستہ دے دیا اور وہ سمندر پار کر گئے۔ جبکہ فرعون اپنے لشکر سمیت اسی راستے میں داخل ہوتے ہوئے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے غرق آب ہوگیا۔

سیدنا موسیٰؑ کو "طور" پہاڑ پر اللہ سبحان وتعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا جس کے باعث آپؑ کو "کلیم اللہ" کا خطاب ملا۔ آپؑ پر اتاری جانے والی کتاب کا نام "توریت" ہے۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۴۰-۶۱
۱	البقرۃ	۶۳-۷۶
۱	البقرۃ	۸۳-۸۷
۱	البقرۃ	۹۲-۹۳، ۱۰۸
۶	المآئدۃ	۲۱-۲۶
۶	المآئدۃ	۷۰، ۷۱
۷	الانعام	۸۴، ۱۵۵
۹	الاعراف	۱۰۳-۱۵۶
۹	الاعراف	۱۵۹-۱۶۸
۱۰	الانفال	۵۴
۱۱	یونس	۷۵-۹۳
۱۲	ھود	۹۶-۹۹، ۱۱۰
۱۳	ابراھیم	۵-۶، ۸
۱۴	النحل	۱۲۴
۱۵	بنی اسرآئیل	۲، ۴-۶
۱۵	بنی اسرآئیل	۱۰۱-۱۰۴
۱۶	مریم	۵۱-۵۳
۱۶	طٰہٰ	۹-۱۰
۱۶	طٰہٰ	۱۲-۹۸
۱۷	الانبیآء	۴۸-۴۹

Marfat.com

۱۸	المومنون	۴۵-۴۹
۱۹	الفرقان	۳۵،۳۶
۱۹	الشعرآء	۱۱-۶۷
۱۹	النمل	۷-۱۴
۲۰	القصص	۳-۴۳
۲۰	العنکبوت	۳۹
۲۱	السجدة	۲۳-۲۴
۲۱	الاحزاب	۷
۲۳	الصّٰفّٰت	۱۱۴-۱۲۲
۲۴	المومن	۲۳-۳۳
۲۴	المومن	۳۶-۵۴
۲۵	الزخرف	۴۶-۵۶
۲۵	الدخان	۱۷-۳۳
۲۵	الجاثیہ	۱۶،۱۷
۲۷	الذاریٰت	۳۸-۴۰
۲۷	القمر	۴۱،۴۲
۲۸	الصف	۵
۲۸	التحریم	۱۱
۲۹	المزمل	۱۵،۱۶
۳۰	النازعات	۱۵-۲۶

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اے بنی اسرائیل (اولاد یعقوبؑ!) میری نعمت یاد کرو' جو میں نے تمہیں بخشی' اور پورا کرو میرا وعدہ' میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو۔ (البقرۃ ۴۰)
- اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کیا' اس کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے اور اس سے پہلے کافر نہ ہو جاؤ۔ اور میری آیات کے عوض تھوڑی قیمت نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ (البقرۃ ۴۱)
- اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ جبکہ تم جانتے ہو۔ (البقرۃ ۴۲)
- اور قائم کرو نماز' اور ادا کرو زکوۃ اور رکوع کرو' رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (البقرۃ ۴۳)
- کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب۔ کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟۔ (البقرۃ ۴۴)
- اور تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے' اور وہ بڑی (دشوار) ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر (نہیں)۔ (البقرۃ ۴۵)
- وہ جو یقین رکھتے ہیں انہیں اپنے رب کے روبرو پیش ہونا ہے اور یہ کہ وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (البقرۃ ۴۶)
- اے بنی اسرائیل! تم میری نعمت یاد کرو جو میں نے تمہیں بخشی' اور یہ کہ میں نے تمہیں فضیلت دی زمانے والوں پر۔ (البقرۃ ۴۷)
- اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ کام نہ آسکے گا۔ اور نہ اس کی طرف سے (کسی کی) سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ (البقرۃ ۴۸)
- اور جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی وہ تمہیں دکھ دیتے تھے برا عذاب۔ اور وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ (البقرۃ ۴۹)
- اور جب ہم نے تمہارے لیے پھاڑ دیا دریا' پھر ہم نے تمہیں بچا لیا اور آل فرعون کو ڈبو دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ (البقرۃ ۵۰)
- اور جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا وعدہ کیا' پھر تم نے بچھڑے کو ان کے بعد

Marfat.com

(معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہوئے پھر ہم نے تمہیں اس کے بعد بھی معاف کر دیا۔ تاکہ تم احسان مانو۔ (البقرۃ ۵۱-۵۲)

○ اور ہم نے (تمہاری ہدایت کے لیے) موسیٰؑ کو کتاب دی اور حق وناحق میں فرق کرنے والے احکام (شریعت) عطا کیے۔ تاکہ تم سیدھی راہ پر آ جاؤ (اللہ کی عبادت اور اپنے نبی کی فرمانبرداری کرو)۔ (البقرۃ ۵۳)

○ اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے قوم! بے شک تم نے اپنے اوپر ظلم کیا بچھڑے کو (معبود) بنا کر، سو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنوں کو ہلاک نہ کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک۔ سو اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ (البقرۃ ۵۴)

○ اور جب تم نے کہا، اے موسیٰؑ! ہم تجھے ہرگز نہ مانیں گے جب تک اللہ کو ہم کھلم کھلا نہ دیکھ لیں، پھر تمہیں (اس گستاخی پر) بجلی کی کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ (البقرۃ ۵۵)

○ پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کیا۔ تاکہ تم احسان مانو۔ (البقرۃ ۵۶)

○ اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور ہم نے تم پر من وسلویٰ اتارا، وہ پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں، اور ہم نے نقصان نہیں کیا، اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (البقرۃ ۵۷)

○ اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے کہا تم داخل ہو جاؤ اس بستی میں۔ پھر اس انداز سے جہاں چاہو بافراغت کھاؤ اور دروازہ سے داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ اور عنقریب زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔ (البقرۃ ۵۸)

○ پھر ظالموں نے اس قول کو جو بتایا گیا تھا، دوسری بات سے بدل ڈالا۔ تو ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب اتارا، کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے (ان میں طاعون پھیل گیا اور وہ کثیر تعداد میں ہلاک ہو گئے)۔ (البقرۃ ۵۹)

○ اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا۔ پھر ہم نے کہا اپنا عصا پتھر پر مارو۔ تو پھوٹ پڑے اس سے بارہ چشمے، ہر قوم نے اپنا گھاٹ پہچان لیا (پھر ہم نے ان

Marfat.com

سے کہا) تم کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے' اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (البقرۃ ۶۰)

- اور جب تم نے کہا: اے موسیٰؑ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے' آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمارے لیے پیدا کرے جو زمین اگاتی ہے' کچھ ترکاری اور ککڑی' اور گندم اور مسور اور پیاز (اس حضرت موسیٰؑ) نے کہا کیا تم بدلنا چاہتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے' اس سے جو بہتر ہے؟ تم شہر میں اترو۔ بے شک تم کو وہ مل جائے گا جو تم مانگتے ہو' اور ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ لوٹے اللہ کے غضب کے ساتھ' یہ اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے تھے۔ یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جاتے تھے۔ (البقرۃ ۶۱)
- اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا (اور حکم دیا) جو کتاب ہم نے تمہیں عطا کی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں لکھا ہے۔ اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ (لیکن) اس کے بعد بھی تم پھر گئے (روگردانی کی) پس اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تم پر۔ اور اس کی رحمت' تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔ (البقرۃ ۶۳'۶۴)
- اور (اے یہود) البتہ تم نے (ان لوگوں کو) جان لیا جنھوں نے تم میں سے ہفتہ (یوم سبت) کے دن زیادتی کی۔ تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔ تم اپنی قوم کا واقعہ نہیں بھولے مگر تم انکار سے باز نہیں آتے۔ (البقرۃ ۶۵)
- سو ہم نے اس واقعہ کو ان کے ہم عصروں کے لیے اور بعد میں آنے والوں کے لیے (باعث) عبرت بنا دیا۔ اور موجب نصیحت پرہیز گاروں کے لیے۔ (البقرۃ ۶۶)
- اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی پناہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ (البقرۃ ۶۷)
- وہ (لاجواب ہو کر) بولے: کہ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں کہ وہ ہمیں بتلائے کہ وہ (گائے) کیسی ہے؟ اس نے کہا: بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ کم عمر۔ بلکہ اس کے درمیانی عمر کی ہو۔ پس تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس پر

Marfat.com

عمل کر ڈالو۔ (البقرۃ ۶۸)

- انہوں نے کہا: ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بتلا دے اس کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے کہا: بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد رنگ کی' اس کا رنگ خوب گہرا ہے۔ دیکھنے والوں کو اچھی لگتی ہے۔ (البقرۃ ۶۹)

- (یہود نئے نئے سوال کرتے جا رہے تھے) مزید بولے: ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں وہ ہمیں (ذرا تفصیل سے) بتا دے کہ وہ کیسی ہے؟ کیونکہ ہم گائے کے متعلق شبہ میں پڑ گئے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم ضرور راہ ہدایت پا لیں گے۔ (البقرۃ ۷۰)

- (حضرت موسیٰؑ نے) کہا' بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے' نہ محنت کرنے والی ہو' نہ زمین جوتتی ہو' نہ کھیتی کو پانی دیا ہو۔ وہ ایک بے عیب گائے ہو۔ اس میں کوئی داغ نہ ہو۔ وہ بولے: اب تم نے ٹھیک بات بتائی ہے۔ غرض انہوں نے اس گائے کو ذبح کر دیا اور وہ لگتے نہ تھے کہ وہ اسے (ذبح) کریں گے۔ (البقرۃ ۷۱)

- اور جب تم نے ایک آدمی کو قتل کیا' پھر ایک دوسرے پر (الزام قتل) دھرنے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ (البقرۃ ۷۲)

- پھر ہم نے کہا تم اس (مقتول) کو گائے کا ایک ٹکڑا مارو' اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ وہ تمہیں دکھاتا ہے اپنی قدرت کے نمونے۔ تاکہ تم غور کرو (عقل سے کام لو)۔ (البقرۃ ۷۳)

- پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ سو وہ پتھر جیسے ہو گئے یا اس سے زیادہ سخت' اور بے شک بعض پتھروں سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ اور بے شک ان میں سے بعض پھٹ جاتے ہیں تو نکلتا ہے ان سے پانی۔ اور ان میں سے بعض اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ (البقرۃ ۷۴)

- پھر کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ مان لیں گے تمہاری خاطر' اور ان میں سے ایک فریق اللہ کا کلام (تورات) سنتا تھا' پھر وہ اس کو جان بوجھ کر بدل ڈالتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے (کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے کیا کلام اتارا اور انہوں نے اسے کیوں بدلا)۔ (البقرۃ ۷۵)

- اور جب وہ (یہود) ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے' تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے'

Marfat.com

اور جب ان کے بعض دوسروں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو (ان منافق یہودیوں سے) کہتے ہیں کہ اللہ نے جو تم پر ظاہر کیا (یعنی جو شہادتیں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق تورات میں ہیں وہ تم) مسلمانوں سے کیوں کہہ دیتے ہو تاکہ وہ (روز قیامت) تمہارے رب کے سامنے (تمہارے ہی الفاظ سے) تم کو جھٹلا دیں۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ (البقرۃ ۷۶)

- اور جب ہم نے لیا بنی اسرائیل سے پختہ عہد' کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ سے حسن سلوک کرنا اور قرابت داروں' یتیموں اور مسکینوں سے بھی' اور تم کہنا لوگوں سے اچھی بات' اور نماز قائم کرنا' اور زکوٰۃ دینا۔ تم میں سے چند ایک کے سوا سب اس عہد سے پھر گئے اور تم پھر جانے والے ہو۔ (البقرۃ ۸۳)
- اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے' اور نہ تم اپنوں کو اپنی بستیوں سے نکالو گے۔ پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔ (اس کو مانتے ہو) لیکن پھر تم وہی لوگ ہو جو قتل کرتے ہو اپنوں کو اور اپنے ایک فریق کو ان کے وطن سے نکالتے ہو۔ تم چڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ اور سرکشی سے' اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی آئیں تو بدلہ دے کر انہیں چھڑاتے ہو۔ حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا تم پر حرام کیا گیا تھا۔ تو کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ سو تم میں جو ایسا کرے اس کی کیا سزا ہے؟ سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی' اور قیامت کے دن سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں۔ اور تم جو کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ (البقرۃ ۸۴'۸۵)
- یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی' سو ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا' اور نہ ان کو (کہیں سے) کوئی مدد پہنچے گی۔ (البقرۃ ۸۶)
- اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی۔ اور ہم نے اس کے بعد پے درپے بھیجے رسول' اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو کھلی نشانیاں دیں۔ اور اس کی مدد کی جبرائیلؑ کے ذریعے کیا پھر جب تمہارے پاس کوئی رسول اس کے ساتھ آیا جو تمہارے جی کو نہ بھایا' تو تم نے تکبر کیا۔ سو ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم قتل کرنے لگے۔ (البقرۃ ۸۷)
- اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے۔ پھر تم نے اس کے بعد

Marfat.com

بچھڑے کو (معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہو۔ (البقرۃ ۹۲)

○ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور تمہارے اوپر کوہ طور بلند کیا (اور کہا) جو احکام ہم نے تمہیں دیئے ان کو مضبوطی سے پکڑو اور سنو' تو وہ بولے: ہم نے سنا اور (دل سے) نافرمانی کی' اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچا دیا گیا تھا' ان کے کفر کے سبب (اے نبی ﷺ) کہہ دیں اگر تم ایمان والے ہو (اگر تمہارا یہی ایمان ہے) تو تمہارا ایمان تم کو (کیسی) بری باتیں سکھاتا ہے۔ (البقرۃ ۹۳)

○ تو کیا (اے مسلمانو) تم چاہتے ہو کہ تم اپنے رسول (ﷺ) سے سوال کرو جیسے سوال کیے گئے اس سے پہلے موسیٰؑ سے؟ اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرلے سو وہ بھٹک گیا سیدھے راستے سے۔ (البقرۃ ۱۰۸)

○ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا۔ اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو' جب اس نے تم میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں دیا جو جہان میں کسی کو نہیں دیا۔ (مثلاً فرعون سے آزادی اور من وسلویٰ) تو اے میری قوم! ارض مقدس میں' جس کو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے داخل ہو جاؤ۔ اور (مقابلے کے وقت) پیٹھ پھیر کر نہ لوٹو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے۔ (لیکن یہود تو احساس کمتری کا شکار ہو چکے تھے اور ان کو اللہ سبحان و تعالیٰ کی نصرت پر بھی اعتماد نہ رہا تھا) چنانچہ انہوں نے کہا: اے موسیٰؑ! بے شک وہاں تو بڑے زبردست لوگ آباد ہیں ہم وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس (ارض مقدس) سے نکل جائیں۔ ہاں اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور اس میں داخل ہوں گے۔ (المآئدۃ ۲۱'۲۲)

○ لیکن ان میں خوف خدا رکھنے والے دو آدمیوں نے کہا جن پر اللہ نے نوازش کی تھی۔ کیا تم ان پر دروازہ سے (حملہ کرکے) داخل ہو جاؤ گے جب تم اس میں داخل ہو گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ (لیکن اہل یہود تو کم ہمت ہو چکے تھے) انہوں نے کہا: اے موسیٰؑ! جب تک وہ اس (ارض مقدس) میں ہیں ہم وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ سو تو جا اور تیرا رب' تم دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ (المآئدۃ ۲۳'۲۴)

○ (اس پر حضرت موسیٰؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ سے التجا کی) اے میرے رب! بے شک میں اپنی ذات اور بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔ پس تو ہمارے اور ہماری

Marfat.com

نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے (چنانچہ) اللہ نے کہا: پس یہ سرزمین حرام کر دی گئی ان پر چالیس سال' وہ زمین میں بھٹکتے پھریں گے۔ تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر۔ (المائدۃ ۲۵'۲۶)

- بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا۔ اور ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے' جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا۔ اس (حکم) کے ساتھ جو ان کے دلوں کو جانتے تھے تو انہوں نے بعض انبیاء کو جھٹلایا۔ اور بعض کو قتل کر دیا اور (اس پر بھی) انہوں نے گمان کیا کہ کوئی خرابی نہ ہوگی' سو وہ اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی (لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو) ان میں سے اکثر پھر اندھے اور بہرے ہو گئے۔ سو اللہ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ (اور وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے)۔ (المائدۃ ۷۰'۷۱)
- اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) کو بخشا اسحاقؑ اور یعقوبؑ ہم نے سب کو ہدایت دی۔ اور نوحؑ کو ہم نے دی اس سے قبل' اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ (الانعام ۸۴)
- پھر ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) بخشی۔ تاکہ جو لوگ نیک کام کرنے والے ہیں ان پر اپنی نعمت کو پورا کریں اور (اس میں) ہر چیز کی تفصیل ہے اور ہدایت و رحمت ہے۔ تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات پر ایمان لے آئیں۔ (الانعام ۱۵۵)
- پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون کی طرف' اور اس کے سرداروں کی طرف' تو انہوں نے ان (نشانیوں) کا انکار کیا۔ تم دیکھو فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟۔ (الاعراف ۱۰۳)
- اور کہا موسیٰؑ نے: اے فرعون! بے شک میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں۔ میرا فرض منصبی یہ ہے کہ میں اللہ پر کوئی بات سوائے سچ کے نہ کہوں۔ تحقیق میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لایا ہوں' پس میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ (الاعراف ۱۰۴'۱۰۵)
- (فرعون) بولا: اگر تو واقعی کوئی معجزہ لایا ہے تو لے آ (دکھا) اگر تو سچوں میں سے ہے۔ (الاعراف ۱۰۶)

Marfat.com

○ پس اس (موسیٰؑ) نے اپنا عصا ڈالا، تو اسی وقت ایک صریح اژدھا بن گیا۔ اور (موسیٰؑ نے) اپنا ہاتھ گریبان (میں سے بغل میں دبا کر) سے نکالا تو ناگاہ وہ ناظرین کو سفید منور نظر آنے لگا۔ (الاعراف ۱۰۷، ۱۰۸)

○ فرعون کی قوم کے سردار (یہ معجزے دیکھ کر) بولے بے شک یہ تو ماہر جادوگر ہے (لوگو) اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بولا: اب تم کیا کہتے ہو؟۔ (الاعراف ۱۰۹، ۱۱۰)

○ وہ بولے: اس کو اور اس کے بھائی کو روک لے۔ اور شہروں میں بھیج دے نقیب، (اکٹھا کرنے والے تاکہ وہ) ماہر فن جادوگروں کو تیرے پاس لائیں۔ (الاعراف ۱۱۱)

○ اور جادوگر فرعون کے پاس آگئے۔ وہ بولے یقیناً ہمارے لیے کوئی انعام ہوگا؟ اگر ہم غالب ہوئے۔ (الاعراف ۱۱۲، ۱۱۳)

○ اس (فرعون) نے کہا: ہاں! تم بے شک (میرے) مقربین میں سے ہو گے۔ (الاعراف ۱۱۴)

○ وہ (جادوگر) بولے: اے موسیٰؑ! یا تو (اپنا عصا) ڈال ورنہ ہم ڈالنے والے ہیں۔ (موسیٰؑ نے) کہا تم ڈالو۔ پس جب انہوں نے ڈالا لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا اور انہیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے (اس پر) ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا ڈالو۔ ناگاہ وہ نگلنے لگا جو ڈھکوسلا انہوں نے بنایا تھا۔ پس حق ثابت ہو گیا اور وہ جو کرتے تھے باطل ہو گیا۔ پس وہ وہیں مغلوب ہو گئے اور لوٹے ذلیل ہو کر۔ (الاعراف ۱۱۵-۱۱۹)

○ (جادوگروں کو یقین ہو گیا کہ موسیٰؑ سچے ہیں پس) جادوگر سجدہ میں گر گئے (اور) بولے کہ ہم تمام جہانوں کے رب پر ایمان لے آئے۔ (یعنی) موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر۔ (الاعراف ۱۲۰-۱۲۲)

○ فرعون (جادوگروں سے) بولا: کیا تم اس پر ایمان لے آئے اس سے قبل کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ بے شک یہ ایک چال ہے کہ شہر میں تم نے چلی ہے تاکہ اس شہر کے باسیوں کو یہاں سے نکال دو، تم جلد (اس کا نتیجہ) جان لو گے۔ میں ضرور کاٹ ڈالوں گا تمہارے (ایک طرف کے) ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں۔ پھر میں تم سب کو ضرور سولی دوں گا۔ (الاعراف ۱۲۳، ۱۲۴)

○ وہ بولے: بے شک ہم کو تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہ جیسے چاہے بلا لے)

Marfat.com

اور (اے فرعون!) تجھ کو ہم سے دشمنی نہیں مگر صرف یہ' کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے' جب وہ ہمارے پاس آگئیں۔ (پس ہماری دعا ہے کہ) اے ہمارے رب! ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں موت دے (اس حال میں کہ ہم) مسلمان ہوں۔ (الاعراف ۱۲۵'۱۲۶)

- اور فرعون کی قوم کے سردار بولے: کیا تو موسیٰؑ اور اس کی قوم کو چھوڑ رہا ہے کہ وہ زمین پر فساد برپا کریں۔ اور وہ (موسیٰ) تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ (ذلیل کریں) اس نے کہا ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے۔ اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے۔ اور ہم ان پر زور آور ہیں۔ (الاعراف ۱۲۷)
- موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو' اور صبر کرو' بے شک زمین اللہ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور انجام کار پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ (الاعراف ۱۲۸)
- وہ بولے: ہم اذیت دیئے گئے اس سے قبل کہ آپ ہم میں آتے' اور اس کے بعد کہ آپ ہم میں آئے۔ (موسیٰ نے) کہا قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دے۔ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (الاعراف ۱۲۹)
- اور البتہ ہم نے پکڑا فرعون والوں کو قحطوں میں' اور پھلوں کے نقصان میں۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ (الاعراف ۱۳۰)
- جب ان کے پاس آئی بھلائی' تو وہ کہنے لگے: یہ ہمارے لیے ہے اور کوئی برائی (تکلیف) پہنچتی تو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ یاد رکھو! اس کے سوا نہیں کہ ان کی بدنصیبی اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر نہیں جانتے۔ (الاعراف ۱۳۱)
- اور وہ کہنے لگے (اے موسیٰؑ!) تو ہم پر کیسی بھی نشانی لائے اس سے ہم پر جادو کرے تو (بھی) ہم تجھ پر ایمان لانے والے نہیں۔ (الاعراف ۱۳۲)
- پھر ہم نے ان پر بھیجے طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں۔ مگر انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم کے لوگ تھے۔ (الاعراف ۱۳۳)
- اور جب ان پر عذاب واقع ہوا تو کہنے لگے اے موسیٰؑ! ہمارے لیے دعا کر اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو اس نے تم سے کر رکھا ہے' اگر تو نے ہم سے عذاب اٹھا

Marfat.com

لیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے' اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ ضرور بھیج دیں گے۔ (الاعراف ۱۳۴)

- پھر جب ہم نے ان سے عذاب اٹھالیا ایک مدت تک۔ کہ انہیں تھا اسی وقت وہ عہد توڑ دیتے۔ (الاعراف ۱۳۵)
- پھر ہم نے ان سے انتقام لیا۔ اور انہیں دریا میں غرق کر دیا' کیونکہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ان سے غافل تھے۔ (الاعراف ۱۳۶)
- اور ہم نے اس قوم کو (بنی اسرائیل) وارث کر دیا جو (اس) زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے' جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (سرزمین شام) اور بنی اسرائیل پر تیرے رب کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اس کے بدلہ میں کہ انہوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو فرعون اور اس کی قوم نے بنایا تھا اور جو (انگور کے باغ) وہ اونچا پھیلاتے تھے۔ (ان کے بلند و بالا محلات اور باغات)۔ (الاعراف ۱۳۷)
- اور ہم نے بنی اسرائیل کو بحر (قلزم) کے پار اتارا۔ پس وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں (کی پوجا) پر جمے بیٹھے تھے وہ بولے: اے موسیٰؑ! ہمارے لیے ایسے بت بنا دے جیسے ان کے ہیں (موسیٰؑ نے) کہا: بے شک تم لوگ نادانی کرتے ہو۔ بے شک یہ لوگ جس (بت پرستی) میں لگے ہوئے ہیں وہ تباہ ہونے والی ہے اور باطل ہے وہ جو یہ کر رہے ہیں۔ (نیز) فرمایا کیا اللہ کے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی۔ (الاعراف ۱۳۸-۱۴۰)
- اور (یاد کرو) جب ہم (یعنی اللہ سبحان و تعالیٰ) نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی۔ وہ تمہیں برے عذاب سے تکلیف دیتے تھے' تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے اور تمہاری بیٹیوں کو جیتا چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے لیے تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ (الاعراف ۱۴۱)
- اور (جب سیدنا موسیٰؑ نے شریعت طلب کی تو) ہم نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا تیس رات کا اور اس کو دس (اور بڑھا کر) پورا کیا۔ تو اس کے رب کی مدت چالیس رات پوری ہوئی۔ اور (طور پر جانے سے قبل) موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا: میرے نائب رہو میری قوم میں۔ ان کی اصلاح کرنا اور مفسدوں کے راستہ کی پیروی نہ

Marfat.com

کرنا۔ (الاعراف ۱۴۲)

○ اور جب موسیٰؑ ہمارے مقررہ وقت پر (کوہ طور پر) پہنچے اور اپنے رب سے کلام کیا۔ موسیٰؑ نے کہا: اے میرے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ نے کہا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ البتہ پہاڑ کی طرف دیکھ۔ پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تبھی تو مجھے دیکھ لے گا۔ پس جب اس کے رب نے تجلی کی پہاڑ کی طرف (تو) اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش آیا تو کہا: تو پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ایمان لانے والوں میں سے پہلا ہوں۔ (الاعراف ۱۴۳)

○ اللہ نے کہا: اے موسیٰؑ! بے شک میں نے تجھے لوگوں میں امتیاز بخشا اپنی پیغمبری اور اپنے کلام سے۔ پس جو میں نے تجھے دیا ہے (مضبوطی سے) پکڑ لے اور شکرگزاروں میں سے رہو۔ (الاعراف ۱۴۴)

○ اور ہم نے اس کے لیے لکھ دی تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت' ہر چیز کی تفصیل۔ پس تو اسے مضبوطی سے پکڑ لے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ وہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں۔ عنقریب میں تجھے نافرمانوں کا (دوزخ میں) مقام دکھا دوں گا۔ (الاعراف ۱۴۵)

○ میں عنقریب پھیر دوں گا ان لوگوں کو اپنی آیتوں سے جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ ہر نشانی دیکھ لیں (پھر بھی) اس پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو بھی اس راستہ کو اختیار نہ کریں اور اگر دیکھ لیں گمراہی کا راستہ تو اسے اختیار کر لیں۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اس سے غافل تھے اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور آخرت کی ملاقات کو' ان کے اعمال ضائع ہو گئے وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر (وہی) جو وہ کرتے تھے۔ (الاعراف ۱۴۶'۱۴۷)

○ اور موسیٰؑ کی قوم نے اس کے بعد بنایا اپنے زیورات سے ایک بچھڑا (محض) ایک ڈھانچہ جس میں گائے کی آواز تھی۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ نہ وہ ان سے کلام کرتا ہے۔ نہ انہیں دکھاتا ہے راستہ؟ انہوں نے اسے (معبود) بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔ (الاعراف ۱۴۸)

○ اور جب وہ (قوم موسیٰؑ کے لوگ) نادم ہوئے اپنی حماقت پر اور انہوں نے دیکھا کہ وہ

Marfat.com

گمراہ ہو گئے، تو کہنے لگے: اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا، تو ہم ضرور ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔ (الاعراف ۱۴۹)

○ اور جب موسیٰؑ لوٹا اپنی قوم کی طرف رنج اور غصہ میں بھرا ہوا، (اور اپنے بھائی سے) کہا کس قدر بری میری جانشینی کی تم نے میرے بعد۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے پہلے جلد بازی کی؟ اور اس (سیدنا موسیٰؑ) نے تختیاں ڈال دیں۔ اور سر (کے بالوں) سے پکڑا اپنے بھائی کو، اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔ وہ (ہارونؑ) بولا: اے میرے ماں جائے! لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھے قتل کر ڈالیں، پس مجھ پر دشمنوں کو خوش نہ کر اور مجھے ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔ (الاعراف ۱۵۰)

○ اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر، اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (الاعراف ۱۵۱)

○ بے شک جن لوگوں نے بچھڑے (کو معبود) بنا لیا عنقریب انہیں ان کے رب کا غضب پہنچے گا۔ اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور اسی طرح ہم بہتان باندھنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ (الاعراف ۱۵۲)

○ اور جن لوگوں نے برے عمل کیے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لے آئے بے شک تمہارا رب اس (توبہ) کے بعد بخشنے والا، مہربان ہے۔ (الاعراف ۱۵۳)

○ اور جب موسیٰؑ کا غصہ فرو ہوا۔ اس نے تختیوں کو اٹھا لیا اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی، ان لوگوں کے لیے، جو اپنے رب سے ڈرنے والے تھے۔ (الاعراف ۱۵۴)

○ اور موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر (۷۰) مرد ہمارے معینہ وقت (پر کوہ طور پر لانے) کے لیے چن لیے۔ پس جب یہ لوگ (جو قوم کی طرف سے اظہار ندامت کے لیے منتخب ہوئے تھے موسیٰؑ کے ساتھ اعتکاف و ریاضت کے لیے بیٹھے تو انہوں نے موسیٰؑ کے کہنے پر باور نہ کیا اور خود اللہ کو دیکھنے کی تمنا دل میں کرنے لگے۔ چنانچہ اس گستاخی پر انہیں زلزلہ نے آلیا۔ تو اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا: اے میرے رب! تو اگر چاہتا تو اس کے پہلے ہی انہیں ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس (عمل) پر ہلاک کرے گا جو ہم میں

Marfat.com

سے بعض احمقوں نے کیا۔ یہ نہیں (مگر صرف) تیری آزمائش ہے تو اس سے جس کو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت دے' تو ہی ہمارا کارساز ہے' اور ہم پر رحم فرما' ہم کو بخش دے' اور تو بہترین بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی رکھ دے' بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کیا (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) فرمایا: میں اپنا عذاب جس کو چاہوں دوں اور میری رحمت ہر شے پر محیط ہے۔ سو میں (اس رحمت کو) عنقریب لکھ دوں گا ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ (الاعراف ۱۵۵۔۱۵۶)

- اور موسیٰؑ کی قوم میں ایک گروہ ہے جو حق کی ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے مطابق انصاف کرتے ہیں۔ (الاعراف ۱۵۹)

- اور ہم نے انہیں جدا کر دیا (تقسیم کر دیا) بارہ قبیلے گروہ گروہ (کی صورت میں۔) اور جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا' ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ مارو اپنی لاٹھی اس پتھر پر' تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر شخص نے پہچان لیا اپنا گھاٹ۔ اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ کیا اور ان پر من (ایک قسم کا گوند) اور سلویٰ (بٹیر جیسا پرندہ) اتارا۔ تم کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دیں' (مگر انہوں نے ذخیرہ اندوزی شروع کر دی جس سے طاعون پھیل گیا اور بہت سے لوگ مرنے لگے اور) انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا' لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (الاعراف ۱۶۰)

- اور جب ان سے کہا گیا تم اس شہر میں رہو اور اس سے کھاؤ پیو جیسے تم چاہو اور "حطتہٌ" (بخش دے) کہتے ہوئے دروازہ (میں) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ ہم عنقریب نیکی کرنے والوں کو زیادہ دیں گے۔ (الاعراف ۱۶۱)

- پس بدل ڈالا ان میں سے ظالموں نے اس کے سوا لفظ جو انہیں کہا گیا تھا' (حکم میں من مانی تبدیلی کر دی) سو ہم نے ان پر عذاب بھیجا آسمان سے' کیونکہ وہ ظلم کرتے تھے۔ (الاعراف ۱۶۲)

- اور (اے رسول پاکﷺ) ان سے اس بستی (کے رہنے والوں کے متعلق پوچھو جو دریا کے کنارے پر تھی جب وہ "سبت" (ہفتہ) کے (حکم) کے بارے میں حد سے بڑھنے لگے' ان کے سبت (ہفتہ) کے دن مچھلیاں ان کے سامنے آجاتیں اور جس دن

Marfat.com

"سبت" نہ ہوتا نہ آتیں۔ اسی طرح ہم انہیں آزماتے کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ (الاعراف ۱۶۳)

○ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جسے اللہ ہلاک کرنے والا ہے؟ یا عذاب دینے والا ہے سخت عذاب؟ (تو) وہ بولے: تمہارے رب کے (الزام اتارنے) کے لیے اور (اس امید پر) کہ شاید وہ ڈریں۔ (الاعراف ۱۶۴)

○ پھر جب وہ بھول گئے جو بات انہیں سمجھائی گئی تھی جو برائی سے روکتے تھے ہم نے انہیں بچالیا' اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہم نے انہیں پکڑ لیا برے عذاب میں' کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ پھر جب وہ اس کام میں' جس سے وہ روکے گئے تھے حد سے تجاوز کرنے لگے' تو ہم نے حکم دیا ان کو ذلیل وخوار (بندر) ہو جاؤ (بقیہ زندگی اسی حالت میں گزارو)۔ (الاعراف ۱۶۵'۱۶۶)

○ اور جب تمہارے رب نے خبر دی کہ البتہ وہ ان (یہود) پر ضرور بھیجتا رہے گا روز قیامت تک (ایسے افراد) جو انہیں برے عذاب میں تکلیف دیں۔ بے شک تمہارا رب جلد عذاب دینے والا ہے۔ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الاعراف ۱۶۷)

○ پھر ہم نے ان کو مختلف جماعتوں میں روئے زمین پر منتشر کر دیا گروہ' در گروہ ان میں سے (کچھ) نیکو کار ہیں اور ان میں سے (کچھ) اس کے سوا ہیں' اور ہم نے انہیں آزمایا اچھائیوں اور برائیوں میں تاکہ وہ رجوع کریں۔ (الاعراف ۱۶۸)

○ جیسا کہ دستور تھا فرعون والوں کا' اور ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے' انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا' تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا۔ اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔ (الانفال ۵۴)

○ پھر ہم نے بھیجا ان (رسولوں) کے بعد موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ' فرعون اور ان کے سرداروں (درباریوں) کی طرف' تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے (کیونکہ) جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچا تو وہ کہنے لگے' بے شک یہ کھلم کھلا جادو ہے۔ (یونس ۷۵'۷۶)

○ موسیٰؑ نے کہا: کیا تم حق کی نسبت (ایسا) کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آگیا۔ کیا یہ جادو

Marfat.com

ہے؟ اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتے۔ (یونس ۷۷)

- وہ (آل فرعون) بولے: کیا تو ہمارے پاس (اس لیے) آیا ہے کہ ہمیں اس سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا' اور ہو جائے تم دونوں (موسیٰؑ وہارونؑ) کے لیے زمین میں بڑائی۔ (سرداری مل جائے) اور ہم تم دونوں کے ماننے والوں میں سے نہیں۔ (یونس ۷۸)
- اور فرعون نے کہا: میرے پاس ہر علم والا جادوگر لے آؤ۔ پھر جب جادوگر آگئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا تم ڈالو' جو ڈالنے والے ہو (تمہیں ڈالنا ہے۔) پھر انہوں نے ڈالا تو موسیٰؑ نے کہا تم جو لائے ہو جادو ہے۔ بے شک اللہ ابھی اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے کام درست نہیں کرتا۔ اور اللہ حق کو اپنے حکم سے حق (ثابت) کر دے گا خواہ گنہگار اسے ناپسند کریں گے۔ (یونس ۷۹-۸۲)
- پس موسیٰؑ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم کے چند لڑکے' (وہ بھی) فرعون اور ان کے سرداروں کے خوف کے باعث کہ وہ انہیں آفت میں نہ ڈال دیں۔ اور بے شک فرعون زمین (ملک) میں سرکش تھا اور بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔ (یونس ۸۳)
- اور موسیٰؑ نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو۔ تو انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ بنا ظالموں کی قوم کا تختہ مشق۔ اور ہمیں اپنی رحمت سے کافروں کی قوم سے چھڑا دے۔ (یونس ۸۴-۸۶)
- اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ' اور بناؤ اپنے گھر قبلہ رو (نماز کی جگہ) اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو خوشخبری دو۔ (یونس ۸۷)
- اور موسیٰؑ نے کہا: اے ہمارے رب! بے شک تو نے فرعون اور اس کے لشکر کو دنیا کی زندگی میں زینت اور بہت سے مال دیئے ہیں۔ اے ہمارے رب! (کیا اس لیے کہ) وہ تیرے راستہ سے گمراہ کریں (لوگوں کو۔) اے ہمارے رب! ان کے مال مٹا دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ (یونس ۸۸)

Marfat.com

- اللہ نے فرمایا: تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے پس تم دونوں ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو نادان ہیں۔ (یونس ۸۹)
- اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار کر دیا دریا سے۔ پس فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو غرقابی نے آپکڑا' وہ کہنے لگا کہ میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے' اور میں ہوں فرمانبرداروں میں سے۔ (یونس ۹۰)
- کیا اب؟ (ایمان کی بات کرتا ہے) اور اس سے قبل تو نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں سے رہا۔ پس آج ہم تیرا جسم بچائے دیتے ہیں (غرق نہیں کریں گے) تاکہ تو (تیری لاش) ان کے لیے جو تیرے بعد آئیں (عبرت کی) ایک نشانی رہے۔ اور بے شک اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ (یونس ۹۱'۹۲)
- اور ہم نے بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانہ دیا اور ہم نے انہیں رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے' پس انہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم (قرآن) آگیا۔ بے شک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ کرے گا روز قیامت جس (بات) میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ (یونس ۹۳)
- اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف' تو انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہ تھا۔ (اور) قیامت کے دن وہ (فرعون) اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا' تو وہ انہیں دوزخ میں لاتا رہے اور وہ برا گھاٹ ہے جہاں وہ پہنچے اور اس (دنیا) میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (ان کے پیچھے لگی رہے گی) برا انعام ہے جو ان کو ملا۔ (ھود ۹۶۔۹۹)
- اور ہم نے البتہ موسیٰؑ کو کتاب دی۔ سو اس سے اختلاف کیا گیا اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات (کہ حساب کتاب روز قیامت کو ہوگا) پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور ان (عام لوگوں) کو اس بارے میں سخت شبہ ہے (کہ آئندہ بھی فیصلہ ہوتا ہے یا نہیں)۔ (ھود ۱۱۰)
- اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور انہیں اللہ کے (عظیم واقعات کے) دن یاد دلاؤ۔ بے شک

Marfat.com

اس میں صبر کرنے والے، شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں۔ (ابراہیم ۵)

- اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی وہ تمہیں برا عذاب پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے آزمائش تھی۔ (ابراہیم ۶)
- اور موسیٰؑ نے کہا: اگر ناشکری کرو گے تم اور جو زمین میں ہیں سب کے سب (عذاب دیئے جاؤ گے)، تو بے شک اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔ (ابراہیم ۸)
- اس کے سوا نہیں کہ ہفتہ ان لوگوں پر (عظمت کا دن) مقرر کیا گیا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ اور بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان اس (بات) کا فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ (النحل ۱۲۴)
- اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ میرے سوا (کسی کو) کارساز نہ ٹھہراؤ۔ (بنی اسرائیل ۲)
- اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف کہہ سنایا کہ تم ملک میں فساد کرو گے دو مرتبہ، اور تم ضرور سرکشی کرو گے۔ (بنی اسرائیل ۴)
- پس جب دونوں میں سے پہلے وعدہ (کا وقت) آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت لڑائی والے بندے بھیجے۔ وہ (تمہارے) شہروں کے اندر گھس گئے (پھیل گئے) اور یہ ایک وعدہ تھا پورا ہو کر رہنے والا۔ (بنی اسرائیل ۵)
- پھر (تم نے توبہ کی تو) ہم نے ان پر تمہاری باری پھیر دی (تمہیں غلبہ دیا) اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی، اور ہم نے تمہیں بڑا جتھا (لشکر) کر دیا۔ (بنی اسرائیل ۶)
- اور ہم نے موسیٰؑ کو نو (۹) واضح معجزات عطا کیے۔ پس بنی اسرائیل سے پوچھ، جب وہ (موسیٰ) ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا بے شک میں گمان کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۰۱)
- اس (سیدنا موسیٰ) نے کہا: اے فرعون! تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب (معجزات تیرے سمجھانے کو (اور لوگوں کو راہ ہدایت پر لگانے کے لیے) آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے نازل فرمائے ہیں۔ اور اے فرعون! میرا بھی تیرے متعلق یہی خیال ہے کہ تو

Marfat.com

شامت کا مارا ہے (تیری ہلاکت کا وقت آ پہنچا ہے)۔ (بنی اسرائیل ۱۰۲)

○ پھر اس نے ارادہ کیا کہ انہیں (بنی اسرائیل کو) سرزمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا۔ (بنی اسرائیل ۱۰۳)

○ اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہ تم اس ملک میں (آزادی سے) رہو' آباد ہو جاؤ' پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو لے آئیں گے جمع کر کے (سمیٹ کر)۔ (بنی اسرائیل ۱۰۴)

(سورہ الکہف کی آیت ۶۰ سے آیت ۸۲ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے روح پرور واقعات ہیں جو آئندہ آئیں گے)

○ اور کتاب میں موسیٰ ؑ کا حال بھی سنا دیجئے بے شک وہ برگزیدہ بندے اور نبی مرسل تھے۔ (مریم ۵۱)

○ اور ہم نے اسے (سیدنا موسیٰ ؑ کو) کوہ طور کی داہنی طرف سے ندا دی اور اسے راز بتلانے کو نزدیک بلایا۔ (لطف کلام سے سرفراز فرمایا)۔ (مریم ۵۲)

○ اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون ؑ کو نبی بنا کر اسے (موسیٰ ؑ کو) عطا کیا تاکہ کار نبوت میں موسیٰ ؑ کا دست وبازو ہو۔ (مریم ۵۳)

○ اور کیا آپ ؐ کے پاس موسیٰ ؑ کے اصول کی چیز آئی؟۔ (طٰہٰ ۹)

○ جب اس نے (ایک جگہ) آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم ٹھہرو' بے شک میں نے دیکھی ہے آگ' شاید میں تمہارے لیے اس سے چنگاری لے آؤں یا میں آگ کے قریب پہنچ کر راستہ کا پتہ پالوں۔ (طٰہٰ ۱۰)

○ پس جب وہ (آگ کے پاس) آئے تو آواز آئی' اے موسیٰ ؑ! بے شک میں ہی تمہارا رب ہوں' سو اپنی جوتیاں اتار لو۔ بے شک تم طویٰ کی پاک وادی میں ہو۔ اور میں نے تمہیں پسند کیا پس جو وحی کی جائے اس کی طرف کان لگا کر سنو۔ (طٰہٰ ۱۲'۱۳)

○ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں' پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (طٰہٰ ۱۴)

○ بے شک قیامت آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص کو بدلہ دیا جائے اس کوشش کا جو وہ کرے۔ (طٰہٰ ۱۵)

○ پس (خیال رکھنا) تجھے اس سے وہ (شخص) نہ روک دے جو اس (قیامت) پر ایمان

Marfat.com

نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کا پیرو ہے اور تو ہلاک ہو جائے۔ (طٰہٰ ١٦)

- اور اے موسیٰؑ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟۔ (طٰہٰ ١٧)
- موسیٰؑ نے عرض کیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے پتے جھاڑتا ہوں اپنی بکریوں کے لیے اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں۔ (طٰہٰ ١٨)
- حکم ہوا اے موسیٰؑ! اسے (زمین پر) ڈال دے (جب سیدنا موسیٰؑ نے عصا زمین پر ڈالا) تو ناگاہ وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ (طٰہٰ ١٩'٢٠)
- حکم ہوا اسے پکڑ لو اور نہ ڈرو' ہم جلد اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ (طٰہٰ ٢١)
- اور (پھر حکم ہوا) اپنا ہاتھ بغل میں دبالو وہ کسی عیب کے بغیر سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا (یہ) دوسری نشانی ہے تاکہ ہم تجھے دکھائیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے۔ (طٰہٰ ٢٢'٢٣)
- (مزید حکم ہوا۔ اب) تو فرعون کی طرف جا' بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ (طٰہٰ ٢٤)
- (اس پر حضرت موسیٰؑ نے دعا کی) اے میرے رب! میرے لیے کشادہ کر دے میرا سینہ' اور میرے لیے میرا کام آسان کر دے' اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ کہ وہ (لوگ) میری بات سمجھ سکیں اور میرے لیے میرے خاندان میں سے میرا وزیر (معاون) بنا دے میرے بھائی ہارونؑ (کو) اس سے میری کمر (قوت) مضبوط کر دے اور اسے (ہارونؑ کو) شریک کر دے میرے کام میں' تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں اور کثرت سے تجھے یاد کریں۔ بے شک تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے۔ (طٰہٰ ٢٥-٣٥)
- اللہ نے فرمایا' اے موسیٰؑ! جو تو نے مانگا تحقیق تجھے دے دیا گیا۔ (طٰہٰ ٣٦)
- اور تحقیق ہم نے (اس سے قبل بھی) تجھ پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا جب ہم نے تیری والدہ کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا' کہ تو اسے صندوق میں رکھ کر' صندوق دریا میں ڈال دے' پھر دریا اسے ساحل پر ڈال دے گا تو میرا اور اس کا دشمن اس کو لے لے گا (دریا سے نکال لے گا) اور میں نے ڈال دی تجھ پر محبت اپنی طرف سے (کہ مخلوق تجھ سے محبت کرے) تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے۔ (طٰہٰ ٣٧-٣٩)
- اور (یاد کرو) جب تمہاری بہن (فرعون کے گھر) گئی اور کہا (فرعون سے) کیا میں تمہیں

Marfat.com

اس عورت کا پتہ بتاؤں جو اس کی پرورش کرے؟ پس ہم نے تجھے تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے۔ اور تو نے ایک شخص کو قتل کر دیا' تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے کئی آزمائشوں سے آزمایا۔ پھر تو کئی سال مدین والوں میں ٹھہرا رہا پھر اے موسیٰ! تو وقت مقرر پر (مطابق تقدیر الٰہی) آیا۔ (طٰہٰ ۴۰)

○ اور میں نے تجھے خاص اپنے لیے بنایا (اپنے کام کے لیے پیدا کیا) تم اور تمہارا بھائی دونوں جاؤ میری نشانیوں کے ساتھ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ (طٰہٰ ۴۱'۴۲)

○ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ' بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ تم اس کو نرم بات کہو شاید وہ نصیحت پکڑ لے یا ڈر جائے۔ (طٰہٰ ۴۳'۴۴)

○ وہ بولے: اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی (نہ) کرے یا حد سے (نہ) بڑھے۔ (طٰہٰ ۴۵)

○ اللہ نے فرمایا: تم ڈرو نہیں' بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں (سب) سنتا اور دیکھتا ہوں۔ (طٰہٰ ۴۶)

○ پس اس کے پاس جاؤ اور کہو: بے شک ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں سزا نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی کے ساتھ آئے ہیں اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ بے شک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اللہ کا عذاب ہے اس پر جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ (طٰہٰ ۴۷'۴۸)

○ اس (فرعون) نے کہا: اے موسیٰ! پس تمہارا رب کون ہے؟۔ (طٰہٰ ۴۹)

○ موسیٰ نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت عطا کی' پھر اس کی رہنمائی کی۔ (طٰہٰ ۵۰)

○ اس نے کہا: پھر پہلی قوموں کا کیا حال ہے؟۔ (طٰہٰ ۵۱)

○ موسیٰ نے کہا: اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے' اور نہ بھولتا ہے (میرا رب وہ ہے) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا' اور تمہارے لیے چلائیں اس میں راہیں' اور آسمان سے پانی اتارا' پھر ہم نے اس سے سبزی کی مختلف اقسام نکالیں۔ تم کھاؤ اور اپنے مویشی چراؤ' بے شک اس میں عقل

Marfat.com

والوں کے لیے نشانیاں ہیں (اور میرے اللہ کا فرمان ہے) اس (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے۔ (طٰہٰ ۵۲-۵۵)

- اور ہم نے اسے (فرعون کو) اپنی تمام نشانیاں دکھائیں مگر اس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ (طٰہٰ ۵۶)
- اس (فرعون) نے کہا: اے موسیٰؑ! کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ تو ہمیں اپنے جادو کے ذریعہ ہماری زمین (ملک سے) نکال دے؟ پس ہم تیرے مقابل ضرور لائیں گے اس جیسا ایک جادو' پس ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر لے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو۔ ایک ہموار میدان (میں مقابلہ ہو گا)۔ (طٰہٰ ۵۷'۵۸)
- موسیٰؑ نے کہا: تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے اور یہ کہ وہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں۔ (طٰہٰ ۵۹)
- پھر لوٹ گیا فرعون' سو اس نے اپنا داؤ (جادو کا سامان) جمع کیا پھر آیا۔ (طٰہٰ ۶۰)
- موسیٰؑ نے (تمام جادوگروں اور مجمع سے خطاب کرتے ہوئے) کہا: تم پر خرابی ہو' اللہ پر نہ جھوٹ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے' اور جس نے جھوٹ باندھا وہ نامراد ہوا۔ (طٰہٰ ۶۱)
- تو وہ (جادوگر) باہم اپنے کام میں جھگڑنے لگے اور انہوں نے چھپ کر مشورہ کیا۔ (طٰہٰ ۶۲)
- وہ کہنے لگے تحقیق یہ دونوں (موسیٰؑ وہارونؑ) جادوگر ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دیں اپنے جادو کے ذریعے' اور تمہاری اچھی روایات نابود کر دیں۔ لہٰذا اپنا داؤ (جملہ تدابیر) اکٹھی کر لو پھر صف باندھ کر آؤ اور (ایک بار حملہ کرو تاکہ حریف کے قدم اکھڑ جائیں) تحقیق آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب رہا۔ (طٰہٰ ۶۳'۶۴)
- وہ بولے: اے موسیٰؑ! یا تو (پہلے اپنا داؤ) ڈال یا ہم پہلے ڈالیں۔ (طٰہٰ ۶۵)
- اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا: (نہیں) بلکہ تم ڈالو' تو ناگہاں ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں اس (سیدنا موسیٰؑ) کے خیال میں آئیں (ایسے نمودار ہوئیں) ان کی جادوگری سے' گویا وہ دوڑ رہی ہیں۔ (طٰہٰ ۶۶)

Marfat.com

○ تو موسیٰؑ نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا (تو) ہم (اللہ سبحان و تعالیٰ) نے کہا: تم ڈرو نہیں، بے شک تم ہی غالب رہو گے اور جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈالو وہ نگل جائے گا جو کچھ انہوں نے بنایا ہے۔ بے شک (جو کچھ) انہوں نے بنایا ہے وہ جادو کا فریب ہے اور جادوگر کہیں آئے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ (طٰہٰ ۶۷-۶۹)

○ پس جادوگر سجدہ میں گر گئے وہ بولے: ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لائے۔ (طٰہٰ ۷۰)

○ (اس پر فرعون آگ بگولا ہو گیا اور) اس نے کہا: تم اس پر ایمان لے آئے ہو (اس سے) پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ بے شک وہ (موسیٰؑ) تمہارا استاد ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے پس میں ضرور کاٹ ڈالوں گا تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری جانب کے پاؤں، اور میں ضرور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی چڑھاؤں گا، اور تم خوب جان لو گے ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور تا دیر رہنے والا ہے۔ (طٰہٰ ۷۱)

○ انہوں (جادوگروں) نے کہا: ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آئے ہیں، اور اس پر جس نے ہمیں پیدا کیا، پس تو کر گزر جو تو کرنے والا ہے۔ اس کے سوا نہیں کہ تو (صرف) اس دنیا کی زندگی میں کرے گا۔ (طٰہٰ ۷۲)

○ بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور یہ جادو جو تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے (وہ معاف فرما دے) اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ (طٰہٰ ۷۳)

○ بے شک وہ جو اپنے رب کے سامنے آیا مجرم بن کر، تو بے شک اس کے لیے جہنم ہے نہ وہ اس میں مرے گا اور نہ جئے گا (ہمیشہ عذاب بھگتے گا)۔ (طٰہٰ ۷۴)

○ اور جو اس کے پاس مومن بن کر آیا اور اس نے اچھے عمل کیے، پس یہی لوگ ہیں جن کے درجے بلند ہیں (ان کے لیے) ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ جزا ہے (اس کی) جو پاک ہوا۔ (طٰہٰ ۷۵، ۷۶)

○ اور تحقیق ہم نے وحی کی موسیٰؑ کو کہ راتوں رات میرے بندوں کو (نکال) لے جا، ان کے لیے دریا میں (عصا مار کر) خشک راستہ بنا لینا، نہ پکڑنے کا خوف ہو گا اور نہ (غرق

Marfat.com

ہونے کا) ڈر ہوگا۔ (طٰہٰ ۷۷)

- پھر فرعون نے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تو اسے دریا (کی موجوں) نے ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپ لیا (بالکل غرق کر دیا)۔ (طٰہٰ ۷۸)
- اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ دی۔ (طٰہٰ ۷۹)
- اے بنی اسرائیل (اولاد یعقوبؑ!) تحقیق ہم نے تمہارے دشمن سے تمہیں نجات دی اور کوہ طور کے دائیں جانب تم سے (توریت عطا کرنے کا) وعدہ کیا اور ہم نے تم پر اتارا "من" اور "سلویٰ" (کیا ان احسانات کا یہ حق نہیں کہ) جو ہم نے تمہیں دیا اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ' اور اس میں سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر نازل ہوگا میرا غضب' اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ نیست ونابود ہوا۔ (طٰہٰ ۸۰'۸۱)
- اور بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں۔ اس کو جس نے توبہ کی' اور وہ ایمان لایا اور اس نے عمل کیا نیک' پھر ہدایت پر رہا۔ (طٰہٰ ۸۲)
- (حضرت موسیٰؑ شوق میں آگے بڑھتے چلے گئے اور کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا) اے موسیٰؑ! اور کیا چیز تجھے اپنی قوم سے جلد لائی (کیوں جلدی کی)؟ تو موسیٰؑ نے عرض کیا وہ میرے پیچھے (آ رہے ہیں) میں نے تیری طرف (آنے میں) جلدی کی تاکہ تو راضی ہو۔ (طٰہٰ ۸۳'۸۴)
- اللہ نے کہا: پس ہم نے تحقیق تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا' اور انہیں سامری نے گمراہ کیا۔ (طٰہٰ ۸۵)
- پس موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف لوٹے' غصہ میں بھرے ہوئے' افسوس کرتے ہوئے' کہا: اے میری قوم! کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا طویل ہو گئی تم پر (میری جدائی کی) مدت؟ یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو؟ پھر تم نے وعدہ خلافی کی (اور اللہ کی ناشکری پر اتر آئے)۔ (طٰہٰ ۸۶)
- وہ بولے: ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی' بلکہ ہم پر بوجھ لادا گیا (فرعون) کی قوم کے زیور کا' تو ہم نے (اسے پھینکنا چاہا) پس ہم نے اسے پھینک دیا' پھر اسی طرح (اس منافق) سامری نے (کوئی چیز) اس میں ڈالی۔ پھر اس نے ان کے لیے ایک بچھڑا نکالا (بنایا) (گویا) ایک قالب جس کی آواز گائے کی تھی پھر انہوں نے کہا: یہی تمہارا معبود ہے اور یہی موسیٰؑ کا معبود ہے۔ وہ (سیدنا موسیٰؑ) تو بھول گیا

Marfat.com

ہے۔ (طٰہٰ ۸۷، ۸۸)

- بھلا کیا وہ نہیں دیکھتے؟ کہ وہ (بچھڑا) ان کی طرف بات نہیں پھیرتا (ان کو جواب نہیں دیتا) نہ وہ ان کے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نفع کا۔ (طٰہٰ ۸۹)
- اور تحقیق ان سے ہارون ؑ نے اس سے پہلے کہا تھا کہ: اے میری قوم! اس کے سوا نہیں کہ تم اس سے آزمائے گئے ہو اور بے شک تمہارا رب "رحمان" ہے پس میری پیروی کرو اور میری بات مانو۔ (طٰہٰ ۹۰)
- انہوں نے کہا: ہم ہرگز اس سے جدا نہ ہوں گے جمے ہوئے (بیٹھے رہیں گے) یہاں تک کہ موسیٰ ؑ ہماری طرف لوٹے۔ (طٰہٰ ۹۱)
- اس (سیدنا موسیٰ ؑ) نے کہا: اے ہارون ؑ! جب تو نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تجھے کس چیز نے میری پیروی سے روکا؟ تو کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟۔ (طٰہٰ ۹۲، ۹۳)
- اس (ہارون ؑ) نے کہا: اے میرے ماں جائے! میری داڑھی اور سر (کے بال) نہ پکڑ، بے شک میں ڈرا کہ تم کہو گے، تو نے تفرقہ ڈال دیا بنی اسرائیل کے درمیان، اور میری نصیحت کا خیال نہ کیا۔ (طٰہٰ ۹۴)
- (پھر سیدنا موسیٰ ؑ نے سامری سے) کہا: اے سامری! تیرا کیا حال ہے؟۔ (طٰہٰ ۹۵)
- وہ بولا: میں نے دیکھا جس کو انہوں نے نہیں دیکھا پس میں نے فرشتے کے نقش قدم سے ایک مٹھی (خاک) بھر لی تو میں نے وہ (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دی اور اسی طرح میرے نفس نے مجھے پھسلایا۔ (طٰہٰ ۹۶)
- موسیٰ ؑ نے کہا: پس تو جا! (دور ہو) بے شک تیرے لیے زندگی میں (یہ سزا) ہے تو کہتا پھرے کہ نہ چھونا مجھے۔ اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ ہے جو ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہو گا (نہ ٹلے گا) اور اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو (بیٹھا) رہتا تھا جما ہوا، ہم اسے البتہ جلا دیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے۔ (طٰہٰ ۹۷)
- پھر اس کے سوا نہیں کہ تمہارا معبود اللہ ہے وہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ (طٰہٰ ۹۸)
- اور یقیناً ہم نے موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو بھی (حق دیا، باطل میں) فرق کرنے والی (کتاب)

Marfat.com

اور روشنی عطا کی جو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت تھی۔ (الانبیآء ۴۸)

- جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے خوف کھاتے ہیں۔ (الانبیآء ۴۹)
- پھر ہم نے بھیجا موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں اور کھلے دلائل کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف' تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے۔ (المومنون ۴۵'۴۶)
- پس انہوں نے کہا: کیا ہم اپنے جیسے (ان) آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور ان کی قوم (کے لوگ تو) ہماری خدمت کرنے والے (چاکر) تھے۔ (المومنون ۴۷)
- پس انہوں نے دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گئے۔ (المومنون ۴۸)
- اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو دی کتاب' تاکہ وہ لوگ راہ ہدایت پا لیں۔ (المومنون ۴۹)
- اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارونؑ کو معاون بنایا۔ پس ہم نے (ان سے) کہا: تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا' تو ہم نے انہیں بری طرح ہلاک کر کے تباہ کر دیا۔ (الفرقان ۳۵'۳۶)
- اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰؑ کو فرمایا کہ: ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (یعنی) قوم فرعون کے پاس' کیا وہ مجھ سے نہیں ڈرتے؟۔ (الشعرآء ۱۱)
- اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا: اے میرے رب! میں ڈرتا ہوں (مجھے اندیشہ ہے) کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان (خوب) نہیں چلتی' پس ہارونؑ کی طرف (بھی) پیغام بھیج (اسے میرا ساتھی بنا) اور ان کا مجھ پر ایک الزام (بھی) ہے پس مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ (الشعرآء ۱۲-۱۴)
- فرمایا: (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) ہرگز نہیں' تم دونوں ہماری نشانیوں کے ساتھ جاؤ۔ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں سننے والے' پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ بے شک ہم تمام جہانوں کے رب کے رسول ہیں اور تو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ (الشعرآء ۱۵-۱۷)

Marfat.com

○ فرعون نے کہا: کیا ہم نے تمہیں بچپن میں اپنے درمیان نہیں پالا؟ اور تو ہمارے درمیان رہا اپنی عمر کے کئی برس' اور تو نے وہ کام کیا جو تو نے کیا (قبطی کا قتل) اور تو ناشکروں میں سے ہے۔ (الشعرآء ۱۸'۱۹)

○ موسیٰ نے کہا: میں نے وہ کام کیا تھا (لیکن میں نے وہ دانستہً نہیں کیا) اور مجھ سے (غصہ میں بلا ارادہ) چوک ہو گئی۔ چنانچہ مجھ کو خوف محسوس ہوا تو میں بھاگ گیا پھر میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا (نبوت دی) اور مجھے رسولوں میں سے بنایا۔ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے؟ جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا۔ (الشعرآء ۲۰۔۲۲)

○ فرعون نے کہا: اور کیا ہے سارے جہان کا رب؟۔ (الشعرآء ۲۳)

○ موسیٰ نے کہا: وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ (الشعرآء ۲۴)

○ اس (فرعون) نے اپنے حاشیہ برداروں سے کہا: کیا تم سنتے نہیں؟ (سیدنا موسیٰ کیا کہہ رہا ہے؟)۔ (الشعرآء ۲۵)

○ موسیٰ نے کہا: وہ رب ہے تمہارا اور رب ہے تمہارے پہلے باپ دادا کا۔ (الشعرآء ۲۶)

○ فرعون بولا: بے شک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے البتہ دیوانہ ہے۔ (الشعرآء ۲۷)

○ موسیٰ نے کہا: وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا' اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ (الشعرآء ۲۸)

○ وہ (فرعون) بولا: اگر تم نے کوئی اور معبود بنایا میرے سوا' تو میں ضرور تجھے قید کر دوں گا۔ (الشعرآء ۲۹)

○ موسیٰ نے کہا: (کیا تم نہ مانو گے) خواہ میں تمہارے پاس ایک واضح معجزہ لاؤں؟۔ (الشعرآء ۳۰)

○ وہ بولا: تو معجزہ لے آ! اگر تو سچوں میں سے ہے۔ پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ اچانک نمایاں اژدہا بن گیا۔ (الشعرآء ۳۱'۳۲)

○ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ (گریبان میں ڈال کر) نکالا تو ناگاہ وہ دیکھنے والوں کے لیے چمکتا

Marfat.com

ہوا ہو گیا۔ (الشعرآء ۳۳)

- (فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں سے کہا: بے شک یہ ماہر جادوگر ہے وہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو (کے زور) سے تمہاری سرزمین سے نکال دے تو تم کیا مشورہ دیتے ہو؟۔ (الشعرآء ۳۴'۳۵)
- وہ بولے: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں نقیب بھیج۔ (اکٹھا کرنے والے) کہ تیرے پاس تمام بڑے ماہر جادوگر لے آئیں (جمع کر لیں)۔ (الشعرآء ۳۶'۳۷)
- پس جادوگر جمع ہو گئے' ایک معین دن وقت مقررہ پر' اور لوگوں سے کہا گیا: کہ تم سب بھی جمع ہو جاؤ تاکہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی' اگر وہ غالب (سیدنا موسیٰ اور ہارون پر) غالب آ جائیں۔ (الشعرآء ۳۸۔۴۰)
- جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا: کیا ہمارے لیے کچھ انعام ہو گا؟ اگر ہم غالب آئے۔ تو فرعون نے فوراً وعدہ کیا) ہاں ضرور۔ اور (انعام ہی نہیں) بے شک تم (میرے) مقربین میں سے ہو گے۔ (الشعرآء ۴۱'۴۲)
- موسیٰ نے جادوگروں سے کہا (اپنا داؤ) ڈالو۔ جو تم ڈالنے والے ہو۔ پس انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور وہ بولے فرعون کے اقبال سے' بے شک ہم ہی غالب آنے والے ہیں۔ (الشعرآء ۴۳'۴۴)
- پس موسیٰ نے بھی اپنا عصا ڈالا' تو وہ ناگاہ نگلنے لگا جو انہوں نے ڈھکوسلا بنایا تھا۔ (الشعرآء ۴۵)
- پس جادوگر سجدہ میں گر پڑے (اور) بولے: ہم سارے جہانوں کے رب پر ایمان لائے (جو) رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ (الشعرآء ۴۶۔۴۸)
- فرعون نے (طیش میں آکر) کہا: تم اس پر (اس سے) پہلے ایمان لے آئے کہ میں تمہیں (اس کی) اجازت دوں۔ بے شک وہ البتہ تمہارا استاد ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے پس تم جلد جان لو گے میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اور ضرور تم سب کو سولی دوں گا۔ (الشعرآء ۴۹)
- وہ (سکون قلب کے ساتھ) بولے: کچھ حرج نہیں' بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ہم (تو بس اپنے رب سے) امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب

Marfat.com

ہماری خطائیں بخش دے اس بات پر کہ ہم پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ (الشعرآء ۵۰'۵۱)

- اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ۔ بے شک تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ (الشعرآء ۵۲)
- پس فرعون نے شہر میں نقیب بھیجے (تاکہ قبطیوں کو جمع کیا جائے اور وہ سیدنا موسیٰ کا تعاقب کریں اس نے اپنے ہم قوموں کو غیرت دلائی کہ) بے شک یہ لوگ ایک تھوڑی (چھوٹی) جماعت ہیں۔ اور وہ (قوم موسیٰ) بے شک ہمیں غصہ میں لانے والے (غصہ دلا رہے) ہیں اور بے شک ہم ایک جماعت ہیں مسلح اور محتاط۔ (الشعرآء ۵۳-۵۶)
- (ارشاد الٰہی ہے) پس ہم نے انہیں (قوم فرعون کو) باغات سے' چشموں سے اور عمدہ ٹھکانوں سے نکالا اور اسی طرح ہم نے ان کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔ (الشعرآء ۵۷-۵۹)
- پس انہوں نے سورج نکلتے (صبح سویرے) قوم موسیٰ کا پیچھا کیا۔ پس جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے: یقیناً ہم پکڑ لیے گئے (اس پر) موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں' بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے جلد راہ دکھائے گا۔ (الشعرآء ۶۰-۶۲)
- پس ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو اپنا عصا دریا پر مار' (انہوں نے عصا مارا) تو دریا پھٹ گیا۔ (دریا کا) ہر حصہ بڑے بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ (الشعرآء ۶۳)
- اور ہم نے اس جگہ دوسروں کو (فرعونیوں کو) قریب کر دیا۔ (الشعرآء ۶۴)
- اور ہم نے موسیٰ کو اور جو ان کے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔ پھر ہم نے دوسروں (فرعونیوں) کو غرق کر دیا۔ بے شک اس میں بھی ایک نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ (الشعرآء ۶۵-۶۷)

Marfat.com

- (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا: بے شک میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں ابھی تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا آگ کا انگارہ تمہارے پاس لاتا ہوں تاکہ تم تاپ سکو۔ (النمل ۷)
- پس جب وہ (سیدنا موسیٰؑ) آگ کے پاس آیا (اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے) ندا دی گئی کہ بابرکت ہے وہ ذات جو آگ میں (جلوہ افروز) ہے جو اس کے آس پاس ہے۔ (یعنی زمین کا وہ ٹکڑا) اور پاک ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار۔ (النمل ۸)
- اے موسیٰؑ! حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب حکمت والا۔ (النمل ۹)
- اور اپنا عصا (نیچے) ڈال دو۔ پس جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا وہ سانپ ہے تو (سیدنا موسیٰؑ) پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر نہ دیکھا' (ارشاد ہوا) اے موسیٰؑ! تو خوف نہ کھا بے شک میرے پاس رسول خوف نہیں کھاتے (جب اللہ تمہارے پاس ہے تو خوف کس بات کا) مگر (ہاں) جس نے ظلم کیا پھر اس نے برائی کے بعد نیکی سے اس کی تلافی کی تو میں بخشنے والا نہایت مہربان ہوں۔ (النمل ۱۰'۱۱)
- اور (اے موسیٰؑ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال' وہ کسی عیب کے بغیر سفید روشن (ہو کر) نکلے گا۔ نو (۹) نشانیوں میں (سے یہ دو معجزے لے کر) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (جاؤ) بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں۔ (النمل ۱۲)
- پھر جب ان (نافرمان لوگوں) کے پاس آئیں یہ آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں' وہ بولے یہ تو کھلا جادو ہے حالانکہ ان کے دلوں کو ان کا یقین تھا مگر انہوں نے ان کا انکار کیا ظلم اور تکبر سے۔ تو دیکھو فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا؟۔ (النمل ۱۳'۱۴)
- ہم تم پر پڑھتے ہیں (تمہیں سناتے ہیں) کچھ احوال موسیٰؑ اور فرعون کا ٹھیک ٹھیک' ان لوگوں کے لیے' جو ایمان رکھتے ہیں۔ (القصص ۳)
- بے شک فرعون ملک میں سرکشی کر رہا تھا اور اس نے اس کے باشندوں کو الگ الگ گروہ کر دیا تھا' ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو کمزور کر رہا تھا' ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور زندہ چھوڑ دیتا تھا ان کی عورتوں (بیٹیوں) کو' بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔ (القصص ۴)
- اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور کر دیئے گئے تھے اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہیں (ملک کا) وارث بنائیں اور ہم انہیں حکومت دیں

Marfat.com

ملک میں اور ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو ان (کمزوروں کے ہاتھوں) دکھا دیں جس چیز سے وہ ڈرتے تھے۔ (القصص ۵'۶)

○ اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو الہام کیا کہ وہ اس کو دودھ پلاتی رہے۔ پھر اس پر (اس کے بارے میں) ڈرے تو اسے دریا میں ڈال دے' اور تو نہ ڈر اور نہ غم کھا' بے شک ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے بنا دیں گے رسولوں میں سے (رسول)۔ (القصص ۷)

○ پھر فرعون کے گھر والوں نے اسے (دریا سے) اٹھا لیا تاکہ (آخر کار) وہ ان کے لیے دشمنی اور غم کا باعث ہو' بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔ (القصص ۸)

○ اور کہا فرعون کی بیوی نے: یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لیے اور تیرے لیے۔ اسے قتل نہ کر' شاید ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ حقیقت حال نہیں جانتے تھے۔ (القصص ۹)

○ اور موسیٰؑ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا' تحقیق قریب تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دیتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ لگائی ہوتی کہ وہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کرنے والوں میں سے رہے۔ (القصص ۱۰)

○ اور موسیٰؑ کی والدہ نے (صندوق کو دریا میں ڈالتے وقت) اس کی بہن سے کہا: اس کے پیچھے جا' پھر اسے دور سے دیکھتی رہ' اور وہ (لوگ) حقیقت حال نہ جانتے تھے۔ (القصص ۱۱)

○ اور ہم نے پہلے ہی موسیٰؑ پر سب دائیوں (کے دودھ) کو حرام کر رکھا تھا۔ موسیٰؑ کی بہن بولی: کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر والے بتاؤں جو تمہارے لیے اس کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔ (القصص ۱۲)

○ تو ہم نے اس (سیدنا موسیٰؑ) کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ ٹھنڈی رہیں اس کی آنکھیں اور وہ غمگین نہ ہو' اور تاکہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن لوگ یہ نہیں جانتے۔ (القصص ۱۳)

○ اور جب (سیدنا موسیٰؑ) اپنی جوانی کو پہنچا اور پوری طرح توانا ہو گیا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا' اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے

Marfat.com

ہیں۔ (القصص ۱۴)

○ اور وہ (ایک مرتبہ) شہر میں داخل ہوا غفلت کے وقت جبکہ اس کے باشندے (بے خبر سوئے ہوئے تھے) تو اس نے دو آدمیوں کو باہم لڑتے ہوئے پایا' ایک اس کی برادری (بنی اسرائیل) سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا' تو جو اس کی برادری سے تھا اس نے اس (کے مقابلے) پر جو اس کے دشمنوں میں سے تھا' موسیٰؑ سے مدد مانگی' تو موسیٰؑ نے اس کو (قبطی کو) ایک مکا مارا۔ پھر اس کا کام تمام کر دیا اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا: یہ کام شیطان (کی حرکت) سے ہوا۔ بے شک وہ دشمن ہے کھلا بہکانے والا۔ (القصص ۱۵)

○ اس (سیدنا موسیٰؑ) نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے تو اس نے اسے بخش دیا' بے شک وہی بخشنے ' والا نہایت مہربان ہے (اس بخشش اور عفو پر حضرت موسیٰؑ نے مزید) عرض کیا: اے میرے رب! جیسا کہ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں ہرگز نہ ہوں گا (کبھی) مجرموں کا مددگار۔ (القصص ۱۶'۱۷)

○ پس شہر میں اس کی صبح ہوئی ڈرتے ہوئے' انتظار کرتے ہوئے (کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی (دیکھا کہ) وہ پھر اس سے فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اس کو کہا: بے شک تو گمراہ ہے کھلا (یعنی لوگوں سے جھگڑا مول لیتا ہے)۔ (القصص ۱۸)

○ پھر جب اس نے چاہا کہ اس پر ہاتھ ڈالے جو ان دونوں (فرعونی اور سیدنا موسیٰؑ) کا دشمن تھا تو اس نے کہا: اے موسیٰؑ! کیا تو چاہتا ہے کہ تو مجھے بھی قتل کر دے' جیسے تو نے کل ایک آدمی کو قتل کیا تھا۔ تو صرف (یہی) چاہتا ہے کہ تو اس سرزمین میں زبردستی کرتا پھرے اور تو نہیں چاہتا کہ مصلحین (اصلاح کرنے والوں) میں سے ہو (اس طرح اسرائیلی نے قتل کا راز فاش کر دیا)۔ (القصص ۱۹)

○ اور ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا' اس نے کہا: اے موسیٰؑ! بے شک دربار والے تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں تاکہ تجھے قتل کر ڈالیں' پس تو (یہاں سے) نکل جا' بے شک میں تیرے خیرخواہوں میں سے ہوں۔ (القصص ۲۰)

○ پس وہ (سیدنا موسیٰؑ) نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے اور انتظار کرتے ہوئے (کہ دیکھیں کیا

Marfat.com

ہوتا ہے) اس نے دعا کی کہ: اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں کی قوم سے بچا لے۔ (القصص ۲۱)

- اور جب اس نے مدین کا رخ کیا تو کہا: امید ہے میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔ (القصص ۲۲)
- اور جب وہ مدین کے پانی (کے کنویں) پر آیا تو اس نے لوگوں کے ایک گروہ کو (اپنے جانوروں کو) پانی پلاتے ہوئے پایا' اور اس نے دیکھا دو عورتیں ان سے علیحدہ (اپنی بکریاں) روکے ہوئے (کھڑی) ہیں اس نے کہا: تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں: ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک دوسرے چرواہے (اپنے جانوروں کو پانی پلا کر) واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد بوڑھے ہیں۔ (القصص ۲۳)
- غرض موسیٰ ؑ نے ان کی (بکریوں کو) پانی پلایا۔ پھر (خاموش ہٹ کر) سایہ کی طرف آگیا پھر عرض کیا: اے میرے رب! بے شک جو نعمت تو میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔ (القصص ۲۴)
- پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے لجاتی ہوئی وہ بولی: بے شک میرے والد تمہیں بلا رہے ہیں تاکہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تو نے ہمارے لیے (بکریوں کو) پانی پلایا ہے پس جب موسیٰ ؑ نے اس (سیدنا شعیب ؑ) کے پاس آیا اور اس سے احوال بیان کیا اس نے کہا: ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے بچ کر آئے ہو۔ (القصص ۲۵)
- ان میں سے ایک بولی: اے میرے والد! اسے ملازم رکھ لیں۔ بے شک جسے تم ملازم رکھو بہتر (وہ ہے) جو طاقتور' امانتدار ہو۔ (القصص ۲۶)
- شعیب ؑ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس شرط پر کردوں کہ تم آٹھ سال میری ملازمت کرو' اگر دس سال پورے کرلو تو (وہ) تمہاری طرف سے (نیکی) ہوگی' میں نہیں چاہتا کہ میں تم پر مشقت ڈالوں۔ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے خوش معاملہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔ (القصص ۲۷)
- موسیٰ ؑ نے کہا: یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان (عہد) ہے میں دونوں میں سے جو مدت پوری کروں مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں' اور اللہ گواہ ہے اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں۔ (القصص ۲۸)

Marfat.com

- پھر جب موسیٰؑ نے اپنی مدت پوری کر دی' تو اپنی گھر والی (بیوی) کو ساتھ لے کر چلا۔ اس نے دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ' اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: تم ٹھہرو' بے شک میں نے آگ دیکھی ہے۔ شاید میں اس سے تمہارے لیے (راستہ کی) کوئی خبر یا آگ کی چنگاری لاؤں تاکہ تم آگ تاپو۔ (القصص ۲۹)
- پھر جب (سیدنا موسیٰؑ) اس روشنی کے قریب پہنچے تو میدان کی دائیں جانب سے ایک مبارک مقام میں ایک درخت سے یہ ندا آئی کہ اے موسیٰؑ! بے شک میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا پروردگار۔ (القصص ۳۰)
- اور یہ کہ تو اپنا عصا (زمین پر) ڈال' پھر جب اس نے دیکھا عصا کو لہراتے ہوئے' گویا کہ وہ سانپ ہے۔ وہ پیٹھ پھیر کر لوٹا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ سبحان و تعالیٰ نے فرمایا) اے موسیٰؑ! آگے آؤ اور ڈرو نہیں' بے شک تو امن پانے والوں میں سے ہے تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال' وہ سفید روشن ہو کر نکلے گا۔ کسی عیب کے بغیر' پھر اپنا بازو خوف (دور ہونے کی غرض) سے پہلو کی طرف ملا لینا۔ پس (عصا اور ید بیضا) دونوں دلیلیں ہیں۔ تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف' بے شک وہ ایک نافرمان گروہ ہیں۔ (القصص ۳۱'۳۲)
- اس (سیدنا موسیٰؑ) نے کہا: اے میرے رب! بے شک میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ (القصص ۳۳)
- اور میرا بھائی ہارونؑ زبان (کے اعتبار سے) مجھ سے زیادہ فصیح ہے' سو اسے میرے ساتھ مددگار (بنا کر) بھیج دے۔ کہ وہ میری تصدیق کرے' بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ (القصص ۳۴)
- فرمایا: ہم ابھی تیرے بھائی سے تیرے بازو کو مضبوط کر دیں گے۔ اور تم دونوں کے لیے عطا کریں گے غلبہ' پس وہ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں تک نہ پہنچ سکیں گے۔ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کرے غالب رہیں گے۔ (القصص ۳۶)
- اور موسیٰؑ نے کہا: میرا رب اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا ہے۔ اور جس کے لیے آخرت کا اچھا گھر (بہشت ہے) بے شک ظالم (کبھی) فلاح (کامیابی) نہیں پائیں گے۔ (القصص ۳۷)
- اور فرعون نے کہا: اے سردارو! میں نہیں جانتا تمہارے لیے اپنے سوا کوئی معبود۔

Marfat.com

پس اے ہامان! میرے لیے مٹی (کی اینٹوں) پر آگ جلا' پھر ان (پختہ اینٹوں سے) میرے لیے تیار کر ایک بلند محل' تاکہ میں (وہاں سے) موسیٰؑ کے معبود کو جھانکوں' اور میں تو اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔ (القصص ۳۸)

○ اور (حقیقت یہ ہے کہ) فرعون اور اس کا لشکر دنیا میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور وہ سمجھ بیٹھے کہ وہ ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑا اور انہیں دریا میں غرق کر ہی دیا۔ سو دیکھو کیسا ظالموں کا انجام ہوا؟۔ (القصص ۳۹'۴۰)

○ اور ہم نے انہیں سردار بنایا مگر وہ (دنیا میں لوگوں کو) جہنم کی طرف بلاتے رہے اور روز قیامت ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (القصص ۴۱)

○ اور ہم نے اس دنیا میں ہی ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور روز قیامت وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔ (القصص ۴۲)

○ اور تحقیق ہم نے پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰؑ کو توریت عطا کی جو لوگوں کی آنکھیں کھولنے والی (کتاب) تھی تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (القصص ۴۳)

○ اور (ہم نے ہلاک کیا) قارون اور فرعون' اور ہامان کو' اور ان کے پاس موسیٰؑ کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے تکبر کیا ملک میں' اور وہ بچ کر بھاگ نکلنے والے نہ تھے۔ (العنکبوت ۳۹)

○ اور تحقیق ہم نے (اس سے قبل) موسیٰؑ کو توریت عطا کی پس آپؐ (نبی کریم ﷺ) اس کے متعلق شک میں نہ رہیں' اور ہم نے اسے بنا دیا ہدایت بنی اسرائیل کے لیے' اور جب ہم نے ان (بنی اسرائیل) میں سے جب تک وہ صبر سے کام لیتے رہے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے' وہ ہماری آیتوں پر یقین کرتے تھے۔ (السجدۃ ۲۳'۲۴)

○ اور (یاد کرو) جب ہم نے لیا نبیوں سے ان کا عہد اور تم سے (بھی لیا) اور نوحؑ سے' اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ سے' اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا (کہ وہ اللہ کے احکام کی تبلیغ میں ثابت قدم رہیں گے)۔ (الاحزاب ۷)

○ اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ پر اور ہارونؑ پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی

Marfat.com

قوم کو بڑے غم (فرعون کے مظالم) سے نجات دلا دی اور ہم نے ان کی مدد کی' تو وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب (توریت) دی اور ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہم نے ہدایت دی اور ہم نے ان دونوں کا ذکر خیر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بے شک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔ (الصّٰفّٰت ۱۱۴-۱۲۲)

○ اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو بھیجا اپنی نشانیوں اور روشن احکام کے ساتھ فرعون' اور ہامان' اور قارون کی طرف' تو انہوں نے کہا (سیدنا موسیٰؑ کو) جادوگر' بڑا جھوٹا ہے۔ (المومن ۲۳'۲۴)

○ پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس ہماری طرف سے حق کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا: ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو' اور کافروں کا داؤ تو گمراہی کے سوا (کچھ) نہیں (وہ رائیگاں ہی جائے گا)۔ (المومن ۲۵)

○ اور فرعون نے کہا: مجھے چھوڑ دو' کہ میں موسیٰؑ کو قتل کردوں اور اسے اپنے رب کو پکارنے دو' بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ بدل دے گا تمہارا دین' یا زمین میں فساد پھیلائے گا۔ (المومن ۲۶)

○ اور موسیٰؑ نے کہا: بے شک میں نے پناہ لے لی ہے اپنے اور تمہارے رب کی' پھر مغرور ہے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ (المومن ۲۷)

○ اور کہا فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن مرد نے (جو) اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا: کیا تم ایک آدمی کو (محض اس بات پر) قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے؟ اور اگر (بالفرض محال) وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ (کا وبال) اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو وہ جو تم سے وعدہ کر رہا ہے اس کا کچھ (عذاب) تم پر (ضرور) پہنچے گا۔ بے شک اللہ اسے) ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا' جھوٹا ہو۔ (المومن ۲۸)

○ اے میری قوم! آج بادشاہت تمہاری ہے۔ تم غالب ہو زمین میں' اگر اللہ کا عذاب ہم پر آجائے تو اس سے بچانے کے لیے کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا: میں

Marfat.com

تمہیں رائے نہیں دیتا مگر جو میں دیکھتا ہوں اور میں تمہیں راہ نہیں دکھاتا مگر تمہاری بھلائی کی راہ۔ (المومن ۲۹)

○ اور اس شخص نے جو ایمان لے آیا تھا کہا: اے میری قوم! میں تم پر سابقہ گروہوں کے برے دن کے مانند (عذاب نازل ہونے سے) ڈرتا ہوں جیسے حال ہوا قوم نوحؑ اور عاد اور ثمود کا اور جو ان کے بعد (ہوئے) اور اللہ نہیں چاہتا اپنے بندوں کے لیے کوئی ظلم (مگر یہ تباہی ان کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے) اور اے میری قوم! میں تم پر چیخ وپکار کے دن سے ڈرتا ہوں۔ جس دن تم بھاگو گے پیٹھ پھیر کر' تمہارے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ کر دے گا اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہوتا۔ (المومن ۳۰۔۳۳)

○ اور فرعون نے (اپنے وزیر سے) کہا: اے ہامان! (ضرور) میرے لیے ایک بلند عمارت بنا' شاید میں (اس پر چڑھ کر) ان راہوں تک پہنچ جاؤں (جو) آسمانوں کی راہوں میں (جا ملتی ہیں۔) پھر میں موسیٰؑ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں اور بے شک میں اسے جھوٹا گمان کرتا ہوں۔ اور اس طرح فرعون کو اس کے برے عمل اچھے معلوم ہوتے رہے اور وہ روک دیا گیا سیدھے راستے سے' اور فرعون کی تدبیر تو خود (اس کی) ہلاکت کے لیے تھی۔ (المومن ۳۶'۳۷)

○ اور جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا: اے میری قوم! تم میری پیروی کرو میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھا دوں گا۔ اے میری قوم! (یہ زندگی اور اس کے عارضی عیش) یہ تو چند روزہ فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور آخرت بے شک ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ (اور یاد رکھو) جس شخص نے برا عمل کیا اسے اس جیسا بدلہ دیا جائے گا' اور جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ وہ مومن ہو' تو یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں' اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔ (المومن ۳۸۔۴۰)

○ اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو؟ تم مجھے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں اور اس کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور میں تمہیں (اللہ) غالب' بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔ (اس میں) کوئی شک نہیں کہ تم مجھے جس کی طرف بلاتے

Marfat.com

ہو اس کا دنیا میں اور آخرت میں (کچھ بھی) نہیں اور یہ کہ ہمیں پھر جانا ہے اللہ کی طرف' اور یہ کہ حد سے بڑھنے والے ہی جہنمی ہیں۔ سو تم جلدی یاد کرو گے جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں اپنا کام اللہ کو سونپتا ہوں' بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ (المومن ۴۱-۴۴)

- پس اللہ نے اس مرد مومن کو بچالیا (ان کی) بری تدبیر سے جو وہ کرتے تھے اور آل فرعون کو سخت عذاب نے گھیرلیا۔ (المومن ۴۵)
- (جہنم کی) آگ جس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا) داخل کرو فرعون والوں کو شدید ترین عذاب میں۔ اور وہ جہنم میں باہم جھگڑیں گے تو کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جو بڑے بنتے تھے' بے شک ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا (اب) تم ہم سے دور کر دو گے آگ کا کچھ حصہ؟ (اس پر) وہ لوگ جو (دنیا میں) بڑے بنتے تھے کہیں گے' بے شک ہم سب اس آگ میں ہیں' بے شک اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔ (المومن ۴۶-۴۸)
- اور وہ لوگ جو آگ میں ہوں گے وہ کہیں گے جہنم کے محافظ سے کہ اپنے رب سے دعا کرو ایک دن کا عذاب ہم سے ہلکا کر دے وہ (داروغہ جہنم) کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ نہیں آتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہاں! (کیوں نہیں) وہ کہیں گے: تو تم پکارو اور نہ ہوگی کافروں کی پکار مگر بے سود۔ (المومن ۴۹'۵۰)
- بے شک ہم (اللہ سبحان و تعالیٰ) ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں۔ اور (اس دن بھی) جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے جس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی ان کی عذر خواہی اور ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔ (المومن ۵۱'۵۲)
- اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت (توریت) دی۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو توریت کا وارث بنایا (جو) عقلمندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ (المومن ۵۳'۵۴)
- اور تحقیق ہم نے (آپ ﷺ سے پہلے) موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف' تو اس نے کہا: بے شک میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں (مگر آل فرعون نے ان کا کہنا نہ مانا بلکہ) جب وہ (سیدنا موسیٰؑ)

Marfat.com

ہماری نشانیوں کے ساتھ آئے تو (فرعونی) ان کا مذاق اڑانے لگے حالانکہ ہم ان کو (اپنی قدرت اور سیدنا موسیٰؑ کی صداقت کی) ایک سے بڑھ کر ایک نشانی دکھاتے رہے اور (جب وہ ایمان نہ لائے بلکہ سرکشی کرتے رہے تو) ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا' تاکہ وہ (اپنی حرکتوں سے) باز آ جائیں (لیکن انہوں نے حق کو نہ پہچانا۔ تاہم عذاب سے نجات کے طالب ہوئے) اور انہوں نے کہا: اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر کہ اس عہد کے سبب جو تیرے پاس ہے' بے شک ہم ہدایت پانے والے ہیں پھر جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا تو وہ خود ہی عہد شکنی پر اتر آئے۔ (الزخرف ۴۷-۴۹)

○ اور فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں میں پکار کر کہا: اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں؟ اور یہ نہریں جو جاری ہیں میرے (محلات کے) نیچے سے۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ (یہ سب میری عظمت کی دلیل ہیں) بلکہ میں اس شخص (سیدنا یعنی موسیٰؑ) سے افضل ہوں جس کو (اس دنیا میں) کوئی قدرومنزلت حاصل نہیں اور جو صاف گفتگو بھی نہیں کر سکتا (اگر اسے دعویٰ نبوت ہے تو) اس کے (ہاتھوں میں) سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے؟ یا اس کے ساتھ فرشتے (کیوں نہ) آئے پرا باندھ کر۔ غرض اس (فرعون) نے اپنی قوم کی عقل گم کر دی تو انہوں نے اس کی اطاعت کی' بے شک وہ نافرمان لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔ ہم نے انہیں گئے گزرے (تباہ و برباد) کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے ایک نمونہ (عبرت) بنا دیا۔ (الزخرف ۵۵-۵۶)

○ اور ہم نے ان (کفار مکہ) سے قبل قوم فرعون کو آزمایا اور ان کے پاس ایک عالی قدر رسول آیا (اس نے فرعون سے کہا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کر دو' بے شک میں تمہارے لیے ایک رسول امین ہوں اور یہ کہ تم اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو' بے شک میں تمہارے پاس واضح دلیل کے ساتھ آیا ہوں اور بے شک میں پناہ میں ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی (اس سے) کہ تم مجھے سنگسار کر دو اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے' (تو) تم میری راہ سے ہٹ جاؤ (لیکن آل فرعون باز نہ آئے) تو اس (سیدنا موسیٰؑ) نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (الدخان ۱۷-۲۲)

Marfat.com

- پھر (سیدنا موسیٰؑ کو حکم ہوا) تم میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ۔ بے شک تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اور دریا کو چھوڑ جاؤ (پار کر جاؤ) ٹھہرا (تھما) ہوا' بے شک وہ ایک لشکر ہیں ڈوبنے والے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور وہ چھوڑ گئے کتنے ہی باغات اور چشمے اور اپنی کھیتیاں اور نفیس مکان' اور نعمتیں۔ جن میں وہ مزے اڑاتے تھے اس طرح (وہ تباہ وبرباد ہو گئے) اور ہم نے دوسری قوم کو ان کا وارث بنایا۔ پس ان پر آسمان رویا نہ زمین' اور انہیں مہلت دی گئی۔ (الدخان ۲۳-۲۹)
- اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت والے عذاب سے نجات دی (یعنی) فرعون (کے ظلم وستم) سے۔ بے شک وہ حد سے بڑھ جانے والوں میں' سرکش تھا اور ہم نے انہیں (بنی اسرائیل کو) تمام جہان والوں پر دانستہً پسند کیا اور ہم نے انہیں (اپنی قدرت وحکمت کی) نشانیاں دیں۔ جن میں کھلی آزمائش تھی۔ (الدخان ۳۰-۳۳)
- اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (توریت) اور حکومت اور نبوت دی اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔ اور ہم نے انہیں جہان والوں پر فضیلت دی۔ (الجاثیہ ۱۶)
- اور ہم نے انہیں دین کے بارے میں واضح نشانیاں دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر اس کے بعد جبکہ ان کے پاس علم آگیا' آپس کی ضد کی وجہ سے۔ بے شک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا قیامت کے دن جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ (الجاثیہ ۱۷)
- اور موسیٰؑ (بھی ایک نشانی) ہے۔ جب ہم نے اسے فرعون کی طرف بھیجا روشن معجزے کے ساتھ تو اس (فرعون) نے (ارکان سلطنت) کے ساتھ سرتابی کی اور کہا: یہ جادوگر یا دیوانہ ہے پس ہم نے اسے (فرعون کو) اور اس کے لشکر کو پکڑا پھر ہم نے انہیں پھینک دیا دریا میں۔ اور وہ ملامت زدہ (رہ گیا)۔ (الذاریٰت ۳۸-۴۰)
- اور تحقیق آل فرعون کے پاس ڈر سنانے والے (پیغمبر) پہنچے۔ انہوں نے ہماری تمام آیتوں (احکام اور نشانیوں) کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں پکڑا ایک غالب اور صاحب قدرت کی پکڑ (کی صورت میں) جس سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (القمر ۴۱'۴۲)
- اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم مجھے کیوں ایذا

Marfat.com

پہنچاتے ہو؟ اور تم جان چکے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پس جب انہوں نے کج روی کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو کج کر دیا اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔ (الصف ۵)

- اور اللہ نے مومنوں کے لیے فرعون کی بی بی (بیوی) کی مثال بیان کی۔ جب اس (بی بی) نے کہا: اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس سے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لے' اور مجھے ظالموں کی قوم سے بچا لے۔ (التحریم ۱۱)

- بے شک (اے اہل مکہ) ہم نے تمہاری طرف بھیجا (محمد ﷺ کو) تم پر گواہی دینے والا ایک (عظیم انسان) رسول' جیسے ہم نے فرعون کی طرف (سیدنا موسیٰؑ کو) رسول بنا کر بھیجا تھا۔ پھر جب فرعون نے (ہمارے) رسول کا کہنا نہ مانا' تو ہم نے اسے (فرعون کو) بڑے وبال کی پکڑ میں پکڑ لیا۔ (المزمل ۱۵'۱۶)

- کیا تمہارے پاس (اے نبی ﷺ) موسیٰؑ کی بات پہنچی؟ جب اس کو اس کے رب نے پکارا طویٰ کی مقدس وادی میں کہ فرعون کے پاس جاؤ' بے شک اس نے سرکشی کی ہے۔ پھر اس سے کہو کیا تجھ کو (خواہش ہے) کہ تو سنور جائے؟ اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ دکھاؤں' پس تم ڈرو (اللہ سبحان و تعالیٰ سے) پھر (سیدنا موسیٰؑ نے) اس کو بڑی نشانی دکھائی (عصا کا سانپ بن جانا) پھر بھی اس نے (سیدنا موسیٰؑ کو) جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر (سیدنا موسیٰؑ کے حکم سے) روگردانی کی (ان کے خلاف) کوششیں کرنے لگا۔ پھر اپنے اردگرد (تمام جادوگروں کو) جمع کیا' پھر پکارا لوگو! میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں (پھر یہ سیدنا موسیٰؑ کو کس نے بھیجا) تو اللہ نے اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے عذاب میں مبتلا کیا۔ بے شک اس میں عبرت ہے خوف خدا رکھنے والوں کے لیے۔ (النازعات ۱۵-۲۶)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کے مطالعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا جو نقشہ سامنے آتا ہے اسے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ ؑ کا تعلق بنی اسرائیل (اولاد سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام) سے تھا۔ ان دنوں مصر پر ایک ظالم وجابر' سرکش حکمران' فرعون مسلط تھا جو خود کو خدا کہلواتا تھا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو کمزور رکھنے اور اپنے گروہ قبطیوں کو مضبوط تر بنانے کے لیے حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے تمام نومولود لڑکوں کو قتل کر دیا جائے البتہ لڑکیوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

اس پُرآشوب دور میں حضرت موسیٰ ؑ پیدا ہوئے۔ آپ ؑ کی پیدائش کے بعد چند روز تک تو کسی کو پتہ نہ چلا۔ لیکن آپ ؑ کی والدہ محترمہ نے محسوس کیا کہ بچے کی پیدائش کو راز رکھنا مشکل ہے تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپ ؑ کی والدہ محترمہ کو' جو اللہ سبحان و تعالیٰ کی سچی بندی تھیں' بذریعہ الہام ہدایت فرمائی کہ حضرت موسیٰ ؑ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا جائے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی بندی سے وعدہ کیا کہ اس کا بیٹا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا اور اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا' لیکن ساتھ ہی حضرت موسیٰ ؑ کی ہمشیرہ کو بھی حکم دیا کہ تم صندوق کے ساتھ چلتی رہو اور دیکھو کہ بچہ کدھر جاتا ہے۔ یہ دریا فرعون کے محل کے پاس سے گزرتا تھا جب محل والوں نے ایک خوبصورت بچے کو دریا میں بہتے دیکھا تو نکال کر محل میں لے گئے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کے چہرے میں ایک خاص کشش پیدا کر دی تھی۔ فرعون اور اس کی بیوی (جو اللہ سبحان و تعالیٰ کی فرمانبردار بندی تھی) کے پاس بچہ لایا گیا۔ فرعون بے اولاد تھا۔ اس کی بیوی نے کہا:

> "یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لیے اور تیرے لیے' اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے گا یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔" (القصص ۹)

اور یوں اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی کی پرورش' اس کے جانی دشمن کے گھر ہوئی۔ فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ ؑ کو دودھ پلانے کا مسئلہ پیدا ہوا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کے لیے کسی بھی دائی کا دودھ حرام قرار دے رکھا تھا۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ ؑ کی بہن آگے بڑھی اور اہل فرعون سے کہا: میں تمہیں ایک ایسے گھر والوں کا پتہ بتا سکتی ہوں جو تمہارے لئے

Marfat.com

اس (بچے) کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو ہی انہیں دودھ پلانے کا کام سونپ دیا گیا اور یوں اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ محترمہ سے کیا گیا وعدہ پورا کر دیا کہ بچے کو تمہاری طرف لوٹا دیا جائے گا تاکہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہو گئے۔ وہ بڑے توانا جسم کے مالک تھے اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے بھی سرفراز کیا تھا۔ ایک روز وہ صبح صبح ہی شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک اسرائیلی اور ایک قبطی گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰؑ سے مدد طلب کی۔ آپؑ آگے بڑھے اور دشمن برادری (قبطی) کے جوان کو گھونسہ رسید کیا۔ وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے اللہ سبحان و تعالیٰ کی پناہ طلب کی اور عفو کے طالب ہوئے کہ یہ کام انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ انہیں اس بات کا بھی خوف تھا کہ ان کے خلاف قبطی نہ جانے کیا کارروائی کریں۔

دوسرے دن حضرت موسیٰؑ پھر بازار میں نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی جس نے ایک روز قبل ایک قبطی سے جھگڑا کیا تھا' پھر ایک قبطی سے لڑ رہا ہے اور سیدنا موسیٰؑ سے مدد کا طالب ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ اسرائیل کو دور ہٹائیں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تو بڑا جھگڑالو معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کی طرف بڑھے تو اس نے خوفزدہ ہو کر کہا کہ اے موسیٰؑ! کیا تو مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح تو نے کل اس قبطی کو مار دیا تھا۔ یوں اس اسرائیلی نے سیدنا موسیٰؑ کے ہاتھوں ہوئے قتل کا راز فاش کر دیا۔

قبطیوں کو تو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے۔ وہ یقیناً حضرت موسیٰؑ کو اس کی سزا دینے کے لیے مشورے کر رہے تھے۔ ایک شخص حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور بتایا کہ:

"دربار والے آپؑ کے قتل کے مشورے کر رہے ہیں۔"

چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے مصر کو خیرباد کہہ دیا اور مدین (شام کا علاقہ) کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ مدین شہر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک کنویں پر لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں مگر دو نوجوان لڑکیاں اپنے جانور (بھیڑ بکریاں) لیے دور کھڑی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ان کے والد ضعیف العمر ہیں۔ وہ بکریوں کو پانی اس وقت پلائیں گی جب دوسرے سب لوگ (چرواہے) اپنے مویشیوں کو پانی پلا لیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کی

Marfat.com

بکریوں کو پانی پلایا اور پھر ایک طرف سائے میں جا بیٹھے۔ انہوں نے دل میں اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ! تو جو بھی نعمت میری طرف بھجوائے' میں اس کا محتاج ہوں۔

تھوڑی دیر بعد ان دونوں خواتین میں سے ایک شرماتی لجاتی ہوئی حضرت موسیٰؑ کے قریب آئی اور بولی: میرے والد آپؑ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپؑ کو ہماری بکریوں کو پانی پلانے کا کچھ صلہ عطا کریں۔ چنانچہ سیدنا حضرت موسیٰؑ ان کے والد کے پاس گئے جو اپنے دور کے ایک پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ سیدنا حضرت موسیٰؑ نے ان سے اپنے حالات بیان کیے تو انہوں نے کہا:

"ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے بچ کر نکل آئے ہو۔"

حضرت شعیبؑ کی ایک بیٹی نے سفارش کی کہ حضرت موسیٰؑ کو ملازم رکھ لیا جائے کیونکہ وہ صرف طاقتور نہیں بلکہ امانتدار بھی ہیں۔

حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم آٹھ سال میرے ہاں کام کرو۔ لیکن اگر تم دس سال پورے کر دو تو تمہاری مرضی' مگر اس سلسلے میں تم پر کوئی دباؤ نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ شرط تسلیم کر لی اور اللہ سبحان وتعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے مدت پوری کرنے کا عہد کیا۔

آخر مدت پوری ہو گئی۔ سیدنا حضرت موسیٰؑ اپنی اہلیہ کو لے کر واپس مصر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں (جبکہ شدید سردی تھی) انہوں نے ایک طرف آگ جلتی دیکھی تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں کہ سیدھے راستہ کی کوئی خبر معلوم ہو یا کم از کم میں چند انگارے لے کر آؤں تاکہ تم انہیں تاپ سکو۔ سیدنا حضرت موسیٰؑ جب آگ کے قریب پہنچے تو میدان کے دائیں جانب ایک درخت سے ندا آئی: اے موسیٰؑ! بے شک میں اللہ سبحان وتعالیٰ ہوں' تمام جہانوں کا پالنے والا۔ تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔ اپنے جوتے اتار دے۔ پھر آپؑ سے پوچھا گیا یہ آپؑ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا یہ میرا عصا ہے' میں اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں' اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوتا ہوں اور کئی دوسرے کاموں میں استعمال کرتا ہوں۔ حکم ہوا کہ اسے زمین پر ڈال دو۔ حضرت موسیٰؑ نے حکم کی تعمیل کی تو یہ عصا ایک لہراتے ہوئے سانپ (بلکہ اژدہا) کی شکل اختیار کر گیا۔ حضرت موسیٰؑ خوفزدہ ہو کر مڑے' مگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو' ڈرو مت' آپؑ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ عصا ان کے ہاتھ میں آتے ہی پھر

Marfat.com

لکڑی میں تبدیل ہو گیا پھر حکم ہوا اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو۔ وہ سفید روشن ہو کر نکلے گا۔ خوفزدہ نہ ہو' بازو نیچے کر کے پہلو سے لگا لو۔ یوں اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دو روشن معجزات عطا کیے۔

اب حکم ہوا کہ جاؤ اور فرعون کو جو سرکش ہو چکا ہے' ایک اللہ کی طرف بلاؤ۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا رب! میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے اور دوسری یہ دعا کی کہ اے رب! میرے بھائی ہارون کو بھی نبوت عطا کر کے میری مدد فرما۔ حضرت موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی مگر حضرت ہارون بڑے فصیح اللسان تھے۔ چنانچہ حکم ہوا کہ تم فرعون کی طرف جاؤ تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ پھر حضرت ہارون کو بھی نبوت عطا کر دی گئی اور خوشخبری دی گئی کہ جو لوگ آپ کی پیروی کریں گے وہ آخر کار غالب رہیں گے۔

حضرت موسیٰ فرعون مصر کے دربار میں پہنچے اور اسے ایک اللہ کو تسلیم کرنے کو کہا۔ آپ نے فرعون کو بتایا کہ آپ اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ہیں۔ فرعون نے آپ کا مذاق اڑایا اور کہا کہ خدا تو میں ہوں' تم کس کے بھیجے ہوئے ہو۔ فرعون اور اس کے حواریوں نے یہ بھی کہا کہ اگر موسیٰ اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ہیں تو یہ غریب کیوں ہیں اور ان کے ساتھ فرشتوں کی فوج کیوں نظر نہیں آ رہی۔ انہوں نے حضرت موسیٰ کے معجزات کو بھی افترا اور جادو قرار دیا۔ فرعون نے آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے ایک وزیر ہامان سے کہا کہ:

> "تم پختہ اینٹیں بناؤ پھر ان سے ایک بلند محل تعمیر کرو تاکہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں' میں تو موسیٰ کو جھوٹوں میں شمار کرتا ہوں۔"

حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ اگر میں تم کو معجزہ دکھاؤں تو تم پھر بھی نہ مانو گے۔ وہ بولا: "اگر تم سچے ہو تو دکھاؤ معجزہ۔" حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک بڑا سانپ بن گیا۔ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ بھی گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ نہایت روشن تھا۔ لیکن فرعون نے تسلیم نہ کیا بلکہ اپنے سرداروں سے کہنے لگا: بے شک یہ ماہر جادوگر ہے۔ اور چاہتا یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم لوگوں کو تمہاری سرزمین سے نکال کر اس پر قابض ہو جائے۔ اب بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے۔

فرعون کے درباریوں' خوشامدیوں اور حاشیہ نشینوں نے فرعون کو مشورہ دیا کہ اس کی

Marfat.com

حکومت کے تمام شہروں سے بڑے بڑے جادوگر بلائے جائیں' جو سیدنا موسیٰ اور ہارون کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ جادوگر بلا لیے گئے اور حضرت موسیٰ سے مقابلہ کے لیے ایک دن مقرر کر دیا گیا۔

جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں انعام ملے گا؟ فرعون نے جھٹ کہا نہ صرف انعام ملے گا بلکہ تم میرے مقربین میں سے ہو گے۔ چنانچہ وہ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے جادوگروں سے کہا کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے' ڈالو۔ انہوں نے رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں تو وہ سانپوں کی طرح ہو گئیں (یا لوگوں کو اس طرح نظر آئیں) حضرت موسیٰ نے بھی اپنا عصا ڈال دیا جس نے تمام سانپوں کو نگلنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں کو حضرت موسیٰ کی سچائی کا یقین آ گیا۔ وہ سب سجدے میں گر گئے اور بول اٹھے کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

اس پر فرعون طیش میں آ گیا۔ اس نے جادوگروں سے کہا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ کے رب کو تسلیم کر لیا ہے۔ تم موسیٰ سے ملے ہوئے ہو اور یہ تمہارا استاد جادوگر ہے۔ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو کھجور کے تنے سے پھانسی پر لٹکاؤں گا۔ جادوگروں نے کہا کہ ہمیں تو اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے' اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ تم ہمیں کس طرح ہلاک کرتے ہو۔

لیکن فرعون اور اس کے حواری حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کو تیار نہ ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم' بنی اسرائیل' کے خلاف نئی نئی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ فرعون کے دربار میں موجود ایک ایماندار شخص نے بھی فرعون اور اس کے ساتھیوں کو کھل کر بتایا کہ تم حضرت موسیٰ کو جھٹلا کر سنگین غلطی کر رہے ہو۔ اگر موسیٰ کو جھٹلانے پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو تم قوم نوح قوم ثمود اور قوم عاد کی طرح برباد کر دیئے جاؤ گے۔ لیکن فرعون اور اس کے حاشیہ برداروں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ الٹا فرعون نے پورے ملک سے اپنے ہم قوم قبطیوں کو طلب کر لیا تاکہ بنی اسرائیل کا مقابلہ کیا جا سکے۔

حضرت موسیٰ کافی عرصہ مصر میں مقیم رہے اور فرعون کو خدا ماننے والوں کو دعوت حق دیتے رہے۔ فرعون اور اس کے پیروکاروں کے انکار پر اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان پر قحط سالی اور جوؤں کا عذاب نازل فرمایا۔ غلوں کے انبار تباہ ہوئے اور پینے کا پانی خون کی شکل اختیار کر گیا۔ فرعون کے لوگ یہ عذاب دور کرانے کے لیے حضرت موسیٰ ہی سے دعا کرواتے مگر عذاب ٹل

Marfat.com

جانے کے بعد پھر کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتے۔ بار بار کے عذاب سے اہل مصر تنگ آ گئے۔ فرعون کے ساتھی بھی صورت حال سے بچنے کے لیے حضرت موسیٰؑ کے اس مطالبہ کی حمایت کی کہ فرعون بنی اسرائیل کو آزاد کر دے اور مصر سے چلے جانے کی اجازت دے دے۔ حضرت موسیٰؑ بھی کئی بار فرعون سے یہ مطالبہ کر چکے تھے کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا سکیں۔

اس دوران حضرت موسیٰؑ نے خدا سے دعا بھی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دلائے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی یہ دعا قبول کر لی۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو شہر سے نکل جانے کی اجازت دے دی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے بھی حضرت موسیٰؑ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات نکل جائیں' چنانچہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے۔ راستے میں دریا پڑتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا پانی پر مارا تو دریا میں راستہ نمودار ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ پوری قوم کو لے کر پار اتر گئے۔ اب فرعون کو بھی احساس ہوا کہ بنی اسرائیل اس کے ہاتھ سے نکل گئے۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر سمیت بنی اسرائیل کا تعاقب کیا۔ فرعون اور اس کا لشکر جب دریائی راستوں کے اندر گیا تو یہ راستے باہم مل گئے اور فرعون اپنی فوج سمیت غرق ہو گیا۔ دریا میں ڈوبتے وقت فرعون نے توبہ کی اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لایا لیکن توبہ کا وقت گزر چکا تھا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا: "اب؟ (ایمان کی بات کرتا ہے) حالانکہ اس سے قبل تو نافرمانی کرتا رہا اور تو فتنہ و فساد برپا کرنے والوں میں تھا۔ پس آج ہم تیرے جسم کو بچا لیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لیے (عبرت کا) نشان بن جائے اور حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں (یونس ۹۲)

فرعون سے آزادی کے بعد حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ کے احکام لانے کے لیے کوہ طور پر گئے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہوئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے شریعت عطا کرنے کے لیے ۳۰ تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا جو ۱۰ دس راتیں مزید بڑھا کر پورا کیا گیا۔ طور پر جانے سے قبل حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ سے کہا کہ وہ قوم کا خیال رکھیں کہیں وہ گمراہی اختیار نہ کریں۔ کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کا دیدار کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر حکم ہوا کہ تم مجھے نہ دیکھ سکو گے البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ پہاڑ پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی تجلی نازل کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور

Marfat.com

سیدنا موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو توبہ کی۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے احکام شریعت عطا کیے جو تختیوں پر مرقوم تھے اور حکم دیا گیا کہ وہ اپنی قوم سے ان احکام کی پابندی کرائیں۔

حضرت موسیٰؑ کی قوم سے غیر حاضری کے دوران بنی اسرائیل کے ایک چالاک شخص سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا۔ اس میں سے آواز آتی تھی۔ قوم نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو قوم کو گمراہی میں پا کر سخت برہم ہوئے۔ انہوں نے تختیاں زمین پر پھینک دیں۔ اپنے بھائی ہارونؑ پر بڑا غصہ آیا۔ انہوں نے بھائی کو سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ لیا۔ اس پر حضرت ہارونؑ نے کہا: اے میرے ماں جائے! ایسا نہ کر اور اس طرح دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع فراہم نہ کر۔ ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ میں اس لیے بھی خاموش رہا کہ آپؑ کہیں گے کہ میں نے بنی اسرائیل میں تفرقہ اور انتشار ڈال دیا۔ بنی اسرائیل نے بھی گوسالہ (بچھڑا) کو معبود بنانے پر معذرت کی اور بتایا کہ ہمارے پاس آل فرعون کے زیور تھے۔ ہم ان کو پھینکنا چاہتے تھے مگر سامری نے یہ زیور پگھلا کر ڈھانچہ بنایا' پھر اس میں کچھ ڈالا تو وہ گائے کی آواز نکالنے لگا۔ پھر اس نے کہا کہ یہی تمہارا رب ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے سامری سے بھی پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اس نے بتایا کہ اس نے فرشتہ (غالباً حضرت جبرائیلؑ) کو دیکھا پھر ان کے نقش قدم سے مٹی اٹھا کر اس بچھڑے کے قلب میں ڈالی۔ اس نے اپنی غلطی تسلیم کی مگر حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ جاؤ دفع ہو جاؤ۔

حضرت موسیٰؑ کا غصہ کچھ فرو ہوا۔ تو انہوں نے احکام شریعت کی تختیاں زمین سے اٹھائیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ گوسالہ پرستی کی سزا کے طور پر وہ ایک دوسرے کو (گوسالہ پرستی نہ کرنے والے' بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کو) ہلاک کریں۔ یہ ان کا کفارہ تھا جو ادا کیا گیا اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آل اسرائیل پر لاتعداد احسانات کیے۔ دوران سفر ان پر بادل سایہ کرتا ارض مقدس کی طرف سفر میں پانی میسر نہ تھا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰؑ نے ایک پتھر پر اپنا عصا مارا تو اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم بارہ قبائل پر مشتمل تھی۔ ہر قبیلہ کا الگ الگ چشمہ مقرر ہو گیا۔ پھر قوم کے مطالبہ پر ان کی خوراک کے طور پر آسمان سے من وسلویٰ اتارا گیا۔ من ایک طرح کی گوند تھی اور سلویٰ بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا جو بھنا ہوا ہوتا۔ بنی اسرائیل نے یہ خوان چھپا کر رکھنے اور جمع کرنا شروع کر دیا جس سے طاعون کی وبا پھیل گئی۔

Marfat.com

پھر بنی اسرائیل نے مطالبہ کیا کہ انہیں من وسلویٰ نہیں چاہیے بلکہ گندم' ترکاریاں' ککڑی' مسور اور پیاز چاہئیں۔ وہ سیدنا موسیٰؑ سے بہانہ بازی کرتے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے احکام کی من مانی تاویلیں کرتے۔ انہیں حکم دیا گیا کہ یوم سبت (بروز ہفتہ) مچھلی کا شکار نہ کرو' مگر انہوں نے اس حکم میں خود ہی بہانے سے ترمیم کرلی۔ پھر انہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے گائے کی عمر رنگ اور طرح طرح کے سوالات پوچھے۔ انہوں نے حیلوں بہانوں سے قربانی کو ٹالنے کی کوشش کی۔

جب حضرت موسیٰؑ نے انہیں بتایا کہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے تمہارے لیے یہ احکام جاری کیے ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ خود اللہ سبحان وتعالیٰ کو دیکھے بغیر کسی بات کا یقین نہ کریں گے۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ سے ان سب باتوں پر اظہار ندامت کے لیے حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر افراد منتخب کیے اور انہیں لے کر وقت مقررہ پر کوہ طور پہنچے۔

یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ وہاں عبادت کے لیے بیٹھے تو انہوں نے دل میں یہ خواہش کی کہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کو خود دیکھیں گے تو موسیٰؑ کی بات مانیں گے۔ اس پر انہیں زلزلہ نے آلیا تو حضرت موسیٰؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے عذاب ٹالنے کی دعا کی جو منظور ہوئی اور یہ لوگ واپس بنی اسرائیل میں پہنچے۔

جب بنی اسرائیل نے سبزیوں' پیاز اور مسور وغیرہ کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم بیت المقدس چلو اور اس شہر میں داخل ہو جاؤ' اللہ سبحان وتعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہوئے۔ وہاں تمہیں ہر چیز مل جائے گی۔ سیدنا موسیٰؑ نے ان کی فتح کا وعدہ بھی کیا لیکن ان کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی نصرت پر اعتماد نہ رہا۔ بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اس شہر میں زبردست لوگ آباد ہیں پہلے وہ نکالے جائیں تو ہم وہاں جائیں گے۔ بعض خوف خدا رکھنے والوں نے ان سے کہا کہ تم لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے حملے کرو تو تم ضرور اس شہر پر قابض ہو جاؤ گے لیکن قوم کی اکثریت نے کہا کہ موسیٰؑ آپؑ جائیں اور آپؑ کا رب' دونوں ان سے لڑو' ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ (المائدۃ ۲۳'۲۴)

اپنی قوم کے طرز سے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت دل گرفتہ ہوئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے التجا کی: "اے میرے رب! بے شک میں اپنی ذات اور بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔ پس تو ہمارے اور ہماری نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ (جدائی ڈال دے)

Marfat.com

چنانچہ حکم ہوا کہ یہ سرزمین (بیت المقدس) ان پر چالیس سال کے لیے حرام کر دی گئی اور وہ زمین پر بھٹکتے پھریں گے (تو اے موسیٰؑ) آپؑ اس نافرمان قوم (کے انجام) پر افسوس نہ کریں۔ (المائدۃ ۲۵،۲۶)

☆============☆============☆

(حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے خاص بندے حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان ملاقات بھی ایک روح پرور واقعہ ہے جو قرآن پاک کی سورہ "الکہف" میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل آگے ملاحظہ کیجئے۔)

Marfat.com

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام

قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا خضر علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی کہہ کر نہیں پکارا' بلکہ انہیں اپنا بندہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ:

"ہم نے اسے اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم عطا فرمایا۔"

بیشتر مفسرین قرآن نے سیدنا خضر علیہ السلام کو اللہ سبحان وتعالیٰ کا نبی بتایا ہے جن کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے مخصوص علم (علم الدنی) عطا فرمایا تھا جو اللہ سبحان وتعالیٰ کے خاص بندوں کو بذریعہ القاء والہام عطا فرمایا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں سیدنا خضرؑ کا ذکر ان کی سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ملاقات کے ضمن میں آیا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا خضر علیہ السلام سے یہ ملاقات اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے کی اور بعض حیرت ناک مشاہدات کیے۔ اس ملاقات کی جگہ بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بتائی پھر یہ بھی بتایا گیا کہ سیدنا موسیٰؑ زاد راہ کے طور پر مچھلی ساتھ رکھیں اور دریا کے ساتھ ساتھ سفر کریں جہاں مچھلی (دریا میں) گم ہو جائے گی وہیں وہ اللہ کا وہ بندہ ان کو ملے گا۔

سیدنا خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان سے ملاقات کے واقعات قرآن حکیم کی ایک ہی سورہ میں بیان کیے گئے ہیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۵'۱۶	الکھف	۶۰-۸۲

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا میں ہٹوں گا نہیں (چلتا رہوں گا) یہاں تک کہ پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ (سنگم پر) یا مدت دراز چلتا رہوں گا۔ (الکہف ۶۰)
- پھر جب وہ دونوں (دریاؤں) کے سنگم پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے تو اس (مچھلی) نے اپنا راستہ بنالیا دریا میں سرنگ کی طرح۔ (الکہف ۶۱)
- پھر جب وہ آگے چلے تو موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا ہمارے لیے صبح کا کھانا (ناشتہ) لاؤ۔ ہم اپنے سفر سے بہت تھک گئے ہیں۔ (الکہف ۶۲)
- اس نے کہا کیا آپ نے دیکھا؟ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے نہیں بھلایا مگر شیطان نے کہ میں (آپؑ سے اس کا ذکر کروں، اور اس نے بنالیا اپنا راستہ دریا میں عجیب طرح سے۔ (الکہف ۶۳)
- موسیٰؑ نے کہا۔ یہی تو ہے (وہ مقام) جو ہم چاہتے تھے۔ پھر وہ دونوں لوٹے اپنے نشانات قدم دیکھتے ہوئے۔ (الکہف ۶۴)
- پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (حضرت خضرؑ) کو پایا، جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت خاص عطا کی تھی، اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم دیا (یہ علم الدنی تھا)۔ (الکہف ۶۵)
- موسیٰؑ نے اس (اللہ سبحان و تعالیٰ کے خاص بندہ) سے کہا کہ آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ (اللہ سبحان و تعالیٰ سے) آپ کو جو مخصوص علم عطا کیا گیا ہے۔ اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھادیں۔ (الکہف ۶۶)
- اس (خضرؑ) نے کہا، بے شک آپ میرے ساتھ رہ کر (میرے کئی کاموں پر) صبر نہ کر سکیں گے۔ اور آپ اس بات پر کیسے صبر کر سکتے ہیں جس پر آپ کا اپنا علم محیط نہیں (جس سے تو واقف نہیں)۔ (الکہف ۶۷، ۶۸)
- موسیٰؑ نے کہا۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی بات کی نافرمانی نہ کروں گا۔ (الکہف ۶۹)
- خضرؑ نے کہا: پس اگر تجھے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی بات کے متعلق نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں خود آپ سے ذکر کروں۔ (الکہف ۷۰)

Marfat.com

- غرض وہ دونوں روانہ ہوئے' یہاں تک کہ جب وہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے اس (خضرؑ) نے اس میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا آپ نے اس میں سوراخ کیوں کر دیا ہے کہ اس میں سوار لوگ غرق ہو جائیں البتہ آپ نے تو یہ ایک بھاری (خطرہ کی) بات کی ہے۔ (الکہف ۷۱)
- خضرؑ نے کہا: میں نے نہیں کہا تھا؟ کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیں گے۔ (الکہف ۷۲)
- موسیٰؑ نے کہا: اس بھول پر میرا مواخذہ نہ کریں اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیں۔ (الکہف ۷۳)
- پھر وہ دونوں چلے' یہاں تک کہ وہ (راہ میں) ایک لڑکے سے ملے' تو خضر نے اسے قتل کر دیا موسیٰؑ نے کہا: کیا تم نے ایک معصوم جان قصاص (قتل کے بدلہ) کے بغیر لے لی؟ بے شک آپ نے ایک بڑا ناپسندیدہ کام کیا ہے۔ (الکہف ۷۴)
- خضرؑ نے کہا: کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے؟ (الکہف ۷۵)
- موسیٰؑ نے کہا: اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز سے (متعلق) پوچھوں' تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ بے شک میری طرف سے آپ کا عذر پورا ہو چکا۔ (الکہف ۷۶)
- پھر وہ دونوں چلے' یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے' انہوں نے اس کے باشندوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی' تو خضر نے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کا معاوضہ بھی لے سکتے تھے۔ (الکہف ۷۷)
- اس (سیدنا خضرؑ) نے کہا: (بس) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ اب میں آپ کو حقیقت حال بتائے دیتا ہوں جس پر آپ صبر نہ کر سکے۔ (الکہف ۷۸)
- وہ جو کشتی تھی' وہ چند غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں کام (مزدوری) کرتے تھے۔ اور ان سے آگے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ لیتا تھا۔ سو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں (تاکہ بادشاہ اسے پکڑ نہ سکے اور ان کا روزی کا وسیلہ بچا رہے)۔ (الکہف ۷۹)

Marfat.com

- رہا وہ لڑکا! تو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے۔ سو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو عاجز کر دے گا۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں (والدین) کو ان کا رب اچھا بدلہ دے دے جو (قلب کی پاکیزگی میں) اس سے بہتر اور (والدین سے) محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔ (الکہف ۸۰'۸۱)
- اور رہی وہ دیوار! وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ اور اس کے نیچے ان دونوں کے لیے خزانہ تھا' اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ سو ہمارے رب نے چاہا کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچیں تو وہ دونوں آپ کے رب کی رحمت سے خزانہ خود نکالیں۔ اور یہ (سب کچھ) میں نے نہیں کیا اپنی مرضی سے' یہ ہے (وہ) حقیقت جس پر آپ صبر نہ کر سکے۔ (الکہف ۸۲)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کے مطالعہ سے خضر علیہ السلام کی زندگی کا کچھ حصہ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ان کی ملاقات پر روشنی پڑتی ہے۔ ملاقات کا یہ قصہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ؐ اور ان کے طفیل قرآن پاک کے ذریعے ہم (مسلمانوں) تک پہنچایا ہے۔

ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد (سیدنا یوشع بن نون ؑ) سے کہا کہ میں دریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے اس جگہ تک ضرور پہنچوں گا جہاں دو دریاؤں کا سنگم ہے۔ خواہ اس کے لیے مجھے کتنا ہی طویل فاصلہ کیوں نہ طے کرنا پڑے۔ میں پیچھے نہیں ہٹوں گا اور اس مقام تک پہنچ کر ہی دم لوں گا۔ موسیٰ ؑ نے یہ سفر اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے اختیار کیا تھا اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم سے ہی زاد راہ کے طور پر ایک مچھلی بھی ساتھ رکھ لی تھی۔ یہ زاد راہ ان کے شاگرد نے سنبھال رکھا تھا۔

راستے میں ایک مقام پر سیدنا موسیٰ ؑ نے کچھ دیر قیام کیا اور ایک پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے۔ اسی اثناء میں ان کے شاگرد نے دیکھا کہ وہ مچھلی دریا کی طرف گئی پھر وہ پانی میں ایک سرنگ کی طرح راہ بناتے ہوئے دریا کے اندر چلی گئی۔ شاگرد نے اپنے استاد محترم کو جگانا مناسب تصور نہ کیا اور استاد محترم کو یہ واقعہ بتانا بھی بھول گیا۔ موسیٰ ؑ بیدار ہوئے اور آگے چل پڑے۔

مزید کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد' انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ ذرا ہمارا ناشتہ تو لاؤ' آج ہم اس سفر سے کچھ تھک گئے ہیں۔ تب ان کے شاگرد کو مچھلی کا دریا میں اتر جانا یاد آیا۔ اور اس نے سیدنا موسیٰ ؑ کو ساری بات بتائی اور یہ عذر بھی پیش کیا کہ وہ اپنے استاد کو پہلے یا اسی جگہ یہ بات کیوں نہ بتا سکا:

"بے شک مجھے شیطان نے بھلا دیا تھا۔"

موسیٰ ؑ نے کہا: یہی تو وہ مقام ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ چنانچہ وہ دونوں انہی قدموں پر واپس گئے' اسی راستے پر جس راستے سے وہ آئے تھے۔ واپس اسی جگہ پہنچے تو ان کی ملاقات اللہ سبحان و تعالیٰ کے اس خاص بندے سے ہوئی' جس کی تلاش میں وہ گھر سے نکلے تھے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے وہ خاص بندے خضر علیہ السلام تھے۔ جن کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے ایک مخصوص علم (علم الدنی) عطا فرمایا تھا اور یہ بات موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھی۔

سیدنا خضر ؑ سے ملاقات ہونے پر کلیم اللہ سیدنا موسیٰ ؑ نے سیدنا خضر ؑ سے کہا: کیا یہ ممکن

Marfat.com

ہے کہ میں آپؑ کے ساتھ ہو لوں (رہوں) اور آپؑ مجھے اس علم میں سے کچھ عطا فرمائیں جو اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپ کو اپنی رحمت خاص سے ودیعت فرمایا ہے۔

سیدنا خضرؑ نے کہا: کہ مجھے تو آپؑ کے ساتھ رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن ایک خدشہ ہے کہ آپؑ میرے بعض کاموں پر خاموش نہیں رہ سکیں گے۔ (صبر نہیں کر سکیں گے) پھر سیدنا خضرؑ نے کہا کہ: بھلا آپؑ اس بات پر کیسے صبر کریں گے جس کی حقیقت آپؑ کو معلوم نہیں لیکن سیدنا موسیٰؑ کو چونکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ان کے ساتھ رہنے کا گویا حکم مل چکا تھا۔ آپؑ نے سیدنا خضرؑ کی شرط منظور کر لی اور بولے:

"انشاء اللہ آپؑ مجھے صابر پائیں گے۔"

میں آپؑ کی بات مانوں گا اور کسی طرح حکم عدولی نہیں کروں گا۔ چنانچہ سیدنا خضرؑ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھنے کی واضح شرط کا اعلان کیا: اگر آپؑ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو میں جو کچھ بھی کروں۔ آپؑ اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کریں گے، حتیٰ کہ میں خود اپنے عمل کے بارے میں وضاحت کروں یا کچھ کہنا چاہوں۔ سیدنا موسیٰؑ نے شرط منظور کر لی اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے دونوں نبی اور خاص بندے ایک طرف روانہ ہو گئے۔

کچھ دور جا کر سیدنا خضرؑ نے دریا پار کرنے کا قصد کیا۔ اس جگہ کچھ ملاح کشتی چلاتے تھے۔ دونوں اس کشتی میں بیٹھ گئے۔ سیدنا خضرؑ نے دریا میں سفر کے دوران اس کشتی میں سوراخ کر دیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے خضرؑ سے پوچھا یہ آپؑ نے کیا کر دیا؟ کیا آپؑ اس کشتی کے سواروں کو ڈبونا چاہتے ہیں؟ یہ سب اچھا نہیں ہوا۔

سیدنا خضرؑ نے کہا کہ: میں نے آپؑ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آپؑ میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر نہ کر سکیں گے۔ اب سیدنا موسیٰؑ کو اپنا وعدہ یاد آیا اور سیدنا خضرؑ کی شرط کو قبول کرنے کا احساس ہوا، تو بولے: میں بھول گیا تھا اب مجھے میری بھول کی سزا نہ دیں اور مجھے خود سے علیحدہ کر کے مشکل میں نہ ڈالیں۔

سیدنا خضرؑ نے عذر قبول کر لیا اور وہ دونوں آگے چلے۔ اثنائے راہ میں ان کا سامنا ایک نوعمر لڑکے سے ہوا۔ سیدنا خضرؑ نے فوراً اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ اب تو سیدنا موسیٰؑ کو سخت تعجب ہوا انہوں نے کہا: یہ آپؑ نے کیا کر دیا؟ ایک بے قصور کو قتل کر دیا۔ یہ تو آپؑ نے بڑا ناپسندیدہ کام کیا ہے لیکن سیدنا خضرؑ نے پھر وہی بات کہی کہ: میں نے آپؑ کو خبردار نہیں کر دیا

Marfat.com

تھا کہ آپؑ میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر نہ کر سکیں گے۔

سیدنا موسیٰؑ کو پھر اپنے عہد کا احساس ہوا اور کہنے لگے: اب صحبت تمام ہو چکی۔ آپؑ کو حق حاصل ہو گیا ہے کہ اگر میں آئندہ آپؑ کے ساتھ کئے گئے عہد کی خلاف ورزی کروں تو آپؑ مجھے خود سے جدا کر دیں۔ چنانچہ پھر دونوں آگے روانہ ہو گئے۔

اب وہ لوگ ایک بستی میں داخل ہوئے۔ انہیں بھوک لگ رہی تھی انہوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا' لیکن اس بستی والوں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے ان دونوں بندوں کی میزبانی سے صاف انکار کر دیا۔ وہ بستی میں جا رہے تھے کہ ان کی نظر ایک دیوار پر پڑی جو بس گرا ہی چاہتی تھی۔ سیدنا خضرؑ ٹھہر گئے اور پھر اس دیوار کی مرمت کر کے اسے سیدھا کر دیا۔ اس پر سیدنا موسیٰؑ نے کہا: اگر آپؑ چاہتے تو گاؤں والوں سے دیوار کی مرمت کے کام کا معاوضہ طلب کر سکتے تھے۔ اس پر سیدنا خضرؑ نے کہا: بس اب میں آپؑ کو ہرگز اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ لیکن راستہ الگ کرنے سے قبل میں آپؑ کو ان کاموں کی حقیقت سے آگاہ کر دوں جن پر آپؑ سے صبر نہ ہو سکا۔

وہ کشتی جس میں سوراخ کیا گیا چند غریب ملاحوں کی تھی' وہ دریا میں اس کشتی کے ذریعے روزی کماتے تھے۔ اس علاقے کا بادشاہ اچھی کشتیوں کو بیگار میں پکڑ لیتا ہے۔ چنانچہ میں نے کشتی میں عیب ڈال دیا' تاکہ شاہی کارندے اس پر قبضہ نہ کریں اور ان غریبوں کا روزی کا ذریعہ نہ چھن جائے۔

وہ لڑکا جو میرے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کے والدین بڑے مومن بندے ہیں۔ خطرہ تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر سرکشی اختیار کرے گا اور اپنے والدین کو مصیبتوں میں پھنسا دے گا۔ پس میں نے اس کو قتل کر دیا۔

اب آیئے اس بستی کی گرتی دیوار کی طرف جسے میں نے ٹھیک کر دیا تھا۔ یہ دیوار دو یتیم بھائیوں کی ملکیت تھی۔ ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا۔ اس کا خزانہ اس دیوار کے نیچے دفن ہے۔ سو ہمارے رب نے یہ چاہا کہ یہ لڑکے جب بھرپور جوانی کو پہنچیں تو اپنے باپ کا خزانہ خود نکالیں۔ چنانچہ میں نے دیوار کو سیدھا کر دیا اور میں نے کوئی کام بھی اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ سب تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا گیا ہے۔ یہ تھی حقیقت ان باتوں کی جن پر آپؑ صبر نہ کر سکے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے وہ شاگرد ہیں جو ان کے ساتھ سیدنا خضر حیات کی تلاش میں گئے تھے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی آپؑ کو آپؑ کے نام سے نہیں پکارا گیا۔ ہاں آپؑ کا ذکر دوسرے انبیاء جیسے سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ ضرور کیا گیا ہے۔

سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی درج ذیل آیات مبارکہ میں کیا گیا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۵	الکھف	۶۰-۶۵

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا میں ہٹوں گا نہیں (چلتا رہوں گا۔) یہاں تک کہ پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ' (سنگم پر) یا مدت دراز چلتا رہوں گا۔ (الکھف ٦٠)
- (پھر جب وہ دونوں دریاؤں) کے سنگم پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے تو اس (مچھلی) نے اپنا راستہ بنالیا دریا میں سرنگ کی طرح۔ (الکھف ٦١)
- پھر جب وہ آگے چلے تو موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا ہمارے لیے صبح کا کھانا لاؤ۔ البتہ ہم نے اپنے اس سفر سے بہت (تکلیف) تھکان پائی ہے۔ (الکھف ٦٢)
- اس نے کہا کیا آپ نے نہ دیکھا؟ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے' تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے نہیں بھلایا مگر شیطان نے۔ کہ میں (آپؑ سے) اس کا ذکر کروں۔ اور اس نے تو دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ (دریا میں اتر گئی) (الکھف ٦٣)
- موسیٰؑ نے کہا یہی ہے (وہ مقام) جو ہم چاہتے تھے' پھر وہ دونوں لوٹے' اپنے نشانات قدم پر دیکھتے ہوئے۔ (الکھف ٦٤)
- پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضرؑ) کو پایا۔ اسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم دیا۔ (الکھف ٦٥)

Marfat.com

سیدنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شاگرد تھے اور اس سفر میں سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ تھے جس کے دوران سیدنا موسیٰؑ کی ملاقات اللہ سبحان وتعالیٰ کے ایک اور پیغمبر سیدنا خضرؑ سے ہوئی۔ اور بعض عجیب واقعات سیدنا موسیٰؑ کے مشاہدے میں آئے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے "سیدنا موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات")

سیدنا موسیٰؑ دریا کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کے مطابق انہیں ایک خاص مقام پر پہنچنا تھا جہاں ان کی ملاقات خضر حیات سے ہونا تھی۔ چلتے چلتے وہ راستے میں ایک پتھر کے پاس رکے تو سیدنا یوشعؑ کے پاس جو زاد راہ تھا اس میں ایک (بھنی ہوئی) مچھلی بھی تھی یہ مچھلی (زندہ ہو کر) دریا میں اتر گئی لیکن سیدنا یوشعؑ اس واقعہ کا سیدنا موسیٰؑ سے ذکر کرنا بھول گئے۔

تھوڑی دور جانے کے بعد سیدنا موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ: لاؤ مجھے کھانا (ناشتہ) دو' میں سفر سے تھک گیا ہوں۔ تب سیدنا یوشعؑ نے اپنے استاد مکرم سے مچھلی کے (از خود زندہ ہو کر) دریا میں چلے جانے کا واقعہ بڑی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا۔ اور کہا کہ انہیں شیطان نے بھلا دیا تھا۔ تو سیدنا موسیٰؑ نے کہا: ہمیں تو اسی مقام کی تلاش تھی۔ چنانچہ وہ دونوں واپس پلٹے اور پھر اسی جگہ آئے جہاں اللہ سبحان وتعالیٰ کے ایک مقرب بندے (سیدنا حضرت خضر علیہ السلام) موجود تھے۔ جن کے بارے میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"ہم نے اسے اپنے پاس سے علم الدنی (مخصوص علم) عطا کیا تھا۔"

Marfat.com

سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام

سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے ایک بستی کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ مگر اس بستی کا نام یا اس قوم کا نام (جس کی طرف آپؑ مبعوث ہوئے) قرآن پاک میں ظاہر نہیں کیا گیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا الیاس علیہ السلام کے اپنے بارے میں یا آپؑ کے آباء کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ بلکہ صرف آپؑ کا نام دوسرے انبیائے کرام کے ساتھ دیا ہے اور ان سب کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ: ان کے باپ دادا کو بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے نیک بندے کہہ کر پکارا اور یاد کیا ہے۔ جس بستی کی طرف آپؑ دعوت توحید لے کر گئے اس بستی والوں کے چند افراد کے سوا باقی تمام لوگوں نے آپؑ کی تعلیمات کا انکار کیا اور اس کا حشر کیا ہوا؟ یہ بھی نہیں بتایا گیا۔ لیکن یہ کہا گیا ہے کہ: سیدنا الیاس علیہ السلام کا ذکر بعد میں آنے والوں کی ہدایت و تقویت کے لیے باقی رکھا گیا۔

سیدنا الیاس کا ذکر قرآن پاک کی جن مبارک آیات میں کیا گیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۷	الانعام	۸۵-۸۸
۲۳	الصافات	۱۲۲-۱۳۲

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب نیک بندوں میں سے ہیں۔ (الانعام ۸۵)
- اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ، اور سب کو ہم نے تمام جہان والوں پر فضیلت دی اور کچھ ان کے باپ دادا، اور ان کی اولاد، اور ان کے بھائیوں کو، اور ہم نے انہیں چنا، سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ (الانعام ۸۶-۸۷)
- یہ اللہ کی رہنمائی ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اور اگر وہ (اللہ سبحان و تعالیٰ کے ساتھ کسی کو) شریک ٹھہراتے تو جو کچھ وہ کرتے تھے ضائع ہو جاتا۔ (الانعام ۸۸)
- اور بے شک الیاسؑ رسولوں میں سے تھے۔ (الصٰفٰت ۱۲۳)
- (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم (اللہ سبحان و تعالیٰ سے) نہیں ڈرتے؟ کیا تم بعل (بت کو) پکارتے ہو؟ اور تم سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو (یعنی) اللہ کو (جو) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا (بھی) رب ہے۔ (الصٰفٰت ۱۲۴-۱۲۶)
- پس انہوں نے جھٹلایا، تو بے شک وہ لوگ ضرور پکڑے جائیں گے، سوائے اللہ کے مخلص (خاص بندوں) کے۔ (الصٰفٰت ۱۲۷،۱۲۸)
- اور ہم نے اس کا ذکر خیر باقی رکھا، بعد میں آنے والوں میں۔ (الصٰفٰت ۱۲۹)
- سلام ہو الیاس علیہ السلام پر۔ بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ (الصٰفٰت ۱۳۰،۱۳۱)
- بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ (الصٰفٰت ۱۳۲)

Marfat.com

سیدنا الیاس علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی تھے اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں ایک قوم کی طرف ہدایت دے کر مبعوث فرمایا۔ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے دیگر انبیاء سیدنا زکریاؑ، سیدنا یحییٰؑ، سیدنا عیسیٰؑ، سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا الیسعؑ، سیدنا یونسؑ اور سیدنا لوطؑ کی طرح اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی تھے۔ الیاسؑ اور دوسرے تمام پیغمبر اللہ سبحان و تعالیٰ کے خاص بندے تھے۔ ان میں سے کئی پیغمبروں کے آباؤ اجداد اور پھر چند ایک کے بھائیوں کو بھی اللہ سبحان و تعالیٰ نے ہدایت بخشی اور نبی منتخب کیا۔

سیدنا الیاسؑ کو ایک قوم کی طرف مبعوث کیا گیا جو بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ سیدنا الیاسؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ: وہ ایک رب کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم کیسے لوگ ہو؟ جو اللہ سبحان و تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی بجائے اپنے ہاتھوں سے تراشے بتوں کو معبود کا درجہ دیتے ہو۔ حالانکہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے تم لوگوں کو اپنی باقی تمام مخلوق سے بہتر شکل میں پیدا کیا ہے اور تم کو قلب اور ذہن عطا فرمائے ہیں۔

لیکن سیدنا الیاسؑ کی قوم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی دعوت توحید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا الیاسؑ کے ضمن میں یہ بات واضح کی ہے کہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے خاص مقرب بندوں میں سے تھے۔ وہ دعوت توحید دیتے رہے مگر قوم نے ان کو جھٹلا دیا۔ بلاشبہ اللہ سبحان و تعالیٰ روز قیامت ان لوگوں کی سخت گرفت کرے گا۔ اب ان لوگوں کا تو کوئی نام ونشان تک باقی نہیں۔ مگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا الیاسؑ کا ذکر رہتی دنیا تک کے لیے قائم کر دیا ہے۔ بے شک اللہ سبحان و تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اسی طرح جزا عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت الیسع علیہ السلام

سیدنا حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن پاک کی دو سورتوں میں ملتا ہے۔ ایک سورہ "الانعام" اور دوسری سورہ "صٓ"۔ آپؑ کے بارے میں قرآن پاک میں جو آیات مبارکہ بیان کی گئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے چنے ہوئے افراد میں سے تھے۔ اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا یونسؑ اور سیدنا لوطؑ کو باقی جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ تاہم آپؑ کے کسی امت کی طرف مبعوث کیے جانے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

سیدنا الیسع علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی جن آیات میں آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۹	الانعام	۱۸۶۔۱۸۸
۲۳	صٓ	۴۸۔۴۹

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ، اور سب کو ہم نے تمام جہان والوں پر فضیلت دی۔ (الانعام ۸۶)
- اور کچھ ان کے باپ دادا، اور ان کی اولاد، اور ان کے بھائیوں کو، اور ہم نے انہیں چنا، سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ (الانعام ۸۷)
- یہ اللہ کی رہنمائی ہے، اور ہدایت دیتا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے، اور اگر وہ (کسی اور کو خدا کا) شریک کرتے، تو جو کچھ وہ کرتے ضائع ہو جاتا۔ (الانعام ۸۸)
- اور آپ یاد کریں اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو، اور یہ تمام ہی سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ (ص ۴۸)
- یہ ایک نعمت ہے، اور البتہ پرہیزگاروں کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے۔ (ص ۴۹)

Marfat.com

قران پاک کے ارشادات کے مطابق سیدنا الیسعؑ بھی دوسرے انبیاء سیدنا اسماعیلؑ اور سیدنا ذوالکفلؑ کی طرح اللہ سبحان و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور پیغمبر تھے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے ان تینوں پیغمبروں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا اور اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں جو ہدایت پہنچائی اس پر انہوں نے احکام الٰہی کے مطابق عمل کیا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کو جو ہدایت ملی وہ کچھ تو ان کے باپ دادا کی شریعت کے ذریعے نصیب ہوئی اور کچھ کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنا پیغمبر منتخب فرما کر عطا کی۔ دوسرے پیغمبروں کی طرح سیدنا الیسعؑ کے آباؤ اجداد' بھائیوں اور اولاد میں بھی پیغمبر ہوئے۔ جن کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے منتخب فرمالیا۔ (لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے) اسی ہدایت کے مطابق جو سیدنا الیسعؑ کو عطا فرمائی گئی' اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر سیدنا اسماعیلؑ' سیدنا یونسؑ اور سیدنا لوطؑ کو بھی باقی جہان والوں پر فضیلت دی گئی۔ گویا سیدنا الیسعؑ بھی دوسرے جہان والوں سے زیادہ فضیلت والے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب افراد میں سے تھے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام

سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی دو سورتوں کی چند مختصر آیات میں ملتا ہے اور ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس زمانے میں، اور کس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔

قرآن پاک میں ان کے متعلق صرف یہ کہا گیا ہے کہ کہ وہ بہت ہی صبر کرنے والے انبیاء میں سے تھے۔ "ذوالکفل" کا لفظی معنی "صاحب نصیب" ہے۔

آپؑ کا ذکر قرآن پاک کی جن آیات میں ملتا ہے وہ یہ ہیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۷	الانبیآء	۸۵
۲۳	صٓ	۴۸

Marfat.com

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ یوں ہے:

- اور اسماعیلؑ، اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ، یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ (الانبیآء ۸۵)
- اور آپ یاد کریں۔ اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو، اور یہ تمام سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ (صٓ ۴۸)

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک کی دو آیات مبارکہ میں سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور پاک نبی کریم سیدنا حضرت محمدؐ کی توجہ مختلف انبیائے کرام کی طرف دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا الیسعؑ اور سیدنا ذوالکفلؑ بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی تھے اور وہ سب بڑے صابر انبیاء تھے۔ ان کا شمار بھی اپنے عہد کے معزز ترین افراد میں ہوتا تھا۔ ان کے ذکر کا ایک مقصد' اللہ سبحان و تعالیٰ کے بندوں کو (رسول پاکؐ) کی وساطت سے یہ بتانا بھی ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ صبر کرنے والوں کو کس طرح اپنے کرم سے نوازتا ہے۔ ان کا ذکر قرآن پاک جیسی بلند مرتبہ آسمانی کتاب میں کیا گیا ہے۔ ان پیغمبروں کے ذکر کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کا اجر اللہ سبحان و تعالیٰ جنت کی صورت میں عطا فرماتا ہے جو ایک نہایت عمدہ ٹھکانہ ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام

ایسے انبیائے کرام بھی ہیں جن کا ذکر تو قرآن پاک میں موجود ہے' لیکن ان کا نام مذکور نہیں۔ سیدنا شموئیل علیہ السلام بھی ایسے ہی انبیائے کرام میں سے ہیں۔ ان کا ذکر قرآن پاک کی دوسری "سورہ البقرۃ" میں ملتا ہے۔ لیکن آپؑ کا نام پورے قرآن پاک میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ تاہم سبھی مفسرین قرآن نے ان کا نام تفاسیر میں لکھا ہے آپؑ بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپؑ کے دور نبوت میں طالوت و جالوت کی لڑائی ہوئی جس کے دوران حضرت داؤد علیہ السلام نے جو بعد میں اسرائیل کے پیغمبر ہوئے' جالوت کو قتل کردیا اور طالوت کو فتح نصیب ہوئی۔

سیدنا شموئیل علیہ السلام کا ذکر جن قرآنی آیات میں ملتا ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۴۶۔۲۵۱

Marfat.com

اب ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- (اے حبیبؐ) کیا آپؐ نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کی طرف نہیں دیکھا؟ (انکا ذکر نہیں سنا؟) موسیٰ (علیہ السلام کی وفات) کے بعد انہوں نے اپنے نبی (حضرت شموئیل علیہ السلام) سے کہا: ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں (جس کی قیادت میں) ہم اللہ کی راہ میں (کافروں سے) جنگ کریں۔ اس (سیدنا شموئیلؑ) نے کہا: ہو سکتا ہے کہ اگر تم پر جنگ فرض کی جائے تو تم نہ لڑو۔ وہ کہنے لگے: ہمیں کیا ہوا ہے؟ کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں گے اور جبکہ ہم گھر سے بے گھر اور اپنی آل اولاد سے جدا کر دیئے گئے ہیں۔ پھر جب ان پر جنگ فرض کی گئی تو ان میں سے چند ایک کے سوا (سب) پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ (البقرۃ ۲۴۶)
- اور ان کے اصرار پر ان کے نبی نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔ وہ بولے: کیسے؟ وہ ہم پر کیسے حاکم ہو سکتا ہے؟ ہم اس سے زیادہ بادشاہت کے حقدار ہیں' اور اس کو تو مال میں کشائش نہیں دی گئی' انہوں نے کہا: بے شک اللہ نے ان کو تم پر حکومت کے لیے چن لیا ہے' اور ان کو علم و جسم (قوت ذہنی و جسمانی) میں فراوانی عطا کی ہے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے' اپنا ملک (بادشاہت) عطا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ (البقرۃ ۲۴۷)
- اور بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا: طالوت کے (من جانب اللہ) بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس (تمہارا کھویا ہوا) تابوت (خود بخود) واپس آ جائے گا۔ جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا اطمینان قلب ہے۔ اور آل موسیٰؑ و آل ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی چیزیں (تبرکات) ہیں اور اس (تابوت) کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ بے شک اگر تم ایمان والے ہو تو اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے (اور ایسا ہی ہوا)۔ (البقرۃ ۲۴۸)
- پھر جب طالوت اپنی فوجیں لے کر (جہاد کے لیے) نکلا (تو) اس نے (اپنی فوج سے) کہا کہ: اللہ ایک نہر سے تم لوگوں کا امتحان لے گا۔ پس جس نے اس (نہر) کا پانی (اپنی پیاس بجھانے کے برابر) نوش کیا تو وہ میرا (ساتھی) نہیں۔ اور جس نے اس کو نہ چکھا' تو وہ بے شک میرا ساتھی ہے۔ مگر! اگر کوئی چلو بھر (پانی) اپنے ہاتھ سے پی لے (تو مضائقہ نہیں۔) سو سوائے چند لوگوں کے' سبھی نے سیر ہو کر پانی پی لیا۔ پھر جب

Marfat.com

طالوت اور اس کے ساتھ ایمان والے نہر کے پار ہوئے تو (ان میں سے بعض) کہنے لگے کہ: آج تو ہم میں جالوت کے لشکر سے لڑنے کی سکت نہیں۔ (لیکن) وہ لوگ جن کو یہ یقین تھا کہ (ایک دن) ان کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے (وہ) کہنے لگے: بارہا ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی سی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی' اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرة ۲۴۹)

○ اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے آمنے سامنے ہوئے' تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارے (دلوں میں) صبر ڈال دے اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافروں پر فتح و نصرت عطا فرما۔ (البقرة ۲۵۰)

○ پھر انہوں (مومنوں) نے اللہ کے حکم سے' انہیں (کفار کو) شکست دی۔ اور داوٗدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا۔ اور اللہ نے اسے ملک اور حکومت عطا فرمائی اور اسے سکھایا جو چاہا۔ اور اگر اللہ نہ ہٹاتا بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے' تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ اور اللہ تمام جہانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔ (البقرة ۲۵۱)

Marfat.com

ان آیات مبارکہ کے مطالعہ سے سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام کی بحیثیت نبی اور ان کے مقرر کردہ حاکم جالوت کی جو کہانی سامنے آتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

ان آیات مبارکہ میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام کی اولاد سے نبی آخرالزماں سیدنا حضرت محمدؐ کو آگاہ کیا ہے کہ:

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کی امت بہت گمراہی کا شکار ہو گئی۔ وہ لوگ اپنی بدکرداری اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کے باعث ذلت ورسوائی سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ (ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ساحل (بحیرہ روم) پر بسنے والی کافر قوم "عمالقہ" نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ سینکڑوں افراد کو تہہ تیغ کیا' بے شمار لوگوں کو غلام بنالیا اور ان پر جزیہ نافذ کر کے ان کی ذلت پر مہر ثبت کر دی۔ ایک عرصہ تک ظلم سہنے کے بعد اس قوم کے بعض لوگوں میں احساس ندامت اور غیرت جاگی۔) چنانچہ قوم کے بڑوں نے اپنے نبی سیدنا شموئیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

اے اللہ سبحان و تعالیٰ کے نبی! ہمارے لیے ایک بادشاہ (قائد یا حاکم) مقرر کر دیجئے۔ تاکہ ہم اس کی قیادت میں کافروں کے خلاف جہاد کر سکیں۔ سیدنا شموئیلؑ نے بنی اسرائیل کے ایک نیک فرد طالوت کو بنی اسرائیل کا حاکم مقرر کرنے کا اعلان فرمادیا۔

طالوت مالی طور پر کمزور' مگر جسمانی اور ذہنی طور پر بڑے مضبوط انسان تھے۔ بنی اسرائیل میں ابھی بھی پرانی خوبو باقی تھی۔ انہوں نے طالوت کے حاکم مقرر کیے جانے پر اعتراض کیا اور کہا کہ: بھلا طالوت ہم پر بادشاہ کیسے مقرر ہو سکتا ہے؟ ہم اس سے زیادہ مال ومتاع رکھتے ہیں۔ مگر سیدنا شموئیلؑ نے اپنی قوم کو بتایا کہ: بے شک طالوت تمہارے مقابلے میں زیادہ دولت مند نہیں' لیکن اللہ سبحان و تعالیٰ نے اسے تمہارے مقابلے میں بہتر ذہنی قوت اور جسمانی طاقت عطا کی ہے۔ پھر یہ تو اللہ سبحان و تعالیٰ کی دین ہے' وہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک عطا کر دیتا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔ اس کا ہر کام مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔

بنی اسرائیل نے طالوت کو حاکم تسلیم تو کر لیا (مگر ان کے دلوں میں شکوک وشبہات جاگزیں رہے۔) اللہ سبحان و تعالیٰ نے (ان کے ان شکوک کو دور کرنے کی تدبیر فرمائی اور) اپنے پیغمبر کو بتا دیا کہ بنی اسرائیل کا کھویا ہوا "تابوت سکینہ" ان کو واپس مل جائے گا۔

اس تابوت کی بازیابی کو طالوت کی بادشاہی کی آسمانی تصدیق تصور کیا گیا۔ چنانچہ یہ تابوت

Marfat.com

طالوت کے پاس پہنچ گیا۔ بنی اسرائیل اس نشانی کو دیکھ کر قائل ہو گئے۔ اس مقصد کے لیے ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں اللہ سبحان و تعالیٰ کے ایک پیغمبر سیدنا داوٴدؑ بھی شامل تھے۔

سیدنا شموئیلؑ نے اپنی قوم سے پہلے ہی پوچھ لیا تھا کہ کہیں تم لوگ جہاد فی سبیل اللہ سے پھر تو نہ جاوٴ گے۔ قوم نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں ضرور لڑیں گے اور کیوں نہیں لڑیں گے جبکہ ہم گھر سے بے گھر کر دیئے گئے اور اپنی آل اولاد سے ہمیں دور کر دیا گیا۔ لیکن قرآن پاک شاہد (گواہ) ہے کہ جب لڑنے کا حکم ہوا، اور قوم کے مطالبہ کے مطابق بادشاہ بھی مقرر کر دیا گیا اور بادشاہ کی آسمانی نشانی تابوت بھی آ گئی، تو بھی اس قوم نے (چند افراد کے سوا) بزدلی دکھائی اور اپنے عہد جہاد سے پھر گئے۔

بہر حال طالوت اپنی فوجیں لے کر نکلے۔ دشمن کی طرف پیش قدمی کے دوران راستے میں ایک دریا پڑتا تھا اس نہر پر پہنچنے سے قبل طالوت نے اپنی فوج سے کہا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ ایک نہر سے تم لوگوں کا امتحان لے گا۔ پس جس نے یہ پانی نہ پیا وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں میرا رفیق ہے، لیکن اگر صرف ایک چلو بھر پانی پی لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ جب فوج نہر سے گزر رہی تھی تو چند ایک کے سوا، سبھی نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا اور یوں بدعہدی اور نافرمانی کے مرتکب ہوئے۔

جب طالوت کا لشکر نہر سے پار گزرا تو سامنے دشمن کی افواج موجود تھیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ دشمن کی کثیر تعداد کو دیکھ کر اور اپنی طبعی کمزوری کے پیش نظر کہنے لگے: اے طالوت! ہم میں تو اس لشکر سے آج لڑنے کی سکت نہیں لیکن فوج کا وہ حصہ جو ایمان میں کامل تھا۔ جنہوں نے نہر کا پانی بھی نہیں پیا تھا۔ اور جن کو یقین تھا کہ انہوں نے آج نہیں تو کل بہرحال (مرنا ہے اور) اللہ سبحان و تعالیٰ کے روبرو پیش ہونا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم لڑیں گے۔ دشمن کی کثرت ہے تو کیا؟ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم ونصرت سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ ہمیں اللہ سبحان و تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں (صبر کرنے والوں) کی غیب سے امداد فرماتا ہے۔

پھر اہل ایمان نے اپنی صفیں درست کیں اور دشمن کے ساتھ مقابلہ شروع ہونے سے قبل اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا کی: اے ہمارے رب! ہمیں سرتاپا استقامت سے نواز اور (اپنی راہ میں) ہمارے قدم جمائے رکھنا (تاکہ کافروں سے لڑ سکیں) اور ہم کو ان کافروں پر فتح نصیب فرما!

Marfat.com

چنانچہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دشمن پر فتح عطا کی اور (وہ بھاگ کھڑے ہوئے) سیدنا داوٗدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا۔

طالوت کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ نے سیدنا داوٗدؑ کو پیغمبر چن لیا۔ ان کو سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ چاہا سیدنا داوٗدؑ کو اس کا علم عطا فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین پر فساد پھیل جاتا۔ لیکن اللہ جہان والوں پر بڑا ہی فضل فرماتا رہتا ہے۔"

Marfat.com

سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام

سیدنا عزیر علیہ السلام وہ نبی تھے جنہیں یہود اللہ سبحان وتعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ بالکل اسی طرح، جیسے سیدنا مسیح علیہ السلام کو نصاریٰ اللہ سبحان وتعالیٰ کا بیٹا کہتے رہے۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں یہود ونصاریٰ کی اس بات کو رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ دراصل یہ لوگ بہک گئے ہیں۔ حضرت عزیرؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے وہ نبی ہیں جنہوں نے حیات بعد الموت کا مشاہدہ کیا۔

سیدنا عزیر علیہ السلام کا مختصر ذکر قرآن پاک کی جن آیات میں کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۵۹
۱۰	التوبہ	۳۰

Marfat.com

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ اس طرح ہے:

- یا اس شخص کے مانند' جو ایک بستی سے گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی' اس نے کہا: اللہ اس (بستی والوں) کے مرنے کے بعد انہیں کیونکر زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے انہیں ایک سو سال مردہ رکھا' پھر اسے اٹھایا (زندہ کیا) اللہ نے پوچھا: تو کتنی دیر یہاں رہا؟ انہوں نے کہا: میں ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم' فرمایا (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) تو ایک سو سال (مردہ) رہا۔ پس تو اپنے کھانے پینے کی طرف دیکھ وہ (سو سال گزرنے کے بعد بھی) سڑا نہیں' اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ' اور ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں گے اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کس طرح جوڑتے ہیں' پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں پھر جب ان پر واضح ہو گیا تو انہوں نے کہا' میں جان گیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرۃ ۲۵۹)
- یہود نے کہا: عزیز اللہ کا بیٹا ہے' اور کہا نصاریٰ نے: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی مہمل باتیں ہیں وہ ریس کرتے ہیں پہلے گزرنے والے کافروں کی بات کی۔ اللہ انہیں غارت کرے' کہ وہ کہاں بہکے جا رہے ہیں؟ (التوبہ ۳۰)

Marfat.com

ان آیات کی روشنی میں سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام کی روداد کچھ اس طرح سامنے آتی ہے:

(ایک دفعہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے پیغمبر سیدنا حضرت عزیر گدھے پر سوار جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک بستی دیکھی جو اس بری طرح تباہ ہو گئی تھی کہ اس میں حیات کا کوئی نام ونشان بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔) اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبر کے دل میں یہ خیال گزرا کہ بھلا اس تباہی کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ اس بستی کے ساکنوں کو پھر سے زندہ کیسے کرے گا؟ (جب حضرت عزیرؑ بستی میں تھے تو صبح کا وقت تھا۔ وہ ایک جگہ آرام کرنے کے لیے رک گئے مگر) اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرنے کا حکم دے دیا۔

وہ اس مردہ حالت میں ایک سو سال رہے۔ پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کو زندگی بخشی۔ جب سیدنا عزیرؑ دوبارہ زندہ ہوئے تو (شام ہو رہی تھی) اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان سے دریافت کیا کہ: آپؑ کتنا عرصہ یہاں مقیم رہے؟ سیدنا عزیرؑ کا جواب تھا: یہی ایک دن یا اس سے کچھ کم عرصہ تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپؑ کو حکم دیا کہ ذرا اپنی کھانے پینے کی اشیاء (جو سفر کی حالت میں انہوں نے ساتھ رکھی تھیں) کو دیکھیے کہ وہ گل سڑ تو نہیں گئیں۔ یہ اشیاء درست حالت میں تھیں۔ پھر حکم ہوا: ذرا اپنے گدھے کو بھی دیکھ لو۔ گدھا مر چکا تھا اور اس کا گوشت گل سڑ چکا تھا البتہ ہڈیاں پڑی تھیں۔ پھر سیدنا عزیرؑ کے دیکھتے ہی دیکھتے گدھے کی ہڈیاں یکجا ہو گئیں' ان پر گوشت چڑھا' کھال آئی اور گدھا پھر سے زندہ ہو گیا۔ یوں سیدنا عزیر علیہ السلام پر اللہ سبحان و تعالیٰ کا موت اور حیات بعد الموت پر پوری طرح قادر ہونا واضح ہو گیا۔

عزیرؑ بھی بنی اسرائیل کے نبی تھے مگر یہودیوں نے ان کے وصال کے بعد ان کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا جیسے نصاریٰ سیدنا عیسیٰؑ کو اللہ سبحان و تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ مگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کی اس بات کو غلط قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: وہ تو بہک گئے ہیں۔

Marfat.com

سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام

سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ لیکن سورہ "البقرۃ" کی ایک آیت مبارکہ میں آپؑ کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ "حزقیل" عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب "اللہ سبحان وتعالیٰ کی قدرت" ہے۔

قرآن پاک کی جس آیہ مبارکہ میں آپؑ کا ذکر ملتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیہ مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۴۳

Marfat.com

اس آیہ مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- (اے نبی ﷺ) کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ باوجودیکہ تعداد میں ہزاروں تھے لیکن موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے' پس اللہ نے ان کو حکم دیا: "مرجاؤ" (تو وہ سب مر گئے) پھر اللہ نے انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (البقرۃ ۲۴۳)

Marfat.com

قرآن پاک میں براہ راست اس امر کا ذکر نہیں کہ یہ مرے ہوئے لوگ کیسے زندہ ہوئے۔ وہ لوگ ایک بیماری سے خوفزدہ ہو کر گھروں سے دور جنگل میں نکل گئے۔ لیکن موت نے انہیں وہاں بھی جا لیا۔ اور وہ سب اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے مر گئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا کی کہ "اے پروردگار! جس طرح تو نے اپنے جلال سے انہیں ختم کر دیا۔ اسی طرح اپنے جمال اور رحمت سے انہیں دوبارہ زندہ فرما دے۔" چنانچہ وہ سب زندہ ہو گئے۔ کیونکہ اللہ سبحان وتعالیٰ تو اپنے بندوں پر فضل فرماتا ہے۔ البتہ بندے ہی اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے پہلے نبی ہیں جو بیک وقت نبوت اور حکومت سے سرفراز کیے گئے' پھر آپؑ کو بنی نوع انسان کے جد امجد اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے سب سے پہلے نبی' سیدنا حضرت آدم علیہ السلام والے لقب "خلیفۃ اللہ" سے مشرف کیا گیا۔ آپؑ کو زرہ بنانے کا فن سکھایا گیا اور لوہا آپؑ کے ہاتھوں میں موم کی مانند نرم کر دیا گیا۔ تاکہ آپؑ حسب ضرورت لوہے کو ڈھال کر زرہ تیار کر سکیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو صاحب کتاب رسول کیا اور آپؑ پر "زبور" نازل فرمائی۔ جو چار آسمانی کتابوں میں سے ایک ہے۔ آپؑ کو خوش الحانی سے نوازا گیا۔ آپؑ نہایت خوش الحانی سے زبور کی تلاوت کرتے جو سننے والے کے دل میں اتر جاتی۔ اسی وجہ سے آج تک "لحن داؤدی" کو آواز کی دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو سیدنا سلیمان علیہ السلام جیسا جلیل القدر اور فرمانروا فرزند عطا فرمایا۔ آپؑ جانوروں کی بولیاں سمجھتے (منطق الطیر) تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ وصف آپؑ کے بیٹے کو بطور وراثت عطا فرمایا۔ پہاڑوں کو سیدنا داؤد علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا گیا۔ جب سیدنا داؤد علیہ السلام خوش الحانی کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے اور تسبیح فرماتے' تو پہاڑ اور پرندے آپؑ کے ساتھ مل کر اللہ سبحان وتعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں سیدنا حضرت داوٗد علیہ السلام کا تذکرہ موجود ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۵۱
۶	النسآء	۱۶۳
۶	المآئدۃ	۷۸
۷	الانعام	۸۵
۱۵	بنیٓ اسرآئیل	۵۵
۱۷	الانبیآء	۷۸۔۸۰
۱۹	النمل	۱۵
۲۲	سباء	۱۰،۱۱
۲۲	صٓ	۱۷،۲۶
۲۳	صٓ	۳۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا' اور اللہ نے اسے ملک اور حکومت عطا کی' اور اسے سکھایا جو چاہا۔ (البقرۃ ۲۵۱)
- بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے' جیسے ہم نے وحی بھیجی تھی نوحؑ کی طرف' اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ' اسماعیلؑ' اسحاقؑ' یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف' اور عیسیٰؑ' ایوبؑ' یونسؑ' ہارونؑ اور سلیمانؑ اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی۔ (النسآء ۱۶۳)
- بنی اسرائیل میں سے' جن لوگوں نے کفر کیا' وہ ملعون ہوئے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے ہوئی کہ وہ نافرمان تھے اور (نافرمانی میں بھی) حد سے گزر گئے تھے۔ (المآئدۃ ۷۸)
- اور ہم نے ان (سیدنا ابراہیمؑ) کو بخشا اسحاقؑ اور یعقوبؑ۔ ہم نے سب کو ہدایت دی۔ اور نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی اس سے قبل' اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو' اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ (الانعام ۸۵)
- اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور تحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی۔ اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔ (بنی اسرآئیل ۵۵)
- اور (یاد کرو) جب داؤدؑ اور سلیمانؑ ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب اس میں رات کے وقت ایک قوم کی بکریاں چر گئیں۔ اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے (مشاہدہ کر رہے تھے)۔ (الانبیآء ۷۸)
- پس ہم نے سلیمانؑ کو (صحیح فیصلہ کی) فہم دی اور پھر ایک کو ہم نے حکم (حکمت ونبوت) اور علم دیا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤدؑ کے لیے مسخر کر دیا۔ وہ (ان کے ساتھ) تسبیح کرتے تھے اور پرندے بھی (مسخر کیے) اور (یہ سب کچھ) کرنے والے ہم تھے۔ (الانبیآء ۷۹)
- اور ہم نے اس (سیدنا داؤدؑ) کو ایک طرح کا لباس (زرہ) بنانا سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی میں بچائے۔ پس (سوچو) کیا تم لوگ (اس نعمت کا) شکر ادا کرتے ہو۔ (الانبیآء ۸۰)

Marfat.com

- اور تحقیق ہم نے دیا داوٗدؑ اور سلیمانؑ کو بڑا علم۔ اور وہ دونوں (بھی شکر گزار رہے) کہا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں فضیلت دی اپنے اکثر مومن بندوں پر۔ (النمل ۱۵)
- اور تحقیق ہم نے داوٗدؑ کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح کرو۔ اے پرندو (تم بھی) اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو مناسب انداز میں جوڑو۔ اور نیک عمل کرو کہ تم جو کچھ کرتے ہو بے شک میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ (سبا ۱۰'۱۱)
- (اے رسولؐ) جو وہ کہتے ہیں اس پر آپؐ صبر کریں۔ اور یاد کریں ہمارے بندے داوٗدؑ قوت والے کو۔ بے شک وہ اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ (ص ۱۷)
- بے شک ہم نے پہاڑ اس کے ساتھ مسخر (تابع) کر دیئے تھے جو صبح و شام اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ (ص ۱۸)
- اور پرندے بھی ان کے ساتھ جمع ہو کر (تسبیح کرتے اور) سب ان کے تابع فرمان تھے۔ (ص ۱۹)
- اور ہم نے اس کی بادشاہت مضبوط کی۔ اور اس کو حکمت دی اور قول فیصل (کا سلیقہ) سکھایا۔ (کہ سننے والا خود بخود قائل ہو جائے)۔ (ص ۲۰)
- اور کیا آپؐ کے پاس جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی؟ جب وہ دیوار پھاند کر مسجد میں آگئے۔ جب وہ داخل ہوئے داوٗدؑ کے پاس' تو وہ ان سے گھبرا گئے۔ ان لوگوں نے کہا ڈرو (نہیں۔) ہم ایک مقدمہ کے دو فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں حق کے ساتھ' اور بے انصافی نہ کریں۔ اور سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی کریں۔ (ص ۲۱'۲۲)
- (معاملہ یہ ہے کہ) میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ پس اس نے کہا کہ وہ (بھی) میرے حوالے کر دے اور یہ مجھے گفتگو میں دبا لیتا ہے۔ (ص ۲۳)
- داوٗدؑ نے کہا: واقعی اس نے تیری دنبی مانگ کر ظلم کیا ہے کہ اسے اپنی دنبیوں کے ساتھ ملا لے۔ اور بے شک اکثر شریک کار ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں

Marfat.com

ماسوائے ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے' اور (ایسے لوگ) بہت کم ہیں اور داؤدؑ نے خیال کیا کہ ہم نے (اللہ سبحان وتعالیٰ نے) اسے آزمایا ہے۔ تو اس نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی۔ اور (سجدے میں) گر گیا۔ (ص ۲۴)

(یہ آیت سجدہ ہے۔ قاری کو سجدہ کرنا چاہیے)

- پس ہم نے بخش دی اس کی یہ (لغزش۔) اور بے شک اس کے لیے ہمارے پاس قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ (ص ۲۵)
- اے داؤدؑ! بے شک ہم نے تجھے بنایا زمین (ملک) پر اپنا نائب' سو تو لوگوں کے درمیان حق (انصاف) کے ساتھ فیصلہ کر۔ اور (اپنی) خواہش کی پیروی نہ کر' کہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھکا نہ دے۔ بے شک جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے روز حساب کو بھلا دیا۔ (ص ۲۶)
- اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا کیا۔ بہت اچھا بندہ' بے شک وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔ (ص ۳۰)

Marfat.com

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کی اس فوج میں شامل تھے جس نے طالوت کی سرکردگی میں اسرائیلیوں کے دشمن جالوت کی فوج سے مقابلہ کیا تھا۔ اگرچہ بنی اسرائیل تعداد میں دشمن سے کم تھے۔ مگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے انہیں دشمن پر فتح عطا فرمائی اور سیدنا حضرت داؤدؑ نے دشمن سپہ سالار جالوت کو قتل کر دیا۔ اس وقت تک سیدنا داؤدؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے نبوت سے نہیں نوازا تھا۔ لیکن اس جنگ کے بعد اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو نہ صرف نبوت سے سرفراز فرمایا بلکہ ایک بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی اور آپؑ کو "زبور" عطا فرمائی جو چار آسمانی کتب زبور، تورات، انجیل اور قرآن پاک میں سے ایک ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو معاملہ فہمی کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا اور آپؑ عوام کے تنازعات کے بارے میں بہت عمدہ فیصلے کرتے تھے۔ جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی کیا گیا ہے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے ایک فیصلے کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:
ایک دفعہ چند افراد دیوار پھاند کر مسجد میں داخل ہو گئے (جہاں سیدنا داؤد علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھے۔) آپؑ ان لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ مگر ان لوگوں نے کہا: آپؑ گھبرائیں نہیں، ہم تو ایک مقدمہ کے دو فریقین ہیں۔ آپؑ ہمارا مقدمہ سن لیں اور فیصلہ فرمائیں۔ پھر اس شخص نے آپؑ کو بتایا: یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اور یہ مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی میں اس کے حوالے کر دوں۔ سیدنا داؤدؑ نے کہا کہ: بے شک تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کے لیے دباؤ ڈال کر یہ تم پر زیادتی کر رہا ہے۔ اکثر شریک کار ایک دوسرے سے زیادتی کرتے ہیں لیکن جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اگرچہ کم ہوتے ہیں۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتے (جیسا یہ کر رہا ہے) ان لوگوں کے جانے کے بعد سیدنا داؤدؑ سمجھ گئے کہ ان کی تو اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے سجدے میں گر کر اللہ سبحان و تعالیٰ سے اپنے لیے عفو (معافی) طلب کیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا داؤدؑ کو معاف فرمایا قرآن پاک کی زبان میں:

"تو اس (داؤدؑ) نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا۔ تو ہم (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے اسے معاف فرما دیا۔ اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں قرب اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔"

(یہ آیت سجدہ ہے۔ قاری کو اس آیت کے بعد سجدہ کرنا چاہئے۔)

(وہ آزمائش کیا تھی؟ قرآن پاک نے اس کی کوئی تصریح نہیں کی۔ یہ معاملہ سیدنا داؤدؑ

Marfat.com

اور ان کے رب کے درمیان ایک راز ہے' اس کو کریدنے کا بھی کسی کو حق نہیں۔)

معاملات کے فہم اور عمدہ قوت فیصلہ کے علاوہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا داوٗدؑ کو لوہے سے زرہ بکتر بنانے کا فن بھی عطا فرمایا تھا اور لوہا آپؑ کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ پھر آپؑ کو نہایت خوبصورت آواز عطا فرما رکھی تھی۔ آپؑ جب خوش الحانی سے اللہ سبحان وتعالیٰ کی کتاب کی تلاوت فرماتے تو وہ سننے والوں کے دلوں میں اتر جاتی۔ آپؑ کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے سلطنت' نبوت' قوت' پہاڑوں اور پرندوں کی بولیوں کو سمجھنے کا علم اور دیگر کئی اوصاف سے نوازا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پھر آپؑ کو سیدنا حضرت سلیمانؑ جیسا جلیل القدر پیغمبر اور بادشاہ بیٹا عطا فرمایا تھا۔

چنانچہ ان تمام عنایات پر سیدنا داوٗدؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے نہ تھکتے تھے۔ قرآن پاک کی زبان میں:

"وہ ہمارے بندے' قوت والے اور اللہ (سبحان وتعالیٰ) کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔"

Marfat.com

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام' سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کے صاجزادے تھے۔ آپؑ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ گویا آپؑ کا شمار ان نبیوں میں ہوتا ہے جنہیں نبوت وراثت میں ملی۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جلیل القدر والد سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح پرندوں اور جانوروں کی بولیاں نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ پرندوں اور جانوروں سے ان کی بولی میں کلام بھی کر سکتے تھے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی اس خاص نعمت کو جو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے اس نبی کو عطا کی تھی "فضل مبین" کا نام دیا ہے۔ آپؑ جب سفر کرتے تو آپؑ کا تخت ہوا کے دوش پر سوار ہوتا اور لاتعداد پرندے آپؑ کے جلو میں محو پرواز ہوتے۔ آپؑ کے ساتھ پرواز کرنے والا ایک پرندہ "ھد ھد" ہی آپؑ کے پاس ملکہ سبا (بلقیس) کی خبر لایا تھا۔ آپؑ نے ملکہ کو اسلام کی دعوت دی جو ملکہ نے قبول کی اور آپؑ پر ایمان لے آئی۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے ہی عابد وزاہد پیغمبر تھے۔ آپؑ نماز کی ادائیگی کو ہر بات پر ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ گھوڑوں کے معائنہ کی وجہ سے آپؑ کی نماز قضا ہو گئی تو آپؑ نے ان سب گھوڑوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر ڈالا۔ آپؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے بہت سی دعائیں کیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ:

> "اے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو' بے شک تو بہت ہی عطا کرنے والا ہے۔" (ص ۳۵)

اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کی دعا اس طرح قبول فرمائی کہ آپؑ کو نہ صرف روئے زمین کے ایک بڑے خطہ پر حکومت عطا فرمائی بلکہ جانور' پرندے اور جنات بھی آپؑ کی اطاعت میں

Marfat.com

دے دیئے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کی وفات سے قبلہ اول' بیت المقدس کی تعمیر کا کام ادھورا رہ گیا تھا جسے سیدنا سلیمانؑ نے جنات کی مدد سے مکمل کیا۔

قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ملتا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۰۲
۵	النسآء	۱۶۳
۷	الانعام	۸۵
۱۷	الانبیآء	۷۸-۸۲
۱۹	النمل	۱۵-۴۴
۲۲	سبا	۱۲-۱۵
۲۳	صٓ	۳۰-۴۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور (یہود جب قید ہو کر بابل پہنچے تو) اس علم کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمانؑ کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھتے تھے۔ اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا (وہ جادو سکھانے نہیں آئے تھے) مگر! کفر شیاطین نے کیا جو لوگوں کو جادو ٹونے سکھاتے تھے۔ اور (اس علم کے پیچھے ہو لیے) جو (شہر بابل میں) ان دو فرشتوں پر اترا تھا جن کا نام ہاروت اور ماروت تھا اور وہ دونوں فرشتے (بھی) کسی کو (جادو) نہیں سکھاتے تھے' جب تک یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں پس تو (اے طالب سحر) کافر نہ بن۔ پھر ان سے وہ چیز سیکھتے' جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔ اور وہ اس سے اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے اور وہ ان سے وہ چیز سیکھتے جو ان کو ضرر تو پہنچاتی لیکن نفع نہ دیتی۔ اور وہ خوب جانتے تھے کہ جو کوئی اس کا خریدار ہوا' اس کے لیے آخرت میں کچھ نہیں۔ اور وہ بے شک بہت بری شے ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کیا' (جادو ٹونے کے لیے اپنی آخرت تباہ کی) کاش ان کو اس بات کا علم ہوتا۔ (البقرۃ ۱۰۲)
- بے شک (اے رسول ﷺ) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی ہے جیسے ہم نے وحی بھیجی تھی نوحؑ کی طرف' اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف' اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ ' اسماعیلؑ اور اسحاقؑ ' یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف' اور عیسیٰؑ ' ایوبؑ ' یونسؑ ' ہارونؑ اور سلیمانؑ (کی طرف۔) اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عنایت کی۔ (النسآء ۱۶۳)
- اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) کو بخشا اسحاقؑ اور یعقوبؑ ' ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے قبل ہم نے نوحؑ کو ہدایت دی اور ان (ابراہیمؑ) کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (ہدایت سے نوازا) اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو اجر دیتے ہیں۔ (الانعام ۸۵)
- اور (یاد کرو) جب داؤدؑ اور سلیمانؑ ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ جب اس میں رات کے وقت ایک قوم کی بکریاں چر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے۔ (الانبیآء ۷۸)
- پھر ہم نے سلیمانؑ کو (راست فیصلہ کرنے کا) فہم عطا کیا اور ہر ایک کو ہم نے حکم

Marfat.com

(حکمت و نبوت) اور علم دیا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤدؑ کے تابع بنا دیا جب وہ تسبیح کرتے (تو ان کے ساتھ) یہ (پہاڑ اور) پرندے بھی اللہ کی تسبیح کرتے۔ اور یہ (سب کچھ) کرنے والے ہم ہی تھے۔ (الانبیآء ۷۹)

- اور ہم نے اسے (داؤد علیہ السلام کو) تمہارے لیے لباس (زرہ) بنانا سکھا دیا۔ تاکہ تم کو تمہاری لڑائی میں بچائے۔ پس کیا تم لوگ (اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہو؟۔ (الانبیآء ۸۰)
- اور ہم نے زور دار ہواؤں کو سلیمانؑ کا تابع بنا دیا۔ جو ان کے حکم سے چلتی تھیں' اور ان کے تخت کو اس سرزمین کی طرف (اڑا لے جاتیں) جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں۔ اور ہم کو ہر چیز کا علم ہے۔ (الانبیآء ۸۱)
- اور شیاطین (جنوں) میں سے مسخر کیے جو ان کے لیے (سمندر میں) غوطہ زنی کرتے تھے اور اس کے سوا کئی اور کام (بھی) انجام دیتے تھے اور ہم ہی ان کو سنبھالنے والے تھے۔ (الانبیآء ۸۲)
- اور تحقیق ہم نے دیا داؤدؑ اور سلیمانؑ کو بڑا علم' اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں وہ جس نے ہمیں اپنے اکثر مومن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ (النمل ۱۵)
- اور سلیمانؑ داؤدؑ کا وارث ہوا۔ اور اس نے کہا: اے لوگو! مجھے سکھا دی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ بے شک یہ اللہ کا کھلا فضل ہے۔ (النمل ۱۶)
- اور سلیمانؑ کے سامنے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے جاتے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں (یعنی مختلف دستوں میں تقسیم کر کے مختلف کاموں پر لگایا جاتا۔ ایک بار اسی طرح فوجیں روانہ ہوئیں)۔ (النمل ۱۷)
- یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کی بستی میں آگئیں تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ (کہیں) سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ (النمل ۱۸)
- چنانچہ سلیمانؑ اس (چیونٹی) کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور دعا کی: اے میرے رب! مجھے تو عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر

Marfat.com

عنایت فرمائی ہے اور یہ کہ میں ہمیشہ وہ کام کروں جو تجھے پسند ہو۔ اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔ (النمل ۱۹)

○ اور (جب) اس (سیدنا سلیمانؑ) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا کیا (بات) ہے میں ھدھد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غائب ہو جانے والوں میں سے ہے؟۔ (النمل ۲۰)

○ البتہ میں اسے ضرور سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا اسے ضرور کوئی عذر معقول میرے پاس بیان کرنا ہوگا۔ (النمل ۲۱)

○ سو اس (ھدھد) نے تھوڑی سی دیر کی' وہ آگیا اور کہا: میں نے معلوم کیا ہے وہ جو آپ کو معلوم نہیں' اور میں آپ کے پاس (ملک) سبا سے متعلق ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ (النمل ۲۲)

○ بے شک میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے وہ ان پر بادشاہت کرتی ہے اور اسے ہر چیز (مال و دولت فوج وغیرہ) میسر ہے اور اس کا ایک عظیم الشان تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے پایا ہے' اور شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوشنما بنا کر دکھائے ہیں' پس انہیں (سیدھے) راستے سے روک دیا ہے' سو وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ (النمل ۲۳'۲۴)

○ اور (یہ لوگ) اللہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ وہ جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی (چیزوں) کو نکالتا ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ (النمل ۲۵)

○ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ (النمل ۲۶)

○ سلیمانؑ نے کہا: اچھا ہم ابھی دیکھ لیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ (النمل ۲۷)

○ میرا یہ خط لے جا پس یہ ان کی طرف ڈال دے' پھر لوٹ جا' اور دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں! (النمل ۲۸)

○ وہ عورت (ملکہ سبا) کہنے لگی: اے سردارو! بے شک میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے۔ بے شک وہ سلیمانؑ (کی طرف) سے ہے۔ اور بے شک وہ (یوں ہے کہ) "اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔" (اور) یہ کہ مجھ پر میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر آؤ"۔ (النمل ۲۹-۳۱)

Marfat.com

- وہ بولی: اے سردارو! میرے معاملے میں مجھے رائے دو' میں کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے والی نہیں ہوں (فیصلہ نہیں کرتی) جب تک تم موجود (نہ) ہو۔ (النمل ۳۲)
- وہ بولے: ہم قوت والے' بڑے لڑنے والے ہیں اور فیصلہ تیرے اختیار میں ہے تو دیکھ لے تجھے کیا حکم کرنا ہے۔ (النمل ۳۳)
- وہ بولی: بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی اسی طرح کریں گے۔ اور بے شک میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔ (النمل ۳۴'۳۵)
- پس جب سلیمان ؑ کے پاس قاصد آیا تو اس نے کہا: کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ (مجھے یہ مال و دولت درکار نہیں) پس اللہ نے جو مجھے دیا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو اس نے تمہیں دیا ہے۔ بلکہ اپنے تحفے سے تم ہی خوش رہو (یعنی یہ اپنے پاس رکھو) تم (قاصد) واپس لوٹ جاؤ۔ سو ہم ان پر ضرور حملہ کریں گے' ایسے لشکروں سے جن (کے مقابلے) کی ان میں طاقت نہ ہوگی' اور ہم ضرور انہیں وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے' اور وہ خوار ہوں گے۔ (النمل ۳۶'۳۷)
- سلیمان ؑ نے کہا: اے سردارو! تم میں سے کون اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لائے گا؟ اس سے قبل کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر آئیں۔ (النمل ۳۸)
- کہا جنات میں سے ایک قوی ہیکل نے: بے شک میں تخت کو آپ کے پاس اس سے قبل لے آؤں گا کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں اور میں بے شک قوت والا اور امانتدار ہوں۔ (النمل ۳۹)
- (پھر) ایک شخص نے' جس کے پاس کتاب (الٰہی) کا علم تھا' کہا: میں اس تخت کو آپ کے پاس اس سے قبل لے آؤں گا کہ آپ پلک جھپکیں۔ پس جب سلیمان ؑ نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو اس نے کہا ضرور یہ سب میرے رب کے فضل سے ہے۔ تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ آیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں؟ اور جس نے شکر کیا پس وہ اپنی ذات کے لیے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بے شک میرا رب بے نیاز' کرم کرنے والا ہے۔ (النمل ۴۰)
- اس (سیدنا سلیمان ؑ) نے کہا کہ: اس (ملکہ کے امتحان کے لیے) اس کے تخت کی وضع

Marfat.com

بدل دو ہم دیکھیں کہ آیا وہ سمجھ جاتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جو نہیں سمجھتے۔ (النمل ۴۱)

○ پس جب وہ (ملکہ) آئی تو (اس سے) کہا گیا کہ تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ بولی گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں اس سے قبل بتا دیا گیا (علم ہو گیا تھا) اور ہم مسلمان اور فرمانبردار ہیں۔ (النمل ۴۲)

○ اور سلیمانؑ نے اس کو اس سے روکا' جس کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی تھی۔ بے شک وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔ (النمل ۴۳)

○ اس سے کہا گیا کہ محل میں چلئے (جس کا فرش شیشے کا تھا اور نیچے پانی رواں تھا) جب اس نے اس محل (کے فرش) کو دیکھا تو اسے گہرا پانی دیکھا اور (پائینچے اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ اس (سیدنا سلیمانؑ) نے کہا: بے شک یہ شیشوں سے جڑا ہوا محل ہے۔ وہ فوراً بولی: اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور (اب) میں سلیمانؑ کے ساتھ (ان کے اتباع میں) تمام جہانوں کے رب پر ایمان لائی۔ (النمل ۴۴)

○ اور سلیمانؑ کے لیے ہوا کو (مسخر) کیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ (کی راہ ہوتی) اور شام کی منزل ایک ماہ (کی راہ) ہوتی۔ ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں سے (بعض) ان کے سامنے محنت شاقہ کرتے تھے ان (سیدنا سلیمانؑ) کے رب کے حکم سے' اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے پھرے گا ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سبا ۱۲)

○ وہ (جنات) سلیمانؑ کے لیے جو وہ چاہتے بناتے وہ اس کے لیے قلعے بناتے اور تصویریں (مورتیاں) اور حوض جیسے لگن' اور ایک جگہ جمی ہوئی دیگیں (اور) اے خاندان داؤدؑ! تم میرا شکر بجا لاؤ اور میرے بندوں میں شکرگزار تھوڑے ہیں۔ (سبا ۱۳)

○ پھر جب ہم نے اس (سیدنا سلیمانؑ) کی موت کا حکم جاری کیا تو کسی چیز نے انہیں (جنوں کو) اس کی موت کا پتہ نہ دیا' بجز گھن کے کیڑے کے' جو سلیمانؑ کے عصا کو کھاتا رہا۔ پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر حقیقت کھلی اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس ذلت کے عذاب میں نہ پھنسے رہتے۔ (سبا ۱۴)

Marfat.com

○ البتہ قوم سبا کے لیے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ دائیں اور بائیں (ہم نے کہہ دیا کہ) اپنے پروردگار کے عطا کردہ رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو (کیا ہی) پاکیزہ ہے تمہارا شہر اور (کیسا) پروردگار ہے بخشنے والا۔ (سبا ۱۵)

○ اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا کیا۔ بہت اچھا بندہ' بے شک وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔ (ص ۳۰)

○ (وہ وقت یاد کرو) جب شام کے وقت اس (سیدنا سلیمانؑ) کے سامنے پیش کیے گئے اصیل' عمدہ گھوڑے' تو اس نے کہا: بے شک میں نے اپنے رب کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت کو دوست رکھا یہاں تک کہ (سورج) چھپ گیا پردہ (مغرب) میں (عصر کی نماز قضا ہو گئی پھر اس نے کہا) ان (گھوڑوں) کو میرے سامنے لاؤ۔ پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ (ص ۳۱-۳۳)

○ اور البتہ ہم نے سلیمانؑ کی آزمائش کی' اور ہم نے اس کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا' پھر اس نے (ہماری طرف) رجوع کیا۔ اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار (میں) نہ ہو' بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔ (ص ۳۴-۳۵)

○ پھر ہم نے مسخر کر دیا اس کے لیے ہوا کو جہاں وہ پہنچنا چاہتا' وہ اس کے حکم سے نرم انداز میں چلتی اور جنات اس کے (تابع کر دیئے) عمارت بنانے والے اور غوطہ مارنے والے۔ اور دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے (جنوں کو بھی ان کے تابع کر دیا گیا) یہ ہماری عطا ہے (یہ تیری مرضی ہے کہ) اب تو احسان کر (یہ کسی کو دے) یا رکھ چھوڑ (تم سے کچھ حساب نہ ہوگا) اور بے شک اس کے لیے ہمارے یہاں اعلیٰ مرتبہ اور بہتر انجام ہے۔ (ص ۳۶-۴۰)

Marfat.com

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد محترم سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام بھی نبی اور صاحب کتاب رسول تھے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر سے قبل متعدد انبیاء کا تذکرہ کیا ہے۔ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام کے جد امجد تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، پھر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا گیا۔ سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ان کی طرف بھی وحی کی جاتی تھی۔ جس طرح دوسرے انبیاء کرام کی طرف وحی بھیجی جاتی تھی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ تمام باتیں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بذریعہ قرآن (وحی) بتائی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اولاد یعقوب علیہ السلام میں سے داؤد علیہ السلام کو "زبور" عطا فرمائی۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام صاحب الرائے پیغمبر تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو خاص فہم عطا فرمایا تھا۔ اپنے والد محترم سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح آپؑ کو بھی نبوت، حکمت اور حکومت عطا کی گئی اور آپؑ کو نبوت، حکمت اور حکومت میں اپنے جلیل القدر والد کا وارث بنایا گیا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو پہاڑوں پر یہ قدرت عطا کی گئی کہ جب آپؑ اللہ سبحان و تعالیٰ کی تسبیح کرتے تو نہ صرف پہاڑ بلکہ چرند پرند بھی آپؑ کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ کی تسبیح کرتے۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے صائب الرائے ہونے کے ضمن میں خود اللہ سبحان وتعالیٰ نے ایک مقدمے کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت ایک قبیلے کی بکریاں دوسرے قبیلے کے کھیت میں داخل ہو کر ساری فصل چر گئیں۔

اس پر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیت کے مالکان کے حوالے کر دی جائیں کہ ان بکریوں کی قیمت کھائی جانے والی کھیتی کے برابر تھی۔

> اللہ سبحان وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام اپنے اپنے فیصلے تک پہنچ رہے تھے تو ہم (اللہ سبحان وتعالیٰ) ایک نگہبان کی طرح ان پر موجود تھے۔"

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے سے زرہ بکتر بنانے کا ہنر سکھایا تھا۔ آپؑ لوہے سے زرہیں بناتے تھے۔ اسی طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ عطا فرمایا۔ جس سے جنات آپؑ کے حکم کے مطابق بڑی بڑی دیگیں اور دوسرے برتن بناتے تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام پر خصوصی انعام یہ کیا تھا کہ جنات کو آپؑ کے تابع بنایا تھا اور ہوا آپؑ کا تخت لے کر اڑتی تھی۔

جنات دستوں کی صورت میں روزانہ آپؑ کے سامنے حاضر ہوتے۔ دوسرے کئی کام کرنے کے علاوہ' جنات سمندر میں غوطہ زنی کر کے آپؑ کے لیے قیمتی پتھر نکال کر لاتے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے بڑے بڑے سرکش جنات کو آپؑ کے تابع فرمان بنایا تھا۔ وہ گویا زنجیروں میں جکڑے ہوتے اور وہ آپؑ کا حکم ماننے پر مجبور کر دیئے گئے تھے۔ پھر سیدنا سلیمانؑ چرند وپرند اور جانوروں کی نہ صرف بولیاں سمجھتے تھے بلکہ ان سے خود ان ہی کی زبان میں کلام بھی کرتے تھے۔ ان تمام قوتوں اور خوبیوں کے باوصف سیدنا حضرت سلیمانؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کی حمد بجا لاتے اور کہتے کہ:

> ”تمام تر تعریفیں اللہ سبحان وتعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم (داؤدؑ اور سلیمانؑ) کو اپنے بیشتر مومن بندوں پر فضیلت عطا فرما رکھی ہے۔ بے شک تمام قسم کی بزرگی اللہ سبحان وتعالیٰ ہی کو سزاوار ہے۔“

اللہ سبحان وتعالیٰ کو بھی سیدنا سلیمانؑ کی یہ صفت بندگی بے حد پسند تھی کہ وہ ہر بات میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور اس کی کبریائی بیان کرتے تھے۔

ایک روز سیدنا سلیمانؑ اپنے لاؤ لشکر سمیت جا رہے تھے کہ آپؑ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں چیونٹیوں کا مسکن تھا۔ آپؑ کے لشکر کے چلنے کی دھمک زمین کو ہلا رہی تھی۔ ایک چیونٹی نے گھوڑوں کے سموں کی دھمک اور گھوڑوں نیز گھوڑ سواروں کے شوروغل کی زلزلہ نما کیفیت کو محسوس کر لیا۔ چنانچہ اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ جاؤ' اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ' ایسا نہ ہو کہ سیدنا سلیمانؑ اور ان کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور انہیں (لشکریوں کو) خبر بھی نہ ہو۔

اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ نبیؑ نے چیونٹی کی باتیں سن لیں۔ وہ مسکرائے اور پھر اس بات پر اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے انہیں چیونٹی کی بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت اور فہم عطا فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپؑ نے دیکھا کہ تمام پرندے آپؑ کے دربار میں حاضر ہیں مگر

Marfat.com

ھد ھد نظر نہیں آ رہا تھا۔ آپؑ نے دوسرے پرندوں سے استفسار کیا کہ آیا ھد ھد غائب ہو گیا ہے؟ پھر آپؑ نے فرمایا کہ اگر ھد ھد نے اپنی غیر حاضری کی معقول اور قابل قبول وجہ بیان نہ کی تو اسے ضرور سخت سزا دی جائے گی یا پھر اسے ذبح ہی کر دیا جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد ہی ھد ھد آ پہنچا۔ اس نے آتے ہی آپؑ کو بتایا کہ وہ ان کے لیے سچی مگر حیران کن خبر لے کر آیا ہے۔ وہ خبر ملکہ سبا کے بارے میں تھی۔ (جس کا نام تو قرآن پاک میں بیان نہیں کیا گیا مگر اسے ملک "سبا" کی حکمران بتایا گیا ہے) ھد ھد نے بتایا کہ اس نے ملک سبا میں ایک خاتون کو حکومت کرتے دیکھا ہے۔ وہ اپنے ملک کی مطلق العنان حکمران ہے اور اس کی سلطنت میں ظاہری نعمت اور پانی کی بہتات ہے۔ وہ ایک عظیم الشان تخت پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ وہ ملکہ اور اس کی قوم' ایک خدا کی پرستش نہیں کرتے بلکہ وہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ کیونکہ شیطان نے ان کے اس فعل کو ان کے سامنے خوش نما بنا کر پیش کر رکھا ہے تاکہ ان کو ایک اللہ سبحان وتعالیٰ کی پرستش کے راستے سے دور رکھے۔ پس ان کے سیدھی راہ پر چلنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ پھر ھد ھد نے خود ہی سوال کیا کہ یہ لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ جو سب کچھ جانتا ہے اور وہ جو انسان ظاہر کرتے ہیں وہ بھی' اور جو چھپاتے ہیں وہ بھی' اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے سوا تو کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر بات پر قادر ہے وہ عرش عظیم کا مالک ہے مگر یہ لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ کے سوا کسی اور کی پرستش میں مصروف ہیں۔

سیدنا سلیمانؑ نے ھد ھد کی بات سنی اور فرمایا کہ وہ اس خبر کے بارے میں تحقیق کریں گے جس کے نتیجے میں اس کی (ھد ھد) کی سچائی کی شہادت مل جائے گی اور اگر تم نے یہ بات اپنے پاس سے گھڑی ہے تو تیرا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ چنانچہ سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ سبا کے نام خط لکھا جس کا آغاز بسم اللہ شریف سے کیا گیا۔ پھر وہ خط ھد ھد کو دے کر ہدایت فرمائی کہ یہ خط لے کر جاؤ اور ملکہ کو پہنچا کر واپس آؤ۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ خاتون یا اس کے امراء اس خط کا کیا جواب دیتے ہیں۔

سیدنا سلیمانؑ کا خط پڑھتے ہی ملکہ نے اپنے امیروں اور افواج کے سپہ سالاروں کو طلب کیا۔ جب وہ سب حاضر ہو گئے تو اس نے وہ خط ان سب کے سامنے پیش کیا اور ان کو بتایا کہ اسے وہ خط غیر معمولی طریقہ سے پہنچایا گیا ہے۔ پھر انہیں خط کا مضمون پڑھ کر سنایا جو کچھ یوں تھا:

Marfat.com

"اللہ سبحان وتعالیٰ کے نام سے ' جو نہایت مہربان اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔ مجھ پر میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرنا اور میرے پاس فرمانبردار بن کر آؤ۔"

پھر وہ بولی: اے میرے سردارو! مجھے اس معاملے میں رائے دو۔ میں ایسی حکمران نہیں ہوں کہ خود فیصلے کروں جب تک تم لوگ میرے مشیروں اور وزیروں کی حیثیت سے موجود ہو۔ خوب غور و فکر کر کے اس خط کے بارے میں فیصلہ کرو اور مجھے مطلع کرو!

وزیروں نے سیدنا سلیمانؑ کا خط سنا اور اپنی ملکہ کی خدمت میں عرض کیا: اے ملکہ! ہم کوئی معمولی قوم نہیں ہیں ہم بڑے جنگجو اور قوت وہمت والے ہیں۔ ہم کسی سے دبنے والے نہیں۔ آپ فیصلہ کریں کہ کیا کرنا ہے۔ آخری فیصلہ تو آپ ہی کو کرنا ہے۔ ہم تو فیصلہ پر سر جھکانے والے ہیں یعنی اگر آپ لڑنا چاہتی ہیں تو ہم تیار ہیں اور اگر آپ اطاعت کرنا چاہتی ہیں تو ہم آپ کا حکم قبول کرتے ہیں۔

ملکہ بڑی دانا خاتون تھی۔ اس نے وزراء کو سمجھایا کہ یہ قانون فطرت ہے کہ جب بھی کوئی بادشاہ اپنی سلطنت کی توسیع کے لیے دوسروں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تو وہ اس کی راہ میں مزاحم ہونے والی پوری قوم کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور مغلوب ہونے والوں کا نام ونشان تک مٹا دیتا ہے۔ اور مفتوحہ علاقہ کے شرفاء کو ذلیل وخوار کرتا ہے تاکہ کوئی اس کے سامنے سر نہ اٹھا کر چل سکے۔ اب تک تو ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

پھر ملکہ نے اہل دربار کو اپنے عزائم سے آگاہ کیا: میں ایک قاصد کو ان کی طرف قیمتی تحفے تحفائف دے کر بھیجتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ وہ ان تحائف کو کس انداز میں قبول کرتے ہیں۔ آیا وہ اس کے بعد بھی اپنا وہی عزم قائم رکھتے ہیں جس کی انہوں نے دھمکی دی ہے یا وہ اپنا ارادہ بدل لیتے ہیں۔ قاصد کو بھیجنے سے ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت تو ضرور سامنے آجائے گی۔

چنانچہ ملکہ نے اپنا قاصد سیدنا سلیمانؑ کی طرف روانہ کیا۔ قاصد سیدنا سلیمانؑ کے حضور حاضر ہوا اور ملکہ کی طرف سے بھیجے گئے تحائف ان کی خدمت میں پیش کیے۔ اس قدر قیمتی تحائف دیکھ کر سیدنا سلیمانؑ نے بے ساختہ کہا:

"کیا تم (ملکہ سبا) مال ودولت کے ذریعے مجھے متاثر کرنے کی کوشش میں ہو اور کیا اللہ سبحان وتعالیٰ نے مجھے پہلے ہی جو کچھ عطا فرما رکھا

Marfat.com

ہے۔ وہ اس مال و دولت سے کچھ کم ہے؟ یہ تحائف جو میری خوشی کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ وہ (اصل میں) تمہاری اپنی خوشی و مسرت کا سامان ہیں۔"

پھر سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ سبا کے قاصد سے براہ راست مخاطب ہوتے ہوئے کہا: تم واپس جاؤ اور اپنی ملکہ کو میرا یہ پیغام دو کہ ان کے تحائف نے وہ کام نہیں دکھایا جس کی ان کو توقع تھی۔ بلکہ اب ہم نے ان پر فوج کشی کا ارادہ کر لیا ہے اور عنقریب ہمارا یہ ارادہ پورا ہو گا۔ ہم ان پر ایسا زوردار حملہ کریں گے کہ جس کے مقابلے کی شاید ان میں طاقت ہی نہیں ہو گی۔ ہم یقیناً ملکہ سبا کی افواج پر غالب آئیں گے اور پھر فاتح ہونے کی حیثیت سے ان کی بری حالت کر دیں گے اور وہ ہمارے سامنے ذلیل و خوار ہو کر سسک رہے ہوں گے۔

قاصد روانہ ہو گیا تو سیدنا سلیمانؑ اپنے وزیروں اور درباریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے استفسار کیا: تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت جلد از جلد لا سکتا ہے؟ وہ تو مطیع و فرمانبردار بن کر میرے حضور پیش ہو گی ہی، لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے یہاں آنے سے قبل، اس کا تخت میرے دربار میں موجود ہو۔

سیدنا سلیمانؑ کے مطیع جنات میں سے ایک جن نے جو اس وقت دربار میں موجود تھا۔ کھڑے ہو کر کہا میں ملکہ کا تخت لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپؑ اپنی جگہ بیٹھ کر دوبارہ کھڑے ہوں گے۔ اسی وقت دربار میں موجود اللہ سبحان وتعالیٰ کے ایک بندے نے، جسے کتاب الٰہی کے علم سے آگاہی حاصل تھی، سیدنا سلیمانؑ سے کہا کہ اگر آپؑ اجازت دیں تو میں ملکہ کا تخت آپؑ کے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے دربار میں پیش کر سکتا ہوں۔ اور بات کے ختم ہونے کی دیر تھی کہ ملکہ کا عظیم تخت سیدنا سلیمانؑ کے حضور حاضر تھا۔

سیدنا سلیمانؑ نے تخت کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے آپؑ کے درباریوں کو یہ عظیم قوت بخشی تھی۔ سیدنا سلیمانؑ نے اس قوت پر کسی نوع کا فخر یا غرور کرنے کی بجائے کہا: یہ سب کچھ صرف اور صرف میرے رب تعالیٰ کا فضل مبین ہے۔ اور یہ نعمتیں مجھے اس لیے عطا کی گئی ہیں کہ میرا رب مجھے ان نعمتوں کے ذریعے آزمائے کہ میں ان کو پا کر رب جلیل کا شکر ادا کرتا ہوں یا پھر ان نعمتوں کا خود کو مستحق گردان کر اس کی ناشکری کا مرتکب ہوتا ہوں۔ بے شک میرا پروردگار بے نیاز ہے۔ اور وہ نہایت کرم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ سبا کی ذہن و فکر کا امتحان لینے کی ایک ترکیب سوچی۔ آپؑ نے حکم دیا کہ ملکہ کے تخت کی وضع میں کچھ تبدیلی کر دی جائے۔ وہ جب دربار میں آئے گی اور اپنا ہی تخت دیکھے گی تو اس کی فراست کا اندازہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ملکہ کے تخت میں تبدیلی کر دی گئی ملکہ جب سیدنا سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوئی تو سیدنا سلیمانؑ نے اس سے دریافت کیا: کیا یہ تخت آپ کا ہے؟ وہ بولی یہ اسی طرح کا ہے لیکن اسے علم ہو گیا تھا کہ اس کا تخت وہاں منگوا لیا گیا ہے۔ ملکہ نے سیدنا سلیمانؑ کی قوت کا بخوبی اندازہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کرنے اور سورج کی پرستش ترک کر کے ایک اللہ سبحان وتعالیٰ پر ایمان لانے کا فیصلہ کیا۔ اور بولی کہ: ہم سب آپؑ کے تابعدار ہیں اور مسلمان ہیں۔ سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی باقاعدہ دعوت بھی دی جو پیغمبروں کا طریق رہا ہے۔ ملکہ نے آپؑ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔

پھر سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ کو اپنے دیوان خاص میں چلنے کی دعوت دی۔ یہ بڑا خوبصورت کمرہ تھا جس کا فرش بلوریں تھا اور اس کے نیچے آب رواں تھا۔ ملکہ جب دیوان خاص میں داخل ہونے لگی تو اسے پانی کا اشتباہ ہوا۔ وہ سمجھی کہ کمرے میں پانی بھرا ہوا ہے۔ ملکہ نے اپنا لباس اوپر کر لیا کہ کہیں بھیگ نہ جائے اور اس کی پنڈلیاں ظاہر ہو گئیں تو سیدنا سلیمانؑ نے ملکہ کی غلط فہمی دور کی۔ آپؑ نے ملکہ کو بتایا کہ جسے وہ پانی سمجھ رہی ہے وہ تو بلور کا فرش ہے اور یہ صناعی کا ایک شاہکار ہے۔ جب ملکہ پر سیدنا سلیمانؑ کی ایک اور قدرت و قوت کا انکشاف ہوا تو اس نے برملا کہا کہ وہ غلطی پر تھی۔ ملکہ نے کہا: بے شک میں اب تک اپنے ہی نفس پر ظلم کرتی چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ ملکہ نے کہا کہ میں سیدنا سلیمانؑ کے ہاتھ پر ایمان لاتی ہوں اور سیدنا سلیمانؑ کے رب پر، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یوں ملکہ اور اس کی مملکت کے سبھی لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ کی وحدانیت کے پرستار بن گئے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبیؑ کی ایک آزمائش اس طرح کی کہ ایک روز آپؑ کے تخت پر اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے ایک مردہ دھڑ ڈال دیا (جو اصل میں آپؑ کی اولاد تھا جس کے لیے آپؑ نے دعا کی تھی لیکن اس کے لیے یہ نہ کہا کہ: انشاء اللہ اللہ سبحان وتعالیٰ سے مجھے نیک اور صالح اولاد عطا ہو گی۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی کی کوتاہی پر ان کی اس طرح سے آزمائش کی) اس پر سیدنا سلیمانؑ نے فوراً اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے مغفرت چاہی اور رحمت کے طالب ہوئے۔ انہوں نے اپنے رب سے

Marfat.com

یہ دعا کی: اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مغفرت کی چادر میں چھپالے اور مجھے اپنی جناب سے ایک ایسی سلطنت عطا فرمادے جو تو نے مجھ سے پہلے کسی اور کو نہ دی ہو اور نہ ہی میرے اس جہان سے اٹھ جانے کے بعد کسی اور کو نصیب ہو۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا سلیمانؑ کے دل میں چھپی آرزو کو جان لیا اور سیدنا سلیمانؑ سے وعدہ فرمایا کہ آخرت میں ان سے ان نعمتوں کی بابت (جو ان پر اس دنیا میں نچھاور کی گئی ہیں) کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اور آخرت کی نعمتوں میں ان کے لیے بہترین نعمت اللہ سبحان وتعالیٰ کا قرب ہوگا جو نیکوں کے لیے اعلیٰ ترین ٹھکانہ ہے۔

سیدنا سلیمانؑ کے والد محترم سیدنا داوٗد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی، مگر آپؑ کی زندگی نے وفا نہ کی اور بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل ہی آپ کو اللہ سبحان وتعالیٰ کا بلاوا آگیا' لیکن سیدنا داوٗدؑ کے ہونہار سپوت اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے اپنے والد کے کام کو مکمل کرنے کے لیے جنات کو مامور فرمایا۔

آپؑ کی ایک خاص ادا یہ تھی کہ آپؑ بیت المقدس میں اپنا عصا ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کے سہارے کھڑے ہو جاتے اور بیت المقدس کی تعمیر کی نگرانی کرتے۔

آپؑ پر جب موت کا وقت آیا تو اس وقت بھی آپؑ اسی انداز میں کھڑے تھے۔ پھر ایک زمانہ گزر گیا۔ بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے دیمک نے آپؑ کے عصا مبارک کا نچلا حصہ کھالیا اور وہ کھوکھلا ہو کر گر پڑا اور جب سیدنا سلیمانؑ زمین پر گرے تو جنات پر یہ راز کھلا کہ آپؑ کا وصال ہو چکا ہے۔ (جس سے لوگوں کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوتا ہے کہ جنات غیب کا علم جانتے ہیں۔)

سیدنا سلیمانؑ پر جو غیر معمولی انعامات کیے گئے اور جس فضل مبین کا مظاہرہ ہوا۔ وہ سب ایک غیر معمولی نوعیت کا تذکرہ ضرور ہیں لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ جو رب العالمین ہیں اور تمام تر مخلوقات کے لیے الرحمان اور الرحیم ہیں۔ اس کا فضل وکرم چند ایک افراد تک ہی محدود نہیں' بلکہ عام ہے۔ اگر مخلوق میں سے بیشتر لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ پر ایمان لے آتے اور ایمان لانے کے ساتھ ساتھ صالح اعمال' پرہیز گاری اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو وہ لوگ بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایک نہایت عمدہ ٹھکانہ پا لیتے۔ کاش............ لوگ اس بات کو جان لیتے (یا اب بھی جان جائیں۔)

Marfat.com

سیدنا حضرت لقمان علیہ السلام

سیدنا حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ ' اللہ سبحان وتعالیٰ کے نیک بندے تھے۔ جن کا ذکر قرآن پاک میں بڑی شان سے کیا گیا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو حکمت' معرفت اور اصابت عطا فرمائی۔ اگرچہ آپؑ کے نبی ہونے کی کوئی واضع دلیل موجود نہیں۔ لیکن قرآن پاک میں آپؑ کے تذکرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ توحید پرست' نیکی کرنے والے' نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے تھے۔ قرآن پاک میں آپؑ کے نام پر ایک سورہ مبارکہ بھی آئی ہے۔

آپؑ کا ذکر جن قرآنی آیات میں آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	لقمان	۱۲۔۱۹

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور البتہ ہم نے دی لقمانؑ کو حکمت ' (اور فرمایا) کہ اللہ کا شکر کرو ' اور جو شکر کرتا ہے تو وہ صرف اپنے (ہی بھلے کے) لیے کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی۔ تو بے شک اللہ بے نیاز ' ستودہ صفات ہے۔ (لقمان ۱۲)
- اور (یاد کرو) جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا ' بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ (لقمان ۱۳)
- اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری (جھیلتے ہوئے) اسے پیٹ میں رکھا ' اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا ' (اور یاد رکھ) میری طرف (ہی) لوٹ کر آنا ہے۔ (لقمان ۱۴)
- اور اگر وہ دونوں (یعنی والدین) تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے ' جس کا تجھے کوئی علم (سند) نہیں ' تو ان کا کہا نہ مان ' اور دنیا (کے معاملات) میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آ ' اور اس کے راستے کی پیروی کر ' جو رجوع کرے میری طرف ' پھر (یاد رکھو) تم سب کو میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ' پھر (اس دن) میں تمہیں آگاہ کروں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ (لقمان ۱۵)
- اے میرے بیٹے! اگر (برائی) ایک رائی کے دانے کے برابر (بھی) ہو پھر وہ کسی سخت پتھر (چٹان) میں (پوشیدہ) ہو یا آسمانوں میں ' یا زمین میں (پوشیدہ) ہو اللہ اسے لے آئے گا (حاضر کر دے گا۔) بے شک اللہ باریک بین باخبر ہے۔ (لقمان ۱۶)
- اے میرے بیٹے! نماز قائم کر ' اور اچھے کاموں کا حکم دے ' اور بری باتوں سے روک اور تجھ پر جو (افتاد) پہنچے اس پر صبر کر ' بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (لقمان ۱۷)
- اور تو لوگوں سے (بات کرتے ہوئے) بے رخی (اور غرور) نہ کر ' اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل ' بے شک اللہ پسند نہیں کرتا کسی اترانے والے خود پسند کو۔ (لقمان ۱۸)
- اور اپنی رفتار میں میانہ روی (اختیار کر) اور اپنی آواز کو پست رکھ ' بے شک آوازوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔ (لقمان ۱۹)

Marfat.com

سیدنا لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے' ولی تھے' یا پھر مرد حکیم۔ لیکن قرآن پاک میں آپؓ کا تعارف ایک ایسے شخص کی حیثیت سے کرایا گیا ہے جس کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے حکمت و دانائی سے مالا مال کر رکھا ہو۔ بالکل ویسے' جیسے حضرت خضرؑ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے کہ: وہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کو علم لدنی کے خزانوں سے مالامال کیا گیا تھا۔

البتہ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کو برتری ان کی حکمت کی وجہ سے حاصل تھی یہ ان پر اللہ سبحان وتعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ یہ نعمت برملا' اس لیے بھی لقمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھی کیونکہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کرتے تھے۔ وہ نعمت جو ان کے پاس تھی اسے مخلوق میں بانٹ کر' اس طرح کی شکرگزاری جس میں مخلوق کا بھلا ہو' اللہ سبحان وتعالیٰ کو بہت پسند ہے اور جو کوئی اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا' اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی نعمتوں کو دوسروں تک نہیں پہنچنے دیتا' اللہ سبحان وتعالیٰ ایسے ناشکرے بندے کو ہرگز پسند نہیں فرماتا اور اس سے بھی اسی طرح بے نیازی اختیار کرتا ہے۔ جس طرح انسان نے اللہ سبحان وتعالیٰ کی مخلوق سے اختیار کی ہو۔ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نیکی اور وحدانیت کے پرچارک تھے۔ آپؓ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ دیکھو شرک کبھی نہ کرنا' اللہ سبحان وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔

تمام انبیاء و رسل اور حکماء نے جب بھی اپنے پیروکاروں سے خطاب کیا ہے' ان کو بیٹا کہہ کر پکارا ہے۔ ان کی بیٹے سے مراد حقیقی اولاد ہرگز نہیں ہے بلکہ روحانی اولاد ہے اور وہ شخص جو عقیدے اور عمل میں ان کے پیچھے اور نقش قدم پر ہو۔ بیٹے کا لفظ انتہا درجے کی شفقت اور مہربانی کو ظاہر کرتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ انسان کو "اے میرے غلام" یا "اے میرے بندے" پکار کر حددرجہ کی مہربانی اور لطف وکرم کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح انبیاء نے عقیدت مند کی طرف "بیٹا" کہہ کر علوم کو منتقل کیا ہے۔ وہ علوم جو ان کو اللہ سبحان وتعالیٰ سے براہ راست عطا ہوئے ہیں۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے ذکر میں ہی انسان کو والدین خصوصاً ماں کے ساتھ حددرجہ حسن سلوک کی تاکید کی' اور ماں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ انسان کو اپنی کوکھ میں رکھتی ہے' ہر طرح کے خطرات اور ضرر سے محفوظ کر کے اپنے اندر ہی اندر اس کی پرورش کرتی ہے اور ہر طرح کی تکالیف کو برداشت کر کے' پہلے اسے اپنے رحم میں

Marfat.com

رکھ کر پروان چڑھاتی اور پھر اس کو تکلیف سے گزر کر پیدا کرکے' اسے دودھ پلا کر اس کی دو سالوں کی لمبی مدت تک کفالت و نگہداشت کرتی ہے۔ اس کی اس خدمت پر' لازم ہے کہ اولاد' اپنے والدین کی شکر گزاری کرے' جو ظاہراً اس کی حیات کی تمام تر ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہیں۔ جبکہ دراصل یہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی شکر گزاری ہے جو والدین کے ظاہری وسیلے سے انسان کی پرورش کرتا ہے۔ لہٰذا جو انسان والدین کا شکر ادا کرتا ہے وہی رب کا شکر ادا کرتا ہے اور کوئی بھی صورت حال ہو انسان کو ہر حال میں ایک نہ ایک دن اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

لیکن اگر والدین حالت کفر پر ہوں اور ان دونوں کی مشترکہ یا انفرادی کوشش ہو کہ اولاد کسی غیر کو اللہ سبحان وتعالیٰ کا شریک ٹھہرائے اور مانے' تو اولاد کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خاموشی سے ایک طرف ہو جانا چاہیے لیکن! جہاں تک والدین کے حقوق کا تعلق ہے اور ان کی مدد اور تابعداری جو اولاد کا فرض قرار دی گئی ہے ان معاملات میں اولاد کو چاہیے کہ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور ان کے ساتھ اپنی زندگی حسن سلوک کے ساتھ بسر کرے (کہ شاید اس طرح والدین بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف رجوع کرلیں۔)

جہاں تک عقیدے اور اعمال کا تعلق ہے' اس میں بھی کئی خطرات ہیں جو انسانی مشاہدے میں نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن پاک کی زبان میں لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے پسر! برائی خواہ کتنی بھی ادنیٰ کیوں نہ ہو اور تیری نظر میں اتنی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو جتنا کہ رائی کا ایک دانہ۔ پھر وہ دانہ خواہ کسی سخت چٹان کے اندر ہی کیوں نہ پوشیدہ ہو یا پھر آسمانوں اور زمین کے طبقات میں پوشیدہ ہو اللہ سبحان وتعالیٰ اس برائی کو جہاں کہیں بھی رکھا گیا ہو باہر نکال لائے گا یعنی برائی سات پردوں میں بھی چھپ کر کی جائے' اللہ سبحان و تعالیٰ اسے جان جائے گا۔ بے شک اللہ سبحان وتعالیٰ بڑا ہی باخبر اور باریک بین ہے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے ذریعے ایک اور نصیحت فرماتے ہیں۔ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! جب تجھے حسن عقیدہ نصیب ہو جائے تو اس کے شکرانے میں نماز قائم کر' اپنے رب کے لیے' کہ نماز تیرے عقیدے کی عملی قائم مقام ہے' بھلائی کے راستے تک پہنچنے کے لیے ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے اور ہمت کا دارومدار تیرے عزم پر ہے۔ پس اس راستے کی تکالیف کو اعلیٰ ظرفی سے برداشت کر' ان پر صبر کر اور اپنی منزل پر نظر جمائے رکھ۔ ایک دن تو ضرور اپنی مراد کو پہنچ جائے گا۔

اور لوگوں سے محو کلام ہونے کے دوران یا بحث مباحثہ میں الجھ کر اپنے چہرے کو بگاڑ کر

Marfat.com

بات نہ کر بلکہ ان سے حلیمی سے پیش آ اور زمین پر اکڑ کر تکبر کے ساتھ نہ چل بلکہ تواضع وانکساری اختیار کر اور حسن اخلاق کا معیار یہ ہے کہ تیری رفتار میں میانہ روی رہے گفتار میں اعتدال ہو آواز بلند نہ ہو کہ گدھا بڑی بلند آواز سے صدا کرتا ہے مگر یہ آواز کسی کو اچھی نہیں لگتی۔

Marfat.com

ذوالنون سیدنا حضرت یونس علیہ السلام

صاحب الحوت سیدنا حضرت یونس علیہ السلام جس قوم کی طرف مبعوث فرمائے گئے وہ قوم نہ صرف مشرک وبت پرست تھی بلکہ نہایت سرکش ونافرمان قوم تھی۔ آپؑ نے قوم کو ایک خدا کو تسلیم کرنے اور کفروشرک ترک کرنے کی دعوت دی تو آپؑ کی قوم نے آپؑ کی تکذیب کی۔ آپؑ نے اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے بھی ڈرایا' مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ چنانچہ آپؑ نے انہیں بتایا کہ اب وہ عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ یہ کہہ کر آپؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے بستی چھوڑ کر چلے گئے۔

اگلی ہی صبح عذاب کے آثار ہویدا ہوئے تو آپؑ کی قوم نے گھربار چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کی جناب سے توبہ استغفار کی اور سیدنا یونس علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان لے آئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور عذاب ٹال دیا۔ ادھر سیدنا یونس علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپؑ بجائے بستی میں واپس آنے کے' وہاں سے بغیر حکم الٰہی دور چلے گئے۔ اس خوف سے کہ کہیں بستی والے آپؑ کو جھوٹا جان کر مار نہ ڈالیں۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی کی اس لغزش پر آپؑ کی پکڑ اس طرح کی کہ آپؑ کو مچھلی کے پیٹ میں ایک قیدی کی طرح رکھا۔ سیدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا مانگی جو سورہ الانبیآء کی آیت ۸۷ کا حصہ ہے۔ (اس آیت مبارکہ کو آیت کریمہ بھی کہا جاتا ہے جس کا ورد پریشانیاں اور مصائب دور کر دیتا ہے۔)

Marfat.com

سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کا مبارک ذکر قرآن پاک کی جن مبارک آیات میں آیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۶	النسآء	۱۶۳
۷	الانعام	۸۶
۱۱	یونس	۹۸،۹۹
۱۷	الانبیآء	۸۷،۸۸
۲۳	الصّٰفّٰت	۱۳۹-۱۴۸
۲۹	القلم	۴۸-۵۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

○ بے شک (اے محبوبؐ!) ہم نے آپؐ کی طرف وحی بھیجی جیسے وحی بھیجی نوحؑ اور اس کے بعد (آنے والے) پیغمبروں کی طرف اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں کی طرف اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کو وحی کی۔ اور ہم نے داوٗدؑ کو زبور عطا فرمائی۔ (النسآء ۱۶۳)

○ اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو، اور ہم نے ہر ایک کو (اس کے وقت میں) سب پر فضیلت عطا کی۔ (الانعام ۸۷)

○ تو نہ ہوئی کوئی بستی کہ (عذاب خداوندی کو دیکھ کر) ایمان لاتی۔ تو اس کا ایمان کام آتا۔ ہاں یونسؑ کی قوم (نے ایسا کیا) جب وہ ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک (خاص) وقت تک انہیں (دنیاوی زندگی کے فیوض وبرکات سے) مستفید ہونے کا موقع دیا۔ اور اگر (آپؐ کا) رب چاہتا تو زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا آپؐ لوگوں پر زبردستی کرو گے؟ یہاں تک کہ (وہ) ایمان لے آئیں؟۔ (یونس ۹۸، ۹۹)

○ اور ذوالنون (مچھلی والے پیغمبرؑ) کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا۔ تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے (آخر مچھلی کے پیٹ کے) اندھیروں میں (اللہ سبحان وتعالیٰ کو) پکارا: کوئی معبود نہیں سوائے تیرے۔ پاکی ہے تجھ کو (اور۔) بے شک میں ہی قصوروار لوگوں میں سے تھا۔ (الانبیآء ۸۷)

○ تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور ان کو غم سے نجات بخشی اور ایسی ہی نجات دیں گے مومنوں کو۔ (الانبیآء ۸۸)

○ اور بے شک یونسؑ ہمارے پیغمبروں میں سے تھے جبکہ وہ بھاگ کر (ایک) بھری کشتی کی طرف نکل گئے۔ پھر قرعہ ڈالا گیا تو وہ ملزم ٹھہرے۔ (الصّٰفّٰت ۱۳۹۔۱۴۱)

○ پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا۔ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے تھے۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے (تو) ضرور اس (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے۔ (الصّٰفّٰت ۱۴۲۔۱۴۴)

○ پھر ہم نے ان کو چٹیل میدان میں ڈال دیا اس حالت میں کہ وہ بیمار تھے اور ہم نے ان پر ایک بیلدار پیڑ اگایا۔ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف (پیغمبر) بنا کر

Marfat.com

بھیجا بلکہ (ایک لاکھ سے بھی) زیادہ۔ (الصّٰفّٰت ۱۴۵۔۱۴۷)

○ تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے انہیں ایک (مقررہ) وقت تک زندہ رکھا اور (دنیا کی چیزوں سے) فائدہ اٹھانے دیا۔ (الصّٰفّٰت ۱۴۸)

○ پس آپ (نبی اکرم ﷺ) اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور اس مچھلی والے (یونسؑ) کی طرح نہ ہونا۔ جب اس حال میں پکارا کہ ان کا دل (غم و غصہ سے) گھٹ رہا تھا۔ اگر ان کے رب کی نعمت ان کی خبرگیری کو نہ پہنچ جاتی تو وہ چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے اور ان کا برا حال ہوتا پھر بھی ان کے رب نے ان کو چن لیا اور اپنے قرب خاص کے سزاواروں میں کر لیا۔ (القلم ۴۸۔۵۰)

Marfat.com

سیدنا حضرت یونسؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کا ذکر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام، سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام، سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام، ان کے بیٹوں سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام، سیدنا حضرت ہارون علیہ السلام اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بتایا کہ سیدنا حضرت یونسؑ کی قوم نے جب ان کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کر دیا تو آپؑ غصہ میں آ گئے اور قوم کو عذاب کی وعید سنا کر وہاں سے چل دیئے۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ کو اپنے نبی کی یہ ادا پسند نہ آئی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کی امت کی توبہ قبول فرمائی۔ لیکن سیدنا یونسؑ نے واپس قوم کی طرف جانا اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی وعید کے مطابق قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا تھا۔

چنانچہ سیدنا یونسؑ ایک کشتی میں سوار ہو گئے جو بھنور میں پھنس گئی تو کشتی والوں نے کشتی سے بوجھ کم کرنے کے لیے قرعہ ڈالا۔ قرعہ سیدنا یونسؑ کے نام کا نکل آیا تو کشتی والوں نے آپؑ کو دریا میں پھینک دیا۔ جہاں ایک بڑی مچھلی نے آپؑ کو نگل لیا۔ مچھلی کے پیٹ میں قید کے دوران سیدنا یونسؑ کو خیال آیا کہ وہ اپنے رب کی اجازت کے بغیر قوم کی طرف واپس لوٹنے کی بجائے ان سے دور چلے گئے تھے۔ چنانچہ آپؑ نے توبہ کی اور اپنی خطا کی معافی کے طالب ہوئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں آپؑ کی پکار سن لی۔ مچھلی نے آپؑ کو دریا کے کنارے اگل دیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو دھوپ سے بچانے کے لیے ایک بیلدار پیڑ اگا دیا۔ جب سیدنا یونسؑ تندرست ہوئے تو آپؑ کو واپس قوم کی طرف جانے کا حکم ملا۔ جہاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ لوگ دین حنیف قبول کر چکے تھے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”پس آپ ﷺ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے۔ اس مچھلی والے کی طرح مسترد نہ ہوں۔“

Marfat.com

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے بڑے ہی نیک' برگزیدہ اور صالح پیغمبر تھے۔ آپؑ بھی بنی اسرائیل کے سلسلہ پیغمبران کی ایک کڑی تھے جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ عرصہ قبل ہوئے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سیدنا زکریا علیہ السلام کی قربت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؑ بیت المقدس میں سیدہ حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل اور سرپرست تھے' مسجد بیت المقدس میں آپؑ کا مرتبہ بلند ترین تھا اور کوئی شخص آپؑ کی اجازت کے بغیر مسجد میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ آپؑ اپنے دور کے عالم کبیر تھے۔

آپؑ کو بھی سیدنا حضرت ابراہیمؑ' جو آپؑ کے جد امجد تھے' کی طرح بڑھاپے میں اولاد کی نعمت نصیب ہوئی۔ ایک روز آپؑ نے دیکھا کہ سیدہ حضرت مریمؑ کے کمرے میں' خلاف موسم کھانے اور میوے موجود ہیں۔ آپؑ نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ: اے مریمؑ! یہ سب کچھ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ تو سیدہ حضرت مریمؑ نے جواب دیا: اللہ سبحان وتعالیٰ جسے چاہتا ہے' اسے بے حساب اور جس طرح کا چاہے رزق عطا فرماتا ہے۔ آپؑ نے جب سیدہ مریم کے دیئے گئے جواب پر غور کیا تو باوجود بڑھاپے کے' اپنی زندگی میں اولاد جیسے پھل کی کمی محسوس کی' چنانچہ آپؑ نے اپنے رب کے حضور دعا کی کہ:

> "اے میرے پروردگار! تو مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا (قبول فرمانے والا) ہے۔"

چنانچہ فرشتوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے آپؑ کو ایک نیک' صالح اور نبی بیٹے کی بشارت دی۔ جن کا نام بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے "یحییٰ" رکھا گیا تھا۔ جس طرح ان کے جد' سیدنا حضرت اسحاقؑ کا نام ان کے جد امجد کو بتا دیا گیا تھا۔ سیدنا یحییٰؑ نبی ہوئے اور آپؑ نے سیدنا حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی۔

Marfat.com

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کے حالات زندگی سے متعلق قرآن پاک میں جو آیات مبارکہ نازل ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۳۷۔۴۱
۷	الانعام	۸۵
۱۶	مریم	۲۔۱۱
۱۷	الانبیآء	۹۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- تو اسے (حضرت مریم علیہا السلام) اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا۔ اور اس کو اچھی طرح پروان چڑھایا اور اس کو زکریاؑ کی کفالت (سپردگی) میں دے دیا۔ جب بھی زکریاؑ اس کے پاس حجرہ میں آتے اس کے پاس رزق پاتے' اس (زکریاؑ) نے کہا: اے مریمؑ! یہ (نیا نیا رزق) تیرے پاس کہاں سے آیا؟ اس نے کہا: یہ اللہ کے پاس سے ہے' بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (آل عمران ۳۷)
- وہیں زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا کی۔ اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاک اولاد عطا کر۔ تو بے شک دعا سننے والا ہے۔ (آل عمران ۳۸)
- تو انہیں آواز دی فرشتے نے' جب وہ حجرہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تمہیں یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے (وہ) اللہ کے کلمہ (حضرت عیسیٰؑ) کی تصدیق کرنے والا' سردار' اور نفس کو قابو میں رکھنے والا اور عورتوں سے بچنے والا نبی (ہوگا) نیکو کاروں میں سے۔ (آل عمران ۳۹)
- اس نے کہا: اے میرے رب! میرے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ جبکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے' اور میری عورت بانجھ ہے۔ فرمایا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (آل عمران ۴۰)
- اس نے کہا: اے میرے رب! مقرر فرما دے۔ میرے لیے کوئی نشانی؟ فرمایا: تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن بات نہ کر سکے گا' مگر اشارہ سے اور تو اپنے رب کو بہت یاد کر' اور صبح وشام تسبیح کر۔ (آل عمران ۴۱)
- اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ' سب نیک بندوں میں سے ہیں۔ (الانعام ۸۵)
- یہ تذکرہ ہے تیرے رب کی رحمت کا' اس کے بندے زکریاؑ پر۔ (مریم ۲)
- (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا اس نے کہا: اے میرے رب! بے شک (بڑھاپے سے) میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر سفید بالوں سے شعلہ مارنے لگا ہے (بالکل سفید ہو گیا ہے) اور اے میرے رب! (آج تک) میں (کبھی) تجھ سے مانگ کر محروم نہیں رہا ہوں۔ (مریم ۳'۴)
- اور البتہ میں اپنے بعد' اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تو

Marfat.com

مجھے عطا فرما اپنے پاس سے ایک وارث' وہ وارث ہو میرا اور اولاد یعقوبؑ کا اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ بنا دے۔ (مریم ۵'۶)

- (ارشاد ہوا) اے زکریاؑ! بے شک تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس کا نام یحییٰؑ ہے ہم نے اس سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بنایا۔ (مریم ۷)
- اس (سیدنا زکریاؑ) نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ جبکہ میری بیوی تو بانجھ ہے اور میں پہنچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہائی حد کو۔ (مریم ۸)
- فرمایا: ایسا ہی ہے تیرا رب فرماتا ہے ایسا کرنا مجھے آسان ہے۔ اور اس سے قبل میں نے تجھے پیدا کیا جبکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ (مریم ۹)
- اس (سیدنا زکریاؑ) نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی (مقرر) کر دے' فرمایا تیری نشانی (یہ ہے) کہ تو لوگوں سے بات نہ کرے گا' تین رات (دن) بھلا چنگا (ہونے کے باوجود)۔ (مریم ۱۰)
- پھر وہ (زکریاؑ) محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارے سے کہا کہ وہ صبح و شام اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے رہیں۔ (مریم ۱۱)
- پھر ہم نے اس (زکریاؑ) کی (دعا) قبول کر لی' اور ہم نے اسے عطا کیا یحییٰؑ اور ہم نے اس کے لیے اس کی بیوی کو درست (اولاد کے قابل) کر دیا۔ بے شک وہ سب کاموں میں جلدی کرتے تھے' اور وہ ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور وہ ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔ (الانبیآء ۹۰)

Marfat.com

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام اپنے دور کے پیغمبر اور تورات کے بہت بڑے عالم تھے۔ بیت المقدس آپؑ کی نگرانی میں تھا۔ سیدہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کے متعلق جو دعا کی تھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے اسے قبول فرمایا اور وہ (سیدہ مریمؑ) سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دے دی گئیں۔ سیدہ حضرت مریم علیہا السلام بیت المقدس کے ایک حجرے میں عبادت کرتیں اور روزے رکھتیں۔ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام جب کھانے پینے کی اشیاء لے کر حجرے میں آتے تو اکثر یہ دیکھتے کہ ان کے پاس پہلے سے ہی پھل اور بے موسم کے میوہ جات موجود ہیں۔

ایک دن سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریمؑ سے اس کھانے کی بابت استفسار کیا: سیدہ مریمؑ! ایسا کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے؟ سیدہ مریمؑ نے جواب میں کہا: اللہ سبحان وتعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے، جس طرح کا رزق چاہے، وہ اس کو پہنچانے پر قادر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اگر اللہ سبحان وتعالیٰ چاہے بے حساب اور بے انتہا بے موسم کا رزق بھی دے دے۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کو ان باتوں سے ڈھارس بندھی۔ ان کے دل میں اولاد کی خواہش تھی جو بڑھاپے کے قریب پہنچنے کے باوجود پوری نہیں ہوئی تھی۔ سیدہ مریمؑ کی بات سے ان کی امید کو سہارا ملا، کہ اگر اللہ سبحان وتعالیٰ جسے چاہے بے موسم کا پھل کھلا اور بے حساب رزق دے سکتا ہے تو ان کی اولاد کی خواہش بھی ضرور پوری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے پیغمبر نے اسی وقت اللہ سبحان وتعالیٰ سے نہایت خاموشی اور عاجزی کے ساتھ یہ دعا کی:

"اے میرے پروردگار! بڑھاپے کی وجہ سے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرے بال بھی بالکل سفید ہو گئے ہیں۔ اے میرے پروردگار! (تو نے ہمیشہ میری دعائیں قبول فرمائی ہیں) تجھ سے مانگ کر میں کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ (میری اس دعا کو بھی شرف قبولیت عطا فرما کہ) میں اپنے قرابت داروں سے خوف کھاتا ہوں (کہ یہ میراث نبوت اور روحانی اثاثہ جو مجھ تک پہنچا ہے ان لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث برباد نہ ہو جائے۔ ان لوگوں پر میرا کوئی زور نہیں) اور میری بیوی بانجھ

Marfat.com

ہے۔ پس تو اپنی رحمت سے مجھے ایک وارث عطا فرما' جو میری اور آل یعقوبؑ کی میراث کا مالک ہو۔ اور اے میرے رب! اسے لوگوں میں پسندیدہ بنا۔" کہ سب لوگوں کے لیے مقرب و مقبول بنا رہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک بیٹے کے تولد کی بشارت دی گئی' جن کا نام اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے سیدنا یحییٰؑ رکھا گیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ بھی بتا دیا کہ ان کا بیٹا نہایت پرہیزگار' متقی اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا۔ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نیکوکار بندوں میں سے ہوگا اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے کلمہ (سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی نبوت کی تصدیق کرے گا۔ وہ لوگوں کا سردار ہوگا اور اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہوگی کہ وہ عورتوں کے پاس نہ جائے گا۔

اس بشارت پر سیدنا زکریاؑ مطمئن ہونے کے ساتھ کسی حد تک متعجب بھی ہوئے۔ انہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے پروردگار! میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میری بیوی بوڑھی بھی ہے اور بانجھ بھی۔ اس پر آپؑ کو بتایا گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے جو حکم فرمایا' فرما دیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے لیے آپؑ جیسے بوڑھے مرد اور اس کی بانجھ بیوی سے بچہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ (سیدنا زکریاؑ) کو بھی تو پیدا کیا تھا جبکہ آپؑ کچھ بھی نہ تھے۔ (یعنی مٹی سے)

سیدنا زکریا علیہ السلام کو اب اطمینان ہو گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں وارث عنایت فرمائے گا۔ چنانچہ آپؑ نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دیں تاکہ میرے دل کو قرار نصیب ہو اور مجھے یقین آ جائے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ کیونکہ تذبذب کا عالم ہے اور مجھ سے یہ رفع نہیں ہو رہا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا: تیرے دل کے اطمینان کے لیے علامت یہ ہے کہ تو تین دن رات (مستقل) باوجود قدرت رکھنے کے' لوگوں سے بات چیت کرنے کے قابل نہ ہوگا۔

سیدنا زکریاؑ کی دعا قبول ہوئی' آپؑ مسجد سے باہر آئے اور اشارے سے اپنی قوم کو بتایا کہ وہ صبح و شام اللہ سبحان وتعالیٰ کی عبادت و تسبیح کرتے رہیں۔ آپؑ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سیدنا یحییٰ علیہ السلام رکھا گیا۔

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد کی دعا کے مطابق نہایت برگزیدہ پیغمبر ہوئے۔

Marfat.com

انہوں نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق بھی کی۔ وہ اتنے عابد وزاہد تھے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

"سلام ہو اس دن پر جس دن یحییٰؑ اس دنیا میں تشریف لائے اور جس دن انہوں نے اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اور سلام ہو اللہ سبحان وتعالیٰ کا اس دن پر جس دن وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔"

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ
جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

Marfat.com

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کے فرزند تھے۔ آپؑ کا اور سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا زمانہ تقریباً ایک ہی ہے۔ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر نگرانی ہی سیدہ حضرت مریم علیہ السلام نے بیت المقدس میں عبادت اور روحانی تربیت حاصل کی۔

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے آخری دو انبیاء کرام میں سے ایک نبی تھے۔ اس سلسلے کے آخری نبی ابن مریم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپؑ کی پیدائش بھی سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح معجزانہ تھی۔ آپؑ بھی اپنے دونوں اجداد کی طرح اپنے والد کی بڑھاپے کی اولاد تھے اور اپنے والد (سیدنا زکریا علیہ السلام) کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئے اور آپؑ کا نام بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے خود رکھا۔ آپؑ کی پیدائش اس لحاظ سے بھی ایک معجزہ ہے کہ آپؑ کی والدہ محترمہ بانجھ تھیں اور آپؑ کے والد کی طرح عمر کے اس حصے میں پہنچ چکی تھیں جب اولاد کی پیدائش کا فطری عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ آپؑ بڑے ہی پرہیزگار اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ آپؑ نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق بھی کی، جس سے سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ کا یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کو جو بیٹا عطا کر رہے ہیں وہ بہت نیک اور "کلمتہ اللہ" کی تصدیق کرنے والا ہو گا۔ اپنے باپ دادا کا دین زندہ کرے گا اور وہ عورتوں کے پاس نہیں جائے گا۔ چنانچہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ ہوئی اور اس طرح اس خاندان میں سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

Marfat.com

سیدنا حضرت یحییٰؑ کا مبارک تذکرہ قرآن پاک کی جن مبارک آیات میں مذکور ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۳۸‘۳۹
۷	الانعام	۸۵
۱۶	مریم	۲۔۱۵

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- وہیں زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا کی: اے رب میرے! مجھے اپنے پاس سے پاک اولاد عطا کر۔ بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ (آل عمران ۳۸)
- تو فرشتے نے انہیں آواز دی جب وہ اپنی نماز کی جگہ (حجرے میں) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے' بے شک اللہ آپ کو یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کے ایک کلمہ (حضرت عیسیٰؑ) کی تصدیق کرنے والا سردار' اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی (ہوگا) نیکو کاروں میں سے۔ (آل عمران ۳۹)
- اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ' یہ سب ہمارے نیک بندوں میں سے (قرب کے لائق) ہیں۔ (الانعام ۸۵)
- یہ تذکرہ ہے تیرے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی۔ (مریم ۲)
- جب اس نے اپنے رب کو آہستہ سے پکارا۔ عرض کی: اے میرے رب! بے شک (بڑھاپے سے) میری ہڈی کمزور ہو گئی (بوڑھا ہو گیا ہوں) ہے اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (سر کے سارے بال سفید ہو گئے ہیں) اور اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہ رہا۔ (مریم ۳'۴)
- اور البتہ میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے خوفزدہ ہوں' اور میری عورت بانجھ ہے۔ تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما۔ وہ وارث ہو میرا اور اولاد یعقوبؑ کا اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ بنا دے۔ (مریم ۵'۶)
- (ارشاد ہوا) بے شک تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰؑ ہے اس سے پہلے ہم نے کبھی کسی کو اس کا ہم نام نہیں بنایا۔ (مریم ۷)
- اس (سیدنا زکریاؑ) نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ گیا ہوں؟ (مریم ۸)
- فرمایا: ایسا ہی ہے۔ تیرے رب نے فرمایا ہے ایسا کرنا مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت پیدا کیا جب تو کچھ بھی نہ تھا۔ (مریم ۹)
- اس (سیدنا زکریاؑ) نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ فرمایا: تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات (دن) لوگوں سے کلام نہ کرے گا بھلا

Marfat.com

چنگا ہو کر (بھی)۔ (مریم ۱۰)

- پھر وہ (سیدنا زکریاؑ) محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کہ وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں۔ (مریم ۱۱)
- (ارشاد الٰہی ہوا) اے یحییٰؑ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے اسے (سیدنا یحییٰؑ کو) بچپن ہی سے نبوت اور دانائی عطا کر دی۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بہت پرہیز گار (متقی) تھا اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا' سرکش و نافرمان نہ تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وفات پائے گا اور جس دن (آخرت کو) اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ (مریم ۱۲-۱۵)

Marfat.com

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے جلیل القدر والد سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئے۔ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام بے اولاد تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ فطری طور پر بانجھ تھیں اور سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ خوف تھا کہ ان کے قرابتدار اور رشتہ دار دین سے اتنے بہرہ مند نہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کی دینی وراثت کو سنبھال سکیں اور دین کے کام کو آگے بڑھا سکیں۔

چنانچہ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے ایک نیک' صالح اور دین کے کام کو آگے بڑھانے کے قابل بیٹے کی دعا کی۔ انہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ انہوں نے جب بھی اللہ سبحان وتعالیٰ سے کچھ مانگا ہے وہ محروم نہیں رہے۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ایک روز مسجد کے اندر' جب وہ بالکل اکیلے اللہ سبحان وتعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھے۔ فرشتے کے ذریعے انہیں ایک بیٹے کی بشارت دی گئی۔ اس پر سیدنا زکریاؑ نے کچھ حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بوڑھی بھی ہے اور بانجھ بھی۔ بھلا میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا؟ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا کہ ایسا ہی ہو گا کیونکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا حکم صادر ہو چکا ہے پھر انہیں یاد دلایا گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے انہیں اس وقت پیدا فرمایا تھا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھے۔ تو کیا اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں بیٹا دینے پر قادر نہیں؟ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے بیٹے کا نام بھی سیدنا یحییٰؑ بتایا گیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام کی بانجھ بیوی کے بطن سے سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام تولد ہوئے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت یحییٰؑ کو بچپن میں ہی نبوت اور دین کی اتنی سوجھ بوجھ عطا کر دی تھی کہ وہ اپنے والد محترم کی دینی وراثت کو آگے بڑھانے کے قابل تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا حضرت یحییٰؑ کو بھی بطور اپنے نبی کے حکم دیا کہ وہ کتاب (تورات) کو اختیار کریں اور اس کے مطابق دین کی تبلیغ کریں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں بھی سیدنا حضرت یحییٰؑ کی پاکیزگی بیان فرمائی اور اس دن پر سلام بھیجا جس روز سیدنا حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے تھے پھر فرمایا کہ سیدنا حضرت یحییٰؑ بھی دوسرے انبیاء سیدنا حضرت زکریاؑ' سیدنا حضرت عیسیٰؑ اور سیدنا حضرت الیاسؑ کی طرح اللہ سبحان وتعالیٰ کے نیک بندوں میں سے تھے۔

Marfat.com

حضرت ذوالقرنین

حضرت ذوالقرنین اللہ سبحان وتعالیٰ کے ایک مقرب اور برگزیدہ بندے تھے۔ آپ کا ذکر قرآن پاک میں ملتا ہے مگر آپ کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے۔ دراصل بعض یہودیوں نے ابوجہل وغیرہ کفار مکہ کے ذریعے حضور نبی کریم رؤف الرحیمؐ سے یہ سوال کرایا تھا کہ ذوالقرنین کون ہے؟ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اس سوال کا جواب بتا دیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کو (ذوالقرنین) روئے زمین پر حکمرانی کا شرف عطا کیا تھا۔ وہ ایک عادل حکمران تھے اور انہوں نے یاجوج ماجوج کے حملوں سے ایک قوم کو بچانے کے لیے ایک پہاڑی درے پر دیوار بھی بنائی تھی جسے "سد سکندری" بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ذوالقرنین کے بارے میں قرآن پاک کی جن آیات میں ذکر کیا گیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
١٦	الکھف	۸۳-۹۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے جن سے اللہ سبحان و تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کے حالات سامنے آتے ہیں۔

- اور (اے رسول ﷺ یہ لوگ) آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے میں تمہارے سامنے اس کا ذکر بھی (کتاب اللہ ہی سے) پڑھ کر سناتا ہوں ۔(الکہف ۸۳)

(اللہ سبحان و تعالیٰ فرماتا ہے:)

- ہم نے (زمانہ قدیم میں ایک نیک مرد کو جس کو یہود کے ہاں ذوالقرنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) اس کو زمین پر تسلط دیا تھا اور ہم نے اس کو ہر طرح کے وسائل بھی دیئے تھے۔ پس اس نے ایک اور منزل کی راہ لی ۔(الکہف ۸۴'۸۵)

(وہ ایک منصوبہ کے تحت مغرب کی جانب روانہ ہوا)

- یہاں تک کہ وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچا تو اس نے سورج کو دلدل کی ندی میں ڈوبتا ہوا پایا۔ اور اس کے قریب ایک قوم کو بھی (آباد) پایا۔ ہم نے کہا: اے ذوالقرنین تو (ان کو) تکلیف پہنچا یا ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ ۔(الکہف ۸۶)
- (ذوالقرنین نے ان لوگوں سے کہا) کہ جو ظلم کرے گا (کفر اور بدی کو اپنا شعار بنائے گا) تو ہم اس کو ضرور سزا دیں گے۔ پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا' اور جو کوئی (اللہ پر) ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لیے اچھا بدلہ ہے اور ہم اس کے ساتھ اپنے برتاؤ میں نرم (اور آسان) بات کریں گے ۔(الکہف ۸۷'۸۸)
- پھر اس نے ایک اور منزل کی راہ لی (وہ چلتا گیا) یہاں تک کہ وہ طلوع آفتاب کے مقام پر پہنچا۔ وہاں اس نے سورج کو ایک (ایسی) قوم پر طلوع ہوتے پایا (جو کسی قسم کے گھر بنا کر نہ رہتی تھی) جن کے لیے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی آڑ نہیں بنائی تھی (جو آبادی پر سایہ کرتی یعنی وہاں نہ درخت تھے نہ جھاڑیاں' یہاں بھی آبادی ختم تھی) ۔(الکہف ۸۹'۹۰)
- بس سمجھ لو کہ یہ واقعہ یوں ہی ہے اور جو کچھ ذوالقرنین کے پاس تھا' اس کی ہم کو پوری پوری خبر ہے (وہ ہمارے احاطۂ علمی میں ہے اللہ سبحان و تعالیٰ صاحب قدرت ہے' جس کو جو دینا چاہے عطا کر دیتا ہے' جس طرح رکھنا چاہیے رکھتا ہے' زندگی

Marfat.com

وموت' کامیابی وکامرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ناممکن کو ممکن بنانے پر قادر ہے) ۔(الکہف ۹۱)

- پھر اس (ذوالقرنین) نے ایک اور منزل کی راہ لی۔ یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان (ایک مقام پر) پہنچا تو اس نے پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم کو آباد پایا جو کوئی بات ہی سمجھ نہ سکتے تھے ۔(الکہف ۹۳)
- انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج نے (اس) ملک میں ایک آفت مچا رکھی ہے تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ محصول (کے طور پر رقم) مہیا کر دیں؟ تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ تو (ذوالقرنین نے ان سے) کہا: جو کچھ میرے پاس پروردگار نے مجھے بخشا ہے وہ (تمہاری دولت سے) بہت بہتر ہے۔ البتہ (اس کارخیر میں) تم بھی اپنی محنت (ومشقت) سے میری مدد کرو' میں تمہارے اور ان (یاجوج وماجوج) کے درمیان بڑی مستحکم دیوار بنا دوں گا۔ جاؤ (زمین سے لوہا کھودو اور) لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے میرے پاس لے آؤ۔ یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے دونوں کناروں تک (لوہے کے ٹکڑوں کو بھر کر) برابر کر دیا تو (ذوالقرنین نے) کہا (اچھا' اب اس میں آگ دے کر) اسے دھونکو یہاں تک کہ وہ لوہا آگ ہو گیا۔ تو (ذوالقرنین نے) کہا' اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ تاکہ میں اس پر انڈیل دوں ۔(الکہف ۹۴-۹۶)
- غرض وہ (یاجوج وماجوج) نہ تو اس پر چڑھ سکتے تھے نہ اس میں نقب ہی لگا سکتے تھے ۔(الکہف ۹۷)

(کام ختم ہونے پر ذوالقرنین نے اللہ سبحان و تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔)

- اس (ذوالقرنین) نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ) ایک ایسی دیوار (سد) قائم ہو گئی اور ایک فتنہ کا سدباب ہو گیا۔ جب تک اللہ کو منظور ہے یہ دیوار یونہی قائم رہے گی البتہ جب میرے رب کا وعدہ آ پہنچے گا تو (وہ) اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا' اور بے شک میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے ۔(الکہف ۹۸)

Marfat.com

(قرآن پاک نے حضرت ذوالقرنین کی تین مہمات کا ذکر کیا ہے۔)

یہ مہم غروب آفتاب (مغرب الشمس) کی طرف تھی۔ وہاں آپ نے ایک قوم کو پایا۔ جسے آپ نے برائیوں سے دور رہنے اور نیک عمل کرنے کی تلقین کی۔ اور کہا کہ اگر تم نیک عمل کرو گے تو اللہ سبحان وتعالیٰ تمہیں اپنی عنایات سے نوازیں گے۔

پھر آپ طلوع آفتاب (مطلع الشمس) کی جگہ پہنچے۔ وہاں آپ نے ایک ایسی قوم پائی جو سورج سے بچنے کی اہل نہ تھی۔ اس علاقہ میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا۔ یہ سب ہی آپ کے مطیع ہو گئے۔

اس مہم کے دوران وہ دو پہاڑوں کے درمیان آئے (ایک قوم میں پہنچے۔ اس قوم کی زبان ناقابل فہم تھی۔ مگر انہوں نے بہرحال سکندر ذوالقرنین کو آگاہ کیا کہ ان پر ایک قوم پہاڑوں کے دوسری جانب سے حملہ آور ہوتی ہے۔ یہ یاجوج ماجوج (YAGOG AND MAGOG) تھے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان بلند دیوار بنا دی۔ اس دیوار میں لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے استعمال کئے گئے۔ پھر آگ کی مدد سے انہیں پگھلا کر یک جان کر دیا گیا۔ پھر ان پر تانبا پگھلا کر ڈالا گیا۔ یوں یہ قوم یاجوج ماجوج کی دست برد سے محفوظ ہو گئی۔ اس کام کے ختم ہونے پر ذوالقرنین نے اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر اس طرح ادا کیا:

"یہ میرے رب کی رحمت ہے کہ ایک ایسی دیوار قائم ہو گئی اور ایک فتنہ کا سدباب ہو گیا۔ جب تک اللہ (سبحان وتعالیٰ) کو منظور ہے یہ دیوار یونہی قائم رہے گی۔ البتہ جب میرے رب کا وعدہ آپہنچے گا تو وہ اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا۔ اور بے شک میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے۔" (الکہف ۹۸)

Marfat.com

ابن مریم سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام

ابن مریم سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا شمار اولوالعزم انبیاء کرام میں ہوتا ہے۔ چونکہ آپؑ کی پیدائش بغیر والد کے ہوئی اس لیے آپؑ کو "کلمتہ اللہ" بھی کہا جاتا ہے آپؑ کی پیدائش ہی ایک معجزہ نہ تھی بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپؑ کو کئی اور معجزات سے بھی نوازا۔ آپؑ ابھی گہوارے ہی میں تھے کہ آپؑ نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور اپنی والدہ محترمہ سیدہ مریمؑ کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ آپؑ ہاتھ لگاتے تو بیمار صحت مند ہو جاتے اور اندھوں کو بینائی مل جاتی۔ اس لیے آپؑ کا ایک لقب "مسیح" بھی ہے اور آپؑ کو مسیحا بھی کہا جاتا ہے۔ کہ آپؑ ہر مرض کا علاج مریض کو چھو کر کر دیتے تھے۔ آپؑ مٹی سے پرندے بناتے اور پھر اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے ان کو اڑنے کا حکم دیتے تو وہ زندہ ہو جاتے۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے لاڈلے انبیاء میں سے ایک نبی ہیں۔ آپؑ سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ یعنی آپؑ پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا اسحاق علیہ السلام کی نسل کے انبیاء کا اختتام ہوا۔ جد پیغمبراں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری اور محبوب رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے کتاب سے نوازا۔ یہ کتاب انجیل کہلاتی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جب دین حنیف کی تبلیغ کی تو وقت کے بادشاہ نے ان کو پکڑ لیا۔ وہ سیدنا عیسیٰؑ کو پھانسی دینا چاہتا تھا مگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ وہ اب بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کے پاس ہیں اور قرب قیامت ایک بار پھر دنیا میں آئیں گے۔ اب کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کی حیثیت سے زمین پر اتریں گے اور پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا عیسیٰؑ کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی عطا

Marfat.com

فرمایا تھا۔ غرض آپؑ کی تمام زندگی اللہ سبحان وتعالیٰ کے معجزات کا مظہر تھی۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات بابرکات' ان کی والدہ اور ان (سیدنا عیسیٰؑ) کی معجزانہ پیدائش کے بارے میں قرآن پاک کی جن آیات میں ذکر ملتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۸۷
۳	البقرۃ	۲۵۳
۳	آل عمران	۴۲'۴۳'۴۵_۶۰
۶	النسآء	۱۵۶_۱۵۹
۶	النسآء	۱۶۳
۶	النسآء	۱۷۱'۱۷۲
۶	المآئدۃ	۱۷'۱۸
۶	المآئدۃ	۴۷
۶	المآئدۃ	۷۲_۷۸
۷	المآئدۃ	۱۱۰_۱۱۸
۷	الانعام	۸۶
۱۶	مریم	۱۶_۳۵
۱۷	الانبیآء	۹۱
۱۸	المومنون	۵۸'۶۱
۲۵	الزخرف	۵۷_۵۹'۶۱'۶۳'۶۴
۲۷	الحدید	۲۷
۲۸	الصف	۶

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی، اور ہم نے اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو کھلی نشانیاں دیں اور اس کی مدد کی جبرائیلؑ کے ذریعے، پھر جب تمہارے پاس کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جو تمہارے جی کو نہ بھاتا تھا تو تم نے تکبر کیا اور ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم نے قتل کر دیا۔ (البقرۃ ۸۷)
- یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں (بعض) سے اللہ نے کلام کیا۔ اور ان میں سے بعض کے درجے بلند کیے اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو واضح معجزے عطا کیے۔ اور ہم نے روح القدس سے اس کی تائید کی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو پیغمبروں کے بعد آئے ہیں نہ لڑتے۔ اس کے بعد جبکہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آگئیں۔ لیکن ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر ان میں سے بعض نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (البقرۃ ۲۵۳)
- (اللہ سبحان و تعالیٰ اپنے آخری رسول ﷺ کو آگاہ کرتے ہیں) اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریمؑ! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ہے (ایک مقدس خدمت کے لیے باوجود اس کے کہ آپؑ ایک خاتون ہیں) اور خوب پاک کیا اور سارے جہاں کی عورتوں میں سے تجھے پسند کیا (کہ بغیر باپ کے بیٹا عطا کیا اور ملائکہ سے ہم کلام کیا) اے مریمؑ! اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی رہ اور اس کے لیے سجدہ کر، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر (نماز ادا کر)۔ (آل عمران ۴۲، ۴۳)
- (وہ واقعہ بھی یاد کیجئے) جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ! بے شک اللہ تجھے اپنے ایک کلمہ (حکم) کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰؑ ابن مریمؑ ہو گا (وہ) دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبے والا اور اللہ کے مقربوں میں ہو گا۔ (آل عمران ۴۵)
- اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں اور پختہ عمر میں بھی باتیں کرے گا اور وہ نیکوکاروں سے ہو گا۔ (آل عمران ۴۶)
- وہ (سیدہ مریمؑ) بولیں: اے میرے رب! میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا؟ اور کسی مرد نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا: اسی طرح اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا

Marfat.com

ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اس کو "ہوجا" سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تمہارے بیٹے کو سکھائے گا کتاب اور دانائی کی باتیں اور توریت اور انجیل۔ (آل عمران ۴۷'۴۸)

- اور اللہ (ان کو) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر (بھیجے گا) کہ میں تمہاری طرف ایک نشانی کے ساتھ آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے۔ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ جیسی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ اور میں اللہ کے حکم سے اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو' اور میں اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں' اور تمہیں بتاتا ہوں کہ جو تم کھاتے ہو' اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ بے شک اس میں تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ (آل عمران ۴۹)
- اور میں اپنے سے پہلی (کتاب) توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور تاکہ تمہارے لیے بعض چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں۔ اور تمہارے پاس پوری نشانی کے ساتھ آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے' سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ (آل عمران ۵۰)
- بے شک اللہ (ہی) میرا اور تمہارا رب ہے' سو تم اس کی عبادت کرو کہ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (آل عمران ۵۱)
- پھر (ان معجزات کے باوجود) جب عیسیٰؑ نے ان کا کفر محسوس کیا (تو) کہا کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مدد کرنے والے ہیں' ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ (آل عمران ۵۲)
- اے ہمارے رب! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے نازل کیا اور ہم نے (تیرے) رسول کی پیروی کی' سو تو ہمیں حق کی گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ (آل عمران ۵۳)
- اور ان کافروں نے (سیدنا عیسیٰؑ کو قتل کرنے) کی خفیہ سازش کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ (سب) تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (آل عمران ۵۴)
- جب (یہود سیدنا عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی خفیہ تدبیر کر رہے تھے) اللہ نے کہا: اے عیسیٰؑ! میں تجھے پوری عمر کو پہنچاؤں گا اور پھر تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے پاک کر

Marfat.com

دوں گا ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان (کافروں) پر غالب رکھوں گا قیامت کے دن تک۔ پھر تمہیں میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر (اے لوگو) میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا جس (بارے) میں تم اختلاف کرتے تھے (جھٹلاتے تھے)۔ (آل عمران ۵۵)

- پس جن لوگوں نے کفر کیا سو انہیں سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (آل عمران ۵۶)
- اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے تو (اللہ سبحان و تعالیٰ) ان کا اجر انہیں پورا پورا دے گا۔ اور اللہ (دوست) نہیں رکھتا ظالموں کو۔ (آل عمران ۵۷)
- (اور اے رسول ﷺ) ہم آپ (ﷺ) پر یہ آیتیں اور حکمت والی نصیحتیں پڑھتے ہیں۔ (آل عمران ۵۸)
- بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ جیسی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا "ہو جا" تو وہ ہو گیا۔ (آل عمران ۵۹)
- یہ حق (بات) آپ کے رب کی طرف سے ہے۔ پس شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ (آل عمران ۶۰)
- اور (یہودیوں کو جو سزا ملی) وہ ان کے کفر کے باعث تھی اور اس لیے بھی کہ انہوں (یہود) نے مریمؑ پر بہتان باندھا تھا۔ اور ان کے یہ کہنے پر (بھی سزا ملی) کہ ہم نے قتل کیا اللہ کے رسول مسیحؑ ابن مریمؑ کو، حالانکہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور بے شک جو لوگ اس (بارے) میں قیاس آرائیاں کرتے ہیں وہ البتہ اس بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ ان کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہیں اور (وہ تو) محض اپنے گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور انہوں نے ہرگز ان (سیدنا عیسیٰؑ) کو قتل نہیں کیا۔ جبکہ اللہ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (النسآء ۱۵۶-۱۵۸)
- اور (قیامت کے قریب جب عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں آئیں گے) کوئی اہل کتاب دنیا میں سے ایسا نہ رہے گا مگر اس (عیسیٰؑ) پر اپنی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔ اور قیامت کے دن وہ گواہ ہوں گے۔ (النسآء ۱۵۹)
- بے شک ہم نے (اے رسول ﷺ) آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی ہے۔ جیسے ہم

Marfat.com

نے وحی بھیجی تھی۔ نوحؑ کی طرف اور اس کے بعد اور نبیوں کی طرف اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف اور عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ (کی طرف بھی وحی بھیجی) اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔ (النسآ ۱۶۳)

○ اے اہل کتاب! دین میں غلو نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) اور نہ کہو اللہ کے بارے میں حق کے سوا۔ بے شک مسیحؑ ابن مریمؑ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جو مریمؑ کو پہنچایا۔ اور مسیحؑ اللہ (کی طرف) سے روح ہیں سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو (خدا) تین ہیں۔ (اس سے) باز رہو تمہارے لیے بہتر ہے اس کے سوا نہیں کہ اللہ معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا ہے اور اللہ کارساز کافی ہے۔ (اسے کسی معاون کی ضرورت نہیں)۔ (النسآء ۱۷۱)

○ مسیحؑ کو اللہ کا بندہ ہونے میں ہرگز عار نہیں اور نہ مقرب فرشتوں کو (عار ہے) اور جو کوئی اس (اللہ) کی بندگی سے عار اور تکبر کرے تو وہ عنقریب انہیں ان کا اجر پورا پورا دے گا اور انہیں زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جن لوگوں نے (بندگی کو) عار سمجھا اور تکبر کیا تو وہ انہیں عذاب دے گا دردناک۔ اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ مددگار۔ (النسآء ۱۷۲)

○ اور یہود اور نصاریٰ نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہہ دیجئے پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں کیوں سزا دیتا ہے؟ (نہیں) بلکہ تم بھی ایک بشر ہو اس کی مخلوق میں سے، وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ اور اللہ کے لیے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ (المآئدۃ ۱۷، ۱۸)

○ اور انجیل پر ایمان لانے والے ان احکام کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا جو اللہ نے نازل کیا ہے، تو یہی لوگ فاسق (نافرمان) ہیں۔ (المآئدۃ ۴۷)

○ بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا تحقیق اللہ مسیحؑ ابن مریمؑ ہے اور مسیحؑ نے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب

Marfat.com

ہے۔ بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو تحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔ (المائدۃ ۷۲)

- البتہ وہ لوگ بھی کافر ہوئے جنہوں نے کہا: بے شک اللہ تین خدا کا تیسرا ہے۔ حالانکہ بجز اس معبود واحد کے کوئی (اور) معبود نہیں اور اگر (نصاریٰ) ایسے کہنے سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے جنہوں نے کفر کیا انہیں ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔ (المائدۃ ۷۳)
- اور وہ توبہ کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کے آگے' اور اس سے (گناہوں کی بخشش) کیوں نہیں مانگتے؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (المائدۃ ۷۴)
- مسیحؑ ابن مریمؑ نہیں مگر رسول۔ اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ اور اس کی ماں صدیقہ (سچی پاک دامن) ہیں' وہ (ماں بیٹا) دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو! ہم ان کے لیے کیسے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھو یہ کدھر اٹھے بھاگے جا رہے ہیں۔ (المائدۃ ۷۵)
- آپ کہہ دیں (اے نبی ﷺ) کیا تم اللہ کے سوا اسے پوجتے ہو جو تمہیں کوئی نقصان یا نفعؑ نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ہی سننے والا' جاننے والا ہے۔ (المائدۃ ۷۶)
- آپ کہہ دیں (اے نبی ﷺ) اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے قبل گمراہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا اور (خود بھی) بھٹک گئے سیدھے راستے سے (جو خود گم کردہ راہ ہے وہ دوسرے کو کیا راہ دکھائے گا)۔ (المائدۃ ۷۷)
- بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ ملعون ہوئے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی' اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ (المائدۃ ۷۸)
- جب اللہ نے کہا اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! میری نعمت (احسان) اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر یاد کرو جب میں نے روح القدس سے تمہاری مدد کی۔ تم لوگوں سے پنگھوڑے اور بڑھاپے میں باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تم میرے حکم سے مٹی سے جانور کی صورت بناتے تھے' پھر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ پرندہ بن جاتا میرے حکم سے اڑنے والا۔ اور تم

Marfat.com

مادر زاد اندھوں اور کوڑھی کو میرے حکم سے شفاء دیتے تھے۔ اور جب تم (قبر سے) مردہ کو میرے حکم سے نکال کر کھڑا کرتے تھے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو (تمہارے قتل سے) روکا جب تم کھلی نشانیوں کے ساتھ ان کے پاس آئے تو ان میں سے کافروں نے کہا کہ یہ کھلا جادو ہے۔ (المائدۃ ۱۱۰)

- اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈال دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ' انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں۔ بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔ (المائدۃ ۱۱۱)
- جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تیرا رب یہ کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے خوان اتارے؟ اس نے (سیدنا عیسیٰؑ نے) کہا (کیسی باتیں کرتے ہو) اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ (المائدۃ ۱۱۲)
- انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس (خوان نعمت) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا۔ اور ہم اس پر گواہ رہیں۔ (المائدۃ ۱۱۳)
- (حواریوں کی اس درخواست پر) عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے دعا کی: اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو اور (یہ خوان) تیری طرف سے (تیری قدرت کی) نشانی ہو' اور ہمیں روزی دے تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (المائدۃ ۱۱۴)
- اللہ نے فرمایا: بے شک میں وہ خوان تم پر اتاروں گا پھر اس کے بعد تم میں سے جو ناشکری کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا جو جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔ (المائدۃ ۱۱۵)
- اور جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا؟ کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود ٹھہرالیں تو اس (سیدنا عیسیٰؑ) نے کہا: تو پاک ہے۔ میرے لیے (روا) نہیں کہ میں (ایسی بات) کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو مجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے۔ اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے بے شک تو چھپی باتوں کو جاننے والا ہے۔ (المائدۃ ۱۱۶)

Marfat.com

- میں نے انہیں نہیں کہا مگر صرف وہ جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے' اور میں جب تک ان میں رہا ان پر خبردار (باخبر) تھا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان پر تو نگران تھا اور تو ہر شے سے باخبر ہے۔ (المآئدۃ ۱۱۷)
- اگر تو انہیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں' اور اگر تو بخش دے ان کو' تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ (المآئدۃ ۱۱۸)
- اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ ' سب نیک بندوں میں سے ہیں۔ (الانعام ۸۶)
- اور (اے نبی ﷺ) اس کتاب (قرآن پاک) میں (لوگوں سے) مریمؑ کا حال بیان کرو۔ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا گئیں۔ پھر انہوں نے ان (گھر والوں) کی طرف سے پردہ کر لیا۔ پھر ہم نے ان (سیدہ مریمؑ) کے پاس اپنے فرشتے (جبرائیلؑ) کو بھیجا۔ پس وہ ان کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا تو وہ (سیدہ مریمؑ) بولیں: میں تجھ سے رحمان (اللہ) کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ (مریم ۱۶-۱۸)
- اس (جبرائیلؑ) نے کہا (میں عام انسان نہیں) میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں' تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔ (مریم ۱۹)
- وہ (سیدہ مریمؑ) بولی: میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ جبکہ نہ مجھے کسی بشر نے چھوا' اور نہ میں بدکار ہوں۔ (مریم ۲۰)
- اس (جبرائیلؑ) نے کہا: اسی طرح (اللہ کا فیصلہ) ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے اور (اس لیے) تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے (ذریعہ) رحمت بنا دیں اور یہ ہے ایک طے شدہ امر۔ (مریم ۲۱)
- پس (جسے پیدا کرنا مطلوب تھا) وہ بطن (مادر) میں قرار پا گیا۔ پس اسے لیے ہوئے وہ ایک دور مقام پر چلی گئیں (اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم سے حضرت مریمؑ بیت اللحم میں تشریف لے گئیں تاکہ لوگوں کے (فضول) سوالات سے محفوظ رہیں)۔ (مریم ۲۲)
- پھر وہ (سیدہ مریمؑ) درد زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (لوگوں کے

Marfat.com

طعن و تشنیع کے خیال سے بے چین ہو کر) بولیں: اے کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور میں بھولی بسری (نیست و نابود) ہو چکی ہوتی۔ (اس پر) فرشتے نے ان کو پکارا تم غمگین مت ہو (نیچے دیکھو) تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے (پاس ہی) ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔ (مریم ۲۳۔۲۵)

- تو کھا اور پی اور (بیٹے کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارے سے) کہہ دے کہ میں نے رحمان کے روزہ کی نذر مانی ہے پس آج ہرگز کسی آدمی سے کلام نہ کروں گی۔ (مریم ۲۶)
- پھر وہ (حضرت مریمؑ) اسے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی۔ وہ بولے: اے مریمؑ! تو نے یہ بڑی بری بات کی ہے اے ہارون کی بہن! تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی۔ (مریم ۲۷'۲۸)
- تو مریمؑ نے اس (بچہ) کی طرف اشارہ کیا' وہ بولے: ہم گہوارہ (گود) کے بچے سے کیسے بات کریں؟ (اس کا جواب خود بچے نے دیا)۔ (مریم ۲۹)
- وہ بولا: بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے حکم دیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ کا اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے کا اور اس نے مجھے نہیں بنایا سرکش و بدنصیب اور (اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے) سلامتی ہے مجھ پر' جس دن میں پیدا ہوا' اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ (مریم ۳۰۔۳۳)
- یہ ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ (اور) وہ حق بات (عیسیٰؑ کی پیدائش) ہے جس میں وہ لوگ شک کرتے ہیں۔ (حالانکہ) اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ تو (اس سے) پاک ہے وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے۔ (مریم ۳۴'۳۵)
- اور اس عورت (سیدہ مریمؑ) کا معاملہ جس نے اپنی پاکدامنی کو قائم رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا اور اس کو اور اس کے بیٹے (سیدنا عیسیٰؑ) کو تمام جہان والوں کے لیے نشانی ٹھہرا دیا۔ (الانبیآء ۹۱)

Marfat.com

- اور ہم نے ابن مریمؑ اور ان کی والدہ کو ایک نشانی بنایا۔ اور دونوں کو ایسی بلند زمین پر پناہ دی جو قیام کے قابل اور سرسبز و شاداب تھی۔ (المومنون ۵۸)
- اور جب مریمؑ کے بیٹے کا (معجزانہ) حال (اسلام کے مطابق) بیان کیا گیا۔ تو آپ (مخاطب رسول پاک ﷺ ہیں) کی قوم کے لوگ (اہل مکہ) چلا اٹھے اور بولے: بھلا ہمارے بہتر ہیں یا وہ "مسیحؑ" (اصل میں) انہوں نے یہ بات آپ سے جھگڑا کرنے کے لیے کہی ہے۔ دراصل یہ لوگ تو جھگڑالو ہیں (اور عیسیٰؑ) وہ تو محض ہمارے ایک برگزیدہ بندے تھے جس پر ہم نے اپنا ایک فضل فرمایا تھا اور ہم نے ان کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نمونہ بنا دیا تھا۔ (الزخرف ۵۷۔۵۹)
- اور وہ (سیدنا عیسیٰؑ) تو قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ پس (اے پیغمبر ﷺ) آپ فرما دیجیے کہ لوگو! عیسیٰؑ کی عبدیت، نبوت اور ان کی پیدائش، ان کا اٹھایا جانا، پھر قیامت کے قریب ان کا نازل ہونا، اس میں شک نہ کرو۔ اور میری پیروی کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔ (الزخرف ٦١)
- اور جب عیسیٰؑ آئے کھلی نشانیوں (معجزات) کے ساتھ، تو انہوں نے (بھی یہی) کہا (کہ لوگو!) تحقیق میں تمہارے پاس حکمت کے ساتھ آیا ہوں اور اس لیے کہ تمہارے لیے وہ بعض باتیں بیان کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بے شک اللہ ہی میرا رب اور تمہارا پروردگار ہے سو تم اس کی عبادت کرو، یہ راستہ ہے سیدھا۔ (الزخرف ٦٣، ٦٤)
- پھر (ان پہلے آنے والے پیغمبروں کے بعد ہم نے) پے درپے پیغمبروں کو بھیجا اور ان کے بعد ہم عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو لائے اور ہم نے اسے انجیل دی۔ اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ان کے دلوں میں نرمی اور محبت ڈال دی اور ترک دنیا (رہبانیت کی رسم) خود انہوں نے نکالی ہم نے ان پر واجب نہ کی تھی مگر (انہوں نے) اسے اللہ کی رضا کے لیے اختیار کیا تو اس کو نہ نبھا سکے (جیسا کہ) اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے انہیں ان کا اجر دیا اور اکثر ان میں سے نافرمان ہی ہیں (کہ وہ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان نہیں لائے)۔ (الحدید ۲۷)
- اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے کہا کہ: اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا رسول ہوں (جو) تمہاری طرف (بھیجا گیا ہوں) میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی

Marfat.com

جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی' اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے' ان کا نام "احمد" ہوگا جب وہ (احمد مصطفیٰ ﷺ) کھلی نشانیاں لے کر آئے تو (یہ لوگ) کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔ (الصف ٦)

Marfat.com

قرآن پاک کی رو سے سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ کچھ اس طرح ہے کہ:

ایک دفعہ جب سیدہ مریم ؑ ابھی بیت المقدس میں مقیم تھیں کہ فرشتے آپ (سیدہ مریم ؑ) کے پاس آئے اور کہا: اے مریم ؑ! اللہ سبحان وتعالیٰ تمہیں اپنے ایک فرمان (کلمتہ اللہ سیدنا عیسیٰ ؑ) کی خوشخبری دیتا ہے۔ ان فرشتوں میں سے ایک نے کہا: میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا (بیٹے کے روپ میں) عطا کروں۔ اس لڑکے کا نام مسیح عیسیٰ ؑ پسر مریم ؑ ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں ہی میں آبرو والا اور مقرب لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ لوگوں سے گہوارے میں بھی اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی (جوان ہو کر) باتیں کرے گا اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔

اس پر سیدہ مریم ؑ نے کہا:

"اے میرے رب! میرے ہاں بیٹا کیسے تولد ہوگا؟ جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار عورت ہوں۔"

فرشتے نے (اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے) کہا: اللہ سبحان وتعالیٰ کا اس بارے میں یہی فیصلہ ہے۔ اور تمہارے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسا کرنا اس کے لیے بہت آسان ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے نزدیک تو سیدنا عیسیٰ ؑ کی پیدائش کی مثال سیدنا آدم ؑ جیسی ہے۔

(تفصیل ملاحظہ ہو سیدنا آدم ؑ و حوا ؑ کے قصے میں:)

اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا آدم ؑ کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر اسے کہا "ہو جا" تو وہ ہو گیا۔ (اسی طرح) وہ جب بھی کسی کام کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے اور سیدنا عیسیٰ ؑ کو تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی طرف سے رحمت اور لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا کر پیدا فرمانا ہے۔

سیدنا عیسیٰ ؑ کی پیدائش اللہ سبحان وتعالیٰ کا ایک طے شدہ امر ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اسے کتاب، دانائی، توریت اور انجیل سکھانے والا ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ کا ارادہ اس طرح پورا ہوا کہ سیدہ مریم ؑ کو اس بچے (سیدنا عیسیٰ ؑ) کا حمل ٹھہر گیا، تو وہ اسے لے کر بیت المقدس سے دور ایک مقام پر چلی گئیں (تاکہ لوگوں کے شرانگیز اور پریشان کن سوالات سے محفوظ رہ سکیں۔) چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے بچے

Marfat.com

کی پیدائش کا وقت قریب آگیا۔ پھر جب سیدہ مریمؑ کو درد زہ (زچگی کا درد) محسوس ہوا تو وہ ایک کھجور کی اوٹ میں چلی گئیں۔ اس تکلیف میں وہ کہنے لگیں: کاش یہ وقت آنے سے پہلے میں مرجاتی اور میرا نام ونشان تک باقی نہ رہتا۔ اس پر فرشتے نے سیدہ مریمؑ کو پکارا: تم غمگین مت ہو' ذرا اپنے پاس نیچے کی طرف دیکھو' تمہارے رب نے تمہارے لیے ٹھنڈے میٹھے پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ تم ذرا اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ۔ پھر دیکھنا تمہارے اوپر کھجوروں کی کیسی بارش ہوتی ہے۔ تم ان کھجوروں کو کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اور جب کوئی شخص تمہیں دیکھے (بچے کے بارے میں سوال کرے) تو اسے کہہ دینا کہ میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مان رکھی ہے اس لیے آج میں کسی سے بات نہیں کر سکتی۔

پھر جب سیدہ مریمؑ اپنے بچے (سیدنا عیسیٰؑ) کو لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں' تو لوگ بچے کو دیکھتے ہی کہنے لگے: اے سیدہ مریمؑ! تو اپنے ساتھ بڑے گناہ کی شے لائی ہے۔ پھر طنز کرتے ہوئے بولے: اے ہارونؑ کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار عورت تھی (پھر تو نے یہ کیا کام کر دیا؟) سیدہ مریمؑ نے انہیں منہ سے کچھ نہ کہا اور بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے پوچھ لو۔ وہ بولے: ہم پنگھوڑے میں پڑے بچے سے کیا بات کریں؟ مگر سیدنا عیسیٰؑ جو اللہ سبحان وتعالیٰ کی نشانی اور "کلمہ" تھے بول اٹھے: بے شک میں اللہ سبحان وتعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا ہے خواہ میں کہیں بھی رہوں اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز (قائم کرنے)' زکوٰۃ (ادا کرنے) اور اپنی والدہ محترمہ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور میرے رب تعالیٰ نے مجھے سرکش اور بدنصیب نہیں بنایا۔ میں جس دن پیدا ہوا وہ دن سلامتی والا تھا' جس روز میں مروں گا اور جس روز میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا' اس دن پر بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کی سلامتی اور فضل نازل ہوگا۔

پھر جب سیدنا عیسیٰؑ بحیثیت رسول' بنی اسرائیل کے پاس واضح نشانیوں کے ساتھ آئے' تو آپؑ نے لوگوں سے کہا: میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں ابھی تم لوگوں کے سامنے گارے سے ایک پرندے جیسی شکل وصورت کا مجسمہ بناؤں گا' پھر جب میں اس میں پھونک ماروں گا تو وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جائے گا۔ نہ صرف یہ' بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے میں پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو بھی اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ تم لوگ جو کچھ کھاتے ہو اور جو اشیاء اپنے

Marfat.com

گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو' میں وہ سب بتا سکتا ہوں۔ میں اپنے سے پہلی کتاب "توریت" میں کہی گئی تمام باتوں کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں تاکہ تم لوگوں پر چند ایسی باتوں کی حقیقت بیان کر دوں جن پر تم اختلاف کرتے ہو اور چند ایسی اشیاء تمہارے لیے حلال کردوں جو تم پر اس سے پہلے حرام تھیں۔ تم اللہ سبحان وتعالیٰ سے ڈرو اور میری کہی باتوں کی اطاعت کرو۔ بے شک اللہ سبحان وتعالیٰ میرا اور تمہارا رب تعالیٰ ہے۔ اس رب کی عبادت کرو کہ یہی ایک سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے۔

پھر آپؑ نے اپنی قوم کو بشارت بھی دی کہ ان کے (سیدنا عیسیٰؑ) بعد اللہ سبحان وتعالیٰ کے (آخریؑ) نبیؑ تشریف لائیں گے جن کا نام "احمدؑ" ہوگا۔ لیکن بنی اسرائیل نے سیدنا عیسیٰؑ کی کوئی بات نہ مانی اور الٹا سیدنا عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازش کی اور آپؑ کو مصلوب کرنے کا ارادہ کر لیا۔ قرآن پاک سے پتہ چلتا ہے کہ جب قوم سیدنا عیسیٰؑ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی سیدنا عیسیٰؑ کو مصلوب کرنے کی سازش کی تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے بھی ان کی سازش کو ناکام بنانے کی تدبیر فرمائی اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح سیدنا عیسیٰؑ کے دشمنوں کی سازش ناکام ہوئی۔ (جس شخص کو آپؑ کے قتل پر مامور کیا گیا تھا اس شخص کو سیدنا عیسیٰؑ کی شکل کا بنا دیا گیا جسے دشمنوں نے پکڑ کر مصلوب کر دیا اور بعد میں مشہور کر دیا کہ عیسیٰؑ کو مصلوب کر دیا گیا۔)

سیدنا عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے بعد' عیسائیوں نے اپنے عقائد میں تبدیلی کر لی اور ایک اللہ سبحان وتعالیٰ کی جگہ تثلیث (تین خداؤں) کا عقیدہ اپنا لیا اور یوں اللہ سبحان وتعالیٰ کے ساتھ سیدہ مریمؑ اور ابن مریمؑ کو بھی خدا قرار دے کر اللہ سبحان وتعالیٰ کو تین خداؤں میں سے ایک خدا قرار دے دیا۔

جبکہ قرآن پاک میں ایک یا دو نہیں بلکہ کئی مقامات پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ، مریم علیہا السلام کے بیٹے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی و رسول تھے۔

Marfat.com

حوارین سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور

قصہ نزول مائدہ

قرآن پاک نے سیدنا حضرت عیسیٰؑ ابن مریم علیہا السلام پر ایمان لانے والوں اور کفار بنی اسرائیل کے مقابلہ میں آپؑ کی مدد کرنے والوں کو "حواری" کے لقب سے نوازا ہے۔ قرآن پاک میں حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ البتہ ان کا ذکر قرآن پاک کی تین سورتوں آل عمران، المآئدۃ اور الصف میں کیا گیا ہے۔ حواری وہ افراد تھے جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے۔

حوارین سیدنا عیسیٰؑ کا ذکر قرآن پاک کی جن آیات میں کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۵۰۔ ۵۳
۶	المآئدۃ	۱۱۱۔۱۱۵
۲۸	الصف	۱۴

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: (حضرت عیسیٰؑ کے ذکر میں بھی یہ آیات دی جاچکی ہیں):

- اور میں اپنے سے پہلی (کتاب) توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس لیے کہ تمہارے لیے بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں اور تمہارے پاس ایک نشانی کے ساتھ آیا ہوں تمہارے رب سے' سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ (آل عمران ۵۰)
- بے شک اللہ (ہی) میرا اور تمہارا رب ہے' سو تم اس کی عبادت کرو' یہ سیدھا راستہ ہے۔ (آل عمران ۵۱)
- پھر جب عیسیٰؑ نے ان سے کفر پایا (تو) کہا کون ہے اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کی مدد کرنے والے ہیں' ہم اللہ پر ایمان لائے' اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار (مسلمان) ہیں۔ (آل عمران ۵۲)
- اے ہمارے رب! ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو تو نے نازل کیا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ سو تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں کے ساتھ رکھ لے۔ (آل عمران ۵۳)
- اور جب (اللہ سبحان و تعالیٰ) نے حواریوں کے دل میں ڈال دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ' انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں۔ بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔ (المائدۃ ۱۱۱)
- جب حوارین نے کہا: اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے خوان اتارے؟ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو' اگر تم مومن ہو۔ (المائدۃ ۱۱۲)
- انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس (خوان) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اس پر گواہ رہیں۔ (المائدۃ ۱۱۳)
- عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے دعا کی: اے اللہ' اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں روزی دے تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (المائدۃ ۱۱۴)
- اللہ نے کہا: میں بے شک وہ (خوان) تم پر اتاروں گا۔ پھر اس کے بعد تم میں سے جو

Marfat.com

ناشکری کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا جو نہ عذاب دوں گا جہاں والوں میں سے کسی کو۔ (المآئدۃ ۱۱۵)

○ اے ایمان والو! تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے، جیسے عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے حواریوں سے کہا: کون ہے اللہ کی طرف میرا مددگار؟ تو کہا حواریوں نے: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور کفر کیا ایک گروہ نے، تو ہم نے ان کے دشمنوں پر ایمان والوں کی مدد کی، سو وہ (مسلمان) غالب ہو گئے۔ (الصف ۱۴)

Marfat.com

سیدنا حضرت عیسیٰؑ ابن مریم علیہا السلام نے جب دین حنیف کی تبلیغ شروع کی اور آپؑ کے معجزات کا چرچا عام ہونے لگا تو بنی اسرائیل (یہود) نے یہ بات جان لی کہ سیدنا عیسیٰ مسیحؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں' تو انہوں نے آپؑ کے قتل کی سازش کی' اور جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی راہ میں ان کی مدد کرنے والا کون ہے؟ تو حواریوں نے کہا: ہم اللہ سبحان وتعالیٰ کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ سبحان وتعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم اللہ سبحان وتعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

پھر حواریوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ: یا نبی! آپؑ اللہ سبحان وتعالیٰ سے کہیں کہ وہ ہمارے لیے آسمان سے خوان (کھانا) اتارے۔ سیدنا عیسیٰؑ نے کہا: تم کیسے سوال کرتے ہو؟ اللہ سبحان وتعالیٰ سے ڈرو۔ حواریوں نے کہا: (ہم چاہتے ہیں کہ) اللہ سبحان وتعالیٰ ہم پر خوان اتارے تاکہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم خود دیکھ لیں کہ آپؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور عرض کیا: یا اللہ سبحان وتعالیٰ! ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ وہ دن ہمارے لیے روز عید ہو اور یہ ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے تمہاری طرف سے نشانی ہو۔ ہمیں اپنی جناب سے رزق عطا فرما کہ تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا:

> ''میں اسے (خوان) تم پر اتارتا ہوں۔ اب اس کے بعد تم میں سے جو بھی کفر کرے گا' تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ دنیا میں کسی پر ایسا عذاب نہ کیا جائے گا۔''

چنانچہ سیدنا عیسیٰؑ کی دعا کے نتیجے میں آسمان سے ان کے (حواریوں) اور دوسرے لوگوں کے لیے خوان (مائدہ) نازل ہوا۔ لیکن اس کے بعد بھی سیدنا عیسیٰؑ کی قوم میں سے بہت سے لوگوں نے کفر کیا اور سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات سے انکار کرتے رہے۔

Marfat.com

سید الانبیاء ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ

نہ صفی اللہ ہیں یہ	سیدنا آدمؑ
نہ خلیل اللہ ہیں یہ	سیدنا ابراہیمؑ
نہ ذبیح اللہ ہیں یہ	سیدنا اسماعیلؑ
نہ روح اللہ ہیں یہ	سیدنا عیسیٰؑ
نہ ذالاید ہیں یہ	سیدنا داوٗدؑ
نہ نعم العبد ہیں یہ	سیدنا ایوبؑ
نہ صاحب الحوت ہیں یہ	سیدنا یونسؑ
محمد ہیں یہ	تعریف والے
احمد ہیں یہ	سب سے زیادہ حمد کرنے والے
حامد ہیں یہ	سراہنے والے
محمود ہیں یہ	سراہے گئے
قاسم ہیں یہ	بانٹنے والے
عاقب ہیں یہ	پیچھے آنے والے
فاتح ہیں یہ	کھولنے والے
شاہد ہیں یہ	گواہی دینے والے
حاشر ہیں یہ	اٹھنے والے

Marfat.com

رشید ہیں یہ	نیک
شہود ہیں یہ	گواہی دیئے گئے
بشیر ہیں یہ	خوشخبری دینے والے
نذیر ہیں یہ	ڈرانے والے
داع ہیں یہ	بلانے والے
شاف ہیں یہ	شفا دینے والے
ھاد ہیں یہ	ھادی' ہدایت دینے والے
مھد ہیں یہ	ہدایت والے
ماح ہیں یہ	محو کرنے والے
منج ہیں یہ	نجات دلانے والے
ناہ ہیں یہ	منع کرنے والے
رسول ہیں یہ	رسول ﷺ
نبی ہیں یہ	نبی
امی ہیں یہ	کسی بندے سے علم نہ پڑھنے والے
تھامی ہیں یہ	تہامی
ہاشمی ہیں یہ	ہاشمی
ابطحی ہیں یہ	ابطح والے
عزیز ہیں یہ	غالب
حریص علیکم ہیں یہ	حرص کرنے والے (لوگوں کے ایمان کے لیے)
رؤف ہیں یہ	نرم دل والے
رحیم ہیں یہ	رحم والے
طٰہٰ ہیں یہ	طٰہٰ

Marfat.com

مجتبیٰ ہیں یہ	چنے ہوئے
طٰس ہیں یہ	طٰس
مرتضیٰ ہیں یہ	برگزیدہ
حٰمٓ ہیں یہ	حٰمٓ
مصطفیٰ ہیں یہ	چنے ہوئے
یٰسٓ ہیں یہ	یٰسٓ
اولیٰ ہیں یہ	بہتر
مزمل ہیں یہ	کملی والے
ولی ہیں یہ	دوست
مدثر ہیں یہ	چادر اوڑھنے والے
متین ہیں یہ	مضبوط
مصدق ہیں یہ	سچ بولنے والے
طیب ہیں یہ	پاک
ناصر ہیں یہ	مدد دینے والے
منصور ہیں یہ	ملا دیئے گئے
مصباح ہیں یہ	چراغ
امر ہیں یہ	حکم دینے والے
حجازی ہیں یہ	حجاز والے
نزاری ہیں یہ	مفرین نزار کی اولاد سے
قرشی ہیں یہ	قریشی
مضری ہیں یہ	مضر والے
نبی التوابتہ ہیں یہ	متوجہ ہونے والے

Marfat.com

حافظ ہیں یہ	یاد رکھنے والے نبی
کامل ہیں یہ	کامل (پورے)
صادق ہیں یہ	سچے
امین ہیں یہ	امانتدار
عبداللہ ہیں یہ	اللہ کے بندے
کلیم اللہ ہیں یہ	اللہ سے کلام کرنے والے
حبیب اللہ ہیں یہ	اللہ کے دوست
نجی اللہ ہیں یہ	اللہ کے رازدار
صفی اللہ ہیں یہ	اللہ کے مخلص دوست
خاتم الانبیاء ہیں یہ	انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے
حسیب ہیں یہ	کافی
مجیب ہیں یہ	قبول کرنے والے
شکور ہیں یہ	شکرگزار
مقتصد ہیں یہ	میانہ روی سے چلنے والے
رسول الرحیم ہیں یہ	مہربانی والے رسول ﷺ
قوی ہیں یہ	طاقت والے
حفی ہیں یہ	خبر رکھنے والے
مامون ہیں یہ	امن والے
معلوم ہیں یہ	علم والے
حق ہیں یہ	سچے
مبین ہیں یہ	ظاہر
مطیع ہیں یہ	تابعدار

Marfat.com

رسول الراحتہ ہیں یہ	راحت والے رسول ﷺ
اول ہیں یہ	اول' پہلے
آخر ہیں یہ	پیچھے' آخری
ظاہر ہیں یہ	ظاہر
باطن ہیں یہ	پوشیدہ
نبی الرحمتہ ہیں یہ	مہربانی والے نبی
یتیم ہیں یہ	یتیم
کریم ہیں یہ	سخی
حکیم ہیں یہ	حکمت والے
خاتم الرسل ہیں یہ	رسولوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے
سید ہیں یہ	سردار
سراج ہیں یہ	چمکتے ہوئے
منیر ہیں یہ	روشن چراغ
محرم ہیں یہ	قابل عزت
مکرم ہیں یہ	عزت والے
مبشر ہیں یہ	خوشخبری سنانے والے
مذکر ہیں یہ	نصیحت کرنے والے
مطھر ہیں یہ	پاکیزہ
قریب ہیں یہ	قریب
خلیل ہیں یہ	دوست
مدعو ہیں یہ	دعوت دیئے ہوئے
جواد ہیں یہ	سخی

Marfat.com

خاتم ہیں یہ	ختم کرنے والے
عادل ہیں یہ	عدل کرنے والے
شہیر ہیں یہ	شہرت والے
شہید ہیں یہ	گواہی دینے والے
رسول الملاحم ہیں یہ	رسول الملاحم ﷺ
منذر ہیں یہ	ڈرانے والے

آمنہ و عبداللہ کے لخت جگر
معراج پر جانے والے نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

Marfat.com

حصہ دوم

سیدنا حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ

قرآن پاک میں حضور ﷺ کے اسمائے گرامی:

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں اپنے نبی پاک ﷺ کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے۔ یہ نام حضور نبی کریم ﷺ کے ذاتی بھی ہیں مثلاً محمد ﷺ واحمد ﷺ اور صفاتی بھی ہیں مثلاً نذیر ﷺ' بشیر ﷺ ومبشر ﷺ ومحمود ﷺ۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جن مختلف اسماء سے پکارا یا مخاطب کیا ہے' ان سے انتہائی مٹھاس' شیرینی اور محبت جھلکتی ہے۔ محمدؐ کے نام سے تو قرآن پاک میں ایک سورہ بھی موجود ہے۔

قرآن پاک کی جن آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاک ناموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل حضور ﷺ کے مختلف ناموں کے ساتھ دی جا رہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور اپنے دلوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت' شفقت اور حسن مصطفوی ﷺ سے اجالا کیجئے!

Marfat.com

محمدؐ (تعریف والے):

حضور نبی کریم محمد مصطفیؐ کو قرآن پاک میں "محمد ﷺ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جن آیات میں حضور ﷺ کے اس اسم گرامی کا تذکرہ ملتا ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۱۴۴
۲۲	الاحزاب	۴۰
۲۶	محمد	۲
۲۶	الفتح	۲۹

Marfat.com

اب ان آیات مقدسہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور محمدؐ تو (صرف) اللہ کے ایک رسولؐ ہیں۔ بے شک ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر وہ (رسول کریم ﷺ) وفات پا جائیں یا قتل (شہید) کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں ہو جاؤ گے؟ (دین اللہ سے کفر کی طرف) اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ تو عنقریب شکر گزاروں کو جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ (آل عمران ۱۴۴)
- محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' بلکہ اللہ کے رسولؐ اور خاتم النبیین ہیں (یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے) اور اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ (الاحزاب ۴۰)
- اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور (اپنے فضل سے) ان کا حال سنوار دیا۔ (محمد ۲)
- محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں رحم دل (پر خلوص) ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے (غرض ہر طرح) اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت ان کے چہروں پر نمایاں ہے۔ جو سجدوں کا اثر ہے۔ ان کی تعریف توریت میں اور ان کے اوصاف انجیل میں (آئے) ہیں۔ ان کی مثال ایک کھیتی کی مانند ہے۔ اس نے (پہلے) سوئی کی طرح ایک پتی نکالی پھر اسے طاقت دی پھر موٹی ہو گئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں' اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں' بخشش اور بڑے ثواب کا۔ (الفتح ۲۹)

Marfat.com

احمد:

قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کو "احمد" کہہ کر بھی یاد کیا گیا ہے۔ جس آیہ کریمہ میں حضورؐ کو احمد کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کی کی تفصیل یوں ہے:

پارہ	سورہ	آیت مبارکہ
۲۸	الصف	٦

ب آیہ کریم کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

○ اور یاد کرو جب عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول ﷺ کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے' بولے: یہ کھلا جادو ہے۔ (الصف ٦)

Marfat.com

رسول ﷺ:

حضور نبی کریم ﷺ کو قرآن پاک کی جن آیات میں رسول ﷺ کہہ کر پکارا گیا یا حضور ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲	البقرۃ	۱۵۱'۱۴۳
۳	آل عمران	۱۳۲'۱۰۱'۸۶'۸۱'۳۲'
۳	آل عمران	۱۸۳'۱۷۹'۱۷۲'۱۵۳
۵	النسآء	۵۹'۴۲'۱۴'۱۳'
۵	النسآء	۷۹'۶۹'۶۴'۶۱'
۵	النسآء	۱۱۵'۱۰۰'۸۰
۶	المآئدۃ	۵۶'۵۵'۴۱'۳۲'۱۵'
۶	المآئدۃ	۹۹'۹۲'۸۳'۶۷
۸	الاعراف	۱۵۸'۱۵۷
۹	الانفال	۴۶'۴۱'۲۴'۱۳'۱
۱۰	التوبہ	۲۴'۱۶'۱۳'۷'۳'۱'
۱۰	التوبہ	۵۴'۳۳'۲۹'۲۶'
۱۰	التوبہ	۶۵'۶۳'۶۱'۵۹'
۱۰	التوبہ	۸۶'۸۴'۸۱'۸۰'
۱۰	التوبہ	۹۷'۹۴'۹۱'۸۸'
۱۰	التوبہ	۱۲۸'۱۰۷'۱۰۵'۹۹
۱۴	النحل	۱۱۳
۱۷	الحج	۷۸
۱۸	النور	۵۲'۵۱'۴۸'۴۷'
۱۸	النور	۶۳'۶۲'۵۴
۱۸	الفرقان	۴۱'۳۰'۲۷'۷

Marfat.com

۲۰	العنکبوت	۱۸
۲۱	الاحزاب	۱۲‘ ۲۱‘ ۲۹‘ ۳۱‘ ۳۳‘
۲۱	الاحزاب	۳۶‘ ۴۰‘ ۵۳‘ ۵۷
۲۴	المومن	۷۸
۲۵	الزخرف	۲۵
۲۵	الدخان	۱۳
۲۶	محمد (صلعم)	۳۲‘ ۳۳
۲۶	الفتح	۹‘ ۱۲‘ ۱۳‘ ۱۷‘ ۲۶ تا ۲۹
۲۶	الحجرات	۱‘ ۳‘ ۷‘ ۱۴‘ ۱۵
۲۷	الحدید	۷‘ ۸‘ ۲۸
۲۸	المجادلہ	۴‘ ۵‘ ۸‘ ۹‘ ۱۲‘
۲۸	المجادلہ	۱۳‘ ۲۰‘ ۲۲
۲۸	الحشر	۴‘ ۶‘ ۷‘ ۸
۲۸	الممتحنہ	۱
۲۸	الصف	۲
۲۸	الجمعہ	۹‘ ۱۱
۲۸	المنافقون	۱‘ ۵‘ ۷‘ ۸
۲۸	التغابن	۸‘ ۱۲
۲۸	الطلاق	۱۱
۲۹	الجن	۲۳‘ ۲۷

Marfat.com

اب ان آیات مقدسہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ اور رسول ﷺ تمہارے نگہبان ہو گواہ اور اے محبوب ﷺ تم پہلے جس قبلہ پر تھے، ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور بے شک یہ بھاری تھی مگران پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے، بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان ہے۔ (البقرۃ ۱۴۳)
- جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول ﷺ تم میں سے، کہ تم پر ہماری آیات تلاوت فرماتے ہیں اور تمہیں پاک کرتے ہیں اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتے ہیں اور تمہیں وہ تعلیم دیتے ہیں جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ (البقرۃ ۱۵۱)
- تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول ﷺ کا، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کام۔ (آل عمران ۳۲)
- اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول ﷺ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرماتے، تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا: کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی! ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں اب تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (آل عمران ۸۱)
- اللہ کیونکر ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول ﷺ سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (آل عمران ۸۶)
- اور تم کیونکر کفر کرو گے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول ﷺ تشریف لایا اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا۔ (آل عمران ۱۰۱)
- اور اللہ اور رسول ﷺ کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (آل عمران ۱۳۲)
- جب تم (سراسیمگی کے عالم میں) بھاگے چلے جا رہے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ

Marfat.com

دیکھتے تھے' حالانکہ دوسری جماعت میں ہمارے رسول ﷺ تمہیں پکارتے تھے' تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا اور معافی اس لیے سنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (آل عمران ۱۵۳)

- وہ اللہ و رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہوئے' بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔ ان نیکو کاروں اور پرہیز گاروں کے لیے بڑا ثواب ہے۔ (آل عمران ۱۷۲)
- اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو' جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں' اے لوگو! کہ تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔ (آل عمران ۱۷۹)
- وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار کر لیا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے' تم فرما دو: مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو' پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو۔ (آل عمران ۱۸۳)
- یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا' اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں (وہ) ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ جائے' اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ (النسآء ۱۳'۱۴)
- اس دن تمنا کریں گے وہ' جنہوں نے کفر کیا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی' کہ کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے اور (وہ) کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔ (النسآء ۴۲)
- اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور حکم مانو رسول ﷺ کا' اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اللہ اور رسول ﷺ کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو' یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (النسآء ۵۹)

Marfat.com

- اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ (النسآء ۶۱)
- اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے حبیب ﷺ) تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ بھی ان کی شفاعت فرمائے تو (یہ لوگ) ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (النسآء ۶۴)
- اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا' یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (النسآء ۶۹)
- اے سننے والے! تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے تو وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور (اے محبوبؐ!) ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول ﷺ بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔ (النسآء ۷۹)
- جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا' بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا' تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (النسآء ۸۰)
- اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول ﷺ کی خاطر ہجرت کر کے پھر اسے موت نے آ لیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (النسآء ۱۰۰)
- اور جو رسول ﷺ کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا' اور مسلمانوں کی راہ سے جدا رہ چلے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (النسآء ۱۱۵)
- اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ (پیغمبر آخرالزماں) تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں (تحریف کے ذریعے) چھپا ڈالی تھیں۔ اور وہ تمہاری بہت سی باتوں سے درگزر فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (المآئدۃ ۱۵)

Marfat.com

○ اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر حکم نازل کیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے' یا زمین میں فساد پھیلایا' تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ بچا لیا' اس نے گویا سب لوگوں کو بچا لیا' اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول ﷺ روشن دلیلوں کے ساتھ آئے' پھر اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔ (المآئدۃ ۳۲)

○ اے رسول ﷺ! تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں۔ جو کچھ وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے مقام سے بدل ڈالتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو' اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو (اے رسول ﷺ!) اللہ سے اس کا کچھ بن نہ سکے گا' وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب۔ (المآئدۃ ۴۱)

○ تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے' کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (المآئدۃ ۵۵)

○ اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ والوں کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ (المآئدۃ ۵۶)

○ اے رسول ﷺ! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے' اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (المآئدۃ ۶۷)

○ اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول ﷺ کی طرف اترا' تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے' تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔ (المآئدۃ ۸۳)

○ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا' اور ہوشیار رہو۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔ (المآئدۃ ۹۲)

○ رسول ﷺ پر نہیں مگر حکم وسہو پہنچانا۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم

Marfat.com

چھپاتے ہو۔ (المائدۃ ۹۹)

- وہ جو غلامی کریں گے اس رسول ﷺ کی (غیب کی خبریں دینے والے نبیؐ) کی (جس کے متعلق وہ) لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں' وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ اور ان پر سے وہ بوجھ اور پھندے جو ان پر تھے' اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ (الاعراف ۱۵۷)
- آپؐ فرما دیجیے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ﷺ ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے' تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نبی امی پر' کہ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں' ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔ (الاعراف ۱۵۸)
- اے رسول ﷺ ! تم سے مال غنیمت کا پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں۔ تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (الانفال ۱)
- یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (الانفال ۱۳)
- اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو' جب رسول ﷺ تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ اس کی طرف حاضر کیے جاؤ گے۔ (الانفال ۲۴)
- اور جان لو! کہ جو کچھ مال غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول ﷺ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (الانفال ۴۱)
- اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ تمہاری

Marfat.com

ہمت ٹوٹ جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الانفال ۴۶)

- بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان مشرکوں کو' جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔ (التوبہ ۱)
- اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف حج اکبر کے دن لوگوں کو اعلان عام ہے کہ اللہ مشرکین سے الگ ہے' اور اس کا رسول ﷺ بھی۔ اب بھی (اے قریش مکہ!) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی' تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہ کر سکو گے۔ اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ (التوبہ ۳)
- (ذرا سوچو) اللہ کے نزدیک اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک مشرکین کا عہد کیونکر (قائم) رہے گا۔ البتہ جن لوگوں نے تم سے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا جب تک وہ تمہارے لیے (اپنے عہد پر) قائم رہیں تم بھی ان کے لیے (عہد پر) قائم رہو۔ بے شک اللہ پرہیز گاروں اور (احتیاط کرنے والوں) کو پسند فرماتا ہے۔ (التوبہ ۷)
- کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول ﷺ کے نکالنے کا ارادہ کیا؟ حالانکہ ان ہی کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو؟ تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (التوبہ ۱۳)
- کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے تم سے جہاد کیا (ان کے عجز سے) جانا ہی نہیں' اور (نہ یہ آزمائش ہوئی کہ) اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی (اور) کو' تو انہوں نے دلی دوست نہیں بنایا' اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔ (التوبہ ۱۶)
- تم فرماؤ: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان' یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (التوبہ ۲۴)
- پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول ﷺ پر' اور مسلمانوں پر' اور وہ لشکر

Marfat.com

اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔ (التوبہ ۲۶)

○ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے' اللہ پر اور قیامت پر۔ اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے۔ اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔ (التوبہ ۲۹)

○ وہی ہے جس نے اپنا رسول ﷺ ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔ (التوبہ ۳۳)

○ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لیے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے۔ (التوبہ ۵۴)

○ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا' اور کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ عنقریب اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول ﷺ (اس فضل ربی کا وسیلہ ہوگا۔) ہم کو اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔ (التوبہ ۵۹)

○ اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو (بھی) ستاتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں وہ تو ہر کسی کی بات پر کان دھرلیتا ہے۔ آپ فرما دیجیے (کہ ہاں) وہ کان لگا کر سنتے ہیں' وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (التوبہ ۶۱)

○ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔ (التوبہ ۶۳)

○ اور اے محبوبؐ! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ سے ہنستے ہو؟ (التوبہ ۶۵)

○ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو' اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ انہیں ہرگز

Marfat.com

نہ بخشے گا۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے منکر ہوئے' اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (التوبہ ۸۰)

- پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول ﷺ کے پیچھے بیٹھ رہے' اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں' اور بولے اس گرمی میں نہ نکلو۔ تم فرماؤ: جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔ (التوبہ ۸۱)
- اور (اے رسول ﷺ!) ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک یہ اللہ اور رسول ﷺ کے منکر تھے اور منکر ہی مر گئے۔ (التوبہ ۸۴)
- اور جب کوئی سورہ اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول ﷺ کے ہمراہ جہاد کرو' تو ان کے اہل مقدرت تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں چھوڑ دیجیے کہ ہم یہاں ٹھہر جانے والوں کے ساتھ ہو لیں۔ (التوبہ ۸۶)
- لیکن رسول ﷺ اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں' جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے۔ (التوبہ ۸۸)
- ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں' اور نہ بیماروں پر' اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو' جبکہ اللہ و رسول ﷺ کے خیر خواہ رہیں۔ نیکی والوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (التوبہ ۹۱)
- تم سے بہانے بنائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول ﷺ تمہارا کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے۔ وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ (التوبہ ۹۴)
- گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول ﷺ پر اتارا اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۹۷)
- اور کچھ دیہاتیوں میں وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کے قرب اور رسول ﷺ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں' ہاں! وہ

Marfat.com

ان کے لیے باعث قرب ہے۔ اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا' بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (التوبہ ۹۹)

- اور آپ فرما دیجئے (اے رسول ﷺ!) تم عمل کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمان سب تمہارے اعمال کو دیکھیں گے اور تم جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور ظاہر سب جانتا ہے۔ تو وہ تمہارے اعمال کا بھی تمہیں بتا دے گا۔ (التوبہ ۱۰۵)
- اور وہ جنہوں نے مسجد (مسجد ضرار) بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ (التوبہ ۱۰۷)
- بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول ﷺ' جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (التوبہ ۱۲۸)
- اور بے شک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول ﷺ تشریف لائے۔ تو انہوں نے انہیں جھٹلایا تو انہیں عذاب نے آپکڑا' اور وہ واقعی ظالم تھے۔ (النحل ۱۱۳)
- اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جیسا حق ہے جہاد کرنے کا' اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین' اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے' اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں' تاکہ رسول ﷺ تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔ تو نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو' اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے' کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔ (الحج ۷۸)
- اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے' اللہ اور رسول ﷺ پر۔ اور حکم مانا' پھر کچھ ان میں کہ' اس کے بعد پھر جاتے ہیں' اور وہ مسلمان نہیں۔ اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کہ رسول ﷺ ان میں فیصلہ فرمائے تو بھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے۔ (النور ۴۸'۴۷)
- مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ و رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ﷺ ان میں فیصلہ فرما دے کہ عرض کریں' ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ

Marfat.com

مراد کو پہنچے۔ (النور ۵۱)

- اور جو حکم مانے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے، تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (النور ۵۲)
- تم فرماؤ، حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا، پھر اگر تم منہ پھیرو، تو رسول ﷺ کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا۔ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو گے (سیدھی) راہ پاؤ گے اور رسول ﷺ کے ذمہ نہیں مگر (اللہ کے احکام) صاف پہنچا دینا۔ (النور ۵۴)
- ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر یقین لائے اور جب رسولؐ کے پاس ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں، جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں، وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں، پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں، اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو، اجازت دے دو اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (النور ۶۲)
- رسول ﷺ کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں سے چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر، تو ڈریں وہ جو رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ (النور ۶۳)
- اور (کافر یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ﷺ ہے کہ کھانا کھاتا ہے، اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ (اگر وہ رسول ﷺ ہی تھا تو) اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا (کہ لوگ خود سمجھ جاتے کہ یہ رسول ﷺ ہے اور احکام الٰہی سے انکار کی جرات ہی نہ ہوتی)۔ (الفرقان ۷)
- اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول ﷺ کے ساتھ راہ لی ہوتی۔ (الفرقان ۲۷)
- اور رسول ﷺ نے عرض کی: کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا۔ (الفرقان ۳۰)
- اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر مذاق، کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے

Marfat.com

رسول ﷺ بنا کر بھیجا۔ (الفرقان ۴۱)

- اور اگر تم جھٹلاؤ، تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول ﷺ کے ذمہ نہیں مگر (حق بات کو) صاف پہنچا دینا۔ (العنکبوت ۱۸)
- اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ اور رسول ﷺ کے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔ (الاحزاب ۱۲)
- (مومنو) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے (اتباع کا) یہ اس کے لیے جو اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (الاحزاب ۲۱)
- اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب ۲۹)
- اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول ﷺ کا اور اچھا کام کرے۔ ہم اسے اوروں سے دگنا ثواب دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (الاحزاب ۳۱)
- اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو، اللہ تو یہی چاہتا ہے۔ اے نبیؐ کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (الاحزاب ۳۳)
- اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا، وہ بے شک صریح گمراہی میں مبتلا ہوا۔ (الاحزاب ۳۶)
- محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں (یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الاحزاب ۴۰)
- اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ، مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ (اور) نہ اس کی تیاری کے انتظار میں رہو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر

Marfat.com

ہو اور جب کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ' نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے شک اس میں نبیؐ کو ایذاء پہنچتی ہے وہ تو تمہارا لحاظ فرماتے ہیں۔ مگر اللہ حق فرمانے سے نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس میں زیادہ ستھرائی ہے' تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی' اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دو' اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (الاحزاب ۵۳)

- بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کو' ان پر اللہ کی لعنت ہے' دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب ۵۷)
- اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی رسول ﷺ بھیجے کہ جن میں بعض کا احوال تم سے بیان فرمایا۔ اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا اور کسی رسول ﷺ کے لیے ہرگز ممکن نہ تھا کہ کوئی نشانی (معجزہ) اللہ کے حکم کے بغیر لے آتے پھر جب اللہ کا حکم آ پہنچا تو فیصلہ حق (وانصاف) کے ساتھ ہو گیا۔ اس وقت اہل باطل خسارہ میں رہے۔ (المومن ۷۸)
- بلکہ میں نے انہیں (قریش مکہ کو) اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے' یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والے رسول ﷺ تشریف لائے۔ (الزخرف ۲۵)
- (اب) ان کے لیے نصیحت حاصل کرنے (اور سمجھنے) کا موقع کہاں' حالانکہ ان کے پاس ہمارا رسول ﷺ آ چکا تھا۔ (الدخان ۱۳)
- بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول ﷺ کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی' وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا۔ اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو' اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم مانو' اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔ (محمد ۳۲'۳۳)
- تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ (الفتح ۹)

Marfat.com

- بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول ﷺ اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ (الفتح ۱۲)
- اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر' تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی تھی۔ (الفتح ۱۳)
- اندھے پر تنگی نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر مضائقہ' اور نہ بیمار پر مواخذہ' اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے' اللہ اسے جنت میں لے جائے گا' جس کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور جو پھر جائے گا اسے دردناک عذاب فرمائے گا۔ (الفتح ۱۷)
- جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں آڑ رکھی' وہی زمانہ جاہلیت کی آڑ' تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول ﷺ اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔ اور وہ اس کے زیادہ سزا وار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الفتح ۲۶)
- بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول ﷺ کا سچا خواب۔ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے ہوئے بے خوف' تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں' تو پھر اس نے فتح مکہ سے قبل ایک فوری فتح عطا کی (یہ فتح خیبر تھی)۔ (الفتح ۲۷)
- وہی (اللہ سبحان و تعالیٰ) تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا' تاکہ اس دین کو تمام (دیگر) ادیان پر مکمل طور پر غالب کر دے اور (دین حق و رسول ﷺ کی رسالت پر) اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ (الفتح ۲۸)
- محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل' تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے (اور) سجدے میں گرتے' اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں پر نمایاں ہے' سجدوں کے نشان سے' یہ ان (صحابہ) کی صفت توریت میں (بیان کی گئی) ہے اور ان کے اوصاف انجیل میں (آئے) ہیں۔ ان کی مثال ایک کھیتی کی مانند ہے کہ اس نے پہلے سوئی (کی مانند) ایک پتی نکالی پھر اسے طاقت دی۔ پھر وہ موٹی ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی

Marfat.com

کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان لائے اور نیک عمل کیے' بخشش اور بڑے ثواب کا۔ (الفتح ۲۹)

- اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو' اور اللہ سے ڈرو' بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا اور (تمہارے دلوں کے احوال کو) جاننے والا ہے۔ (الحجرات ۱)
- بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس' وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے رکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (الحجرات ۳)
- اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں بہت معاملوں میں اگر وہ تمہاری بات مان لیا کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو' لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ (سیدھی) راہ پر ہیں۔ (الحجرات ۷)
- گنوار بولے: ہم ایمان لائے' تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا' اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لائے' پھر شک نہ کیا' اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے (لوگ) ہیں۔ (الحجرات ۱۴'۱۵)
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ خرچ کرو جس نے تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔ تو جو تم میں (سے) ایمان لائے اور اسکی راہ میں خرچ کرے اور ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔ (الحدید ۷)
- اور تمہیں خیال ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ' حالانکہ یہ رسول ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ' اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے' اگر تمہیں یقین ہو۔ (الحدید ۸)
- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو گے اور

Marfat.com

تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الحدید ۲۸)

○ پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے (رکھے)' قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جس سے روزے بھی نہ رکھے جا سکیں' تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کھانا کھلائے' یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھو۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ ذلیل کیے گئے جیسے ان سے پہلوں کو ذلت دی گئی۔ اور بے شک ہم نے روشن آیات اتاریں اور کافروں کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ (المجادلہ ۴'۵)

○ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا' پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی۔ اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول ﷺ کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں۔ اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا۔ ہمارے اس کہنے پر' انہیں جہنم بس ہے۔ اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام (ہے)؟ اے ایمان والو! تم جب آپس میں کان میں بات کرو تو گناہ' ظلم اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو۔ اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاورت کرو اور اللہ سے ڈرو' جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ (المجادلہ ۸'۹)

○ اے ایمان والو! جب تم رسول ﷺ سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔ پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ تم اپنی عرض سے پہلے (فقرائے امت کے لیے) صدقہ پیش کیا کرو' پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر عنایت فرمائی (اور یہ حکم منسوخ ہو گیا) تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ (المجادلہ ۱۲'۱۳)

○ بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں' وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ (المجادلہ ۲۰)

Marfat.com

○ تم نہ پاؤ گے' ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یوم قیامت پر کہ دوستی کریں' ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی (ہوئے)' یہ اللہ کی جماعت ہے' سن کہ اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔ (المجادلہ ۲۲)

○ یہ اس لیے' کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے پھٹے رہے' اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پھٹا رہے' تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (الحشر ۴)

○ اور جو غنیمت دلائی اللہ نے' اپنے رسول ﷺ کو ان سے' تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ' ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے' جسے چاہے' اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (الحشر ۶)

○ جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو شہر والوں سے' وہ اللہ اور رسول ﷺ کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے' کہ تمہارے اغنیا کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمھیں رسول ﷺ عطا فرمائیں وہ لو' اور جس سے منع فرمائیں باز رہو' اور اللہ سے ڈرو' بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے' جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے' اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے' اور اللہ و رسول ﷺ کی مدد کرتے' وہی سچے ہیں۔ (الحشر ۷'۸)

○ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو' دوست نہ بناؤ تم انہیں چیزیں پہنچاتے ہو دوستی سے' حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ گھر سے جدا کرتے ہیں' رسول ﷺ کو اور تمھیں اس پر کہ تم اپنے رب' اللہ پر ایمان لائے' اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو' (تو اپنے ملک کے راز دشمنوں کو نہ بتاؤ۔ کیسی ناسمجھی کی بات ہے کہ) تم ان کی طرف چپکے چپکے دوستی کے پیغام بھیجتے ہو (جو تمہارے اور تمہارے دین وایمان کے دشمن ہیں) اور مجھے خوب

Marfat.com

معلوم ہے جو تم چھپاتے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو' اور تم میں سے جو (کوئی) بھی ایسا کرتا ہے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ (الممتحنہ ۱)

- وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا' کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔ (الصف ۲)
- ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر' اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو' یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانو۔ (الجمعہ ۹)
- وہی (تو) ہے' جس نے (عرب کے) ان پڑھ لوگوں میں' انہی (کی قوم) میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا' کہ ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔ اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ ۱۱)
- جب منافق آپؐ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ بے شک' یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ﷺ ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (المنٰفقون ۱)
- اور (ان کی حالت تو یہ ہے کہ) جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بخشش طلب فرمائیں تو (وہ گستاخی سے) اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ وہ بے رخی کرتے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں۔ (المنٰفقون ۵)
- وہی (منافق ہی تو) ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ (پریشان ہو کر خود) منتشر ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے' مگر منافقوں کو سمجھ نہیں۔ کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے' اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (المنٰفقون ۷'۸)
- تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس نور (کتاب مبین) پر' جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ (التغابن ۸)
- اور اللہ کا حکم مانو' اور رسول ﷺ کا حکم مانو' پھر اگر تم منہ پھیرو' تو جان لو کہ

Marfat.com

ہمارے رسول ﷺ پر (فرض تو) صرف صاف صاف (ہمارے احکام) پہنچا دینا ہے۔ (التغابن ۱۲)

- وہ رسول ﷺ کہ تم پر اللہ کی روشن آیات پڑھتا ہے' تاکہ انہیں جو ایمان لائے' اور اچھے کام کیے' اندھیروں سے اجالوں کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے' وہ اسے باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' جن میں (وہ) ہمیشہ ہمیشہ رہیں' بے شک اللہ نے اس (مومن) کے لیے اچھی روزی رکھی ہے۔ (الطلاق ۱۱)
- البتہ میرا کام (تو بس) اللہ کی طرف سے (اللہ کے احکام اور) اس کے پیغاموں کو پہنچا دینا ہے اور (پھر) جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی' تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ (نافرمان) ہمیشہ رہیں گے۔ (الجن ۲۳)
- ہاں! جس رسول ﷺ کو (اللہ سبحان و تعالیٰ) پسند فرماتا ہے تو (اس کو غیب کی باتوں سے بذریعہ وحی آگاہ فرماتا ہے' اسی احتیاط واہتمام کے ساتھ کہ) اس کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) مقرر فرماتا ہے۔ (الجن ۲۷)

Marfat.com

نبی (غیب کی خبریں بتانے والے):

سرور دو عالم ﷺ کا ذکر جن آیات میں "نبیؐ" کے طور پر آیا ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۱۶۱
۶	المآئدۃ	۸۱
۹	الانفال	۶۴' ۶۵' ۶۶' ۷۰
۱۰	التوبہ	۶۱' ۷۳' ۱۱۳' ۱۱۷
۲۱	الاحزاب	۱' ۶' ۲۸' ۳۲
۲۱	الاحزاب	۳۸' ۴۵' ۵۰
۲۱	الاحزاب	۵۳' ۵۶' ۵۹
۲۶	الحجرات	۲
۲۸	التحریم	۱' ۳' ۸' ۹
۲۸	الطلاق	۱
۲۸	الممتحنہ	۱۲

Marfat.com

اب ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- ہو سکتا ہے کہ وہ نبیؐ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ نبیؐ قیامت کے دن اپنی چھپائی ہوئی چیز لے کر آئے گا' پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۔(آل عمران ۱۶۱)
- اور اگر وہ ایمان لائے اللہ اور ان کے نبیؐ پر' اور اس پر جو ان کی طرف اترا۔ تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں ۔(المآئدۃ ۸۱)
- اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبیؐ !) اللہ تمہیں کافی ہے اور ان کے لیے بھی جو مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ اے نبیؐ ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب ہوں گے اگر تم میں سے سو (ثابت قدم) ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے' اس لیے کہ وہ (اہل کفر) سمجھ نہیں رکھتے ۔(الانفال ۶۴'۶۵)
- کسی نبیؐ کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے' جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے۔ تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ۔(الانفال ۶۷)
- اے نبیؐ ! غیب کی بتانے والے (نبیؐ !) جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ تمہارے دل میں نیکی جانے گا تو جو کچھ ہم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔(الانفال ۷۰)
- اور ان میں سے بعض نبیؐ کو ایذاء پہنچاتے ہیں (بدگوئی کرتے ہیں) اور کہتے ہیں وہ (نبیؐ) ہر کسی کی بات کان دھر کر سن لیتا ہے۔ آپؐ فرما دیجئے (کہ ہاں) وہ تمہارے بھلے کے لیے کان لگا کر سنتے ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۔(التوبہ ۶۱)
- اے نبیؐ ! جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں کے ساتھ اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی ۔(التوبہ ۷۳)
- نبیؐ اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں' اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں

Marfat.com

جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ۔(التوبہ ۱۱۳)

- بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبیؐ (غیب کی خبریں بتانے والے) اور ان مہاجرین اور انصار پر، جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان (نبیؐ) کا ساتھ دیا، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں۔ ان پر وہ (اللہ سبحان وتعالیٰ) رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان ہے ۔(التوبہ ۱۱۷)
- اے نبیؐ! اللہ کا یونہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا، بے شک اللہ رحمت والا ہے ۔(الاحزاب ۱)
- یہ نبیؐ مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے، اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں، بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے، مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے ۔(الاحزاب ۶)
- اے نبیؐ! اپنی بیبیوں سے فرمادیجئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ ۔(الاحزاب ۲۸)
- اے نبیؐ کی بی بیو! تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر اللہ سے ڈرو تو (کسی کے ساتھ) بات ایسی نرمی سے نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں! اچھی بات کہو ۔(الاحزاب ۳۲)
- نبیؐ پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقدر فرمائی، اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے، اور اس کا حکم مقرر ہو چکا تھا ۔(الاحزاب ۳۸)
- اے نبیؐ! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری اور ڈر سناتا ۔(الاحزاب ۴۵)
- اے نبیؐ! ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بی بیاں جن کو تم مہر دو، اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں، اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموؤں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں، جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔ اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبیؐ کی نذر کرے اگر نبیؐ اسے نکاح میں لانا چاہے، یہ خاص تمہارے لیے ہے امت کے لیے نہیں، ہمیں

Marfat.com

معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں۔ یہ خصوصیت تمہاری اس لیے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ۔(الاحزاب ۵۰)

- اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ' نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے شک اس میں نبیؐ کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے۔ اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم (امہات المومنین) سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ اور تمہیں زیبا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو' اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ۔(الاحزاب ۵۳)
- بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر' اے ایمان والو! تم بھی ان پر بکثرت درود و سلام بھیجو ۔(الاحزاب ۵۶)
- اے نبیؐ ! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔(الاحزاب ۵۹)
- اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبیؐ کی آواز سے' اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو' ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ۔(الحجرات ۲)
- اے (غیب کی خبریں بتانے والے) نبیؐ ! تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی۔ (اور اللہ جانتا ہے) کہ آپؐ نے ایسا محض اخلاقاً خوشی کے لیے (کیا ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔(التحریم ۱)
- اور جب نبیؐ نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی' پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبیؐ پر ظاہر کر دیا۔ تو نبیؐ نے وہ بات کچھ تو جتائی اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پھر جب نبیؐ نے اسے اس کی خبر دی (تو وہ) بولی حضورؐ کو کس نے بتایا؟ فرمایا مجھے علم والے باخبر (اللہ سبحان و تعالیٰ) نے بتایا ۔(التحریم ۳)

Marfat.com

○ اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے' قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں (ایسے) باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں' جس دن اللہ رسوا نہ کرے نبیؐ اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو' ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے' بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے ۔(التحریم ۸)

○ اے نبیؐ! کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام ۔(التحریم ۹)

○ اے نبیؐ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو' عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا' بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے ۔(الطلاق ۱)

○ اے نبیؐ! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات پر تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو' اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔(الممتحنہ ۱۲)

Marfat.com

نذیر (ڈر سنانے والے):

حضور نبی کریم ﷺ کا جن آیات میں "نذیر" کہہ کر ذکر فرمایا گیا ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۱۹
۸	الاعراف	۱۸۸
۱۱	ھود	۲
۱۳	الحجر	۸۹
۱۸	الفرقان	۵۶
۲۱	العنکبوت	۵۰
۲۲	الاحزاب	۴۵
۲۲	سبا	۲۸‘۴۶
۲۲	الفاطر	۲۳‘۲۴‘۳۷‘۴۲
۲۶	الاحقاف	۹
۲۶	الفتح	۸
۲۶	الذاریات	۵۰‘۵۱
۲۹	الملک	۸‘۹‘۲۶

Marfat.com

اب ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا اور تم سے دوزخ والوں کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا۔ (البقرۃ ۱۱۹)
- تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خودمختار نہیں، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ (الاعراف ۱۸۸)
- کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی۔ بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں۔۔ (ھود ۲)
- اور فرماؤ کہ: میں ہی ہوں مناف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے)۔ (الحجر ۸۹)
- اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔ (الفرقان ۵۶)
- اور بولے: کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے، تم فرماؤ: نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور میں تو صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ (العنکبوت ۵۰)
- اے نبیؐ! بے شک ہم نے آپؐ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (الاحزاب ۴۵)
- اور اے محبوبؐ! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (سبا ۲۸)
- تم فرما دو: میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ (ذرا) اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو (مل کر مشورہ کرو) اور اکیلے اکیلے سوچو کہ تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ہیں ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے۔ (سبا ۴۶)
- تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو (اے محبوبؐ۔) بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر، اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں ایک ڈر سنانے والا نہ گزر چکا ہو۔ (الفاطر ۲۳،۲۴)
- اور وہ (کفار) اس میں چلاتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا

Marfat.com

کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے (اللہ سبحان وتعالیٰ فرمائے گا) اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا۔ تو اب (مزہ) چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (الفاطر ۳۷)

- اور (یہ منکر حق) اللہ کی (بڑی بڑی) سخت قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو وہ ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے' پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا تو اس سے ان کی نفرت میں اضافہ ہی ہوا۔ (الفاطر ۴۲)
- تم فرماؤ: میں کوئی انوکھا رسول نہیں' اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا' اور تمہارے ساتھ کیا' میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔ (الاحقاف ۹)
- بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ (الفتح ۸)
- تو اللہ کی طرف بھاگو' بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ۔ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔ (الذاریات ۵۰'۵۱)
- کہ شدت غضب میں (جہنم) پھٹ جائے گی جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ کہیں گے کیوں نہیں' بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا: اللہ نے کچھ نہیں اتارا' تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں۔ (الملک ۸'۹)
- تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ (الملک ۲۶)

Marfat.com

بشیر (خوشخبری دینے والے):

اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کو قرآن پاک میں "بشیر" کہہ کر بھی پکارا اور یاد کیا گیا ہے۔ جن آیات میں حضور ﷺ کا بطور "بشیر" تذکرہ آیا ہے' ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۱۹
۸	الاعراف	۱۸۸
۱۱	ھود	۲
۲۲	سباء	۲۸
۲۲	الفاطر	۲۴

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

- بے شک ہم نے تمہیں (اے محمدؐ) حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور تم سے اہل دوزخ کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا۔ (البقرۃ ۱۱۹)
- (اے رسولؐ) فرما دیجئے میں (خود) اپنی جان کے بھلے برے کا ذمہ دار نہیں، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو میں نے بہت بھلائی جمع کر لی ہوتی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی لیکن میں تو (نافرمانوں کو) یہی ڈرانے والا اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں جو ایمان رکھتے ہیں۔ (الاعراف ۱۸۸)
- کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی، بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔ (ھود ۲)
- اور (اے محبوب ﷺ) ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (سبا ۲۸)
- اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والا اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا (پیغمبر) نہ گزرا ہو۔ (الفاطر ۲۴)

Marfat.com

شاہد (حاضر و ناظر):

قرآن پاک میں ایک سے زائد آیات مبارکہ میں حضورؐ کا ذکر مبارک "شاہد" کے طور پر کیا گیا ہے۔ ان آیات مقدسہ کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	الاحزاب	۴۵
۲۶	الفتح	۸
۲۹	المزمل	۱۵

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبیؐ!) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر اور خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والا۔ (الاحزاب ۴۵)
- بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد (حاضر و ناظر) بنا کے اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ (الفتح ۸)
- بے شک (اے اہل مکہ) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر و ناظر ہے (روز قیامت گواہ ہوں گے) جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰؑ کو) رسول بنا کر بھیجا تھا۔ (المزمل ۱۵)

Marfat.com

مبشر (خوشخبری سنانے والے):

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو "مبشر" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے مبارک آیات:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۸	الفرقان	۵۶
۲۲	الاحزاب	۴۵
۲۶	الفتح	۸

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ:

- اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سنانے والا۔ (الفرقان ۵۶)
- اے نبیؐ! ہم نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا (مبشر) اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (الاحزاب)
- بے شک ہم نے آپؐ کو (لوگوں کے احوال کا) گواہ بنا کر خوشخبری سنانے والا اور (عواقب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (الفتح ۸)

Marfat.com

شہید (گواہی دینے والے):

اللہ سبحان و تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کو شہید (نگہبان وگواہ) قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک کی جن آیات مقدسہ میں آپ ﷺ کے "شہید" ہونے کا ذکر آیا ہے' ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۴۳
۵	النسآء	۴۱
۱۴	النحل	۸۹
۱۷	الحج	۷۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ، اور (اے محبوب ﷺ) تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ (قبلہ کی تبدیلی) دشوار تھی سوائے ان کے، جنہیں اللہ نے ہدایت کی۔ اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے۔ بے شک اللہ (ایسے) لوگوں پر بہت مہربان، مہروالا ہے۔ (البقرۃ ۱۴۳)
- تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محبوب ﷺ) تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔ (النسآء ۴۱)
- اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور (اے محبوب ﷺ) تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔ اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔ (النحل ۸۹)
- اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جیسا حق ہے جہاد کرنے کا، اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ (یہی) تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے اللہ نے تمہارا نام ہی مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں، تاکہ رسولؐ تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہی دو۔ تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے، تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔ (الحج ۷۸)

Marfat.com

داعی الی اللہ (اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف بلانے والے):

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے "داعی الی اللہ" کہہ کر بھی پکارا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	الاحزاب	۴۶
۲۶	الاحقاف	۳۲

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ:

- اور (آپؐ کو) اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا (داعی الی اللہ) اور ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (الاحزاب ۴۶)
- اور جو اللہ کی طرف بلانے والے (داعی الی اللہ) کی بات نہ مانے گا' تو وہ زمین پر اللہ کو عاجز نہ کر سکے گا اور اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا (جو نافرمان سمجھتے ہیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے) وہ بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (الاحقاف ۳۲)

Marfat.com

عبداللہ (اللہ سبحان وتعالیٰ کے بندے):

قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کو "عبداللہ" (اللہ کا بندہ) کہہ کر بھی پکارا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۵	الکہف	۱
۲۷	الحدید	۹
۲۹	الجن	۱۹

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کجی نہ رکھی۔ (الکہف ۱)
- وہی ہے کہ اپنے عبد پر روشن آیتیں اتارتا ہے' تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے' اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا۔ (الحدید ۹)
- اور یہ کہ جب اللہ کا (محبوب وکامل ترین) بندہ (نبی کریم ﷺ) اس کی عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں (اور قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں) تو لوگ جوق درجوق ان پر ہجوم کرنے لگتے ہیں۔ (الجن ۱۹)

Marfat.com

المنذر (ڈرانے والے):

قرآن پاک میں حضور نبی کریمؐ کو "منذر" (ڈر سنانے والا) کہہ کر بھی یاد کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۰	النمل	۹۲
۲۳	صٓ	۴، ۶۵

اب ان آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور یہ کہ (آپ ﷺ) قرات پڑھ کر سنایا کریں۔ پس جو راہ (حق) اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آتا ہے' اور جو (اس راہ سے) بھٹک گیا تو آپ (اے نبی ﷺ!) اس سے فرما دیں کہ: میں تو بس (دیگر پیغمبروں کی طرح برے اعمال کے نتائج سے) ڈرانے والا ہوں۔ (النمل ۹۲)
- اور (یہ لوگ جو اب تک ایک ہادی کے منتظر تھے) اس بات پر حیرت کرنے لگے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک (کفر و معصیت کے انجام سے) ڈرانے والا (منذر) آیا ہے اور کفار کہنے لگے: یہ شخص جادوگر ہے' کذاب (جھوٹا) ہے۔ (صٓ ۴)
- (اے نبیؐ!) آپؐ فرما دیں میں تو (عواقب سے) ڈرانے والا ہوں اور معبود (تو) صرف وہی اللہ ہے جو واحد اور غالب ہے۔ (صٓ ۶۵)

Marfat.com

قرآن پاک میں مزید اسمائے گرامی

قرآن پاک میں حضور نبی کریمؐ کے بعض اسمائے گرامی صرف ایک ایک بار آئے ہیں۔ یہ اسمائے مبارک اور ان کی آیات جن میں یہ اسمائے مبارک آئے ہیں کا تفصیلی تعارف اجمالاً دیا جا رہا ہے۔

خاتم النبیین:

○ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے) ہیں۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ (پارہ ۲۲' الفتح ۴۰)

المزمل:

○ اے (چادر کا) جھرمٹ مارنے والے۔ (پارہ ۲۹' المزمل ۱)

المدثر:

○ اے بالا پوش اوڑھنے والے۔ (پارہ ۲۹' المدثر ۱)

روف' رحیم:

○ (اے مسلمانو!) بے شک تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آئے ہیں جو تکلیف تم (مسلمانوں) کو پہنچتی ہے' وہ ان (کے قلب اطہر) پر گراں گزرتی ہے۔ (اور) تمہارے لیے تو وہ (رحمت وخیر کی) فراوانی کے طالب رہتے ہیں۔ (اور) مومنوں کے حق میں نہایت شفیق ومہربان (روف الرحیم) ہیں۔ (پارہ ۱۱' التوبہ ۱۲۸)

رحمت:

○ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت (بنا کر) سارے جہانوں کے

Marfat.com

لیے۔ (پارہ ۱۷' الانبیآء ۱۰۷)

نور:

○ اے اہل کتاب! بلاشبہ ہمارے پیغمبر (آخر الزماں ﷺ) تمہارے پاس آ گئے۔ وہ تم سے بہت سی باتیں صاف صاف بیان فرماتے ہیں جن کو تم اللہ کی کتاب (توریت وانجیل) میں سے چھپاتے رہے ہو اور وہ (نبی پاک ﷺ) تمہاری بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتے ہیں' بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (یعنی نبی آخرالزماں) آچکا اور روشن کتاب۔ (پارہ ۶' المآئدۃ ۱۵)

سراج منیر:

○ اور (آپ ﷺ کو) اللہ کے اذن سے' اللہ کی طرف بلانے والا ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ ۲۲' الاحزاب ۴۶)

عبد:

○ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن پاک اپنے بندہ (نبی کریم ﷺ) پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے۔ (پارہ ۱۸' الفرقان ۱)

برہان:

○ اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل (برہان) آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ (پارہ ۴' النسآء ۱۷۵)

مذکر:

○ پس (اے رسول ﷺ) آپؐ تو ان کو سمجھاتے رہیے' آپؐ کا کام تو سمجھانا ہے (آپؐ سمجھانے والے (مذکر) ہیں)۔ (پارہ ۳۰' الغاشیہ ۲۱)

عزیز:

○ (اے مسلمانو!) بے شک تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آئے' جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے (وہ تم سے زیادہ) ان (کے قلب اطہر) پر گراں گزرتی ہے۔ (اور) تمہارے لیے (تو وہ رحمت وخیر کی) فراوانی کے طالب رہتے ہیں اور مومنوں کے حق میں تو نہایت شفیق ومہربان ہیں۔ (پارہ ۱۰' التوبہ ۱۲۸)

Marfat.com

طٰہٰ۔ یٰسٓ:

○ یہ قرآن پاک کی دو سورتوں کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ دونوں سورتوں کے نام بھی یہی ہیں۔ تاہم بہت سے مفسرین کی رائے ہے کہ یہ حضور ﷺ کے لیے خطاب ہیں۔ ویسے قرآن پاک کے ان الفاظ کو "حروف مقطعات" کہا جاتا ہے' جن کے مطالب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (طٰہٰ' پارہ ۱۶' طٰہٰ ۱ اور یٰسٓ' پارہ ۲ یٰسٓ ۱)

النعمتہ:

○ اللہ کی نعمت پہنچاتے ہیں' پھر اس سے منکر ہوتے ہیں۔ اور ان میں اکثر کافر ہیں۔ (پارہ ۱۴' النحل ۸۳)

Marfat.com

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ کو خلعت نبوت عطا ہونا

اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی غار حرا (جو مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک پہاڑ کی دشوار گزار چوٹی پر ہے) میں نازل ہوئی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ۔ب سے پہلی وحی نازل ہوئی اس میں کہا گیا:

"پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کو) پیدا کیا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا ہونے کے ساتھ جو بعض احکام ابتدا میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے ملے' ان کا ذکر قرآن پاک کی درج ذیل آیات میں آیا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۹	المدثر	۱۔۷
۳۰	العلق	۱۔۵

Marfat.com

اب ان آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اے بالا پوش (کملی اوڑھنے) والے۔ (المدثر ۱)
- (محمد ﷺ) کھڑے ہو جاؤ پھر ڈراؤ۔ (المدثر ۲)
- اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ (المدثر ۳)
- اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ (المدثر ۴)
- اور پلیدی سے دور رہو۔ (المدثر ۵)
- اور زیادہ لینے کی غرض سے کسی پر احسان نہ رکھو۔ (المدثر ۶)
- اور اپنے رب (کی رضا جوئی) کے لیے صبر کرو۔ (المدثر ۷)
- پڑھیئے اپنے رب کے نام سے۔ جس نے (سب کو) پیدا کیا۔ (العلق ۱)
- انسان کو جمے ہوئے خون (کے لوتھڑے) سے پیدا کیا۔ (العلق ۲)
- پڑھیئے اور آپ (ﷺ) کا رب سب سے بڑا کریم ہے۔ (العلق ۳)
- جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا۔ (العلق ۴)
- انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ (العلق ۵)

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے جب پہلی دفعہ مخاطب کیا تو حکم دیا:

"پڑھو اپنے رب کے نام سے (وہ رب) جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا۔" (العلق ۱)

پھر بتایا کہ رب کون ہے۔ رب وہ ہے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا اور (یاد رکھو) تمہارا رب سب سے زیادہ کریم ہے۔ پھر مزید بتایا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ وہ ہے جس نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا اور علم دیا جو قبل ازیں انسان کے بس میں نہ تھا۔ پھر حضور پاک ﷺ کو بعض احکام دیئے گئے۔ مثلاً اللہ سبحان وتعالیٰ کی بڑائی بیان کرو' اپنے کپڑے اور تن پاک صاف رکھو' ناپاکی سے بچو اور کسی کو اس نیت سے کچھ نہ دو کہ وہ زیادہ لوٹائے گا۔ (کہ یہ بات نبی کی شان کے خلاف ہے) حضور انور ﷺ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ تبلیغ کی راہ میں بڑی مشکلات ہوں گی اور تکالیف پیش آئیں گی۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ جس حال میں رکھے اس پر قانع اور صابر رہو کہ اسی میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی خوشنودی پنہاں ہے۔

Marfat.com

اُمّی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کے معاملے میں کفار سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں' بلکہ تبلیغ کا منشاء تو ان کے دلوں میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی یاد کو ڈالنا ہے۔ یہ مقصد جھگڑا کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اہل کتاب کو یہ بتائیں کہ ہم ایک اللہ سبحان وتعالیٰ پر ہی ایمان رکھتے ہیں جھگڑا کس بات کا؟ پھر اے نبیؐ ! آپ ﷺ تو امی ہیں۔ نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ آپ ﷺ پر ہم نے کتاب نازل کی اور آپ ﷺ کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ اس پر بھی اگر کفار آپ ﷺ کی بات نہیں مانتے تو یہ ان کی حق ناشناسی ہے۔ اگر وہ معجزے طلب کریں تو بتا دیں کہ میں تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے احکامات سنانے والا اور نافرمانی کی صورت میں عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ یہ تو بجائے خود ایک معجزہ ہے۔ حضور ﷺ کو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ کفار کو بتا دیں کہ آپ ﷺ جس (خدا) کی پوجا کرتے ہیں کفار اسے معبود نہیں ٹھہراتے اور کفار جن کو معبود ٹھہراتے ہیں آپ ﷺ ان کی پوجا نہیں کرتے۔

ان باتوں کا ذکر جن آیات میں آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	العنکبوت	۴۶۔۴۸
۳۰	الکافرون	۱۔۶

Marfat.com

ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور اہل کتاب سے جب بحث مباحثہ کرو تو بہت شائستہ انداز میں۔ سوائے ان کے جو ان میں سے ظلم (وزیادتی) کریں (ان سے اگر تم کو بھی کچھ کہنا پڑے تو مضائقہ نہیں) اور ان سے کہو ہم تو جو ہم پر اترا اس پر بھی اور (جو) تم پر اترا (توریت) اس پر بھی ایمان لائے اور ہمارا تمہارا معبود (تو) ایک ہی ہے اور ہم (سب) اس کے فرمانبردار ہیں (تو پھر جھگڑنے کی کیا بات ہے)۔ (العنکبوت ۴۶)
- اور (جیسے ہم نے توریت اتاری تھی) اس طرح ہم نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا۔ پس جن کو ہم نے (ان کی) کتاب (کی سمجھ) عطا کی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکین مکہ) میں سے بھی بعض اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیات سے تو وہی منکر ہیں جو (پکے) کافر ہیں۔ (العنکبوت ۴۷)
- اور (آخر ان لوگوں کے شبہ میں پڑنے کی وجہ ہی کیا ہے) آپ ﷺ نہ تو اس (قرآن کے اترنے) سے قبل پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے (کیونکہ) اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شبہ میں پڑ جاتے (لیکن یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر یہ ان کی حق ناشناسی' ہٹ دھرمی ہے)۔ (العنکبوت ۴۸)
- آپ ﷺ فرما دیجئے اے کافرو! جن (بتوں) کی تم پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا۔ اور تم بھی اس (خدا) کی عبادت نہیں کرتے جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں (آئندہ) تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا اور نہ تم میرے معبود (واحد) کی پرستش کرو گے۔ (الکافرون ۱-۶)

Marfat.com

گویا اللہ سبحان وتعالیٰ نے ظاہر فرما دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کفار سے علیحدہ ہیں اور صرف ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی یہ شان ظاہر کر دی کہ وہ ایک امی نبی ہیں یعنی قرآن پاک ان کا کلام نہیں بلکہ یہ اللہ سبحان وتعالیٰ کا کلام ہے۔ کفار اس ضمن میں جو یہ کہتے تھے کہ قرآن پاک اللہ سبحان وتعالیٰ کا کلام نہیں اس کا بھی رد فرمایا گیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو کفار کی طرف سے طعن و تشنیع پر بھی غمزدہ نہ ہونے کو فرمایا اور بتایا کہ کس طرح مختلف قوموں نے اپنی طرف مبعوث ہونے والے رسولوں اور انبیاء کا مذاق اڑایا۔ حضور ﷺ کو تو طعنہ دیا گیا کہ ہر کسی کی بات سن لیتے ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اس پر بھی حضور ﷺ کی تشفی فرمائی اور حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ توحید ورسالت کی تبلیغ کرتے رہیں۔ کسی کی باتوں، طعنوں، ستائے جانے غرض کسی بات کی پرواہ نہ کریں۔ ایسا کرنے والوں کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

پھر حضور ﷺ کے ایک دشمن، آپ ﷺ کے چچا ابولہب کو جس طرح سزا ملی اور اس کی کافرہ بیوی جو حضور ﷺ کی دشمن تھی کی جس انداز میں موت ہوئی اسے بھی بیان کر دیا گیا۔ یہ گویا اللہ سبحان وتعالیٰ اور اس کے رسولوں کے دشمنوں کی سزا کا ایک مظہر تھا۔ اس کا مقصد بھی اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی کی دلجوئی تھی۔

Marfat.com

کفار کی ایذا رسانی پر اللہ سبحان وتعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشفی فرمانا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد تبلیغ اسلام کا عظیم کام شروع فرمایا تو خود ان کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بااثر روسائے مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت شروع کر دی۔ بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو حکم ہی یہ دیا تھا کہ سب سے پہلے اپنے قرابت داروں' اعزاء' اور رشتہ داروں کو دعوت اسلام دو۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ میں مختلف تبلیغی منازل کا بھی ذکر ہے۔ ان آیات کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۳	الحجر	۹۴-۹۹
۱۹	الشعرآء	۲۱۴-۲۲۰

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- پس (اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ (وہ سب) خوب کھول کر سنا دیں جس کام کا آپ ﷺ کو حکم ہوا ہے' اور مشرکوں کی ذرا پروا نہ کریں (یہ آپ ﷺ کا مذاق اڑائیں یا آپ ﷺ کی بات سنیں' نہ سنیں' آپ ﷺ ان کو کچھ نہ کہیں گے لیکن) ہم آپ ﷺ کی طرف سے ان مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔ (الحجر ۹۴'۹۵)
- (اور یہ تمسخر کرنے والے) جو اللہ کے ساتھ اوروں (بتوں وغیرہ) کو معبود قرار دیتے ہیں' تو ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (کہ وہ کس حماقت میں مبتلا تھے) اور اے رسول ﷺ! ہم جانتے ہیں کہ ان باتوں پر آپ ﷺ کا جی تنگ ہوتا ہے (دل مکدر ہوتا ہے) پس (ایسی حالت میں "انشراح" قلب کے لیے) آپ ﷺ اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرتے رہیے اور (جو آپ ﷺ کا معمول ہے کہ حالت غم میں نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں' اسی طرح) سجدہ کرنے والوں میں رہیے اور اپنے رب کی عبادت وصال بالرفیق اعلیٰ تک جاری رکھیں۔ (الحجر ۹۶'۹۹)
- اور (اے رسول ﷺ! سب سے پہلے) اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ سبحان و تعالیٰ کو ایک ماننے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے کی) نصیحت کیجئے اور آپ ﷺ اپنے متبعین ایمان والوں کے لیے اپنے (دونوں) بازو نیچے رکھیے (یعنی کھول دیجئے جو شفقت' حفاظت' نرمی' تواضع و محبت کا اظہار ہے) پھر اگر وہ آپ ﷺ کی نافرمانی کریں (تو اپنا ہو یا پرایا صاف) کہہ دیجئے میں تمہارے ان کاموں سے بیزار ہوں۔ (الشعرآء ۲۱۴-۲۱۶)
- اور آپ ﷺ بڑے غلبہ والے رحیم (خدا) پر بھروسہ رکھیں وہ (اللہ سبحان وتعالیٰ) جو آپ ﷺ کو دیکھتا ہے جب آپ ﷺ (تنہائی میں رات کے وقت عبادت کے لیے) اٹھتے ہیں۔ اور (جب جلوت میں) نمازیوں کے درمیان آپ ﷺ پھرتے ہیں' بے شک وہی (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔ (الشعرآء ۲۱۷-۲۲۰)

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے ارشاد عالی کے مطابق ہی اہل مکہ کو صفا و مروہ سے ندا دی۔ چنانچہ سبھی جمع ہو گئے کیونکہ انہیں ایک ایسے فرزند مکہ نے پکارا تھا جسے سبھی صادق وامین قرار دیتے تھے۔ جب وہ لوگ اکٹھے گئے تو آپ ﷺ نے سبھی سے دریافت کیا: "تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟" سبھی نے بیک زبان کہا کہ آپ ﷺ امین وصادق ہیں۔ ہم نے کبھی کوئی جھوٹی بات آپ ﷺ کے منہ سے نہیں سنی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: "میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور دونوں طرف دیکھ رہا ہوں۔ تم سب اس کے نیچے ہو اور دوسری طرف نہیں دیکھ سکتے۔ اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آرہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا' تو کیا تم یقین کرلو گے؟"

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ سبھی نے بیک زبان کہا۔ تو حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی۔ موت اور بعد ازموت آنے والے عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ وہ اللہ کو واحد تسلیم کریں' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور حضور ﷺ کو اللہ کا سچا نبی ﷺ اور برحق رسول ﷺ مانیں۔ اس پر اہل مکہ غصے میں آگئے۔

مگر حضور ﷺ نے ہمت نہ ہاری اور تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ کفار حضور ﷺ کے ہروقت درپے آزار رہتے۔ حضور ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو کافران ﷺ پر بکری کا اوجھ پھینک دیتے۔ ابو لہب کی بیوی جس کے آپ ﷺ پڑوسی تھے۔ حضور ﷺ کے گھر میں روزانہ کانٹے پھینکتی۔

حضور ﷺ جہاں بھی تبلیغ اسلام کے لیے جاتے۔ کفار وہاں پہنچ کر حضور ﷺ کی مخالفت کرتے۔ کفار نے حضور ﷺ اور ان کے ماننے والوں کا مقاطعہ کردیا اور ان کو محصور کردیا۔ ان پر اناج کی ترسیل روک دی۔ یہ محاصرہ تین سال رہا۔ پھر کفار طرح طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ کو رنج ہوتا۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ رحیم وغفور نے قرآن حکیم کی آیات کے ذریعے بار بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تشفی فرمائی۔ ان آیات کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۱۷۶، ۱۸۴
۶	المآئدۃ	۴۲
۷	الانعام	۱۱، ۳۴ تا ۳۷، ۳۹
۷	الانعام	۱۴۷
۹	الانفال	۳۰
۱۰	التوبہ	۱۲، ۱۳، ۶۱
۱۱	یونس	۶۵
۱۲	ھود	۱۲
۱۲	ھود	۱۲۰
۱۳	الرعد	۳۲
۱۴	الحجر	۹۶
۱۴	النحل	۱۲۷
۱۵	الکھف	۶
۱۶	طٰہٰ	۱۱۴۔۱۲۵
۱۷	الانبیآء	۴۱
۱۷	الحج	۴۲
۱۹	الفرقان	۲۱۔۳۴
۱۹	الشعرآء	۳، ۴
۲۰	النمل	۷۰
۲۰	العنکبوت	۱۸
۲۱	لقمان	۲۳
۲۲	الاحزاب	۴۸

Marfat.com

۲۲	الفاطر	۴، ۸، ۲۶
۲۳	یٰس	۷۶
۲۴	المومن	۴ تا ۶، ۷۷
۲۴	حٰم السجدۃ	۴۳
۲۵	الزخرف	۲۳۔۲۵
۲۷	الذاریٰت	۲۴ تا ۲۸، ۳۱۔۵۱
۳۰	الکوثر	۳
۳۰	اللھب	۱۔۵

Marfat.com

اب آپ ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اور آپ ﷺ کو غمگین نہ کریں وہ لوگ جو کفر میں جلدی کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو آخرت میں کوئی حصہ نہ دے' اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (آل عمران ۱۷۶)
- پھر اگر وہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں تو البتہ جھٹلائے گئے آپ ﷺ سے پہلے بہت رسول۔ جو آئے کھلی نشانیوں کے ساتھ' اور صحیفے اور روشن کتاب (لے کر)۔ (آل عمران ۱۸۴)
- جھوٹ کے لیے جاسوسی کرنے والے' بڑے حرام کھانے والے' پس اگر وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں یا ان سے منہ پھیر لیں' اور اگر آپ ﷺ ان سے منہ پھیرلیں تو ہرگز آپ ﷺ کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ اور اگر آپ ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف سے کریں۔ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔ (المائدۃ ۴۲)
- آپ ﷺ (اے رسول ﷺ) کہہ دیں (لوگو!) زمین میں سیروسیاحت کرو' پھر دیکھو (کہ حق کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ (الانعام ۱۱)
- اور البتہ رسول جھٹلائے گئے آپ ﷺ سے پہلے' پس انہوں نے صبر کیا اس پر جو وہ جھٹلائے گئے اور ستائے گئے' یہاں تک کہ ان پر ہماری مدد آگئی اور بدلنے والا نہیں کوئی اللہ کی باتوں کو' اور البتہ آپ ﷺ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں پہنچ چکی ہیں (کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے کس طرح کفار کے مقابلہ میں ان کی نصرت فرمائی)۔ (الانعام ۳۴)
- اور اگر آپ ﷺ پر گراں گزرتا ہے ان کا منہ پھیرنا (تو ان کا مہمل مطالبہ پورا کرنے کو) اگر آپؐ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ نکالیں پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں' اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا' سو آپ ﷺ نادانوں میں سے نہ ہوں۔ مانتے صرف وہ ہیں جو سنتے ہیں (مگر جن کے قلب مردہ ہیں وہ کیا سنیں گے) اور مردوں کو اللہ اٹھائے گا پھر وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (الانعام ۳۵'۳۶)
- اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں

Marfat.com

اتاری گئی؟ آپ ﷺ کہہ دیں: بے شک اللہ اس پر قادر ہے کہ وہ اتارے کوئی نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے۔ (الانعام ۳۷)

○ اور جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں (اور وہ) اندھیروں میں (پڑے ہیں نہ حق بات سنتے ہیں' نہ پوچھتے ہیں) اللہ جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے۔ (الانعام ۳۹)

○ پس اگر وہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں تو آپ ﷺ کہہ دیں تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں کی قوم سے ٹالا نہیں جاتا۔ (الانعام ۱۴۷)

○ اور جب کافر آپ ﷺ کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو قید کرلیں' یا قتل کر دیں یا نکال دیں' اور وہ خفیہ تدبیریں کرتے تھے' اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ (الانفال ۳۰)

○ اور اگر وہ قسمیں توڑ دیں اپنے عہد کے بعد' اور آپؐ کے دین میں عیب نکالیں تو کفر کے سرداروں سے جنگ کریں' بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آ جائیں۔ (التوبہ ۱۲)

○ کیا آپؐ ایسی قوم سے نہ لڑو گے؟ جنہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور انہوں نے رسولؐ کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے آپؐ سے اپیل کی۔ کیا آپؐ ان سے ڈرتے ہیں؟ تو اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ آپؐ اس سے ڈریں اگر آپؐ ایمان والے ہیں۔ (التوبہ ۱۳)

○ اور ان میں سے بعض لوگ نبی ﷺ کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی کی بات کان دھر کر سن لیتا ہے۔ آپ ﷺ فرما دیجئے (کہ ہاں) تمہاری بھلائی کرنے کے لیے ہی وہ (نبی) کان لگا کر سنتے ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے (سراپا) رحمت ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو (اپنی بدگوئی' کج فہمی سے) ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (التوبہ ۶۱)

○ اور ان کی بات آپ ﷺ کو غمگین نہ کرے۔ بے شک تمام غلبہ اللہ کے لیے ہے وہ سننے والا' جاننے والا ہے۔ (یونس ۶۵)

○ تو کیا تم چھوڑ دو گے کچھ حصہ جو تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے' اور اس سے تمہارا دل

Marfat.com

تنگ ہو گا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر کیوں نہ اترا کوئی خزانہ یا اس کے (ساتھ) فرشتہ (کیوں نہ) آیا؟ آپ ﷺ تو ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا ذمہ دار ہے (آپ ﷺ کسی کے ایمان لانے یا نہ لانے کے ذمہ دار نہیں)۔ (ہود ۱۲)

- اور ہر بات ہم آپؐ سے رسولوں کے احوال کی بیان کرتے ہیں تاکہ اس سے آپؐ کے دل کو تسلی دیں' اور آپؐ کے پاس آیا اس میں حق' اور مومنوں کے لیے نعمت اور یاد دہانی۔ (ھود ۱۲۰)
- اور البتہ آپؐ سے پہلے رسولوں کا (بھی) مذاق اڑایا گیا' تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی' پھر میں نے ان کی پکڑ کی۔ سو میرا بدلہ کیسا تھا؟ (الرعد ۳۲)
- یہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بناتے ہیں پس وہ عنقریب جان لیں گے (کہ وہ کس کی حمایت میں مبتلا تھے)۔ (الحجر ۹۶)
- اور صبر کریں اور آپؐ کا صبر اللہ ہی کی مدد سے ہے اور غم نہ کھائیں ان پر' اور وہ جو فریب کرتے ہیں اس سے تنگی میں (دل تنگ) نہ پڑیں۔ (النحل ۱۲۷)
- پس (اے حبیب ﷺ) کہیں آپ ﷺ ان کے پیچھے اپنی جان گھلا نہ ڈالیں کہ وہ اس بات پر (یعنی آپ ﷺ کی بیان کردہ توحید خالص پر) ایمان کیوں نہ لائے۔ (الکھف ۶)
- سو اللہ بلند تر ہے سچا بادشاہ اور آپؐ قرآن (پڑھنے) میں جلدی نہ کریں اس سے قبل کہ آپؐ کی طرف پوری کی جائے اس کی وحی' اور کہیے اے میرے رب! مجھے اور زیادہ علم دے۔ (طٰہٰ ۱۱۴)
- اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے (رسولوں کے) آنے سے قبل کسی عذاب سے' تو وہ کہتے اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ تو اس سے قبل کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوں ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ (طٰہٰ ۱۳۴)
- آپ ﷺ کہہ دیں' سب ہی منتظر ہیں (کہ دیکھیں مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے) پس تم انتظار کرو' سو عنقریب تم جان لو گے' کون سیدھے راستہ پر چلنے والے ہیں اور ہدایت یافتہ کون؟ (طٰہٰ ۱۳۵)
- اور البتہ مذاق اڑایا گیا آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کا پس (جنھوں نے مذاق اڑایا)

Marfat.com

انہیں اسی (عذاب الٰہی نے) آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ (الانبیآء ۴۱)

- اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو ان سے قبل جھٹلایا نوحؑ کی قوم نے' اور عاد اور ثمود نے۔ (الحج ۴۲)
- اور جو لوگ (آخرت میں) ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا: ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب کو (ہی) دیکھ لیتے۔ تحقیق انہوں نے اپنے آپ کو اپنے دلوں میں بڑا سمجھا اور بڑی سرکشی کی۔ (الفرقان ۲۱)
- جس دن وہ دیکھیں گے فرشتوں کو' اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشخبری نہیں ہو گی اور وہ کہیں گے کوئی آڑ ہو مضبوط سی (تاکہ ان کا یہ ہجو) نظر نہ آئے۔ (الفرقان ۲۲)
- اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کیے ہوئے کاموں کی طرف' تو ہم انہیں پراگندہ غبار کی طرح کر دیں گے۔ (الفرقان ۲۳)
- اس دن بہشت والے' بہت اچھے ٹھکانے میں اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے۔ (الفرقان ۲۴)
- اور جس دن بادل سے آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے بکثرت اس دن سچی بادشاہی رحمان کے لیے ہو گی اور وہ دن کافروں پر سخت ہو گا۔ (الفرقان ۲۵'۲۶)
- اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا اور کہے گا اے کاش! میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ راستہ پکڑ لیا ہوتا (اور یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا)۔ (الفرقان ۲۷)
- ہائے میری بدنصیبی! کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔ البتہ اس نے مجھے نعمت سے بہکایا اس کے بعد جبکہ وہ میرے پاس پہنچ گئی۔ اور شیطان انسان کو تنہا چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (الفرقان ۲۸'۲۹)
- اور (اس دن) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: اے میرے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا۔ (الفرقان ۳۰)
- اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنائے گنہگاروں میں سے' اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے والا اور مددگار۔ (الفرقان ۳۱)
- اور کافروں نے کہا کیوں نہ اس پر قرآن ایک ہی بار نازل کیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے بتدریج نازل کیا) تاکہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں' اور ہم نے اس کو پڑھ کر

Marfat.com

(سنایا) ٹھہر ٹھہر کر۔ (الفرقان ۳۲)

- اور وہ آپؐ کے پاس کوئی بات نہیں لاتے، مگر ہم آپؐ کو ٹھیک جواب اور بہترین وضاحت پہنچا دیتے ہیں۔ (الفرقان ۳۳)
- جو لوگ (راہ حق سے روکنے والے ہیں) اپنے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم کی طرف لائے جائیں گے وہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ بہت برا ہے اور جو (سیدھی) راہ سے بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ (الفرقان ۳۴)
- شاید آپ ﷺ (ان کے غم میں) اپنے تئیں ہلاک کر لیں گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے (یہ بدبخت آپ ﷺ کی صداقت نبوت پر معجزات طلب کرتے ہیں تو) اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتار دیں تو اس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں گی۔ (الشعرآء ۳،۴)
- اور آپ ﷺ (اے نبیؐ) غم نہ کھائیں اور دل تنگ نہ ہوں اس سے جو وہ مکرو فریب کرتے ہیں۔ (النمل ۷۰)
- اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکی ہیں بہت سی امتیں تم سے پہلے (بھی)، اور رسول ﷺ کے ذمے نہیں مگر صاف طور پر پہنچا دینا (جو پیغام اسے اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔ (العنکبوت ۱۸)
- اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ ﷺ کو غمگین نہ کردے انہیں ہماری طرف لوٹنا ہے پھر ہم انہیں ضرور جتلائیں گے جو وہ کرتے تھے بے شک اللہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ (لقمان ۲۳)
- اور آپ ﷺ کہنا نہ مانیں کافروں کا، اور منافقوں کا، اور ان کے ایذا دینے کا خیال نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں۔ (الاحزاب ۴۸)
- اور اگر وہ آپؐ کو جھٹلائیں تو تحقیق جھٹلائے گئے ہیں آپؐ سے پہلے بھی رسول، اور تمام کام اللہ کی طرف سے ہی پہنچتے ہیں۔ (الفاطر ۴)
- سو کیا جس کے لیے اس کا برا عمل آراستہ کیا گیا، پھر اس نے اس کو اچھا دیکھا (سمجھا) کیا وہ نیکو کاروں جیسا ہو سکتا ہے) پس بے شک جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے پس (اے رسول ﷺ) ان پر حسرت کر کے اپنی جان ہلکان نہ کیجئے، بے شک جو وہ کرتے ہیں اللہ اسے (خوب) جانتا

Marfat.com

ہے۔ (الفاطر ۸)

- پس آپ ﷺ کو ان کی بات مغموم نہ کرے۔ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ (یٰسٓ ۷۶)
- نہیں جھگڑتے اللہ کی آیات میں مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ سو آپؐ کو ان کا شہروں میں چلنا پھرنا (اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل دینا) دھوکے میں نہ ڈال دے۔ ان سے قبل نوحؑ کی قوم اور ان کے بعد (دوسرے) گروہوں نے جھٹلایا اور ہر امت نے اپنے رسولوں کے متعلق ارادہ کیا کہ وہ اسے پکڑ لیں اور ناحق جھگڑا کریں تاکہ دین حق کو ناکام بنا دیں۔ تو میں نے انہیں پکڑ لیا سو (دیکھو) کیسا ہوا میرا عذاب؟ (المومن ۴'۵)
- اور اسی طرح تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو گی کہ وہ دوزخ والے ہیں۔ (المومن ۶)
- پس آپ ﷺ صبر کریں۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس اگر ہم آپ ﷺ کو اس (عذاب) کا کچھ حصہ دکھا دیں جو ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا (اس سے قبل) ہم آپ ﷺ کو وفات دے دیں (بہر صورت) وہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (المومن ۷۷)
- آپ ﷺ کو اس کے سوا نہیں کہا جاتا جو آپ ﷺ سے پہلے رسولوں کو کہا جا چکا ہے۔ بے شک آپ ﷺ کا رب بڑی مغفرت والا' اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ (حٰمٓ السجدۃ ۴۳)
- اور اسی طرح ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا: بے شک ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور بے شک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ (اس پر ان کے ہرا نبی نے کہا: کیا (اس صورت میں بھی) اگرچہ میں بہتر راہ بتانے والا ہوں اس سے جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا؟ وہ بولے: بے شک ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں' جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ تو ہم نے ان سے (پیغمبر اور شریعت کی مخالفت کا) بدلہ لیا سو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟ (الزخرف ۲۳-۲۵)

(اللہ سبحان و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی تسلی و تشفی کے لیے حضرت لوطؑ' حضرت

Marfat.com

موسیٰؑ، عادو ثمود اور حضرت نوحؑ کی قوموں کی بربادی کا حال بیان کرتے ہیں۔)

- (اے رسول ﷺ) کیا آپ ﷺ کے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر نہیں پہنچی (آپ ﷺ کو تو ان کی کیفیت کا علم دیا گیا ہے) جب وہ (فرشتے) ان (ابراہیمؑ) کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا (حضرت ابراہیمؑ نے بھی) فرمایا تم پر بھی سلامتی ہو (لیکن دل میں کہا) یہ کون لوگ ہیں۔ پھر جلدی سے گھر گئے اور (مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ پھر اس کو ان کے سامنے رکھا (جب انہوں نے نہ کھایا تو) پوچھا' کھاتے کیوں نہیں؟ پھر اپنے دل میں ایک طرح کا خوف بھی محسوس کیا۔ فرشتے سمجھ گئے اور بولے: آپ خوف نہ کریں (ہم تو اللہ سبحان و تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں) اور انہوں نے ابراہیمؑ کو ایک بیٹے کی بشارت بھی دی۔ (الذاریات ۲۴۔۲۸)
- (حضرت ابراہیمؑ نے) کہا' اے فرشتو! تمہارا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم ایک مجرم (ایک بے دین اور بد عمل قوم لوطؑ) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے پتھر (کھنگر) برسائیں (ایسے پتھر) جو آپ کے رب کے ہاں نشاندار ہیں (اور) حد سے بڑھنے والوں کے لیے (ہیں۔) چنانچہ (پتھر برسنے سے پہلے) ہم نے وہاں سے تمام مومنوں کو نکال لیا۔ لیکن ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا (چنانچہ اس گھر کے سوا سب گھر برباد کر دیئے گئے) اور ہم نے اس (سرزمین) میں ان لوگوں کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ایک نشان (عبرت) چھوڑا۔ (الذاریات ۳۱۔۳۷)
- اور (اسی طرح) موسیٰؑ کے واقعہ میں بھی (ایک نشان عبرت ہے) جب ہم نے ان کو فرعون کی طرف ایک واضح دلیل (معجزات) دے کر بھیجا' لیکن اس نے مع اپنے ارا کین سلطنت (سیدنا موسیٰؑ کے فرمان برداروں سے) منہ موڑا اور کہا (کہ یہ) جادوگر ہے یا مجنوں' تو ہم نے اس (فرعون) کو مع اس کے لشکروں کے پکڑ لیا' پھر ان کو دریا میں پھینک دیا (غرق کر دیا)۔ (الذاریات ۳۸۔۴۰)
- اور عاد کے واقعہ میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر خیر (و برکت) سے خالی آندھی بھیجی (جو ان کی ہلاکت کا باعث بنی یہ ایسی ہوا تھی کہ) جس چیز پر گرتی اس کو ریزہ ریزہ کیے بغیر نہ چھوڑتی۔ (الذاریات ۴۱'۴۲)

Marfat.com

○ اور (اسی طرح) ثمود (کے واقعہ) میں بھی (ایک نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا ایک وقت تک (دنیا میں) فائدہ اٹھا لو (مزے کر لو اگر راہ ہدایت پر نہ آئے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔) لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی پھر ان کو ایک کڑک نے آلیا اور وہ دیکھتے ہی رہ گئے (سب ختم ہو گئے) وہ پھر اٹھنے کی تاب نہ لا سکے اور نہ (ہم سے) وہ بدلہ لے سکے اور ان سے پہلے (یہی حال) قوم نوحؑ (کا ہوا۔) بے شک وہ لوگ بڑے (ہی) نافرمان تھے۔ (الذاریات ۴۳۔۴۶)

○ اور (اے حبیب ﷺ آپ ﷺ اپنا کام جاری رکھیں ان کو بتائیں) دیکھو اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ ٹھہراؤ (اور یاد رکھو میں اللہ سبحان و تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں) اللہ کی طرف سے (میں) تمہارے پاس صریح (ہدایت کرنے والا) ڈرانے والا (بن کر) آیا ہوں (اس کے باوجود یہ لوگ نہیں سمجھتے تو آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا اور آپ ﷺ پر کوئی الزام نہیں)۔ (الذاریات ۵۱)

○ بے شک (جو) آپ ﷺ کا دشمن (ہوا وہی) بے نام (ونشان) ہو کر رہا۔ (الکوثر ۳) (اور پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ایک دشمن اور اس کی کافرہ بیوی کا انجام بیان کیا تاکہ اللہ کے حبیب ﷺ کو اطمینان ہو)

○ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے (وہ خود تباہ ہوا) اور وہ خود ٹوٹ کر رہ گیا (اس کی ساری کوششیں جو وہ دین حق اور نبی برحق ﷺ کے خلاف کرتا رہا ناکام رہیں۔) اس کا حال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی عنقریب وہ ایک شعلہ زن آگ (جہنم) میں پڑے گا (خود بھی) اور اس کی بیوی بھی (یہ وہ خبیث عورت تھی جو جنگل سے کانٹے دار جھاڑیاں لا کر حضور پاک ﷺ کے گھر میں پھینکتی اور راہ میں بچھاتی تھی) جو لکڑیوں کا بوجھ (سر پر) لیے پھرتی ہے (اور) اس کے گلے میں مونجھ کی رسی (جو وہ کانٹے دار جھاڑیوں کو باندھنے کے لیے استعمال کرتی تھی۔ وہ ایک دن یہ بوجھ لے کر آرہی تھی کہ تھک کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ فرشتے نے بحکم الٰہی گٹھے کو پیچھے سے کھینچا تو رسی اس کے گلے میں پھندا بن گئی اور وہ دم گھٹ کر مر گئی)۔ (اللھب ۱۔۵)

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلاشبہ اس فکر اور تشویش میں رہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ دین حقانی کے دائرے میں داخل ہوں اور دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔ لیکن کفار تو یہ کہتے کہ آپ ﷺ اگر سچے نبی ﷺ ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیں۔ یہ مطالبات قبول حق کے لیے نہ تھے بلکہ محض حجت بازی تھی۔ چنانچہ ان کا پورا کیا جانا اللہ سبحان وتعالیٰ کی حکمت کے بھی خلاف تھا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مختلف مواقع پر بذریعہ آیات قرآنی بتایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی امت نے اسے جھٹلایا نہ ہو' اسے تکالیف نہ پہنچائی ہوں اور اسے ستایا نہ ہو۔ چنانچہ مختلف امتوں کے اس رویہ کا ذکر حضور ﷺ کے سامنے اس لیے کیا گیا کہ حضور ﷺ کی تشفی ہو۔ یہ بھی کہا گیا کہ اے محبوب ﷺ! اگر آپ ﷺ ان کی بے رخی برداشت نہیں کرپاتے تو ان کے مطالبات پورے کرنے کے لیے زمین میں کوئی سرنگ لگا لیں یا آسمان کے لیے سیڑھی تلاش کرلیں تاکہ ان لوگوں کے سامنے کوئی نشانی پیش کرسکیں۔ مگر یہ لوگ تو ماننے والے ہی نہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ چاہے تو سبھی لوگ ایمان لے آئیں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا یہ لوگ مردہ دل ہیں۔ کانوں سے بہرے ہیں اور بے عقل ہیں۔ ان سب کو قیامت میں عذاب عظیم کا سامنا ہوگا تو ان کی آنکھیں کھلیں گی مگر پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

Marfat.com

بیعت رضوان---- صلح حدیبیہ

بیعت رضوان، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ تینوں حضور نبی کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ میں فاتحانہ واپسی کے تین مراحل ہیں۔ واقعاتی اعتبار سے پہلے بیعت رضوان، پھر صلح حدیبیہ اور آخر میں فتح مکہ کا تذکرہ کیا جائیگا اور اس ضمن میں قرآن پاک کی جو آیات نازل ہوئیں، ان کی تفصیل بھی ہر واقعہ کے ساتھ ہی دی جائے گی۔

بیعت رضوان

شوال ٦ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ عمرہ ادا کرنے کے لئے ذیقعد میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔ ذیقعد حرمت والا مہینہ تصور ہوتا تھا اور عرب دستور کے مطابق اسی دوران جنگ وجدل کی ممانعت تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب بھی دیکھا تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی ایک کثیر تعداد اپنے سروں کے بال کٹواتے ہیں اور حالت امن میں بیعت اللہ شریف میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر یکم ذی قعد ٦ ہجری کو غسل فرمانے کے بعد عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضور ﷺ کے ہمراہ تقریباً ١٤ چودہ سو صحابہؓ تھے جن کے پاس تیر اور شمشیر کے سوا کوئی ہتھیار نہ تھا، کیونکہ عمرہ کرنا مقصود تھا جنگ نہیں۔ قربانی کے ٧٠ اونٹ بھی قافلہ کے ساتھ تھے جن کے گلے قربانی کے جانوروں کا مخصوص نشان (قلادہ) تھا۔ حضور ﷺ کو راستے میں خبر ملی کہ قریش نے مکہ کے قرب وجوار کے قبائل کو جمع کیا ہے اور خود بھی آپ ﷺ کو روکنے کے لئے وادی ذی طویٰ میں خیمہ زن ہیں۔ انہوں نے حلف اٹھایا ہے کہ آپ ﷺ کو ہرگز حرم شریف میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

Marfat.com

قرآن پاک میں بڑے دلنشیں انداز میں اس بیعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ بیعت رضوان کے سلسلے میں آیات کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۶	الفتح	۱۰، ۱۸، ۲۴

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- (اے نبی کریم ﷺ !) بیشک جو لوگ آپؐ کی بیعت کرتے ہیں' در حقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ تو ان کے ہاتھوں پر ہے (اگرچہ یہ ہاتھ بظاہر رسول کریم ﷺ کا تھا) پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفا کیا اسی عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (الفتح ۱۰)
- یقیناً اللہ راضی ہوگیا ان مومنوں سے جب وہ اسی درخت (سمرہ) کے نیچے آپؐ کی بیعت کر رہے تھے' پس جان لیا اس (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے جو ان کے دلوں میں تھا' پس اتارا اس نے اطمینان وسکون ان پر اور بطور انعام انہیں قریبی فتح بخشی (یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ سب سے زبردست' بڑا دانا ہے (الفتح ۱۸)
- اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے' اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے' وادی مکہ میں' باوجود اس کے کہ تم نے ان پر قابو پالیا تھا۔ اور جو کچھ تم کر رہے تھے (کفار کی اشتعال انگیزی کے باوجود صبر اور تحمل) اللہ خوب دیکھ رہا تھا (الفتح ۲۴)

(اس آیت میں کفار کے اس دستہ کی طرف اشارہ ہے جس پر مسلمانوں نے قابو پالیا تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر انہیں رہا کر دیا تھا۔)

Marfat.com

قریش کے رویے کو دیکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے سفارتی اقدام کا فیصلہ کیا اور حضرت عمر فاروقؓ کو بطور خصوصی ایلچی مکہ روانہ فرمانے کا قصد فرمایا۔ مگر حضرت عمرؓ نے بعض خطرات اور خدشات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ بن عفان کا نام تجویز کیا جن کی مکہ میں بڑی عزت تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلا کر کہا کہ: آپؓ قریش کے سرداروں ابو سفیان وغیرہ کے پاس جائیں اور انہیں بتائیں کہ ہم صرف زیارت بیت اللہ کے لئے آئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ مکہ پہنچے۔ شہر کے باہر ہی ان کی ملاقات ابان ابن سعید ابن عاص سے ہوئی جو انہیں اپنے گھر لے گیا اور پھر قریش کے اشراف سے ملاقات تک آپؓ کو اپنی پناہ میں رکھا۔ قریش نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا مگر یہ کہا کہ عثمانؓ چاہیں تو بیت اللہ کی زیارت اور طواف کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے بغیر ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی قریش نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔ جس سے ان کی واپسی میں خاصی تاخیر ہوئی۔ تو یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو مکہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔

مسلمان اس افواہ پر بے حد پریشان ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جو ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ سب جاں نثار حاضر ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اب ہم اس مقام سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک قریش سے جنگ نہ کرلیں۔ آؤ جنگ کے لئے بیعت کرو۔"

چنانچہ صحابہ کرام بیعت کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود اس طرح بیعت لی کہ اپنے بائیں دست مبارک کو حضرت عثمانؓ کا دایاں ہاتھ قرار دیا اور اس پر اپنا دایاں دست مبارک رکھ کر بیعت مکمل کی۔۔ سبحان اللہ

صحابہؓ کی اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

صلح حدیبیہ۔ فتح مبین:

قریش کو جب "بیعت رضوان" کا علم ہوا تو ان پر سخت خوف و ہراس طاری ہوا۔ وہ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں مسلمانوں کی قوت اور جہاد کا عزم دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ انھوں نے سفارتی گفتگو کے ایک ماہر سہیل بن عمرو کو صلح کے لئے حدیبیہ کی طرف روانہ کیا۔ گفت و شنید

Marfat.com

کے بعد ۵ دفعات پر مشتمل معاہدہ ہوگیا۔ یہ معاہدہ دس سال کے لیے تھا۔

مسلمانوں کو اس بات پر بھی اعتراض تھا کے معاہدہ کے آغاز میں بدر "بسم اللہ شریف" لکھنے کے بجائے کفار کے نمائندہ سہل نے اصرار کیا کے کہ معاہدہ کے فریق کے طور پر "محمد رسول اللہ" نہیں بلکہ محمد ﷺ بن عبداللہ لکھا جائے۔ حضرت علیؓ نے جو معاہدہ تحریر کر رہے تھے یہ گوارہ نہ کیا تو حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ کاٹ دیئے اور کاتب نے اس کی جگہ "محمد بن عبداللہ" لکھ دیا۔

حضور ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ سر منڈائیں اور قربانی کریں۔ لیکن غم واندوہ کا یہ عالم تھا کہ مسلمان بے حس و حرکت بیٹھے رہے۔ حضور ﷺ کو اپنے جاں نثاروں کی یہ حالت دیکھ کر صدمہ ہوا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پہلے خود قربانی دی اور حلق کرایا۔ جب صحابہؓ نے حضور کو سر منڈاتے دیکھا تو چونک پڑے گویا نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔ پھر وہ بھی سر منڈوانے اور قربانیاں دینے لگے!

حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران جب قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں اور صلح حدیبیہ کو "فتح مبین" قرار دیا گیا تو مسلمانوں کی خوشی و مسرت کی انتہا نہ رہی۔

صلح حدیبیہ کے تناظر میں جو آیات کریمہ نازل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۵	الزخرف	۱۳، ۱۴
۲۶	الفتح	۱۔۴
۲۶	الفتح	۱۱۔۱۶
۲۶	الفتح	۱۹۔۲۸
۲۸	الممتحنہ	۱۰۔۱۲

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- ....پاک ہے وہ ذات جس نے فرماں بردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لئے اور ہم (تو) اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے' اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (الزخرف ۱۳ (آخری حصہ ۱۴)
- یقیناً ہم نے (صلح حدیبیہ میں) آپ ﷺ کو فتح مبین (شاندار فتح) عطا فرمائی (جو بے شمار کامیابیوں کا پیش خیمہ ہے دور فروغ دین کی ضمانت ہے۔ آپ ﷺ کی تمام کوششیں کامیابی کے لئے ہونگی' آپ ﷺ سے کسی لغزش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) کیونکہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی لغزشوں کو صاف فرما چکا ہے۔ اور (اللہ تو چاہتا ہے کہ) آپ پر اپنے تمام (ظاہری' باطنی اور روحانی) انعامات کی تکمیل فرمائے اور آپ کو سیدھی راہ پر لے چلے۔ اور اللہ آپ کی ایسی مدد فرمائے کہ اس میں غلبہ اور عزت ہو۔ (الفتح ۱۔۳)
- وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں اطمینان اتارا' تاکہ وہ بڑھ جائیں (قوت) ایمان میں اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ اور اللہ کے زیر فرمان سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا۔ بہت دانا ہے۔ (الفتح ۴)

عنقریب آپؐ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ (وہ کہیں گے) ہمیں بہت مشغول رکھا تھا ہمارے ماحول اور اہل وعیال نے' پس ہمارے لئے (اللہ سبحان و تعالیٰ سے) بخشش طلب کریں۔ (اے حبیب ﷺ !)

یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں' آپؐ (انہیں) فرما دیجئے: کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا' اگر (وہ) ارادہ فرمالے تمہارے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لئے کسی نفع کا' بلکہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ (الفتح ۱۱)

- حقیقت (تو) یہ ہے کہ تم (پیچھے رہ جانے والوں) نے خیال کرلیا تھا کہ اب اللہ کا پیغمبر اور ایمان والے (اہل اسلام) ہرگز لوٹ کر نہ آسکیں گے اپنے اہل خانہ کی طرف' (مدینہ منورہ میں) اور بڑا خوشنما لگتا تھا یہ (فاسد) ظن تمہارے دلوں کو اور تم طرح طرح کے برے خیالوں میں مگن رہے (اس کے باعث ہی) تم برباد ہونے والی قوم بن گئے۔ (الفتح ۱۲)

Marfat.com

- اور جو ایمان نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ تو بے شک ہم نے ان تمام منکروں (کافروں) کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی' بخش دیتا ہے (وہ) جس کو چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ (الفتح ۱۳'۱۴)
- کہیں گے (سفر حدیبیہ سے) پیچھے رہ جانے والے' جب تم روانہ ہوگئے (خیبر کے) اموال غنیمت کی طرف تاکہ تم ان پر قبضہ کرلو' کہ ہمیں بھی اجازت دو تاکہ (ہم بھی) تمہارے پیچھے آئیں... وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کو بدل دیں (ان سے) فرما دیجئے: تم قطعاً ہی پیچھے نہیں آسکتے' یونہی فرمادیا ہے اللہ نے پہلے سے۔ پھر وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ تم حسد کرتے ہو (ان کا یہ خیال غلط ہے) درحقیقت وہ (احکام الٰہی کی) حق بات کو بہت کم سمجھتے ہیں۔ (الفتح ۱۵)
- تو (اے رسول ﷺ!) فرما دیجئے! ان پیچھے چھوڑے جانے والے دیہاتی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو ہے۔ تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ اطاعت قبول کریں گے۔ پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا۔ اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسے کہ تم اس سے قبل (سفر حدیبیہ کے وقت) روگردانی کرچکے ہو تو (اللہ سبحان و تعالیٰ) تم کو دردناک عذاب دے گا۔ (الفتح ۱۶)
- اور (اللہ سبحان و تعالیٰ نے حدیبیہ کی فتح مبین کے بعد) بہت سی غنیمتیں (بھی عطا کیں) جن کو وہ (مسلمان) عنقریب حاصل کریں گے اور اللہ سب سے زبردست' بڑا دانا ہے۔ (الفتح ۱۹)
- (اے غلامان مصطفےٰؐ) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا دعویٰ فرمایا ہے جنہیں تم (اپنے اپنے وقت پر) حاصل کرو گے۔ پس جلدی دیدی ہے یہ (صلح حدیبیہ) اور روک دیا ہے۔ اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تاکہ ہو جائے یہ (ہماری نصرت کی) نشانی اہل ایمان کے لئے اور تاکہ ثابت قدمی سے گامزن رکھے تمہیں صراط مستقیم پر۔ (الفتح ۲۰)

اور کئی مزید فتوحات بھی (تم کو ملیں گی) جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (الفتح ۲۱)

Marfat.com

- اور اگر جنگ کرتے تم سے کفار (مکہ) تو (انہیں ایسی رسوا کن شکست ہوتی کہ) پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتے' پھر نہ پاتے کسی کو (دنیا بھر میں) اپنا دوست اور مددگار۔ یہی اللہ کا دستور ہے۔ (کافروں کے ساتھ) اور اللہ کے دستور میں تو کوئی تبدیلی نہ پائے گا۔ (الفتح ۲۲'۲۳)
- اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے' مکہ کی سرحد پر (حدیبیہ میں)' حالانکہ اللہ نے تم کو ان پر قابو بھی دیدیا تھا۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو' اللہ سب دیکھتا ہے (الفتح ۲۴)
- یہی وہ (بدنصیب) لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے روکا اور (ان کی اسی مزاحمت کے باعث) قربانی کے جانور بھی اپنی جگہ (حرم میں پہنچنے اور ذبح ہونے) سے رکے رہے۔ (لیکن سرکار دو عالمؐ نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی انہیں معاف فرما دیا۔ اس لئے کے مکہ میں سب کافر ہی تو نہ تھے' کچھ مسلمان بھی تھے جن سے صحابہ واقف نہ تھے اور جنگ کی صورت میں وہ بھی ہلاک ہو جاتے) اور اگر یہ مومن مرد اور مومن عورتیں (مکہ میں) نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے (تو تم کو اس وقت بھی فتح مکہ نصیب ہو سکتی تھی لیکن) یہ احتمال تھا کہ تم ان کو بھی پیس ڈالو گے' پھر تم کو ان (مسلمانوں) کے باعث ایسے کام کی بنا پر نقصان پہنچے گا جو تم نے بے خبری میں کیا (تاخیر اس سے ہوئی کہ جو مکہ میں ہیں وہ نکل آئیں اور جو کافر اسلام کی صداقت سے متاثر ہونے والے ہیں۔ وہ اسلام قبول کرلیں) کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے۔ اگر (اس وقت بھی مکہ میں) وہ (چند کلمہ گو) نہ ہوتے' تو ہم ان میں سے کافروں کو عذاب دیتے اور عذاب بھی درد ناک۔ (الفتح ۲۵)
- (صلح حدیبیہ کے وقت) جب کفار نے اپنے دلوں میں ضد' اور ضد بھی جہالت کی' کو جگہ دی (کفار اپنی شرائط پر اڑے ہوئے تھے اور نبی پاک ﷺ ان کی شرائط تسلیم کر رہے تھے۔ لیکن جاں نثار صحابہؓ ان شرائط پر خوش نہ تھے مگر صبر و تحمل اور فرمانبرداری کا نمونہ بنے ہوئے تھے) تو اللہ نے (صحابہؓ کے ادب بیت اللہ اور اطاعت رسول ﷺ کے اس انداز کو پسند فرماتے ہوئے) اپنے رسول اور مومنوں (کے قلوب) پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو (ایک محتاط اور) پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا

Marfat.com

اور وہی اس (انداز اتباع رسول ﷺ) کے زیادہ مستحق تھے' اور اس (تحمل و بردباری) کے زیادہ اہل تھے۔ اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔) (الفتح ۲۶)
(اب اللہ سبحان و تعالیٰ حدیبیہ کی فتح مبین کے ساتھ ہی مسلمانوں کو فتح مکہ کی خوشخبری سنا رہا ہے۔)

○ بے شک اللہ نے رسولؐ کو حقیقت کے مطابق سچا (صحیح) خواب دکھایا کہ انشاء اللہ تم مسجد حرام (کعبۃ اللہ) میں امن و امان سے داخل ہوگے (اور تم میں سے کچھ) سر منڈواتے ہوں گے اور (کچھ) بال ترشوا رہے ہونگے (اور پھر احرام کھولیں گے) تم کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا پھر وہ (اللہ سبحان و تعالیٰ) جانتا ہے' جو تم نہیں جانتے۔ پھر اس نے فتح مکہ سے قبل ہی ایک فوری (فتح خیبر) عنایت فرمائی۔ (الفتح ۲۷)

○ وہی (اللہ) تو ہے جس نے اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام (دوسرے) ادیان پر مکمل طور پر غالب کردے اور (یوں تو دین حق کی صداقت اور رسول ﷺ کی رسالت پر) اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ (الفتح ۲۸)

○ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (جو خود کو صاحب ایمان رکھتی ہیں) ہجرت کرکے آئیں تو ان کو جانچ لیا کرو (کہ وہ واقعی مسلمان ہیں) اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تم کو ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو (اس لئے) کہ یہ عورتیں نہ ان کفار کے لئے ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں' اور ان (کافروں) کو جو کچھ ان کا (ان عورتوں پر) خرچ ہوا ہے' دیدو۔ اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جب تم ان کا مہران کو ادا کردو اور جو کافر عورتیں ہیں تم ان سے تعلقات باقی نہ رکھو (ان کو کافروں کو واپس کردو اور) جو تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے لے لو اور (اسی طرح) وہ کافر بھی مانگ لیں جو انھوں نے (ان مسلمان ہونے والے عورتوں پر) خرچ کیا ہو۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے' وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے۔ (الممتحنہ ۱۰)

○ اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی بیوی کافروں میں رہ جائے تو تم ان (کافروں) کو سزا دو (یعنی اگر کسی کافر کی بیوی مسلمان ہوکر آجائے تو تم بھی اس کا خرچہ نہ دو جس

Marfat.com

طرح اس نے مسلمان کو اس کی بیوی کا خرچہ نہ دیا تھا) پھر جن کی بیویاں جاتی رہی ہیں۔ ان کو اس (عورت کے ہرجہ خرچہ) میں سے اتنا دیدو جتنا کہ ان مسلمانوں نے (جن کی بیویاں جاتی رہی ہیں) ان پر خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔ (الممتحنہ ۱۱)

○ اے نبیؐ! جب مسلمان عورتیں (یعنی وہ عورتیں جو خود کو مسلمان کہتی ہیں) اس لئے آپؐ کے پاس آئیں کہ ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالیں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھیں گی (یعنی نہ کسی غیر کے بچے کو اپنے خاوند کا بچہ بتائیں گی اور نہ ناجائز بچے کو اپنے خاوند کا بچہ ظاہر کریں گی) اور امور شریعت میں آپؐ کی نافرمانی نہ کریں گی' تو آپؐ ان سے بیعت لے لیجئے اور ان کے لئے بخشش طلب فرمایئے' بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (الممتحنہ ۱۲)

Marfat.com

ان آیات مبارکہ میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا کہ صلح حدیبیہ کس طرح ان کے اور دین اسلام کے مفاد میں ہے۔ بلاشبہ صلح حدیبیہ کے نتیجے میں اسلام کو زبردست فروغ حاصل ہوا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ بتایا ہے کے کس طرح کفار نے کئی بار اشتعال انگیزی کی۔ مسلمانوں کا وزیر جو صرف عمرہ کی غرض سے آیا تھا۔ حملے کرنے کی کوشش کی مگر، ان کی یہ کوششیں رائیگاں گئیں۔ ایک دستے کو تو مسلمانوں نے گرفتار بھی کرلیا۔ وہ ان کی گردنیں اڑا سکتے تھے مگر اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو مزید فتوحات، فتح مکہ وفتح خیبر کا مژدہ سنایا اور بتایا کہ اگر اس موقع پر جنگ ہوتی تو ہزیمت کفار کو ہی اٹھانا پڑتی، مگر اللہ سبحان و تعالیٰ کا منشا یہ نہ تھا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ اگر اس وقت مسلمان مکہ پر حملہ کردیتے تو مکہ کے اندر موجود مسلمان مردوں اور عورتوں کو بھی نقصان پہنچتا جنہیں اصحاب رسول ﷺ پہچانتے نہ تھے۔ یہ بھی مصلحت تھی کہ مکہ کے جو لوگ اسلام قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دین حق قبول کرلیں۔ چنانچہ اس صلح کے بعد ہی حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت عمرو ابن العاصؓ، عثمان ابن طلحہؓ کلید بردار کعبہ جیسے جلیل القدر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

چنانچہ صلح حدیبیہ کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے جاں نثار واپس مدینہ منورہ آگئے۔ حضور نبی کریمؐ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور سورہ الزخرف کی آیت ۱۳ کا آخری حصہ اور آیت ۱۴ کی تلاوت فرمائی۔

> "پاک ہے وہ ذات جس نے فرماں بردار بنا دیا ہے اسے (سواری کو) ہمارے لئے اور ہم تو اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔" صلی اللہ علیہ وسلم!

مسلم خواتین:

صلح حدیبیہ کے معاہدوں میں اس بات کا ذکر تھا کہ اگر کوئی مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلا جائے گا۔ تو مسلمان اسے واپس کردیں گے۔ لیکن معاہدہ میں خواتین کا ذکر نہ تھا۔ چنانچہ کفار کے ظلم وستم سے تنگ خواتین جو اسلام قبول کرچکی تھیں، مدینہ منورہ آنے لگیں۔ انہیں

Marfat.com

واپس لانے کے لئے کسی کا بھائی' کسی کا شوہر مدینہ منورہ آنے لگے۔ اسی موقع پر سورہ الممتحنہ کی یہ آیات نازل ہوئیں جو صلح حدیبیہ کے تناظر میں درج کی گئی ہیں۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے احکام کے مطابق جانچ پڑتال کے بعد مسلمان خواتین کو واپس کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ کفار کو معاہدہ حدیبیہ کے الفاظ دکھائے گئے جن میں صرف "مردوں" کی واپسی کا کہا گیا تھا تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان خواتین کی جانچ کے بعد حضورؐ کو ان سے بیعت لینے کا بھی حکم دیا اور ان کے لئے دعا کرنے کی بھی تاکید کی۔

عمرہ قضا:

صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد (معاہدہ کے مطابق) حضور اکرم ﷺ نے ذی قعد ۷ ہجری میں عمرہ کا قصد کیا۔ اس عمرے کو حضور ﷺ نے "عمرہ قصاص" کا نام دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ نے تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور پھر واپس مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ اس موقع پر وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> "اللہ نے چاہا تو تم امن و امان کے ساتھ' اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور سر کے بال ترشواتے ہوئے مسجد حرام (بیت اللہ شریف میں داخل ہو گے' تم کو کسی بات کا خوف نہ ہو گا پھر وہ اللہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ پھر اس نے (آپ ﷺ کو فتح مکہ سے قبل) فتح عطا فرمائی (یہ فتح خیبر کی طرف اشارہ ہے جو عمرہ قضا سے قبل مکمل ہو چکی تھی۔" (الفتح ۲۶)

فتح مکہ:

صلح حدیبیہ تقریباً ڈیڑھ سال جاری رہی۔ اس دوران کفار مکہ نے کوئی حرکت نہ کی۔ مگر شعبان ۸ ہجری (یا رمضان ۸ ہجری) میں قریش کی شہ پر ان کے حلیف بنو بکر کے نوفل بن معاویہ نے بنو خزائمہ پر جو اسلام قبول کر چکے تھے تہجد کی نماز کے وقت حملہ کر دیا اور بہت سے افراد کو شہید کر دیا۔ بنو خزائمہ کے سردار عمرو بن سالم مسجد نبوی الشریف میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ایک قاصد مکہ مکرمہ بھیجا اور قریش کو تین شرائط میں سے کسی ایک کو قبول کرلینے کا حکم دیا (۱) مقتولین کا خون بہا ادا کر دیا جائے (۲) قریش بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں یا (۳) واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیں کہ صلح نامہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

جب حضور ﷺ کے قاصد نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک قریش کی مجلس میں پڑھ کر سنایا تو قرطبہ بنی عمرو نے بڑی نخوت سے اعلان کر دیا کہ "جاؤ اپنے نبی ﷺ سے کہدو' ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔

یوں صلح نامہ حدیبیہ ختم ہوگیا اور مسلمانوں نے مکہ کی طرف کوچ کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران قریش کا سردار ابو سفیان مدینہ منورہ گیا اور تجدید صلح کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک ۸ ہجری میں مکہ کی طرف کوچ کیا۔ اس لشکر میں دس ہزار جانباز رسول ﷺ شامل تھے۔ یہ لشکر ۱۰ رمضان المبارک کو روانہ ہوا اور ۲۰ رمضان المبارک (۱۱ فروری ۶۳۰ء) کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ والوں کو امان دے دی۔ حضور ﷺ کعبۃ اللہ میں داخل ہوگئے اور ۳۶۰ بتوں کو گرا دیا۔ بعض بت اونچے نصب تھے۔ حضور ﷺ کے حکم پر شیر خدا حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کے دوش مبارک پر کھڑے ہوکر یہ بت گرا دیئے۔ حضور ﷺ نے مکہ والوں کو معاف کر دیا۔

اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دی جانے والی یہ بشارت ایک بار پھر پوری ہوگئی کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہونگے۔ قبل ازیں حضور ﷺ عمرہ قضا کے موقع پر بھی مکہ مکرمہ جاچکے تھے اور عمرہ ادا کر چکے تھے۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات کو فتح مکہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات
۳	آل عمران	۶۷
۱۵	بنی اسرائیل	۸۱
۲۶	الفتح	۲۷
۲۶	الحجرات	۱۳
۲۸	الممتحنہ	۱۔۶

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- نہ تھے ابراہیمؑ یہودی اور نہ نصرانی' بلکہ وہ (تو) ہر گمراہی سے الگ تھلگ رہنے والے مسلمان تھے اور نہ ہی وہ شرک کرنے والے تھے۔ (آل عمران ۶۷)
- اور آپؐ (علی الاعلان) فرما دیجئے کہ: حق آگیا اور باطل بھاگ گیا (بھلا باطل کی کیا حقیقت کہ نصرت الٰہی کے سامنے ٹھہر سکے)۔ بے شک باطل کو تو بھاگنا ہی تھا۔ (بنی اسرآئیل ۸۱)
- بے شک اللہ نے رسولؐ کو حقیقت کے مطابق سچا (صحیح) خواب دکھایا کہ انشاء اللہ تم مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں امن وامان سے داخل ہوگئے۔ (اور تم میں سے کچھ) سر منڈواتے ہوں گے اور (کچھ) بال ترشواتے ہوں گے (اور پھر احرام کھولیں گے) تم کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا۔ پھر وہ (اللہ سبحان و تعالیٰ) جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ پھر اس نے فتح مکہ سے قبل ایک اور فتح دے دی (یہ فتح خیبر کی خوش خبری تھی۔) (الفتح ۲۷)
- اے لوگو! ہم نے تم (سب کو) ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات (گروہ) اور قبیلے بنا دیئے۔ تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو' بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا (مشرف وفضیلت والا) وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو (پرہیزگاری اور متقی ہو۔) بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا' باخبر ہے۔ (الحجرات ۱۳)
- اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کو دوستی (و محبت) کا پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس دین ہی سے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے وہ تو (تمہارے) رسولؐ اور تم کو (تمہارے وطن سے) نکالتے ہیں' محض اسی بات پر کہ تم اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے۔ (دیکھو) اگر تم میری راہ میں لڑنے کے لئے اور میری رضا کی تلاش میں نکلے ہو (تو اپنے ملک کے راز دشمنوں کو ہرگز نہ بتاؤ' کیسی ناسمجھی کی بات کی) تم ان کی طرف چپکے چپکے دوستی کے پیغام بھیجتے ہو (جو تمہارے اور تمہارے دین و ایمان کے دشمن ہیں) اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو' اور تم میں سے جو بھی ایسا کرتا ہے وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ (الممتحنہ ۱)

Marfat.com

○ اگر وہ تم پر قابو پالیں' تو تمہارے (کھلے) دشمن ہو جائیں اور تم کو دست درازی اور زبان درازی سے ایذا پہنچائیں' اور وہ تو چاہتے ہیں کہ (جس طرح وہ خود کافر ہیں) تم بھی کافر ہو جاؤ۔ (الممتحنہ ۲)

○ قیامت کے دن نہ تمہارے رشتہ دار ہی تمہارے کچھ کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد (اللہ سبحان و تعالیٰ ہی قیامت کے دن) تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو' اللہ دیکھ رہا ہے۔ (الممتحنہ ۲)

○ (اور) تمہارے لئے تو ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں ایک اعلیٰ نمونہ (موجود) ہے (وہ واقعہ یاد کریں) جب انہوں (سیدنا ابراہیمؑ) نے اپنی قوم والوں سے (صاف الفاظ میں) کہہ دیا کہ: ہم تم سے اور ان سے جن کو تم خدا کے سوا معبود سمجھتے ہو' بیزار ہیں۔ ہم تم سے منحرف ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے ایک کھلی دشمنی اور بغض پیدا ہو گیا ہے (اب ہمارا تم سے اس وقت تک کوئی تعلق نہیں جب تک تم ایک اللہ سبحان و تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ۔ (رہا سیدنا ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے ساتھ مغفرت کا وعدہ یعنی) ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں آپ کے لئے اللہ سے مغفرت ضرور طلب کروں گا (ایک ایفائے وعدہ) تقاضا تھا اور یہ دعا اس لئے تھی کہ اللہ ان کو زندگی میں ہدایت عطا کر دے۔ لیکن انہوں نے یہ جتا دیا کہ میں دعا ہی کر سکتا ہوں) میں اللہ کے سامنے کسی طرح کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور (ہمیں) تیری طرف لوٹنا ہے۔ (الممتحنہ ۴)

○ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنا اور اے ہمارے رب ہم کو بخش دے' بے شک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ (الممتحنہ ۵)

○ بے شک تمہارے لئے ان (حضرت ابراہیمؑ اور ان کے رفقاء کی زندگی) میں (اور) ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کے پاس جانے اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو' ایک اچھا نمونہ ہے اور جو (دین ابراہیمیؑ سے) پھر جاتے تو اللہ (کو کسی کی پروا نہیں وہ تو) بے نیاز اور سزاوار حمد (وثنا) ہے۔ (الممتحنہ ۶)

Marfat.com

ان آیات کریمہ میں بعض واقعات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول کریم ﷺ کی وساطت سے بعض احکام اور ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو فتح مکہ سے کافی عرصہ پہلے ہی اس کی بشارت خواب میں دی گئی تھی۔ چنانچہ مفسر عمرہ کے لئے حضور ﷺ کے مکہ مکرمہ جانے' صلح حدیبیہ اور پھر عمرہ قضا کو بھی اس آیت کی تفسیر گردانتے ہیں۔ فتح مکہ سے بھی اس آیہ مبارک کا تعلق ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب کعبہ شریف میں داخل ہوتے تو وہاں کئی بت تھے۔ حضور انہیں اپنے دست مبارک یا چھڑی سے توڑتے جاتے اور فرماتے:

"حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ بے شک باطل کو تو بھاگنا ہی تھا۔"

پھر خانہ کعبہ کے دروازے میں کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے خطاب فرمایا' دور جہالت کی رسوم کے خاتمہ کا اعلان فرمایا اور آخر میں قرآن پاک کی وہ آیت تلاوت کی جس میں تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد قرار دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ "تمہارے قبیلے اور گروہ تو صرف تمہاری شناخت کے لئے ہیں۔"

مدینہ میں جب مکہ مکرمہ کی فتح کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو ایک صحابی حضرت حاطبؓ نے سنگین غلطی کی۔ ان کے بال بچے مکہ میں تھے۔ انھوں نے ایک عورت کو خط دے کر مکہ میں بعض افراد کو مسلمانوں کی تیاریوں سے آگاہ کرنا چاہا۔ حضور ﷺ کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا۔ حضور ﷺ کے حکم پر حضرت علیؓ نے تعاقب کر کے اس عورت کو پکڑ لیا اور خط برآمد کر کے لے آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت حاطبؓ سے دریافت فرمایا تو انھوں نے سچ سچ بتا دیا اور کہا کہ میری صرف یہ خواہش تھی کہ مکہ کے لوگ یہ اطلاع ملنے کے بعد میرے اہل و عیال سے مہربانی سے پیش آئیں۔ حضرت عمرؓ حضرت حاطبؓ کو قتل کرنے کے حق میں تھے۔ مگر اللہ سبحان وتعالیٰ کو شاید ان کا سچ پسند آگیا اور سورہ الممتحنہ کی پہلی آیات اس ضمن میں نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے راز کسی کو نہ بتاؤ اور رہے تمہارے عزیز و اقارب تو وہ قیامت کے روز تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔ بہرحال حضرت حاطبؓ کو معاف کر دیا گیا۔

فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے ۱۵ دن وہاں قیام کیا پھر حضرت عتاب بن اسید کو عامل مکہ مقرر کیا جو فتح مکہ کے روز ہی اسلام لائے تھے۔ پھر حضور واپس تشریف لے گئے۔

Marfat.com

غزوات نبوی ﷺ

حضور سرور دو عالم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ۲۷ غزوات میں حصہ لیا۔ "غزوہ" کفار کے ساتھ ہونے والی مسلمانوں کی اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم بنفس نفیس شریک ہوئے اور لشکر اسلام کے سربراہ اور کمانڈر انچیف کے فرائض انجام دیئے جب کہ "سرایا" اس فوجی مہم کو کہتے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ نے وقتاً فوقتاً مختلف مقاصد کے لئے روانہ کیں۔ یہ مہمات کفار کی نقل و حرکت کا پتہ چلانے' کسی علاقہ کے حالات معلوم کرنے یا دوسرے فوجی مقاصد کے لئے عمل میں لائی گئیں۔

حضور نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کے غزوات کی تعداد ۲۷ اور سرایا کی تعداد مختلف روایات کے مطابق ۴۰ سے ۶۱ تک بیان کی گئی ہے۔ جن غزوات میں حضور نبی کریم ﷺ نے حصہ لیا اور خود لشکر اسلام کی قیادت کی ان میں سے ۷ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کا تذکرہ قرآن حکیم میں بھی مختلف حوالوں سے آیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) غزوۂ بدر

(۲) غزوۂ احد

(۳) غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق

(۴) غزوۂ خیبر

(۵) فتح مکہ

(۶) غزوۂ حنین

(۷) غزوۂ تبوک

Marfat.com

ان غزوات مبارک کی مختصر تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

☆ غزوۂ بدر: بروز جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق ۱۱ مارچ ۶۲۴ء
مسلم فوج کی تعداد (۳۱۳)
کفار کی تعداد (۱۰۰۰ تقریباً)
مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح عظیم نصیب ہوئی۔

☆ غزوۂ احد: ۱۵ شوال ۳ ہجری بمطابق جنوری ۶۲۵ء
مسلم فوج کی تعداد (۷۰۰)
کفار کی تعداد (۳۰۰۰)
اس غزوہ میں کسی کو فتح یا شکست نہ ہوئی۔ ۷۰ مسلمان شہید اور حضور اکرم ﷺ زخمی ہوئے۔

☆ غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب): شوال ۵ ہجری بمطابق فروری ۶۲۷ء
اللہ سبحان و تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔
اس مرتبہ مسلمانوں نے مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھود لی اور شہر کو دشمن سے محفوظ کر کے اندر سے جنگ لڑی۔ اسی اعتبار سے اس غزوۂ کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔
مسلم فوج کی تعداد (۳۰۰۰)
کفار کی تعداد (۱۰ ہزار سے ۲۴ ہزار)

☆ غزوۂ خیبر: ۷ ہجری بمطابق ۶۲۹ء
کئی دن کی جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

☆ فتح مکہ: جمعہ ۲۰ رمضان المبارک بمطابق ۱۱ فروری ۶۳۰ء
مسلمان مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتے ہیں' طواف کعبہ اور عمرہ سے سرفراز ہوتے ہیں۔

☆ غزوۂ حنین: ۹ ہجری بمطابق ۶۳۱ء
مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا۔

☆ غزوۂ تبوک: رجب ۹ ہجری بمطابق ۶۳۱ء
مسلم لشکر کی تعداد (۳۰ ہزار)
مسلمان پہلی بار اپنے مرکز (مدینہ منورہ) سے سینکڑوں میل دور فوج کشی کرتے ہیں مگر کفار کو

Marfat.com

مقابلہ کی ہمت نہیں ہوتی۔ آخر مسلم لشکر واپس دار الحکومت آ جاتا ہے۔

ان سات اہم ترین غزوات کے علاوہ تین مزید غزوات اور ایک سرایہ کا بھی قرآن حکیم میں ذکر ہے جو یہ ہیں:

(۱) غزوۂ بنو نظیر۔ ربیع الاول ۴ ہجری۔

(۲) غزوۂ بنی المصطلق۔ ۳ شعبان ۵ ہجری۔

(۳) غزوۂ بنو قریظہ۔ ۲۲ ذیقعد ۵ ہجری۔

(۴) سریہ عبداللہ بن جحش۔ جمادی الثانی ۲ ہجری سپہ سالار عبداللہ بن جحش۔

دو مزید اہم واقعات:

☆ صلح حدیبیہ: ذیقعد ۶ ہجری۔ حضور نبی اکرمؐ اپنے ۱۵ سو (تقریباً) جاں نثاروں کے ساتھ اللہ سبحان و تعالیٰ کے گھر کی زیارت اور عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں۔ ام القریٰ سے کچھ دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کرتے ہیں جہاں قریش مکہ سے بات چیت ہوتی ہے اور ایک معاہدہ طے پاتا ہے۔ جسے "صلح حدیبیہ" یا معاہدہ حدیبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرمؐ اور ان کے ساتھی عمرہ ادا کئے بغیر مدینہ لوٹ گئے۔

☆ بیعت رضوان: ذیقعد ۶ ہجری۔ صلح حدیبیہ سے دو ایک روز قبل اللہ کے آخری رسول ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ قریش کو بتائیں کہ ہم لوگ صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں لیکن قریش مکہ نے مسلمانوں کو کعبۃ اللہ آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر لشکر اسلام تک یہ افواہ پہنچی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے جو ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے تمام صحابہ کرامؓ کو طلب کیا اور جنگ کے لئے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ یہ "بیعت رضوان" ہے۔

Marfat.com

غزوہ بدر

کفراور اسلام کی پہلی جنگ (غزوہ بدر) جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری کو بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی۔ ان کے مقابلہ میں کفار قریش کے لشکر میں ایک ہزار جنگجو شامل تھے۔ لشکر اسلام کے پاس دو گھوڑے' ساٹھ اونٹ اور چند تلواریں تھی۔ نیزوں اور تیروں کی بھی قلت تھی۔ جب کہ لشکر کفار پوری طرح مسلح تھا۔ سبھی کے پاس سواری تھی۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور اس سے عالم عرب میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے یوم بدر کو' قرآن پاک میں' "یوم فرقان" بھی قرار دیا ہے۔ (الانفال ۴) جب اسلام اور کفر کے درمیان فرق واضح کر دیا گیا۔ غزوہ بدر میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے آخری رسول ﷺ کی کمان میں لڑتے ہوئے ۱۴ اہل اسلام نے جام شہادت نوش کیا۔ لشکر کفار کے ۷۰ افراد میدان بدر میں کھیت رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شہداء کو اپنی نگرانی میں سپرد خاک فرمایا۔ جب کہ کفار کے ۶۹ مردوں کو' جنہیں ان کے ساتھی میدان میں چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے' ایک ہی گڑھے میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی گئی۔

Marfat.com

قرآن پاک میں غزوہ بدر کا جن آیات مبارکہ میں ذکر آیا ہے' ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۱۳
۴	آل عمران	۱۲۳'۱۲۴
۹	الانفال	۹۔۱۲
۱۰	الانفال	۱۷'۱۸
۱۰	الانفال	۴۱'۴۸
۱۰	التوبہ	۲۶'۴۰
۲۱	الاحزاب	۹

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- البتہ تمہارے لئے ان دو گروہوں میں نشانی ہے جو (میدان بدر میں) باہم مقابل ہوئے۔ ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں' اور دوسرا کافر تھا۔ وہ (مسلمان) انہیں کھلی آنکھوں سے اپنے سے دو چند دکھائی دیتے تھے' اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے' بے شک اس میں دیکھنے والوں (عقلمندوں) کے لئے بڑی عبرت ہے۔ (آل عمران ۱۳)
- اور بے شک اللہ نے (جنگ) بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی (تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائی) حالانکہ تم (اس وقت بہت کمزور تھے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو (پیغمبر کے حکم کی نافرمانی سے بچو) تاکہ تم احسان مانو۔ (آل عمران ۱۲۳)
- (اور وہ وقت بھی یاد کرو' جب آپ (اے پیغمبر ﷺ) مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے (مسلمانوں کے) یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب آسمان سے اترنے والے تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے۔ (آل عمران ۱۲۴)
- (اور اے نبی ﷺ وہ وقت یاد کرو) جب تم (دشمن فوج کی کثرت دیکھ کر) اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے۔ پھر اس نے تمہاری فریاد رسی کی (اور فرمایا) کہ میں ایک ہزار لگا تار آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا۔ اور یہ (فرشتوں کا بھیجنا) تو اللہ کی طرف سے ایک بشارت (خوشخبری) تھی تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور (یاد رکھو کہ فرشتوں کا آنا تو ایک ظاہری سبب بنا دیا گیا تھا ورنہ اصل) فتح (ونصرت) تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بیشک اللہ بڑا زور آور حکمت والا ہے۔ (الانفال ۹'۱۰)
- (اور وہ وقت یاد کرو جب تم ریتلے میدان میں پانی نہ ہونے کے باعث پریشان تھے اور شیطان تمہارے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈال رہا تھا' اس وقت اللہ سبحان و تعالیٰ نے کس طرح تمہاری مدد فرمائی) جب اس نے اپنی طرف سے (تمہاری) تسکین کے لئے تم پر غنودگی طاری کر دی اور (پھر جب تم کو غسل' وضو کے لئے پانی درکار ہوا تو) تم پر آسمان سے پانی اتارا (بارش ہوئی) تاکہ اس کے ذریعے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی نجاست (گندگی اور وسوسے) دور فرما دے۔ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم جمائے رکھے۔ (الانفال ۱۱)
- (اور وہ وقت بھی یاد دلایئے) جب آپؐ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں

Marfat.com

تمہارے ساتھ ہوں پس تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو (ان کے دل کو اطمینان دلاؤ تاکہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ کفار سے لڑیں) عنقریب میں کافروں کے دلوں میں (مسلمانوں کی) دہشت ڈال دوں گا۔ پس (اے مسلمانو!) تم ان (کافروں) کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو (گردنیں اڑا دو کہ یہ فنا ہی ہو جائیں یا جوڑوں پر مارو کہ ان (کافروں) کا قیام و قرار جاتا رہے۔) (الانفال ۱۲)

○ پس اے مسلمانو! (جنگ بدر میں) تم نے ان کو نہیں مارا بلکہ اللہ نے ان کو مارا (قتل کیا۔) اور (اے رسول ﷺ!) جس وقت آپؐ نے (مٹھی بھر خاک دشمن پر) پھینکی تھی، (وہ) آپؐ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور (یہ سب اس لئے ہو رہا تھا) تاکہ (اللہ سبحان وتعالیٰ) ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان فرمائے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔ (پھر بدر پر ہی کیا موقوف) یہ تو ہو چکا (آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا) اور جان لو کہ اللہ کافروں کی تدابیر (ان کے تمام منصوبوں) کو ناکارہ کر دے گا۔ (الانفال ۱۷، ۱۸)

○ اور (اے مسلمانو!) جان لو کہ جو کچھ تم کو (مال) غنیمت حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے اور (رسول ﷺ کے) قرابت والوں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اگر تم کو اللہ پر اور اس چیز پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کے دن (یعنی جنگ بدر کے دن فتح ونصرت) اتاری، جس دن دونوں فوجوں کے درمیان مقابلہ ہوا، اور (مسلمان تعداد میں کم، ہتھیار بھی ان کے پاس نہ ہونے کے برابر، کفار تعداد میں بھی زیادہ اور ہتھیاروں سے بھی لیس، لیکن فتح مسلمانوں کی ہوئی کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (الانفال ۴۱)

○ اور جب شیطان نے ان (کافروں) کی نظر میں ان کے اعمال خوشنما کر دکھائے اور کہہ دیا کہ آج کے دن (یوم بدر) لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور میں تمہارا حمایتی (مددگار) ہوں۔ پھر جب (بدر کے میدان میں) دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا تو وہ۔(ابلیس) الٹے پاؤں بھاگ نکلا اور (کافروں سے) بولا: کہ میں تم سے بیزار ہوں۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (الانفال ۴۸)

Marfat.com

○ (پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے) اپنی طرف سے اپنے رسول ﷺ پر اور مومنوں پر اپنی تسکین نازل فرمائی' اور لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے۔ اور کافروں کو عذاب دیا۔ اور یہی سزا ہے کافروں کی۔ (التوبہ ۲۶)

○ اگر تم ان رسول پاک ﷺ) کی مدد نہ کرو گے تو بھی (ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کیا تم کو یاد نہیں کہ) اللہ نے اس وقت ان کی مدد فرمائی جب کفار نے ان کو مکہ' سے نکالا تھا۔ (آپ ﷺ کفار کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے صاف نکل گئے اور ایک غار میں پناہ لی) جبکہ (رسول پاک ﷺ) دو میں سے دوسرے تھے (یعنی ایک حضرت صدیق اکبرؓ اور دوسرے رسول پاک ﷺ) جب دونوں غار میں تھے۔ جب وہ (رسول پاک ﷺ) اپنے رفیق (یار غار) کو تسلی دے رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے ان (کے دل) پر (اور ان ﷺ کے صدقہ میں صدیق اکبرؓ کے قلب پر) تسکین نازل فرمائی اور ان کی مدد (ملائکہ کی) ایسی فوجوں سے کی جن کو تم نے نہ دیکھا (جو نظر نہ آتے تھے) اور (اس طرح) اللہ نے کافروں کی بات کو نیچا کر دیا۔ (ان کے منصوبے خاک میں ملادیئے) اور اللہ سبحان و تعالیٰ ہی کی بات بلند ہے (یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا ہی بول بالا ہوا) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۴۰)

○ اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے۔ جو تم کرتے ہو۔ (الاحزاب ۹)

(جنگ بدر میں کچھ نوجوان ایسے تھے جو قریش مکہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ یہ نوجوان وہ تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے قیام) کے دوران اسلام قبول کرلیا تھا۔ لیکن جب اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اللہ کے حکم پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان نوجوانوں کے آباؤ اجداد نے ان کو روک لیا۔ چنانچہ وہ پھر شرک و کفر میں مبتلا ہوگئے۔ وہ اپنی قوم کے ساتھ میدان بدر میں آئے اور مارے گئے۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ سورہ النسآء کی یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں ہے (ترجمہ):

○ جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے۔ ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو

Marfat.com

ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین (اپنے ملک) میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا خدا کی زمین (اتنی) وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔ (النسآء ۹۷)

Marfat.com

جنگ بدر کے ضمن میں جو آیات قرآن حکیم میں آئی ہیں ان کے مطالعہ سے کفر اور اسلام کے درمیان اس اہم ترین معرکہ کی جو مجموعی تصویر ابھرتی ہے' وہ اس طرح ہے:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں کو جنگ بدر کی ابتدا میں' بلکہ اصل جنگ سے پہلے ہی اپنی عسکری کمزوری اور کفار کی کثرت کے مقابلہ میں اپنی قلت کا احساس تھا۔ یہ تو انسانی فطرت ہے کہ جب اسے کسی مقابلے میں اپنی کمزوری کا احساس ہو تو' پریشانی اور اضطراب اسے لاحق ہوتا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اس انسانی فطرت کے خالق ہیں۔ چنانچہ جنگ سے قبل اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کے ذریعے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا اور فتح و نصرت کا وعدہ بھی فرمایا۔ مسلمان جب وادی بدر میں پہنچے تو وہ اس بات پر بھی پریشان تھے کہ ان کے پاس پانی کا کوئی وسیلہ نہ تھا۔ اس وقت شیطان بھی مسلمانوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کر رہا تھا۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے سفر سے تھکے ہوئے مسلمانوں پر غنودگی طاری کر دی اور جب وہ سو کر اٹھے تو سبھی تازہ دم تھے۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے باران رحمت کا نزول فرمایا۔ اس سے مسلمانوں کے پاس ضرورت کے مطابق پانی جمع ہو گیا اور کفار کے لشکر کے لئے مشکلات پیدا ہوئیں۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے جنگ میں اہل اسلام کی امداد کے لئے تین ہزار فرشتے آسمانوں سے بھیجنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ میدان بدر میں اللہ سبحان وتعالیٰ سے اہل اسلام کی فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے جب فرشتوں کی آمد کی خبر دی گئی۔ فرمایا گیا: "میں ایک ہزار لگاتار اترنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا۔ یہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے خوشخبری تھی تاکہ تمہارے (مسلمانوں) کے دلوں میں اطمینان پیدا ہو۔ پھر یہ فرشتوں کی آمد تو ایک ظاہری سبب تھا ورنہ (دراصل) فتح (ونصرت) تو اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بیشک اللہ سبحان وتعالیٰ بڑا زور آور اور حکمت والا ہے۔ الانفال ۹'۱۰)

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو یہ بھی حکم دیا کہ اے نبیؐ! آپ ﷺ مسلمانوں کو ثابت قدمی کے ساتھ کفار کے مقابلہ کے لئے ہمت دلائیں۔ انہیں بتائیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کی دہشت ڈال دے گا۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار کی گردنیں اڑا دیں اور انہیں تباہ کر دیں۔

جنگ کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا جب بظاہر کفار کا پلہ بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ تو

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو حکم دیا کہ کنکر ملی ریت کی ایک مٹھی کفار کی صفوں کی طرف پھینکیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ اس سے کفار پر دہشت طاری ہوگئی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کا یہ فرمان بڑا ہی اہم اور اپنے نبی پاک ﷺ سے قریب ترین تعلق کا اظہار ہے کہ اے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے جو مٹھی بھر خاک دشمن پر پھینکی تھی وہ آپ ﷺ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے پھینکی تھی۔ پھر یہ بھی فرمایا گیا کہ "اے مسلمانو! (جنگ بدر میں) تم نے ان (کافروں) کو نہیں مارا تھا بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کو قتل کیا تھا۔ (الانفال ۱۷،۱۸)

جنگ بدر میں ہی اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد نہیں کی تھی بلکہ بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور اللہ سبحان وتعالیٰ یہ وعدہ رو بہ کار آتا رہا کہ: "جان لو اللہ سبحان وتعالیٰ کافروں کی تدابیر کو ناکارہ کردے گا۔" (الانفال ۱۸)

اللہ سبحان وتعالیٰ نے جنگ بدر کے حوالے سے مسلمانوں پر اپنے احسانات جتلائے اور بتایا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے تمہاری اس وقت مدد کی جب تم بہت کمزور تھے۔ تم تعداد میں کم تھے تو ملائکہ کے ذریعے تمہاری مدد کی۔ شیطان نے کفار کو (انسانی صورت میں آکر) کہا تھا کہ بدر میں تم ہی مسلمانوں پر غالب رہو گے لیکن جب مسلمانوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ کی نصرت سے کفار پر غلبہ حاصل کرلیا تو شیطان نے راہ فرار اختیار کی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے کہا کہ ان تمام احسانات کے بدلے میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی پاک ﷺ کی اتباع کریں۔ پیغمبر کے حکم کی نافرمانی نہ کریں اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے احسان مانیں۔ مگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی یہ وعید بھی سنائی کہ اگر تم اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کی مدد نہ بھی کرو گے تو بھی سرور دو عالم ﷺ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کے وقت اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائی تھی، وہ ہر جگہ اسی طرح ان کی اعانت فرمائیں۔ وہ اس طرح ان کے دل کو مطمئن رکھے گا جیسا کہ "غار ثور" میں رکھا تھا۔ جب اللہ سبحان و تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے اپنے یار غار (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے ساتھ پناہ لی تھی اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے سچے رفیق سے کہا تھا کہ غم نہ کرو اللہ سبحان وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

Marfat.com

غزوۂ احد

جنگ بدر میں شکست کے بعد جب بنو قریش کے مارے جانے والوں کی لاشیں ایک گڑھے (یا کنویں) میں ڈال کر دفن کر دی گئیں' تو کفار مکہ واپس چلے گئے۔ ابو سفیان بن حرب بھی لوٹ گیا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ' عکرمہ بن ابو جہل (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے پاس گئے جن کے اقرباء جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ وہ ابو سفیان کے پاس بھی گئے جو تجارتی قافلے میں شریک تھے۔ جس پر مسلمانوں نے جنگ بدر سے قبل حملہ کیا تھا اور قافلے کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا تھا۔ قافلے کا ایک اہم رکن عمرو بن الحفرمی مارا گیا تھا اور دیگر کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔ انہوں نے مالدار لوگوں سے مالی امداد طلب کی' جنہوں نے رقوم فراہم کیں۔ سورہ الانفال کی آیت ۳۶ میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ابو سفیان اور دوسرے لوگوں کی کوشش سے اہل مکہ اہل اسلام پر ایک اور حملہ کے لے تیار ہوگئے۔ قریش کے حلیف قبائل بھی ساتھ تھے۔ قریش کا لشکر جس میں تین ہزار لڑاکا جانباز تھے۔ ان میں سے ۷۰۰ زرہ پوشی تھے۔ دشمن لشکر کے پاس ۲۰۰ گھوڑے اور ۳۰۰۰ اونٹ بھی تھے۔ مسلمانوں کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ لیکن منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابئ اپنے ۳۰۰ افراد کو لے کر الگ ہوگیا۔ یوں مسلمان جانبازوں کی تعداد صرف ۷۰۰ تھی۔ مسلمان لشکر کے پاس ۷۰۰ ہی زرہیں تھیں' مگر گھوڑا صرف ایک تھا اور کوئی اونٹ نہ تھا۔

قریش کے لشکر نے (شوال ۳ ہجری) مدینہ منورہ کی نواحی وادی قناۃ میں پڑاؤ ڈالا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اطلاع مل گئی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بتایا: "میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میری تلوار کی نوک میں ایک دندانہ پڑ گیا ہے۔ نیز میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا اور میں اس کی یہ تعبیر کرتا ہوں کہ اس سے مراد مدینہ (منورہ) ہے۔

Marfat.com

اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ تم مدینہ میں ہی قیام کرو اور ان (کفار) کو وہیں رہنے دو جہاں انہوں نے ڈیرہ ڈالا ہے تو وہ وہاں ٹھہرے رہیں۔ ان کا پڑاؤ اچھی جگہ نہیں۔ اگر وہ ہم پر چڑھائی کریں گے تو ہم مدینہ میں رہ کر قتال کریں گے۔)

لیکن بعض پر جوش مسلمان مدینہ منورہ سے نکل کر دشمن سے جنگ کرنے کے حق میں تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے تاکہ وہ (کفار) یہ نہ سمجھیں کہ بزدلی یا کمزوری ہم میں راہ پاگئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پر جوش اور نوجوان مسلمانوں کے اصرار پر' اکثریت کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جمعہ کے روز حضور انور ﷺ دو زرہیں زیب تن کرکے گھر سے نکلے۔ جمعہ کی نماز ادا کی اور احد کی طرف کوچ کا اعلان کیا۔ اب لوگوں نے ندامت محسوس کی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کی مرضی کے خلاف مدینہ سے باہر نکلنے پر مجبور کیا۔

آپؐ یہیں ٹھہریں۔ اس پر اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے فرمایا: "کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو قتال کئے بغیر اتار دے۔"

اگلے دن (بروز ہفتہ) جنگ ہوئی۔ ابتدا میں مسلمانوں کی فتح کے آثار نمایاں ہوگئے تو حضور اکرم ﷺ نے ایک گھاٹی پر تیر اندازوں کا جو دستہ مقرر فرمایا تھا' اس نے سمجھا کہ فتح ہوگئی ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی ہدایت کے برعکس اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہوگئے۔

درہ خالی دیکھ کر لشکر کفار کے ایک دستہ نے جس کی قیادت خالد بن ولید (جو ابھی دولت ایمان سے سرفراز نہیں ہوئے تھے) مسلمانوں پر عقب سے حملہ کردیا۔ قریش کے اکھڑے ہوئے قدم جم گئے۔ لڑائی تو شروع تھی۔ ایک کافر ابو حتمئہ نے یہ افواہ اڑادی کہ حضور نبی کریمؐ کو شہید کردیا گیا ہے۔ اس پر مسلمانوں کے حوصلے پست ہوگئے اس دوران کفار نے اس چوکی پر حملہ کیا جہاں سے حضور ﷺ اپنی فوج کی کمان فرما رہے تھے۔ سنگ باری کے باعث حضورؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ اور حضور ﷺ کے ایک دانت (کا کچھ حصہ) شہید ہوگیا۔ تاہم مسلمان جم کر لڑے' اور حضور ﷺ پر حملہ ناکام بنا دیا گیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو بڑی سختی اور مصائب برداشت کرنا پڑے' اس میں لشکر اسلام کے ایک تہائی جانباز جام شہادت نوش کرگئے جن میں حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ اور کئی دیگر نامور جانباز شامل تھے۔ ایک تہائی زخمی ہوئے۔ مسلمانوں کو علم ہوگیا کہ حضور

Marfat.com

ﷺ کی شہادت کی افواہ جھوٹی تھی۔ کفار کے سردار ابو سفیان نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: بخدا حضور ﷺ ۔ اب بھی تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔ اس کے بعد کفار کا لشکر واپس روانہ ہوگیا۔

جنگ احد میں حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ شہید کئے گئے اور ان کا مثلہ کیا گیا تو خود حضور ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ سبحان وتعالیٰ نے مجھے کسی موقع پر قریش پر غلبہ عطا کیا تو میں ان کے ۳۰ افراد کا مثلہ کرونگا۔ حضورؐ کے رنج و عالم کو دیکھ کر بعض مسلمانوں نے بھی ایسا ہی عہد کیا۔ لیکن بعد میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو قید کا حکم دیا۔ تو حضور ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمادیا۔ (النحل ۱۲۶،۱۲۸)

قران پاک میں غزوہ احد کا ذکر جن آیات کریمہ میں آیا ہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۴	آل عمران	۱۲۱۔۱۲۹
۴	آل عمران	۱۳۹۔۱۶۰
۴	آل عمران	۱۶۵۔۱۷۹
۶	المائدۃ	۱۱
۹	الانفال	۳۶
۱۰	التوبہ	۴۷
۱۴	النحل	۱۲۶،۱۲۷
۲۱	الاحزاب	۲۳

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور جب آپؐ (حضور اکرم ﷺ) صبح سویرے نکلے اپنے گھر سے مومنوں کو جنگ کے مورچوں پر بٹھانے لگے' اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (آل عمران ۱۲۱)
- جب تم میں سے دو گروہوں (بنو سلم اور بنو حارثہ) نے (مسلمانوں کی قلیل تعداد دیکھ کر) ارادہ کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ ان کا مددگار تھا (اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کو اس لغزش سے بچالیا) اور چاہیئے کہ مومن (صرف) اللہ پر بھروسہ کریں۔ (آل عمران ۱۲۲)
- اور بیشک اللہ نے (جنگ) بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی (نصرت فرمائی تھی) حالانکہ تم (اس وقت) بہت کمزور تھے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

(اور اب جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کو یاد دلائیے) جب آپؐ (بدر میں) مسلمانوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہارے لئے آسمان سے ۳ ہزار فرشتے اتارے اور تمہاری مدد فرمائے۔ (آل عمران ۱۲۳'۱۲۴)

- کیوں نہیں (اب بھی غزوۂ احد کے موقع پر) اگر تم صبر اور تقویٰ پر قائم رہو (دل کو مضبوط رکھو اور اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کے لئے مستعد رہو) اور وہ (دشمن) دفعتاً (اچانک) حملہ کر دیں تو (اے مسلمانو!) تمہارا رب ۵ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور یہ (سب انتظام) اللہ نے تمہاری خوشخبری کے لئے کیا ہے تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہو ورنہ (اصل) مدد تو اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔ (آل عمران ۱۲۵'۱۲۶)
- (یہ مدد اس لئے ہے) تاکہ وہ (اللہ سبحان و تعالیٰ) کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا ذلیل (مغلوب) کردے کہ وہ (میدان جنگ یا اس دنیا سے) ناکام (اور محروم) لوٹ جائیں۔ (آل عمران ۱۲۷)
- (اے حبیبؐ) آپ ﷺ کا اس میں دخل نہیں کچھ بھی' (یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ) خواہ (اللہ سبحان و تعالیٰ) ان کی (جنہوں نے حضور ﷺ کو زخمی کیا) توبہ قبول کرلے یا انہیں عذاب دے۔ کیونکہ بے شک وہ ظالم ہیں۔ (آل عمران ۱۲۸)
- اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے۔ اور وہ جس کو چاہے بخش دے۔ اور عذاب دے جس کو چاہے' اور اللہ بخشنے والا بڑا ہی مہربان

Marfat.com

ہے۔ (آل عمران ۱۲۹))

- اور (مسلمانو!) تم سست نہ پڑو' (ہمت نہ ہارو) اور غم نہ کھاؤ۔ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو۔ ((آل عمران ۱۳۹)
- اگر (نبی ﷺ) کو (جنگ احد میں) زخم پہنچا تو البتہ پہنچا ہے اس قوم کو (بھی) اس جیسا ہی زخم (بدر میں)' اور یہ دن ہیں جن کو ہم لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں۔ اور تاکہ اللہ جان لے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اور تم میں سے (بعض کو) شہید بنائے (درجہ شہادت دے) اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ (آل عمران ۱۴۰)
- اور (یہ) اس واسطے (ہے) تاکہ اللہ پاک صاف کر دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اور مٹا دے کافروں کو۔ (آل عمران ۱۴۱)
- کیا تم یہ سمجھتے ہو؟ کہ تم (بلا آزمائش) جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور ابھی تک اللہ نے معلوم نہیں کیا (ممتاز نہیں کیا) ان لوگوں کہ جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا اور (نہ) جانچا ان لوگوں کو جو صبر کرنے والے ہیں۔ (آل عمران ۱۴۲)
- اور تم تو اس (جنگ احد) کا سامنا کرنے سے پہلے (راہ خدا میں) شہادت کے آرزو مند تھے۔ اب تو تم نے اس (شہادت) کو آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا (پھر شہادت سے جی کیوں چراتے ہو؟ (آل عمران ۱۴۳)
- اور محمد ﷺ تو (صرف) اللہ کے رسول ہیں۔ البتہ گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول۔ پھر اگر وہ (محمد ﷺ) وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں) لوٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ اور اللہ جزا دے گا شکر کرنے والوں کو۔ (آل عمران ۱۴۴)
- اور کسی شخص کے لئے (ممکن) نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے' لکھا ہوا ہے ایک مقررہ وقت' اور جو دنیا کا بدلہ چاہے گا اسے اس میں سے دیں گے' اور جو چاہے گا آخرت کا بدلہ ہے اسے اس میں سے دیں گے۔ اور ہم شکر کرنے والوں کو جلد جزا دیں گے۔ (آل عمران ۱۴۵)
- اور بہت سے نبی (ہوئے ہیں) ان کے ساتھ (مل کر) بہت سے اللہ والے لڑے ہیں' پس وہ سست نہ پڑے' (ان مصیبتوں) کے سبب جو انہیں اللہ کی راہ میں پیش آئیں

Marfat.com

اور نہ (دشمنوں کے سامنے) انہوں نے کمزوری (ظاہر) کی۔ اور نہ دب گئے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران ۱۴۶)

- اور ان کا کہنا نہ تھا اس کے سوا کہ انہوں نے دعا کی: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے ہمارے گناہ۔ اور ہمارے کام میں ہم سے جو زیادتیاں ہوئی ہیں اور ہمیں ثابت قدم رکھ (راہ حق پر) اور کافروں کی قوم پر ہماری مدد فرما۔ (آل عمران ۱۴۷)
- تو اللہ نے انہیں انعام دیا دنیا کا اور آخرت کا اچھا انعام' اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران ۱۴۸)

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے پھر تم گھاٹے میں پڑ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تو تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔ (آل عمران ۱۴۹۔۱۵۰)

- ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں (تمہاری مصیبت) ڈال دیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ظالموں کے لئے۔ (آل عمران ۱۵۱)
- اور البتہ اللہ نے (احد کے موقع پر) تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب تم کفار کو اس کے حکم سے قتل کرنے لگے' یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی دکھائی' اور (رسولؐ کے) کے حکم کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کے بعد نافرمانی کی (تیر انداز خاص راہ کو چھوڑ کر مال غنیمت کی طرف دوڑ پڑے)' جبکہ تمہیں دکھایا جو تم چاہتے تھے۔ تم میں سے کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں سے کوئی آخرت چاہتا تھا۔ پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے۔ اور تحقیق اس نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اللہ مومنوں پر فضل کرنے والا ہے۔ (آل عمران ۱۵۲)
- جب تم (سراسیمگی کے عالم میں) بھاگے چلے جارہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور رسول ﷺ تمہارے پیچھے سے تمہیں پکارتے تھے۔ پھر تمہیں غم کے عوض غم پہنچا۔ تاکہ تم غم نہ کرو اس پر جو نکل گیا۔ اور (اس پر) جو تمہیں پیش آئے' اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ (آل عمران ۱۵۳)

(احد کے دن جب مجاہدین شکستہ حال ہوگئے۔ بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہوئے حضور اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی تو نیند کا' ایک جھونکا رحمت بن کر آیا

Marfat.com

اور مسلمان پھر حضور ﷺ کے گرد جمع ہو کر حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔)

- پھر اس نے تم پر غم کے بعد امن و امان (اونگھ کی صورت میں) اتارا جس نے ایک جماعت کو ڈھانپ لیا تم میں سے۔ اور ایک جماعت کو اپنی جان کی فکر پڑی تھی۔ وہ اللہ کے بارے میں بے حقیقت گمان کر رہے تھے۔ جاہلیت کے گمان کی طرح۔ وہ کہتے تھے کیا کوئی کام کچھ ہمارے بس میں ہے (ہمارے اختیار میں) ہے؟ آپ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو آپ کے لئے ظاہر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں: اگر کچھ کام ہمارے بس میں ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو جن کا مارا جانا لکھا تھا وہ ضرور نکل کھڑے ہوتے اپنی قتل گاہوں کی طرف' (احد میں جو کچھ ہوا وہ اس لئے تھا کہ) تاکہ اللہ آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہے اور تاکہ صاف کر دے جو (وسوسے اور کدورتیں) تمہارے دلوں میں ہیں۔ اور اللہ دلوں کے بھید خوب جاننے والا ہے۔ (آل عمران ۱۵۴)
- بے شک (احد میں) جو لوگ تم میں سے پیٹھ پھیر گئے۔ جس دن دو جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں۔ در حقیقت انہیں شیطان نے پھسلایا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے۔ اور البتہ اللہ نے انہیں صاف کر دیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا علم والا ہے۔ (آل عمران ۱۵۵)
- اگر (اے مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد فرمائے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا' اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا! اس کے بعد تو مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔ (آل عمران ۱۶۰)
- (کافروں کو) اس سے دو چند تکلیف (بدر میں) پہنچا چکے تھے' تو تم بول اٹھے کہ: یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آئی۔ (اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ یہ تکلیف تم کو تمہارے ہی نفس کی طرف سے پہنچی (یہ تمہاری شامت اعمال کا نتیجہ ہے) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (آل عمران ۱۶۵)
- جو کچھ مصیبت تم کو اس دن احد پر پہنچی' جب دونوں فوجیں (میدان احد میں) بالمقابل ہوئیں' تو وہ (تکلیف) اللہ کے حکم سے ہی پہنچی۔ اور (اس لئے پہنچی) تاکہ اللہ مومنوں کو جان لے اور ان لوگوں کو بھی جان لے جو منافق ہیں۔ اور ان منافقوں سے جب کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا (کم از کم اپنی جان و مال کی) مدافعت کرو' تو

Marfat.com

(انہوں نے یہ حیلہ تراشا) بولے کہ اگر ہم سمجھتے کہ لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے۔ (لیکن یہ لڑائی (جنگ احد) تو موت کے منہ میں جانا ہوا) اس روز وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ (دراصل) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں' اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں' اللہ خوب جانتا ہے (اللہ ان کے بغض و عناد سے واقف ہے جس کے لئے وہ بہانے تراشتے ہیں۔ (آل عمران ۱۶۶'۱۶۷)

- (یہ وہی لوگ ہیں) جو خود تو گھر میں بیٹھے رہے' اور اپنے بھائیوں کے بارے میں (جو جنگ میں شہید ہوئے) کہا: اگر وہ ہماری بات مانتے تو وہ نہ مارے جاتے۔ (یا نبیؐ! ان سے) کہہ دیجئے: (اگر تمہارے بس میں ہے تو جب تمہارا وقت آئے تو) خود کو موت سے بچالینا اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔ (آل عمران ۱۶۸)
- جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔ (آل عمران ۱۶۹)
- وہ خوش ہیں ان (نعمتوں) پر جو انہیں اللہ نے اپنے فضل (وکرم) سے عطا کی ہیں اور (خود بھی (اللہ کی طرف سے) بشارتیں پاتے ہیں ان لوگوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے (اور) پیچھے رہ گئے ہیں (جن کو بشارت نہیں ملی) کہ ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ غم و ملال۔) (آل عمران ۱۷۰)
- وہ خوشیاں منا رہے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے۔ اور بے شک اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ (آل عمران ۱۷۱)
- جن لوگوں نے (جنگ احد میں) زخم کھانے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کا (حکم) قبول کیا (اور کفار سے جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے)۔ ان میں سے جو نیکو کار اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ (یہ) وہ لوگ (ہیں) جن سے لوگوں نے کہا: تمہارے مقابلے کے لئے (مکہ والوں نے) بڑا سامان (جنگ) جمع کرلیا ہے۔ پس ان سے ڈرو تو (بجائے خوف کے ان کا ایمان زیادہ ہوا۔ اور انہوں نے (برجستہ) کہا کہ: ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ کیسا اچھا کار ساز ہے۔ (آل عمران ۱۷۲'۱۷۳)
- پھر وہ لوٹے اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ' انہیں کوئی گزند نہ پہنچی اور انہوں نے پیروی کی رضائے الٰہی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (آل عمران ۱۷۴)

Marfat.com

- یہ تو شیطان ہے جو (تم کو) اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ پس تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ (آل عمران ۱۷۵)
- اور آپ ﷺ کو غمگین نہ کریں وہ لوگ جو کفر میں جلدی کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو آخرت میں کوئی حصہ نہ دے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (آل عمران ۱۷۶)
- بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا وہ ہرگز نہیں بگاڑ سکتے اللہ کا کچھ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (آل عمران ۱۷۷)
- اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہرگز گمان نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ درحقیقت ہم انہیں اس لئے ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ (آل عمران ۱۷۸)
- (لوگو!) اللہ (ایسا) نہیں ہے کہ ایمان والوں کو اس حالت میں جس میں تم ہو چھوڑے' یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے۔ اور اللہ (ایسا) نہیں ہے کہ تمہیں غیب کی خبر دے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے' تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔ (آل عمران ۱۷۹)
- اے ایمان والو! (عام احسانات کے ساتھ) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی (حملہ) کرنے کا قصد کیا' (اس غرض سے کہ تم کو مٹا کر اسلام کو مٹا دیں۔ اس (اللہ سبحان وتعالیٰ) نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ (اس کی یہ ہمتیں آج بھی جاری ہے) اور ایمان والوں کو تو اللہ پر بھروسہ کرنا ہی چاہیئے (یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ کے رسول پر جنگ احد سے قبل قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی مگر اللہ (سبحان وتعالیٰ) نے آپ ؐ کو بچالیا اور دشمن مطیع (مسلمان) ہوگیا۔) (المائدۃ ۱۱)
- بے شک جن لوگوں نے (حق کو تسلیم کرنے سے) انکار (کفر) کیا وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے (اس کے بندوں کو) روکیں۔ پس وہ (اپنے اموال) ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر ان کی یہ کوششیں ان کے لئے (حسرت اور) پچھتاوے کا سبب بن جائیں گی۔ پھر (آخر کار وہ مغلوب ہونگے اور جو کافر ہیں وہ (روز

Marfat.com

قیامت) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ (الانفال ۳۶)

- اگر (منافقین جنگ کے لئے) تمہارے (مسلمانوں کے) ساتھ نکلتے تو تمہارے درمیان فتنہ فساد ہی بڑھا اور بگاڑ (پیدا کرنے) کی تلاش میں تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے۔ اور تم میں ان کے جاسوس ہیں۔ اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (التوبہ ۴۷)
- اور اگر تم کسی سے بدلہ لو تو اس قدر (لو) جس قدر تم کو ان سے تکلیف پہنچی ہو' اور اگر تم صبر کرو' تو صبر کرنے والوں کے حق میں یہ بہت اچھا ہے۔ اور (اے رسولؐ! جو مظالم آپؐ پر ہو رہے ہیں ان پر) صبر کیجئے اور آپؐ کا صبر بھی اللہ کی توفیق سے ہی تو ہے اور (جنہوں نے آپؐ کو اذیتیں پہنچائی ہیں) ان پر غم نہ کیجئے اور ان کے فریب سے تنگ دل نہ ہوئیے (ان کا فریب خود ان کی بربادی کا باعث ہو گا۔) (الاحزاب ۱۲۶'۱۲۷)
- مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات کا عہد کیا تھا' اسے سچ کر دکھایا۔ پھر بعض نے تو اپنی ذمہ داری کو (مکمل طور) پورا کر دکھایا۔ (یہ ایمان پر قربان ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو (شہادت کے) منتظر ہیں اور (اپنے عہد و پیمان میں) ذرا بھی نہیں بدلے۔ (الاحزاب ۳۳)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ میں نہ صرف احد میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی مدد و نصرت کا تذکرہ کیا گیا ہے' بلکہ اہل ایمان کی اس لغزش کا بھی ذکر ہے جو تیر اندازوں کے دستے نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہدایت کی خلاف ورزی کی صورت میں کی۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے عفو اور معافی بھی دیدی گئی۔ حضور کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا اور پھر یہ بھی بتایا گیا غزوہ احد کے دن جو تکلیف (حضور ﷺ کو اور مجاہدین اسلام کو) پہنچی وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے ہی پہنچی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے بھی فرمایا کہ وہ اس واقعہ پر مسلمانوں سے سخت باز پرس نہ کریں بلکہ نرمی سے ہی پیش آئیں۔

اہل ایمان اللہ سبحان و تعالیٰ کی رضا و نصرت کے بل پر میدان احد میں پہنچے تاکہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے جس طرح بدر میں ۳ ہزار فرشتوں سے اہل اسلام کی مدد کی تھی' اس طرح ۵ ہزار نشان والے فرشتوں سے غزوہ احد میں بھی مدد فرمائی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے وعدہ کیا کہ کافر ذلیل اور مغلوب ہونگے اور یہ وعدہ پورا ہوا۔

لیکن جب مسلمانوں کی ایک جماعت (فوجی دستے) نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی پاک ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے۔ یہ جان کر کہ مکمل فتح ہو چکی ہے۔ اپنا مورچہ چھوڑ دیا تو کافروں کو موقع مل گیا اور اس طرح نہ صرف اہل ایمان کی ایک تعداد شہید و زخمی ہوگئی بلکہ خود اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ پھر یہ افواہ پھیل گئی کہ نبی اکرم ﷺ شہید ہوگئے ہیں تو مسلمانوں نے حوصلہ ہار دیا۔ اس پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے سوال کیا ہے کہ اگر وہ (حضور انور ﷺ) وفات پاجائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں) لوٹ جاؤ گے (جہاد سے ہی منہ موڑ لوگے) اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ ہرگز اللہ سبحان وتعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اور اللہ سبحان وتعالیٰ تو شکر گزار بندوں کو جزا دینے والا ہے۔ (آل عمران ۱۴۴)

غزوہ احد میں مسلمانوں نے جو کمزوری دکھائی اور حضور نبی کریم ﷺ کی پکار کے باوجود بعض مسلمان سراسیمگی کے عالم میں بھاگ نکلے' اس کے باعث مسلمانوں کو رنج اور مصیبت اٹھانا پڑی۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو نیند کا ایک جھونکا دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل چکی تھی' مگر چند لمحوں کی اس نیند کے بعد مسلمان تازہ دم ہو

Marfat.com

گئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؐ کے گرد جمع ہو کر لڑنے لگے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ جو مارے جانے والے ہیں' وہ اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی موت ان کو آلیتی۔ مسلمانوں کو زندگی و موت سے بے نیاز ہو کر اللہ سبحان وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔

عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) نے اس بات پر اسلامی لشکر سے اپنے تین سو جوان الگ کر لئے تھے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؐ نے اس کی مدینہ میں رہ کر جنگ کرنے کی تجویز قبول نہ کی تھی۔ اور دوسرے لوگوں کی رائے کو اس کی رائے پر مقدم جانا۔ حالانکہ رسول خدا ﷺ نے تو اکثریت کی رائے کو' جو خود حضور ﷺ کے منشاء کے بھی خلاف تھی' ترجیح دی تھی۔ مسلمانوں کو بتایا گیا کہ اہل ایمان کے لئے جہاد میں شرکت ہی بہتر ہے۔ رہی وہ تکلیف جو میدان احد میں پہنچی' تو کوئی بات نہیں آخر مسلمانوں نے بدر میں کافروں کو بھی تو تکلیف پہنچائی تھی۔ مگر جو لوگ بہانہ بنا کر جنگ سے راہ فرار اختیار کر گئے تو لوگ منافق تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے اصل عزائم کو جانتا تھا۔ پھر یہ گھروں میں رہنے والے کیا اپنی موت کا وقت ٹال سکیں گے؟!

جنگ احد میں بھی کفار کے پاس سامان جنگ مسلمانوں سے زیادہ تھا۔ ان کی تعداد تین گنا سے بھی زیادہ تھی۔ مگر مسلمان ان سے نہ ڈرے اور نہ خوفزدہ ہوئے' چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ اور کفار کی یہ کوشش بھی ناکام بنائی کہ وہ حملہ کر کے اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ کو جنگ سے قبل شہید کر دیں۔ اگرچہ کفار نے اس جنگ کے لئے بڑی رقم جمع کی تھی اور ان کا منشا اللہ سبحان وتعالیٰ کی راہ سے بندوں کو روکنا تھا لیکن مال کی کثرت' بھاری تعداد اور جنگی سازو سامان' گھوڑوں اور اونٹوں کی فوج کے باوجود انہیں ذلت اٹھانا پڑی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے جنگ احد میں مسلمانوں کی قربانی کو سراہا۔ "مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کر دکھایا (وہ اپنے ایمان پر قربان ہو گئے۔)

Marfat.com

غزوۂ بنو نضیر

بنو نضیر یہودیوں کا قبیلہ تھا جو مسجد نبوی ﷺ سے جنوب مشرق میں شہر کے نواح میں آباد تھا۔ یہ بڑے سازشی لوگ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے تین علماء سے گفتگو کرنے کے لئے تشریف لائیں اور تین صحابیؓ ساتھ لائیں۔ حضور ﷺ نے دعوت قبول کرلی اور مقررہ وقت پر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ساتھ لیا اور بنو نضیر کے پاس پہنچ گئے۔

یہود نے آپ ﷺ کے آنے سے پہلے اپنے آدمی ایک مخصوص چھت پر بٹھا دیئے جن کو ہدایت تھی کہ جب حضور نبی کریم ﷺ باتوں میں مصروف ہوں تو وہ اوپر سے ایک وزنی سل گرادیں۔ حضور ﷺ جب پہنچے تو یہود نے آپ ﷺ کو ایک خاص دیوار کے قریب بٹھایا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور نبی پاک ﷺ کو یہود کی سازش سے آگاہ کردیا اور آپ ﷺ اٹھ کر واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ نے بنو نضیر کو سزا دینے کا فیصلہ کیا اور ربیع الاول ۴ ہجری میں صحابہؓ کے ہمراہ بنو نضیر کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ ۱۵ دن جاری رہا اور آخر اس شرط پر صلح ہوئی کہ یہودی ہتھیار چھوڑ جائیں۔ گھروں کا جو سامان خود اٹھا سکتے ہوں لے جائیں اور علاقہ سے نکل جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ خیبر کی طرف چلے گئے۔

غزوہ بنو نضیر کے بارے میں قرآن پاک کی جن آیات میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۸	الحشر	۱-۱۷

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

○ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو (کچھ) بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (ہر شے اپنے مخصوص انداز میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ سبحان و تعالیٰ کے غلبہ اور قوت کا اندازہ ان واقعات سے کرو جو مسلمانوں کو یہودی قبیلہ بنو نضیر کے ساتھ پیش آئے) یہ وہی (اللہ سبحان و تعالیٰ) تو ہے جس نے نکالا اہل کتاب کے کافروں (بنو نضیر) کو ان کے گھروں سے پہلی ہی بار جمع کرکے' (حالانکہ) تم کو گمان بھی نہ تھا کہ وہ (مدینہ چھوڑ کر) نکل جائیں گے اور انہیں بھی غلط فہمی تھی کہ ان کے زبردست قلعے ان کو اللہ (کے قہر) سے بچالیں گے۔ پھر اللہ (کے عذاب) نے ان کو وہاں سے آلیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا (یہاں تک) کہ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں اجاڑ رہے تھے (وہ غیظ و غضب میں اپنے گھروں کو تباہ کر رہے تھے کہ کوئی چیز مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے اور مسلمان بھی ان کے گڑھی نما مکانات مسمار کر رہے تھے) پس اے اہل بصیرت! عبرت حاصل کرو۔ (الحشر ۱'۲)

○ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر جلا وطن ہونا لکھ رکھا ہوتا' تو وہ انہیں دنیا میں عذاب دیتا اور ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ ان کو یہ عذاب اس لئے (ہوگا) انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ (اس کو) سخت عذاب دینے والا ہے۔ (الحشر ۳'۴)

○ کھجور کے جو درخت (اے مسلمانو!) تم نے کاٹ ڈالے یا انہیں ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا۔ تو (یہ) اللہ کے حکم سے تھا۔ اور تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کردے۔ (الحشر ۵)

○ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو ان (یہود) سے (بلا جنگ یا معمول جھڑپ کے بعد) دلوایا (تو یہ محض اللہ سبحان و تعالیٰ کی عنایت تھی۔ اس میں تمہارا حق نہ تھا) کیونکہ تم نے اس کے لئے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ' بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے' غلبہ عطا کردیتا' ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (الحشر ۶)

○ جو مال (بلا جنگ کے) اللہ نے اپنے رسولؐ کو (دوسری) بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوایا تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق ہے۔ (یہ مال حضور ﷺ کے حکم کے

Marfat.com

مطابق اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں صرف ہو گا) اور (یہ مال حضور ﷺ اور حضور ﷺ (کے) عزیزوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولتمند ہیں (سب مال) انہی میں نہ گردش کرتا رہے (کہ انہی کے تصرف میں رہ جائے اور غریب محروم رہیں) اور جو کچھ بھی رسولؐ تم کو عطا کریں وہ لے لو' اور جس سے منع فرمائیں' اس سے رک جاؤ (یعنی کسی چیز پر اپنا حق نہ سمجھو اور نہ حق جتاؤ بلکہ رسول کریم ﷺ جو عطا کریں خوشی سے لے لو اور جس بات سے روکیں' اس میں بھی اپنے لئے خیر سمجھو) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یاد رکھو کہ) بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (کہیں رسول ﷺ کی نافرمانی کے باعث کسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔) (الحشر ۶)

○ (اور اس طرح جو مال ملے وہ) ان مفلس مہاجروں کے لئے ہے جو اپنے وطن اور مال سے جدا کر دیئے گئے ہیں۔ (اور) جو اللہ کے فضل اور اس کی رضا جوئی میں ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ (آزمودہ) سچے (مسلمان) ہیں۔ اور یہ مال ان لوگوں کا (بھی حق) ہے جو ہجرت والے گھر (مدینہ منورہ) میں پہلے سے مقیم ہیں (یعنی انصاری) اور ایمان میں ثابت قدم ہیں (یعنی) جو شخص ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے' اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو ملتا ہے اس سے ان کے دل میں کوئی خلش (رشک یا تنگی) پیدا نہیں ہوتی اور (یہی نہیں بلکہ وہاں مہاجرین کو) اپنی ذات پر مقدم رکھتے ہیں (ان کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں) اگرچہ خود ان کو شدید ضرورت (ہی کیوں نہ) ہو۔ اور (ان کا یہ مجاہدہ نفس اللہ سبحان و تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہے۔ یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل ہے سچ تو یہ ہے کہ) جس کو (توفیق الٰہی سے) اس کے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ (الحشر ۷-۹)

○ اور (یہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور ان کی محبت کا یہ عالم ہے کہ) یہ ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی' جو ہم سے قبل ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔ (الحشر ۱۰)

Marfat.com

○ کیا آپؐ (اے رسول ﷺ!) نے ان منافقوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اہل کتاب (یہود) میں سے اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم کو (مدینہ سے) نکال دیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ (ہی) نکلیں گے اور (ہر طرح تمہارا ساتھ دیں گے بلکہ) تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے (منافقوں کی یہ باتیں ہیں' ان کی بات کا بھروسہ نہیں۔) اور اللہ گواہ ہے (اس بات کو جلد ظاہر کر دے گا) کہ وہ جھوٹے ہیں (وہ کسی کے کام نہ آئیں گے بلکہ) اگر وہ (یہود مدینہ سے) نکالے جائیں گے تو یہ (منافق مدینہ) ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوتی ہے تو یہ ان کی مدد بھی نہ کریں گے اور اگر مدد کریں بھی تو (مسلمانوں کے مقابلہ میں یہ منافق بھی) پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو (کہیں سے بھی) مدد نہ ملے گی۔ (الحشر ۱۱'۱۲)

○ اے مسلمانو!) ان کے دلوں میں تو اللہ سے بھی زیادہ تمہارا خوف ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ناسمجھ ہیں۔ (ظاہری اسباب پر نظر رکھتے ہیں اور مسبب الاسباب پر غور نہیں کرتے) پھر یہ سب مل کر بھی تم سے (بالمقابل) نہ لڑیں گے مگر ایسی بستیوں میں جن کے گرد (حفاظتی) فصیل ہو یا (قلعہ کی) دیواروں کی آڑ میں سے لڑیں گے۔ ان کی لڑائی آپس میں سخت ہوتی ہے (مگر مسلمانوں کے مقابلے میں وہ پست ہمت ہوتے ہیں) تو ان کو متحد سمجھتا ہے' لیکن ان کے دل الگ الگ ہیں (ان میں یک جہتی نہیں ہوتی) کیونکہ یہ نافہم لوگ ہیں۔ (ان کی مثال تو ایسی ہے) جیسے ان لوگوں کا حال ہے جو ان سے پہلے اپنی بد اعمالیوں کا مزہ چکھ چکے اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے (ان کا حال تو) شیطان جیسا ہے جو انسان سے کہتا ہے کہ (اللہ سبحان و تعالیٰ کا) منکر ہو جا' اور جب وہ (انسان بہکاوے میں آکر) کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو (شیطان) کہتا ہے کہ میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں تو (اپنے) اللہ سے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے' ڈرتا ہوں۔ پس ان دونوں (منکر اور شیطان) کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آتش دوزخ میں ڈالے گئے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (الحشر ۱۳۔۱۷)

Marfat.com

بنو نضیر اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ اور اہل اسلام کے دشمن تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی حکمت سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ مسلمانوں نے ان کے علاقہ کا محاصرہ کرلیا۔ ان لوگوں نے قلعہ نما گھر مقیم کر رکھے تھے۔ جب مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا تو ان کے گھروں کے چاروں طرف کھجوروں کے باغ مسلمانوں کی نقل و حرکت اور ضروری جنگی کارروائیوں کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان باغات میں کھجور کے بعض درخت کاٹ دیئے۔ اس پر یہود اور ان کے حامیوں نے مسلمانوں پر زبان طعن دراز کی' دیکھو یہ مسلمان لوگوں کو تو زمین پر فساد برپا کرنے سے روکنے کے دعویدار ہیں' لیکن خود پھلدار اور ہرے بھرے درختوں کو کاٹ رہے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو تشویش لاحق ہوئی کہ ان کا یہ فعل کہیں فساد فی الارض میں تو داخل نہیں۔

اس پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے محبوب ﷺ کو آگاہ کیا کہ آپ (مسلمانوں) نے جن درختوں کو کاٹا ہے اور جن کو باقی رکھا ہے' بالکل درست کیا ہے۔ یہ دونوں اعمال دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے سرزد ہوئے اور ان کا مقصد یہودی فاسقوں کو ذلیل کرنا تھا۔ یہودیوں نے یہ باغ بڑی محنت اور شوق سے لگائے تھے مگر اب وہ مسلمانوں کو انہیں کاٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ لیکن دم نہیں مار سکتے تھے۔ پھر یہود (بنو نضیر) کو اپنے گھروں سے نکلنا پڑا اور نہ صرف ان کے مال واسباب بلکہ یہ باغات بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے۔

جب بنو نضیر کے یہود نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبیؐ کی جان لینے کی کوشش کی اور یوں معاہدہ امن کی جو قبل ازیں ہو چکا تھا۔ صریحاً خلاف ورزی کی' تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ۱۰ دن کے اندر مدینہ پاک سے نکل جانے کا حکم دیدیا۔ اس پر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے انہیں کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کا حکم مسترد کر دو' ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہودیوں کو اپنے قلعوں پر بڑا غرور تھا اور عبداللہ بن ابی کے پیغام نے ان کے حوصلے مزید بلند کر دیے۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہود کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری کر دیا کہ معیاد ختم ہونے سے چار دن قبل انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور جلاوطنی قبول کرلی۔ یہود نے کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ وہ یوں لڑے بغیر سب کچھ مسلمانوں کے حوالے کرکے گھروں سے نکل جائیں گے۔ دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ تذلیل اور جلاوطنی ان کی قسمت میں لکھ دی تھی۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے گھر برباد کیئے تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ کچھ نہ لگے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ اور لشکر اسلام کو لڑائی کے بغیر اتنا مال

Marfat.com

غنیمت عطا کیا کہ اہل مدینہ کی حالت بدل گئی۔ یہود کی زرخیز زمین ان کے قبضہ میں آگئی۔ دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ سب کچھ اپنے رسول اکرمؐ کو لوٹا دیا اور یہود کے مال اموال اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسولؐ کے تصرف میں آگئے۔ درحقیت یہ اموال یہودیوں کے نہ تھے۔ وہ تو غاصب تھے اور اللہ سبحان وتعالیٰ جب چاہتا ہے' چیزیں حقداروں کو واپس لوٹا دیتا ہے۔

بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد جو اموال مسلمانوں کے ہاتھ لگے وہ جنگ اور قتال کے بغیر ملے تھے جسے قرآن پاک کی زبان میں "فے" قرار دیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جنگ کے بغیر مسلمانوں کو کفار کے اموال اور زرعی املاک پر تصرف مل گیا تھا۔ چونکہ اس سلسلے کو مزید پھیلنا تھا لہٰذا قرآن پاک میں ان اموال اور املاک کی تقسیم کے اصول بھی طے کر دیئے گئے۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ اموال حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی سے تقسیم ہونگے اور کن لوگوں میں تقسیم ہونگے' اس کی بھی صراحت کر دی گئی۔

Marfat.com

غزوۂ بنی المصطلق

غزوہ بنی المصطلق (جسے مریسیع بھی کہتے ہیں۔) ۳ شعبان ۵ ہجری میں پیش آیا۔ جنگ ہوئی' ۱۰ یہودی مارے گئے اور ۶ سو قیدی بنا لئے گئے۔ مسلمانوں کو کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تصادم میں صرف ایک صحابیؓ شہید ہوئے۔

اس جنگ میں بھی منافق ہی پیش پیش تھے۔ چنانچہ منافقوں کے بارے میں قرآن پاک کی آیات جو اس غزوہ کے تناظر میں تصور کی جاتی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۸	المنفقون	۱۔۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- (جب منافق آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ اس کے رسول ہیں جبکہ اللہ گواہی دیتا ہے۔ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔ (المنفقون ۱)
- انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے' پس وہ (دوسروں کو بھی) روکتے ہیں۔ اللہ کے راستے سے' بے شک وہ برائی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (ان کی) یہ حالت اس لئے ہے کہ (پہلے تو) وہ ایمان لائے۔ پھر انہوں نے کفر کیا۔ تو مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر۔ پس وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ (المنفقون ۳)
- اور جب آپ ﷺ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم (ظاہری شکل و شباہت) آپ ﷺ کو خوشنما معلوم ہوں اور اگر وہ بات کریں تو آپ ﷺ ان کی باتوں کو (غور سے) سنیں گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں دیوار (کے سہارے) لگائی ہوئی (یہ اتنے بزدل ہیں کہ (ہر بلند آواز کو سمجھتے ہیں کہ اور کوئی آیت نازل ہوئی ہے (یہی کہ سارے) دشمن ہیں۔ آپ ﷺ ان سے بچیں' اللہ انہیں غارت کرے وہ (حق بات سے) کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ (المنفقون ۴)
- اور جب ان سے کہا جائے آؤ۔ بخشش کی دعا کریں رسول اللہ تمہارے لئے' تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور آپ ﷺ انہیں دیکھیں تو وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (المنفقون ۵)
- (چنانچہ) ان کے لئے برابر ہے کہ آپ ﷺ ان کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں' اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا' بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (المنفقون ٦)
- (یہ) وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ہیں' یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں۔ آسمانوں اور زمین کے خزانے تو اللہ (ہی) کے لئے ہیں اور لیکن منافق سمجھتے نہیں۔ (المنفقون ۷)

Marfat.com

○ وہ کہتے ہیں۔ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ہم میں جو معزز ترین (منافق) ہیں۔ وہ ذلت والوں کو وہاں سے نکال دے گا وہ (یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود ذلیل ہیں) عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے لئے ہے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔ (المنفقون ۸)

Marfat.com

مریسیع ایک چشمہ کا نام ہے۔ جو مدینہ منورہ سے تقریباً سو میل جنوب مغرب میں واقع تھا۔ اس کے نواح میں بنو خزائمہ کی شاخ بنو مصطلق آباد تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضور پاک ﷺ نے صحابہؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ مدینہ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو نائب مقرر کرنے کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو وہ لوگ بھی جنگ کے لئے تیار تھے۔

چنانچہ مسلمانوں کی بنو خزائمہ کی شاخ بنو مطلق کے لوگوں سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں دس یہودی مارے گئے اور چھ سو یہودیوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔

Marfat.com

غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق

غزوہ احزاب یا (غزوہ خندق) شوال ۵ ہجری کے آخری دنوں میں رونما ہوا۔ بنو نضیر کے یہود نے دوسرے قبائل سے مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کی سازش کی۔ پھر مکہ کے قریش کو بھی ساتھ ملایا۔ قریش نے بھی حامی بھرلی۔ انہوں نے قبلہ غطفان کو بھی جنگ پر راضی کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اطلاع مل گئی کہ کفار مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ بنو نضیر کو حضور ﷺ نے ان کی شرپسندی کے باعث مدینہ سے نکال دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس مشاورت طلب کی۔ مختلف تجاویز پر بحث کے بعد یہ تجویز منظور کرلی گئی کہ مدینہ منورہ کے دفاع کے لیے شہر کے اردگرد خندق کھودی جائے' چنانچہ شہر کے گرد حضور نبی اکرم ﷺ کی نگرانی میں خندق کھودی گئی۔

دشمن لشکر میں قریش کی تعداد چار ہزار تھی۔ ان کے پاس تین سو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ تھے۔ قبیلہ غطفان کے جنگجو ایک ہزار اونٹوں کے ساتھ آئے۔ بنو مرہ اور بنو شجاع کے چار چار سو جوان شریک ہوئے۔ بنو سلیم کے سات سو بہادر بھی لشکر میں شامل تھے۔ راستے میں اور اطراف وجوانب سے بھی کئی قبائلی لشکر (گروہ) شریک ہوئے۔ یوں اس لشکر کی تعداد ۱۰ ہزار تک پہنچ گئی۔ بعض روایات میں یہ تعداد ۲۴ ہزار بھی بتائی گئی ہے۔

مدینہ منورہ کے اندر دفاع کے لیے ۳ ہزار مجاہدین اسلام موجود تھے۔ شدید سردی' غذا کی قلت اور خندق کی کھدائی کے باعث مسلمانوں پر تھکن طاری تھی۔ پھر مسلمانوں کا ایک حلیف یہودی قبیلہ بنو قریظہ بھی بدعہدی کرکے دشمنوں کے ساتھ مل گیا۔

دشمن نے مدینہ منورہ پر کئی حملے کیے لیکن مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ مسلمان انفرادی جنگوں میں بھی بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ اسی دوران ایک مسلمان مدبر کے حسن تدبر سے قریش اور مکہ اور مدینہ کے یہودی قبائل میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔

پھر ایک رات نہایت تیز آندھی چلتی ہے۔ یخ بستہ ہوا کے تندوتیز بگولوں سے کفار کے

Marfat.com

خیمے اکھڑ جاتے ہیں۔ ان کے اونٹ بلبلانے اور گھوڑے ہنہنانے لگتے ہیں اور آخر کار قریش برباد لشکر گاہ' مرے ہوئے اونٹ اور گھوڑے' خوراک سے بھرے ہوئے تھیلے اور دوسرا سازوسامان چھوڑ کر رات کے وقت ہی فرار ہو جاتے ہیں۔ اہل مدینہ کو دن چڑھے کفار کے فرار کا علم ہوتا ہے۔ اس جنگ میں پانچ مجاہدین اسلام شہید ہوئے جبکہ چار کافر واصل جہنم ہوئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

جن آیات قرآنی میں اس غزوہ کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۵	النسآء	۵۱'۵۲
۲۱	الاحزاب	۹-۲۵

Marfat.com

اب ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- کیا تم ان لوگوں (اہل یہود) کا حال نہیں دیکھتے جنہیں کتاب اللہ (کے علم) سے کچھ حصہ دیا گیا تھا۔ (مگر) وہ کس طرح بتوں اور شیطانی قوتوں کے معتقد ہو گئے اور کافروں کی نسبت (وہ) کہتے ہیں کہ "مسلمانوں سے تو کہیں زیادہ یہ لوگ (کافر) سیدھے راستے پر ہیں" یقین کرو یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی پھٹکار پڑی ہے جس کسی پر اس (اللہ سبحان و تعالیٰ) کی پھٹکار پڑی' تو ممکن نہیں کہ (تم) کسی کو اس کا مددگار پاؤ۔ (النسآء ۵۱'۵۲)
- اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔ (الاحزاب ۹)
- جب تم پر (مدینہ کے) اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف (دشمن کے لشکر) آپڑے اور جب آنکھیں چندھیا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم اللہ کے بارے میں (طرح طرح کے) گمان کر رہے تھے (کہ دیکھیں اللہ سبحان و تعالیٰ کی نصرت کب آتی ہے)۔ (الاحزاب ۱۰)
- یہاں (اس موقع پر) مومن آزمائے گئے' اور وہ سختی سے جھنجھوڑے گئے' جیسے زلزلہ عمارتوں کو ہلا دیتا ہے۔ (الاحزاب ۱۱)
- اور (یہ وہ وقت تھا) جب کہنے لگے منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے کہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو وعدہ کیا وہ صرف دھوکہ تھا۔ (الاحزاب ۱۲)
- اور جب ایک گروہ نے کہا ان میں سے' اے مدینے والو! تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں' لہٰذا تم لوٹ چلو' اور ان میں سے ایک گروہ اجازت مانگتا تھا نبی ﷺ سے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے گھر بے شک غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ تو صرف فرار چاہتے تھے۔ (الاحزاب ۱۳)
- اور (ان کا حال تو یہ ہے کہ) اگر ان پر مدینہ کے اطراف سے (دشمن کی فوجیں) داخل ہو جائیں پھر ان سے فساد پھیلانے کو کہا جائے تو وہ ایسا ضرور کر گزریں گے اور ذرا توقف نہ کریں گے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ

Marfat.com

پھیریں گے' اور اللہ (سے کیا ہوا) وعدہ پوچھا جانے والا ہے۔ (الاحزاب ۱۴'۱۵)

- آپؐ (اے رسول ﷺ) فرما دیں: فرار تمہیں ہرگز نفع نہ دے گا اگر تم مرنے یا مارنے سے بھاگتے ہو' اس صورت میں صرف تھوڑا سا دنیاوی فائدہ ہی حاصل کر سکو گے۔ (الاحزاب ۱۶)
- آپؐ فرما دیں: کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے؟ اگر وہ تم سے برائی (کرنا) چاہے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست نہ پائیں گے اور نہ مددگار۔ (الاحزاب ۱۷)
- اللہ خوب جانتا ہے تم سے (دوسروں کو جہاد سے) روکنے والوں کو' اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہماری طرف آ جاؤ' اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔ (الاحزاب ۱۸)
- (یہ لوگ) تمہارے متعلق بخیلی کرتے ہیں (وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچے) پھر جب خوف آئے تو تم انہیں دیکھو گے وہ تمہاری طرف (یوں) دیکھنے لگتے ہیں (جیسے) ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی (طاری) ہو' پھر جب خوف ختم ہو جائے تو تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے' وہ مال غنیمت پر گرے پڑتے ہیں۔ یہ لوگ (منافق) ایمان نہیں لائے تو اللہ نے اکارت کر دیئے ان کے عمل' اور اللہ کے لیے یہ آسان ہے۔ (الاحزاب ۱۹)
- وہ گمان کرتے ہیں کہ (کافروں کے) لشکر (ابھی) نہیں گئے ہیں اور اگر لشکر (دوبارہ) آئیں تو وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ دیہات میں باہر نکلے ہوتے' تمہاری خبریں پوچھتے رہتے اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو جنگ نہ کریں مگر بہت کم۔ (الاحزاب ۲۰)
- البتہ (مومنو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک اچھا نمونہ (اسوہ حسنہ ہے) اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے' اور اللہ کو بکثرت یاد رکھتا ہے۔ (الاحزاب ۲۱)
- اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا' تو وہ کہنے لگے: یہ ہے (وہ آزمائش) جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ دیا تھا۔ (بے شک) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا تھا اور (اس صورتحال نے) ان میں نہ زیادہ کیا مگر ایمان اور (جذبہ) فرمانبرداری۔ (الاحزاب ۲۲)

Marfat.com

○ مومنوں میں کچھ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دکھایا سو ان میں سے (کچھ ہیں) جو اپنی نذر پوری کر چکے' اور ان میں (کچھ ہیں) جو انتظار میں ہیں' اور انہوں نے (اپنے عہد میں) کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی (یہ آزمائش اس لیے ہے) کہ اللہ جزا دے سچے لوگوں کو ان کی سچائی کی' اور اگر وہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا وہ ان کی توبہ قبول کر لے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الاحزاب ۲۳'۲۴)

○ اور اللہ نے کافروں کو (ذلت وناکامی سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے) لوٹا دیا۔ انہوں نے کوئی بھلائی نہ پائی اور جنگ (کے معاملہ میں) مومنوں کے لیے اللہ کافی ہے اور اللہ ہے توانا' اور غالب۔ (الاحزاب ۲۵)

Marfat.com

یہودی قبیلہ بنو نضیر کو جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی شرپسندانہ روش کے باعث مدینہ منورہ سے نکال دیا تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ یہودی قبائل کے علاوہ قریش مکہ نے حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی' تاکہ مدینہ منورہ پر بڑا حملہ کیا جا سکے۔ اس بات چیت کے دوران قریش کے سردار (ابو سفیان) نے کہا کہ تم (یہودی) بھی اہل کتاب ہو اور محمد ﷺ بھی' تم بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمدؐ کا؟ یہودیوں کے سردار نے کہا: تمہارا دین محمدؐ کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے زیادہ برحق ہو۔ اس پر اہل مکہ نے یہودیوں کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ کیا:

> کیا تم ان لوگوں (اہل یہود) کا حال نہیں دیکھتے جنہیں کتاب اللہ (کے علم) سے کچھ حصہ دیا گیا تھا (مگر) وہ کس طرح بتوں اور شیطانی قوتوں کے معتقد ہو گئے اور کافروں کی نسبت (وہ) کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو کہیں زیادہ یہ لوگ (کفار) سیدھے راستے پر ہیں۔ یقین کرو یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی پھٹکار پڑی اور جس کسی پر اس (اللہ سبحان و تعالیٰ) کی پھٹکار پڑی تو ممکن نہیں کہ (تم) کسی کو اس کا مددگار پاؤ۔ (النسآء ۵۱'۵۲)

کفار مکہ اور اہل یہود کے متحدہ لشکر نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ کفار کا لشکر اتنا بڑا تھا کہ مسلمان اس سے دہل کر رہ گئے' لیکن ان کے دل میں یہ یقین تھا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ اس وقت (جنگ احزاب کے دوران) بھی بعض لوگوں نے' جو منافق تھے' جنگ سے فرار کی کوشش کی۔ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ سے اجازت طلب کرنے لگے کہ ان کے گھر غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا وہ صرف جنگ سے فرار چاہتے تھے لیکن منافقوں کو اگر مسلمانوں کے دشمن مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تو وہ اس پر فوراً آمادہ ہو جاتے۔ مسلمانوں کو اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے بتا دیا کہ مرنے یا مارنے کے خوف سے فرار ہونے کا کوئی فائدہ نہیں' اگر اللہ سبحان وتعالیٰ کسی کا نقصان کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں بچا

Marfat.com

سکتا۔ مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ وہ یہودیوں سے کسی بھلائی کی امید نہ رکھیں۔

چنانچہ مسلمانوں نے اپنے دفاع کا سامان کیا۔ خندق کھودی اور مدینہ منورہ میں قلعہ بند ہو گئے۔ جب دشمن لشکر آیا تو مسلمانوں نے کہا یہی وہ آزمائش ہے جس کا ہم سے اللہ سبحان وتعالیٰ اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا۔ کفار کے لشکر کو دیکھ کر مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور شوق شہادت فزوں تر ہو گیا اور انہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ سے اس کی راہ میں جہاد کرنے کا وعدہ پورا کیا اور کئی نے اس وعدے کی ایفا میں جان کی بازی لگا دی' بعض ایسے تھے جو شہادت کے منتظر تھے۔

مسلمانوں کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی نصرت پر اعتماد تو تھا ہی چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ایک رات شدید آندھی بھیجی اور یخ بستہ ہواؤں نے کفار کی فرودگاہ میں تباہی مچا دی۔ وہ خوف وذلت کا احساس لیے فرار ہو گئے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کی آندھی اور ایسے لشکر سے مدد فرمائی جو نظر نہ آنے والے تھے۔ یہ مومنوں کے جذبہ ایمان اور نیک اعمال کا اجر تھا۔

Marfat.com

غزوۂ خیبر

غزوہ خیبر جمادی الاول ۷ ہجری میں پیش آیا۔ خیبر کا قلعہ بند علاقہ مدینہ منورہ سے کوئی ایک سو میل دور شمال میں تھا۔ یہ علاقہ یہودیوں کا گڑھ تھا۔ مدینہ منورہ سے نکالے جانے والے یہودی بنو نضیر بھی آباد ہوگئے تھے۔ یہ قبائل مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی سازش کرتے ہیں تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسولؐ کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ محرم ۷ ہجری تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور یہ حکم بھی جاری کیا کہ خیبر کی مہم میں صرف وہ لوگ شامل ہونگے جو صلح حدیبیہ کی بیعت رضوان میں شامل تھے۔

مسلمان جمادی الاول میں مدینہ منورہ سے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔ متعدد قلعے یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ آخری قلعہ قموص تھا جو کئی مہمات کے باوجود فتح نہ ہوسکا۔ تو ایک روز حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: "میں کل ایسے شخص کو علم دونگا جو ناکام نہیں ہوگا۔" چنانچہ حضور ﷺ نے دوسرے دن علم شیر خدا حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے قموص کے والی کو قتل کر دیا' اس کی فوج فرار ہوگئی اور قلعہ فتح ہوگیا۔

یہ غزوہ ۲۰ دن جاری رہا۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے ۱۷ (بعض روایات کے مطابق ۱۵) مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ یہود کے ۹۳ لشکری مقتول ہوئے۔

جنگ خیبر کے حوالے سے قرآن پاک کی جن آیات مبارکہ میں ذکر آیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۶	الفتح	۱۸-۲۰

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ آپ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔ سو اس نے معلوم کرلیا جو ان کے دلوں میں (خلوص) تھا تو اس نے ان پر تسلی اتاری، اور بدلہ میں، انہیں قریب ہی ایک فتح (فتح خیبر جو صلح حدیبیہ کے بعد ہوئی) عطا کی۔ (الفتح ۱۸)
- اور بہت سی غنیمتیں (خیبر سے) انہوں (مومنوں) نے حاصل کیں۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (الفتح ۱۹)
- اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا نعمتوں کا کثرت سے، جنہیں تم لوگے۔ تو اس نے یہ (فتح خیبر) تمہیں جلد عطا کی۔ اور لوگوں (کفار) کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ (یہ) ہو مومنوں کے لئے ایک نشانی۔ اور تمھیں ایک سیدھے راستہ کی ہدائیت دے۔ (فتح ۲۰)

Marfat.com

صلح حدیبیہ سے قبل مومنوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر مکہ مکرمہ کے نواح میں بیعت (بیعت عقبہ) کی تھی (اس کا ذکر فتح مکہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔) جسے اللہ سبحان وتعالیٰ نے پسند فرمایا' اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ جلد ہی اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں مزید فتوحات دے رہا ہے۔ فتح خیبر اللہ سبحان وتعالیٰ کے اسی وعدے کی تکمیل تھی۔ یہاں مسلمانوں کو کثیر اموال بطور مال غنیمت ہاتھ آگئے۔ مسلمان جب خیبر کی مہم میں شریک تھے تو اہل خیبر کے حلیف بنی اسد اور بنو عطفان نے ارادہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کر دیں اور مسلمانوں کے گھر لوٹ لیں' ان کے اہل و عیال کو غلام بنالیں۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ کیونکہ مسلمانوں کی ایک مختصر تعداد ہی خیبر کی مہم پر گئی تھی۔ باقی مجاہدین تو مدینہ میں موجود تھے۔ لہٰذا کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب غالب آگیا اور وہ حملہ نہ کر سکے۔

Marfat.com

غزوۂ حنین

غزوہ حنین ۱۱ شوال ۸ ہجری کو پیش آیا۔ اس غزوہ میں ایک طرف بنو ہوازن' بنو ثقیف' بنو نصر' بنو جشم' بنو سعد بن بکر اور بنو ہلال کے قبائل تھے۔ مسلم لشکر کی تعداد ۱۲ ہزار تھی جس میں ۱۰ ہزار اہل مدینہ منورہ اور ۲ ہزار اہل مکہ مکرمہ تھے۔ لشکر کفار کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ فتح مکہ کی خبر سن کر بنو ہوازن کے رئیس نے دوسرے تمام قبائل کو جمع کر کے جنگ پر اکسایا تھا۔ یہ قبائلی لشکر وادی حنین (وادی اوطاس) میں خیمہ زن تھا جب حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں اس کی اطلاع ملی۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں عتابؓ بن اسید کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور ۶ شوال (۸ ہجری) کو مکہ کوچ کیا۔ ۱۰ شوال کو وادی حنین پہنچے جو مکہ معظمہ سے تین دن کی مسافت پر شمال میں طائف کے قریب واقع ہے۔

لشکر کفار نے جو کئی دن سے علاقہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے' تمام اہم گھاٹیوں اور جنگی نوعیت کے مقامات پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ۱۱ شوال کی صبح کو مسلم افواج نے پیش قدمی کا آغاز بھی کیا تھا کہ اچانک ہر طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ اس سے افراتفری اور سراسیمگی پھیل گئی۔ لشکر کا نظام ٹوٹ گیا اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ اپنے چند قریبی رفقاء کے ساتھ رہ گئے۔ اس پر آپ ﷺ سواری سے اتر پڑے اور لشکر اسلام کو پکارا' حضور ﷺ نے بہ آواز بلند کہا: میں اللہ سبحان وتعالیٰ کا سچا رسول ہوں' آپ ﷺ ڈٹے رہے اور دشمن کے حملے کا مقابلہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ: مسلمانوں کو آواز دیں۔ حضرت عباسؓ نے پکارا! اے گروہ انصاری اے گروہ اصحاب سمرۃ اے حدیبیہ میں زیر سایہ درخت بیعت کرنے والو! اور ان کی اس پکار نے صور اسرافیل کا کام کیا۔ مسلمان پلٹے اور "لبیک لبیک" کہتے ہوئے دشمن پر اس لشکر سے حملہ کیا کہ دوگنا سے بھی زائد دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔

Marfat.com

دشمن ۷۰ لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ۴ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ۶ ہزار جنگی قیدی بنائے گئے۔ جنگی قیدیوں میں خواتین اور بچے بکثرت تھے۔ حضور پاک ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

قرآن پاک کی جن آیات میں غزوہ حنین کا ذکر ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۰	التوبہ	۲۵۔۲۷

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- بے شک (اے مسلمانو!) اللہ نے بہت سے مواقع (بدر و اُحد' بنو قریظہ' بنو نضیر' سے جنگ اور صلح حدیبیہ' خیبر اور فتح مکہ) پر تمہاری مدد فرمائی اور (جنگ حنین کے دن بھی) جب تم اپنی فوج کی کثرت پر اترا گئے تھے۔ پھر وہ (اکثریت) تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی کشادگی کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی۔ (تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ مل رہا تھا اور دشمن کے تیروں کی بوچھاڑ سے تم کو پناہ نہیں مل رہی تھی) آخر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے۔ (التوبہ ۲۵)
- پھر اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور ایمان والوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (ملائکہ کی) ایسی فوجیں اتاریں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اور (اس طرح) کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ (التوبہ ۲۶)
- پھر اللہ جس کو چاہتا ہے۔ اس کے بعد توبہ نصیب فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (التوبہ ۲۷)

Marfat.com

غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد ۱۲ ہزار واقعی بڑی تعداد تھی، جو کسی غزوہ میں شریک ہوئی۔ کفار تعداد میں کم تھے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں کے دل میں یہ بات آئی کہ اب تو ہم کفار سے بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ اس خیال کے باعث ہی مسلمانوں کو اس جنگ میں کفار کے غصہ کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے مسلمان پسپا ہوئے، مگر پھر اللہ سبحان وتعالیٰ کی نصرت آگئی۔ مسلمان پلٹ کر دشمن پر حملہ آور ہوئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے ملائکہ کی فوج سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بذریعہ وحی یہ سب کچھ بتایا کہ کس طرح وہ کثرت پر نازاں تھے مگر کثرت کام نہ آئی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کی مدد سے ہی انہیں فتح حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک ﷺ اور مسلمانوں کی تسکین کے لئے ملائکہ سے ان کی مدد کی۔ اس جنگ کے بعد بہت سے کافر اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا۔

Marfat.com

غزوۂ تبوک

ماہ رجب ۹ ھجری میں اللہ سبحان وتعالٰی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ سلطنت اسلام کی شمالی سرحدوں پر قیصر روم ایک بار پھر خطرات پیدا کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ رومی افواج مدینہ منورہ سے ساڑھے تین سو میل دور (تقریباً) تبوک کے مقام پر جمع ہو رہی ہیں' تاکہ مسلمانوں سے شکست کا انتقام لیا جائے' جس میں تین ہزار مجاہدین اسلام نے بڑے قبائلی لشکروں کو میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ رومی لشکر کی تعداد چالیس ہزار بتائی گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اسلامی لشکر تبوک میں رومی افواج کا مقابلہ کرے گا۔ غزوہ تبوک کے لیے حضور ﷺ نے عطیات کی اپیل فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال واسباب حاضر کیا۔ مگر یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا پورا مال سمیٹ کر حاضر کر دیا۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ عرض کیا: اللہ سبحان وتعالٰی اور اس کے رسول کریم ﷺ کی محبت۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نو سو اونٹ' ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔

تیس ہزار مجاہدین کا لشکر اونٹوں اور دس ہزار گھوڑوں کے ساتھ جمع ہو گیا۔ یہ اس دور کا سب سے بڑا اسلامی لشکر تھا جس کی قیادت خود دو جہاں کے سردار ﷺ کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں بچوں اور خواتین کی نگرانی سونپی۔ سرور عالم ﷺ لشکر لے کر تبوک پہنچے' جو قیصر کی مملکت کے اندر تھا۔ وہاں اسلامی فوج نے بیس روز قیام کیا' مگر قیصر کو حملہ کی جرات نہ ہوئی۔ البتہ آس پاس کے قبائل نے حضور ﷺ کے سامنے پیش ہو کر امان طلب کی۔ حضور ﷺ بیس دن قیام کے بعد تبوک سے واپس چلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

غزوہ تبوک حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے۔

Marfat.com

قرآن پاک کی جن آیات میں غزوہ تبوک کا ذکر آیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۰	التوبہ	۳۸۔۵۹
۱۰	التوبہ	۸۱۔۱۱۰

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اے مومنو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم گرے جاتے ہو زمین پر' کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے سو (کچھ بھی) نہیں ہے زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ' مگر تھوڑا۔ (التوبہ ۳۸)
- اگر تم اللہ کی راہ میں نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کوئی اور قوم بدلہ میں لے آئے گا' اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (التوبہ ۳۹)
- اگر تم اس (اللہ سبحان وتعالٰی کے رسول ﷺ) کی مدد نہ کرو گے (تو بھی کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ) اللہ نے اس وقت ان کی مدد کی' جب کافروں نے انہیں (مکہ سے) نکالا تھا۔ وہ دوسرے تھے دونوں میں۔ جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے تب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اس نے ان پر اپنی تسکین نازل کی اور ایسے لشکروں (ملائکہ) سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے' اور کافروں کی بات پست کر دی اور اللہ کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۴۰)
- تم ہلکے اور بوجھل (ہر حالت میں) نکلو اور اپنی جانوں اور اپنے اموال سے جہاد کرو اللہ کی راہ میں۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (التوبہ ۴۱)
- اگر مال غنیمت قریب' اور سفر آسان ہوتا تو وہ آپؐ کے پیچھے ہو لیتے۔ لیکن دور نظر آیا انہیں راستہ اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے' وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ (التوبہ ۴۲)
- اللہ تمہیں معاف کرے آپؐ نے (اس سے پیشتر) انہیں کیوں اجازت دے دی (شریک جنگ نہ ہونے کی) یہاں تک کہ آپؐ پر ظاہر ہو جاتے وہ لوگ جو سچے ہیں اور آپؐ جان لیتے جھوٹوں کو آپؐ سے وہ لوگ (جنگ سے) رخصت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں' کہ وہ جہاد (نہ) کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے' اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے (بلکہ) آپؐ سے صرف وہ لوگ

Marfat.com

رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے' اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں۔ (التوبہ ۴۳-۴۵)

- اور اگر وہ واقعی (جہاد کے لیے) نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے ضرور تیار کرتے کچھ سامان' لیکن اللہ نے ان کا جنگ پر نکلنا ناپسند کیا۔ سو ان کو روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ (جو جنگ سے جی چراتے ہیں) بیٹھ جاؤ۔ (التوبہ ۴۶)
- اور اگر وہ (منافقین جنگ کے لیے) تمہارے ساتھ نکلنا چاہتے تو تمہارے لیے خرابی کے سوا کچھ نہ بڑھاتے' اور تمہارے درمیان (فساد پیدا کرنے کے لیے) دوڑتے پھرتے' اور تم میں ان کے جاسوس ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (التوبہ ۴۷)
- البتہ انہوں نے چاہا تھا اس سے قبل بھی کہ بگاڑ پیدا کریں' اور انہوں نے الٹ پلٹ تدبیریں کیں' یہاں تک کہ (بدر میں) حق آ پہنچا اور غالب آ گیا امر الٰہی' ہرچند کہ وہ ان کو ناگوار گزرتا رہا۔ (التوبہ ۴۸)
- اور ان (منافقین) میں سے کوئی کہتا ہے مجھے اجازت دیں (معاف ہی رکھیں) اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں۔ یاد رکھو وہ آزمائش میں پڑ چکے ہیں' اور بے شک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (التوبہ ۴۹)
- اور (اے رسول ﷺ!) اگر تمہیں پہنچنے والی ہو کوئی بھلائی تو انہیں بری لگے' اور تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی سنبھال لیا تھا اس سے پہلے' اور وہ خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں۔ (التوبہ ۵۰)
- آپ کہہ دیں ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا (برا نہ بھلا)' مگر (وہی) جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے وہی ہمارا مولا (کارساز) ہے اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔ (التوبہ ۵۱)
- آپ (اے رسول ﷺ!) کہہ دیں کہ: تم تو ہمارے لیے دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو (کہ ہم شہید ہوتے ہیں یا غازی) اور ہم منتظر ہیں کہ تمہیں پہنچے اللہ کے پاس سے کوئی عذاب یا ہمارے ہاتھوں سے۔ سو تم انتظار کرو ہم (بھی) تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔ (التوبہ ۵۲)
- آپ کہہ دیں: تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے' ہرگز تم سے قبول نہ کیا جائے

Marfat.com

گا۔ بے شک تم ہو قوم فاسقین (نافرمان لوگوں) میں سے۔ (التوبہ ۵۳)

- اور ان (منافقوں) کے خرچ (صدقات) قبول ہونے میں مانع نہ ہوا مگر یہ کہ وہ منکر ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے' اور وہ نماز کو نہیں آتے مگر سستی سے اور وہ خرچ نہیں کرتے مگر ناخوشی سے۔ (التوبہ ۵۴)
- سو تمہیں تعجب نہ ہو ان کے مالوں پر' اور نہ ان کی اولاد پر' اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں اس سے دنیا کی زندگی میں عذاب دے۔ اور ان کی جان اس حال میں نکلے کہ (اس وقت) بھی وہ کافر ہوں۔ (التوبہ ۵۵)
- اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بے شک وہ تم میں سے ہیں' حالانکہ وہ تم میں سے نہیں' لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ (التوبہ ۵۶)
- اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ' یا غار' یا گھسنے کی جگہ' تو وہ اس کی طرف پھر جائیں' رسیاں تڑاتے ہوئے۔ (التوبہ ۵۷)
- اور ان میں سے بعض آپؐ پر صدقات (کی تقسیم میں) طعن کرتے ہیں۔ سو اگر اس (مال غنیمت میں سے) انہیں دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جائیں اور اگر انہیں اس سے نہ دیا جائے تو وہ اسی وقت ناراض ہو جاتے ہیں۔ (التوبہ ۵۸)
- کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ (اس پر) راضی ہو جاتے جو اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں دیا' اور وہ کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب ہمیں دے گا اللہ اپنے فضل سے۔ بے شک ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ (التوبہ ۵۹)
- وہ لوگ جو (غزوہ تبوک میں ساتھ نہ گئے بلکہ بہانہ کر کے) پیچھے رہ گئے رسول خدا سے جدا ہو کر بیٹھ رہے تو خوش ہوئے اور انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں میں سے اللہ کی راہ میں۔ اور انہوں نے (لوگوں سے) کہا گرمی میں لڑائی کے لیے نہ نکلو (وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے)' مگر آپؐ ان سے کہہ دیں: کہ جہنم کی آگ گرمی میں سب سے زیادہ ہے کاش وہ سمجھ سکتے۔ (التوبہ ۸۱)
- پس وہ (اپنی ناسمجھی پر یہاں) تھوڑا ہنس لیں اور ان کو (آخرت میں زیادہ رونا ہے یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (التوبہ ۸۲)

Marfat.com

○ پھر (غزوہ تبوک کے بعد) اگر اللہ آپؐ کو (منافقوں کے) کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے ان میں سے۔ پھر وہ آپؐ سے جنگ میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں' تو آپؐ کہہ دیں تم میرے ساتھ کہیں بھی ہرگز نہ چلو گے اور ہرگز نہ لڑو گے دشمن سے میرے ساتھ (مل کر۔) بے شک تم نے پہلی بار بیٹھ رہنے کو پسند کیا۔ سو تم پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھو۔ (التوبہ ۸۳)

○ اور (اے رسول ﷺ !) ان میں سے کوئی مرجائے تو کبھی اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھنا' اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا اور وہ مرے جبکہ وہ نافرمان تھے۔ (التوبہ ۸۴)

○ اور آپؐ کو تعجب میں نہ ڈالیں ان کے مال اور ان کی اولاد' اللہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ انہیں اس سے دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔ (التوبہ ۸۵)

○ اور جب کوئی سورہ نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے مقدور والے (مال والے) آپؐ سے اجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیں کہ ہم بیٹھے رہ جانے والوں کے ساتھ ہو جائیں۔ (التوبہ ۸۶)

○ وہ راضی ہو گئے اس بات پر کہ وہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہیں اور مہر لگ گئی ان کے دلوں پر' سو وہ دیکھتے نہیں۔ (التوبہ ۸۷)

○ لیکن اے رسول ﷺ ! وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے' انہوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد کیا' اور انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (التوبہ ۸۸)

○ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ ۸۹)

○ اور دیہاتیوں میں سے بہانہ بنانے والے (رسول ﷺ کے پاس) آئے کہ ان کو رخصت دی جائے' اور وہ لوگ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جھوٹ بولا۔ عنقریب پہنچے گا ان لوگوں کو دردناک عذاب' جنہوں نے کفر کیا۔ (التوبہ ۹۰)

Marfat.com

○ نہ تو ضعیفوں پر گناہ ہے اور نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں (کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہوں)' بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خیرخواہ رہیں (ایسے پاک دل اور پاک عمل) نیکوکاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں اور اللہ (تو) بڑا بخشنے والا مہربان ہے' اور نہ ان لوگوں پر (جہاد لازم ہے) جو آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا (کہ میرے پاس تو خود کوئی ایسی چیز نہیں کہ تم کو اس پر سوار کروں تو ان کے دل بھر آئے) وہ لوگ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس کچھ نہیں جسے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں (ان کی) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (التوبہ ۹۱'۹۲)

○ الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو آپؐ سے (جنگ میں شریک نہ ہونے کے لیے) اجازت چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مال دار ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ رہ جائیں پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ' اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ سو وہ کچھ نہیں جانتے (انہیں اچھے برے کا ہوش نہیں)۔ (التوبہ ۹۳)

○ (مسلمانو!) جب تم (تبوک سے) ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس عذر لائیں گے تم کہنا اللہ ہمیں تمہاری سب خبریں بتا چکا ہے اور ابھی اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے کام دیکھے گا پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے' تم جو کرتے تھے پھر وہ تمہیں جتا دے گا۔ (التوبہ ۹۴)

○ اور (اے مسلمانو!) جب تم (تبوک سے) ان کے پاس واپس جاؤ گے تو (یہ منافق) تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو' پس تم ان کا خیال نہ کرو۔ بے شک وہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اس کا بدلہ جو وہ کماتے تھے۔ (التوبہ ۹۵)

○ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں (بھی) کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ' تو بے شک اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے۔ (التوبہ ۹۶)

○ یہ دیہاتی کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور اس سے زیادہ لائق ہیں کہ وہ نہ جانیں جو احکام اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیے اور اللہ جاننے والا' حکمت والا ہے۔ اور بعض دیہاتی (ایسے بھی) ہیں جو (اللہ سبحان و تعالیٰ کی راہ میں) جو خرچ کرتے ہیں

Marfat.com

اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لیے زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں (در حقیقت خود) انہی پر ہے بری گردش اور اللہ سننے والا' جاننے والا ہے۔ اور بعض دیہاتی (ایسے بھی) ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ سے نزدیکیوں اور رسول ﷺ کی دعائیں (لینے کا ذریعہ) سمجھتے ہیں۔ ہاں ہاں! یقیناً وہ نزدیکی ہے ان کے لیے' اللہ انہیں جلد ہی اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔ (التوبہ ۹۷-۹۹)

- اور سب سے پہلے سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے۔ اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے' اور اس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ ۱۰۰)
- اور (مسلمانو!) جو دیہاتی تمہارے اردگرد ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں اور مدینہ والوں میں سے بعض نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے' ہم جانتے ہیں' اور ہم جلد انہیں دوبارہ عذاب دیں گے۔ پھر وہ عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (التوبہ ۱۰۱)
- اور کچھ اور ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ انہوں نے ایک اچھا اور دوسرا برا عمل ملا لیا' قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کردے' بے شک اللہ بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔ (التوبہ ۱۰۲)
- آپؐ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لیں کہ اس سے آپؐ ان کے (ظاہر و باطن کو) پاک اور صاف کر دیں' اور ان کے لیے دعا کریں۔ بے شک آپؐ کی دعا ان کے لیے (باعث) سکون ہے اور اللہ سننے والا' جاننے والا ہے۔ (التوبہ ۱۰۳)
- کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ بھی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور قبول کرتا ہے صدقات اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا' نہایت مہربان ہے۔ (التوبہ ۱۰۴)
- اور آپؐ (اے رسول ﷺ!) کہہ دیں: تم عمل کیے جاؤ پس اب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور مومن تمہارے عمل' اور تم جلد پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ سو وہ تمہیں جتا دے گا جو تم کرتے تھے۔ (التوبہ ۱۰۵)

Marfat.com

○ اور دوسرے لوگ (وہ جو جنگ تبوک میں شریک تو نہ ہوئے مگر انہوں نے اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول ﷺ سے صاف صاف کہہ دیا کہ نہ انہوں نے خود پر سختی برداشت کی اور نہ بہانے تراشے چنانچہ ان کے متعلق حکم ہوا) ان کا معاملہ خدا کے حکم پر موقوف ہے' (وہ) خواہ انہیں عذاب دے' خواہ معاف فرمادے' اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۱۰۶)

○ اور جن لوگوں نے ایک مسجد (مسلمانوں کو) ضرر پہنچانے کے لیے اور کفر (پھیلانے کی غرض سے) اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے بنائی اور ان لوگوں کو پناہ دینے کے لیے جو اللہ اور (اس کے) رسول ﷺ سے پہلے ہی لڑ چکے ہیں اور (اے رسول ﷺ !) وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم تو (اسلام کی) بھلائی چاہتے تھے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے (کاذب) ہیں۔ آپؐ اس (عمارت) میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں' البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے' وہ اس لائق ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں۔ (وہاں تشریف لے جائیں یا نماز پڑھیں) اس (مسجد) میں ایسے لوگ (آتے) ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں' اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (التوبہ ۱۰۷'۱۰۸)

○ سو کیا وہ (شخص) جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور خوشنودی پر رکھی' وہ بہتر ہے' یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد رکھی گرنے والی کھائی کے کنارہ پر۔ سو وہ (عمارت) اس کو لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑی اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (التوبہ ۱۰۹)

○ یہ عمارت (مسجد ضرار) جو انہوں (منافقین) نے بنائی' ان کے دلوں میں برابر کھٹکتی رہے گی (ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا رہے گا۔) سوا اس کے کہ ان کے دل پاش پاش ہو جائیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۱۱۰)

Marfat.com

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین نے حسب معمول اس غزوہ کے موقع پر بھی رکاوٹیں ڈالیں اور جہاد کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کا ساتھ دینے میں حیل وحجت سے کام لیا۔ غزوہ تبوک کے وقت اسلامی سلطنت مضبوط ہو چکی تھی لیکن ابھی اپنی سرحدوں سے باہر لشکر بھیجنے کا تجربہ نہ ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ اعلان فرمانے کے بعد کہ مسلم لشکر رومیوں کی سرحد کے اندر جاکر حملہ آوروں کا مقابلہ کرے گا مسلمانوں سے جنگ کی تیاریوں کے لیے عطیات کی اپیل بھی فرمائی۔ چنانچہ عطیات جمع ہو گئے تو لشکر اسلام کی روانگی کا وقت آگیا۔

منافقین نے اس موقع پر مختلف حیلوں' بہانوں سے' کوشش کی کہ انہیں اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول کریم ﷺ جہاد میں نہ جانے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ قبل ازیں ایسا بھی ہو چکا تھا۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے حبیبؐ سے بذریعہ وحی سوال کیا کہ آپؐ نے پہلے بھی ان لوگوں کو جہاد کے لیے خروج نہ کرنے کی اجازت کیوں مرحمت فرما دی تھی۔ آپؐ ایسا نہ کرتے تو ان لوگوں کی اصلیت آپؐ پر ظاہر ہو جاتی۔ منافقوں کی نیت یہ تھی کہ مال غنیمت قریب سے مل جائے تو وہ ضرور شریک ہوں گے۔ مگر تبوک تو بہت دور تھا' چنانچہ وہ حیلے کرنے اور بہانے بنانے لگے۔ انہوں نے کوئی تیاری بھی نہ کی۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بتا دیا کہ اچھا ہوا یہ لوگ آپؐ کے ساتھ نہیں گئے ورنہ وہ مسلمانوں میں فساد پیدا کرتے۔ وہ تو اس سے قبل بھی کوششیں کرتے رہے تھے۔ لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ کی مرضی غالب آئی اور یہ لوگ ناکام رہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی انتباہ کیا کہ اگر تم لوگ اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ کی مدد نہ بھی کرو گے' تو اللہ سبحان و تعالیٰ ضرور ان کی مدد کرے گا۔ کفار کے مقابلہ میں جیسا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہجرت نبوی ﷺ کے وقت کفار مکہ کے عزائم ناکام بنا دیئے تھے' اللہ سبحان وتعالیٰ کے نبی ﷺ اور ان کے رفیق سفر غار میں پہنچ گئے' جہاں اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے جانباز ساتھی (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے کسی طرح کا غم نہ کرو۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے منافقین کے تمام احوال اپنے نبی ﷺ کو بتا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ منافق اللہ سبحان وتعالیٰ کی راہ میں خوشی سے یا بادل نخواستہ کچھ خرچ بھی کریں گے تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے نزدیک ان کا یہ عمل مقبول نہ ہوگا۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ

Marfat.com

ان لوگوں کو لے کر ہی غزوہ تبوک کے لیے نکلے' جو اللہ سبحان وتعالیٰ پر اور اس کے رسول کریم ﷺ پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ جو لوگ طویل سفر اور گرمی کا بہانہ کر کے جہاد پر نہ گئے ان کو بتا دیا گیا کہ جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہو گا اور جہنم کی آگ تو بہت زیادہ گرم ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرما دیا۔

جو مسلمان غزوہ تبوک میں شریک ہوئے اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کی آخرت میں کامیابی اور فلاح کی خوشخبری بھی دی۔ منافقوں کے مختلف گروہوں' جن میں شہر اور بعض دیہات کے رہنے والے بھی شامل تھے' کے بارے میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہر طرح سے خبردار کر دیا اور یہ بھی کہا کہ جو مسلمان ضعیف ہیں یا ان کے پاس جہاد پر جانے کے لیے ضروری سازوسامان (اخراجات) نہیں' کہ وہ اگر دل سے اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوں تو وہ بے شک جہاد پر نہ جائیں۔ لیکن جو لوگ صحت مند ہیں' مالدار ہیں' مگر جہاد پر جانے کے بجائے عورتوں کے ساتھ گھروں میں بیٹھے رہنا چاہتے ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے ظاہری اور چھپے ہوئے حالات وعزائم کو خوب جانتا ہے۔ انہیں بہرحال ایک روز اللہ سبحان وتعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے جہاں ان کے کیے کا بدلہ بھی ضرور ملے گا۔

بعض منافق نبی کریم ﷺ کے سامنے قسمیں کھاتے کہ وہ جہاد پر جانے کے (بوجوہ) قابل نہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بتا دیا کہ آپؐ ان کی قسموں پر یقین کر کے ان سے راضی بھی ہو جائیں' تو بھی اللہ سبحان وتعالیٰ ان سے راضی نہ ہو گا۔ ہاں مہاجرین اور انصار جنہوں نے جہاد (جنگ تبوک) میں سرگرمی دکھائی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سبحان وتعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

جن لوگوں نے بعد میں جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے اللہ سبحان وتعالیٰ سے توبہ کی' اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ ان سے صدقات وزکوٰۃ قبول کر لیں اور ان کے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے غزوہ تبوک میں شرکت نہ کی مگر اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر صاف صاف بتا دیا کہ انہوں نے خود پر سختی برداشت نہ کی مگر اس کے لیے بہانہ بازی بھی نہیں کی۔ ان کا معاملہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا جو ان کی جزا یا سزا کا فیصلہ کرے گا۔

قبا کے علاقہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مسجد تعمیر فرمائی

Marfat.com

تھی۔ منافقین نے جنگ تبوک سے قبل اس کے قریب ہی ایک اور مسجد بنا لی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ جنگ تبوک پر روانہ ہونے والے تھے تو منافقین کا ایک گروہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا کہ: قبا میں چونکہ ایک ہی مسجد تھی' جہاں اندھیرے سویرے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی' ہم نے ایک اور مسجد بنا دی ہے۔ آپؐ اس مسجد میں ایک بار نماز پڑھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اس وقت تو ہم غزوہ تبوک پر جا رہے ہیں' واپسی پر دیکھیں گے۔ تبوک سے واپسی پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے رسول ﷺ کو اس مسجد کی حقیقت سے باخبر کر دیا کہ یہ مسجد نہیں بلکہ مسلمانوں کو ضرار پہنچانے' ان میں پھوٹ ڈالنے اور ان لوگوں کو پناہ دینے کے لیے ایک عمارت ہے جو اللہ سبحان وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے ہی نبرد آزما ہو چکے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپؐ اس عمارت میں نہ جائیں۔ چنانچہ حضور انور ﷺ نے اس نام نہاد مسجد میں' جسے اللہ سبحان وتعالیٰ نے ضرار (نقصان پہنچانے والی) قرار دیا تھا' جانے سے انکار کر دیا۔ بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس مکان کو برباد کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

Marfat.com

سریہ عبداللہؓ بن جحش

جمادی الثانی ۲ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے قریش مکہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے عبداللہ بن جحشؓ کی قیادت میں ۸ مجاہدین کا ایک دستہ نخلہ (مکہ اور طائف کے درمیان تھا) کی طرف بھیجا۔ اس دستے کو صرف قریش کی نقل و حرکت کا جائزہ لینا تھا جنگ نہیں کرنی تھی۔ مگر راستے میں اس دستے کو قریش مکہ کا ایک مختصر تجارتی قافلہ مل گیا۔ اس دستے نے حملہ کرکے اس قافلہ کا ایک شخص قتل کر دیا اور باقی کو گرفتار کرکے دارالحکومت مدینہ لے آئے۔ اس پر قریش مکہ بڑے مشتعل ہوئے۔ یہی واقعہ بدر' احد اور احزاب کی جنگوں کی بڑی وجہ بنا۔

یہ کارروائی ایسے وقت پر ہوئی جب رجب کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ جس روز یہ واقعہ ہوا مسلمان اس خیال میں تھے کہ رجب کا چاند دکھائی نہیں دیا۔ حالانکہ چاند ۲۹ جمادی الثانی کو ہو چکا تھا۔ چنانچہ کفار نے یہ پراپگنڈہ شروع کر دیا کہ مسلمان لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں مگر خود ماہ حرام (رجب المرجب) میں قتل سے بھی باز نہیں آتے۔ چنانچہ

اللہ سبحان و تعالیٰ نے کفار کے پراپیگنڈے کے رد میں ایک آیت نازل فرمائی:

پارہ	سورہ	آیت مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۱۷

Marfat.com

اب اس آیت مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- وہ (اے رسولؐ!) آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں حرمت والے مہینے میں جنگ (کے بارے) میں۔ آپ ﷺ کہہ دیں: اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے۔ اور اللہ کے راستہ سے روکنا اور اس کو (اللہ سبحان و تعالیٰ کو) نہ ماننا اور مسجد حرام (سے روکنا) اور اس کے لوگوں کو وہاں سے نکالنا' اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور فتنہ قتل سے (بھی) بڑا گناہ ہے۔ اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے' یہاں تک کہ اگر وہ کر سکیں تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں' اور تم میں سے جو پھر جائے اپنے دین سے اور وہ مرجائے (اس حال میں کہ) وہ کافر ہو' تو یہی لوگ ہیں جن کے عمل ضائع ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں' اور یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرۃ ۲۱۷)

Marfat.com

اس طرح کفار کو جتایا گیا کہ تم لوگوں کو اسلام کے راستے سے روکتے ہو۔ مسجد حرام میں کسی حق پرست کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ امن و سلامتی کے اس شہر (مکہ مکرمہ) سے اس کے اصل باشندوں کو تم لوگوں نے جلا وطن کر دیا اور وہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جو کوئی اسلام قبول کرلیتا ہے' اس پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے ہو اور اسے دین حق سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ان سنگین جرائم کا تم کو خیال نہیں' مگر مسلمانوں کی اس معمولی غلطی کو اچھال رہے ہو۔ یاد رکھو کہ جو کوئی دین حق کو قبول کرنے کے بعد پھر جائے گا' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ اسی کا ٹھکانہ ہو گا۔

Marfat.com

غزوۂ بنو قریظہ

غزوہ بنو قریظہ ذیقعد ۵ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ بنو قریظہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مسجد نبوی ﷺ سے جنوب مشرق کی طرف آباد تھا۔ جنگ احزاب میں اس قبیلہ نے عہد شکنی کی اور قریش مکہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی۔ جب جنگ ختم ہوگئی قریش اور ان کے حامی گروہ (احزاب) واپس چلے گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ وہ ہتھیار نہ کھولیں تاکہ بنو قریظہ کے فتنے کا استیصال کیا جا سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی ہتھیار نہ کھولنے کا حکم دیا گیا۔

چنانچہ ۲۲ ذیقعد آپ ﷺ ۳ ہزار صحابہؓ اور ۳۶ گھوڑوں کے ساتھ نکلے اور بنو قریظہ کا محاصرہ کرلیا۔ ۱۵ دن کے بعد ہی بنو قریظہ چیخ اٹھے۔ اور سعد بن معاذؓ کی ثالثی پر رضا مند ہوگئے۔

بنو قریظہ کی تاراجی کے ضمن میں قرآن پاک کی جن آیات میں اشارہ کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	الاحزاب	۲۶-۲۷

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اور اہل کتاب میں سے جنھوں نے ان (کفار) کی مدد کی تھی۔ انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا' اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو' اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو۔ (الاحزاب ۲۶)
- اور (اللہ سبحان و تعالیٰ نے) تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمین کا' اور ان کے گھروں کا' اور ان کے مالوں کا' اور اس زمین کا' جہاں تم نے قدم نہیں رکھا تھا۔ اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (الاحزاب ۲۷)

Marfat.com

اس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے بنو نضیر کے بعد بنو قریظہ کے فتنہ سے بھی مسلمانوں کو نجات دلائی۔ یہ اہل کتاب میں سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف کفار مکہ کی مدد کی تھی۔ ان کے گھر قلعہ نما تھے، لیکن یہ قلعے بھی ان کے کام نہ آسکے۔ اللہ سبحان تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اہل اسلام کا رعب ڈال دیا۔ ان کے ایک گروہ (مردوں) کو قتل کر دیا گیا اور دوسرے گروہ (بچوں اور عورتوں) کو قیدی بنالیا گیا۔ یوں اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان یہود کے اموال اور زمینوں کا مالک بھی مسلمانوں کو بنا دیا۔ مسلمانوں کو بنو قریظہ کی گڑھی سے کثیر تعداد میں آلات حرب وضرب بھی ملے۔ یہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی قدرت و حکمت کا نتیجہ تھا جو ہر چیز پر قادر ہے۔

Marfat.com

اسلام کے غلبہ کی بشارت

حضور ﷺ کو یہ بتا دیا گیا تھا کہ وہ دیکھ لیں گے اسلام کس طرح تمام ادیان پر غالب ہو گا۔ یہ بشارت قرآن پاک کی جن آیات میں دی گئی ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۰	التوبہ	۳۳'۳۲
۲۶	الفتح	۲۸

ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- (یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے اللہ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) کافر۔ وہی قادر مطلق ہے جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر' اگرچہ (یہ غلبہ) مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے۔ (التوبہ ۳۳'۳۲)
- وہی (اللہ سبحان و تعالیٰ) تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر مکمل غالب کر دے۔ اور (یوں تو دین حق کی صداقت اور رسول اللہ کی رسالت پر) اللہ بھی گواہ ہے۔ (الفتح ۲۸)

Marfat.com

بلاشبہ اللہ سبحان وتعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کی فتح نصرت آگئی اور حضور ﷺ نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق اللہ سبحان وتعالیٰ کے دین میں شامل ہوئے۔

Marfat.com

فتح روم کی پیش گوئی

اہل روم اور اہل فارس (ایران) کے درمیان' سرزمین شام کے قریب فوجی معرکہ ہوا۔ جس میں ایران کے خسرو پرویز (آتش پرست) کو قیصر روم (مسیحی' اہل کتاب) پر فتح حاصل ہوئی۔ اس پر کفار مکہ نے خوش ہو کر مسلمانوں پر طنز کی کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور اہل روم بھی تمہارے بھائی اہل کتاب ہیں۔ ان کو اہل فارس نے شکست دے دی ہے اور جب تم سے ہماری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم کو شکست دیں گے۔ اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں: جن میں چند سال بعد ہی اہل فارس کی شکست اور اہل روم کی فتح کی پیش گوئی کی گئی تھی۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے ان آیات کریمہ کی روشنی میں رومیوں کی فارس پر فتح کی جو پیش گوئی فرمائی وہ سات سال بعد پوری ہوئی۔

فتح روم کی پیش گوئی کا ذکر قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں کیا گیا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	الروم	۲-۶

Marfat.com

اب ان مبارک آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- رومی مغلوب ہوئے قریب کی سرزمین میں اور اس کے بعد عنقریب وہ پھر غالب ہوں گے۔ بس چند برس میں حکم تو اللہ کا ہی ہے' آگے بھی اور پیچھے بھی۔ اور اس روز اہل ایمان خوش ہوں گے۔ (الروم ۲۔۴)
- اللہ کی مدد سے (کہ وہ اہل کتاب کو غلبہ دے گا) اور اللہ مدد کرتا ہے جس کی وہ چاہے' اور وہی عزت والا اور مہربان ہے۔ (الروم ۵)
- یہ اللہ کا وعدہ (جو اس نے رومیوں کے غلبہ کے بارے میں فرمایا تھا) ہے اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا' ہاں بہت سے لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ (الروم ٦)

Marfat.com

سرزمین شام کے قریب لڑی جانے والی جنگ میں جب روم کے مسیحی (اہل کتاب) شکست سے دوچار ہوئے تو یہ خبر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر ناگوار گزری۔ لیکن جو اہل مکہ کفار تھے اس پر بڑے خوش ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ مسلمان بھی خود کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی کتاب کا پیروکار قرار دیتے ہیں کہ ان کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے رسول پاک ﷺ کے ذریعے کتاب دی' اور اہل روم بھی کتابی (انجیل کو ماننے والے) ہیں۔ لہٰذا آتش پرست ایرانیوں کے ہاتھوں اہل روم کی شکست گویا مسلمانوں کی بھی شکست ہے۔ کفار نے اس سے یہ شگون بھی لیا کہ جب کبھی ان کی مسلمانوں سے جنگ ہو گی' وہ بھی اہل فارس کی طرح اہل کتاب مسلمانوں پر غالب آجائیں گے۔

چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنا دی کہ چند سال میں اہل کتاب رومی آتش پرست ایران کو شکست فاش دیں گے۔ چنانچہ انہیں بتایا گیا کہ اہل روم فارس والوں پر ضرور غالب آئیں گے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ چنانچہ سات سال بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی' اور یوں قرآن پاک اور حامل قرآن' اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

Marfat.com

ہجرتِ حبشہ

سید دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بعثت کے بعد کفار مکہ نے حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں پر مظالم ڈھانا شروع کئے۔ حضرت بلالؓ کو گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا جاتا۔ عمارؓ کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سمیہ کو ابوجہل نے گوناگوں عذاب دیئے۔ صحابہؓ کے مظالم دیکھ کر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ ایک دن حضورؐ کعبۃ اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ حضرت خباب بن ارت حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اب تو ظلم کی حد ہوگئی۔ آپ ﷺ خدا سے دعا نہیں فرماتے۔ یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک تمتما اٹھا اور حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلے جو اہل ایمان تھے' ان پر اس سے زیادہ مظالم ہوئے۔ ان کی ہڈیوں پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں۔ ان کے سروں پر آرے چلائے گئے" پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرے۔ یقین جانو کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک وہ وقت آئے گا جب ایک آدمی منیٰ سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ سبحان وتعالیٰ کے سوا ایمان والوں کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو۔"

مسلمان صبر کے ساتھ اہل مکہ کے مظالم برداشت کرتے رہے۔ کافر کسی مسلمان کو ٹانگ سے رسی باندھ کر گرم پتھروں پر گھسیٹتے' گردن مروڑتے' آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جاتا۔ حضرت بلال حبشیؓ کو گرم ریت پر لٹا کر سینے پر گرم' بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے۔ آخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کر دیا۔

حالات ناقابل برداشت ہوگئے تو ۵ نبوی ﷺ (حضورؐ کی بعثت کے پانچ سال بعد' نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: اچھا ہو کہ تم لوگ حبشہ چلے جاؤ۔ وہاں ایک ایسا حکمران ہے جس کے دور میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہ بھلائی کی سر زمین ہے۔ جب تک اللہ سبحان وتعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا نہ فرما دے تم لوگ وہاں ٹھہرے

Marfat.com

رہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر گیارہ مردوں اور چار خواتین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔)

یہ ہجرت حبشہ ماہ رجب میں عمل میں آئی۔ بعد میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی وہاں پہنچ گئے۔ کئی اور مسلمان مرد وزن بھی حبشہ چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہاں مسلمان مرد' خواتین اور بچوں کی تعداد سو سے بڑھ گئی۔ صرف مرد حضرات ۸۲ تھے۔

قریش کو جب مسلمانوں کی ہجرت کا علم ہوا' تو انہوں نے شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا۔ جس نے شاہ نجاشی کو بتایا کہ ہمارے ہاں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' یہ لوگ اسی نبی ﷺ کے پیروکار ہیں اور تمہارے ملک میں فتنہ انگیزی کریں گے۔ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔

حبشہ کے شاہ نے کہا کہ: ہم ان لوگوں سے بھی گفتگو کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو طلب کیا گیا۔ ایک وفد دربار میں آیا تو شاہ نجاشی نے سوال کیا: تم لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی والدہ محترمہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سبحان وتعالیٰ کے بندے' کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ ان کی والدہ حضرت مریم کنواری اور پاک دامن خاتون ہیں۔ نجاشی نے یہ جواب سن کر زمین سے لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا اور کہا! خدا کی قسم! تم نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی ہے۔ پھر نجاشی نے قرآن پاک سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی تلاوت کی۔ اس وقت دربار میں موجود عیسائی عالم اور درویش اللہ سبحان وتعالیٰ کا کلام سن کر رونے لگے۔ نجاشی خود بھی آبدیدہ ہو گیا' اور اس نے مسلمانوں سے کہا کہ تم یہیں رہو۔ میرے ملک میں تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

شاہ نجاشی کے دربار میں جس طرح دین اسلام اور قرآن پاک کی حقانیت ثابت ہوئی اور نجاشی اور اس کے درباریوں پر قران پاک سن کر رقت طاری ہوئی قرآن پاک میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

یہ مبارک تذکرہ جن آیات مبارکہ میں ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
٦	المآئدۃ	۸۲ ـ ۸٦

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- (اے رسولؐ!) آپؐ لوگوں میں سے مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے۔ اور لوگوں میں مسلمانوں سے محبت میں قریب ان کو پائیں گے جو خود کو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں (یہاں نجاشی' ان کے دوست اور نصاریٰ کے وہ علماء اور درویش مراد ہیں جو مسلمان ہوئے۔ جیسا کہ اگلی آیت سے واضح ہوگا) یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں علماء اور درویش ہیں اور اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے (اسی کا نتیجہ ہے کہ جب وہ حق بات سنتے ہیں تو ان کے قلوب عرفان حق سے لبریز ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔) (المآئدۃ ۸۲)
- اور جب (بعض سچے عیسائی) اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول پر اتارا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس حق کے سبب جسے انہوں نے جان (پہچان) لیا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (کلام) اللہ سے یہ اثر پذیری اس لئے ہے کہ ان میں تکبر نہیں۔ وہ گوش دل سے سنتے ہیں اور صرف متاثر ہی نہیں ہوتے بلکہ) وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے' تو اس حق پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تو ہمارا نام (بھی) لکھ لے (جن کے یہ (مسلمان) شاہد ہیں۔ ہم کو بھی ان کا مشاہد بنادے۔) (المآئدۃ ۸۳)
- (یہی وہ لوگ تھے جو منبع صدق وصفا سے حق و صداقت کا پیغام سن کر ایمان لائے اور بول اٹھے:) اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آچکا ہے (یعنی کتاب اور صاحب کتاب پر یقین نہ کریں؟) اور (پھر) یہ توقع (نہ) کریں کہ ہم کو ہمارا رب نیک بختوں کے ساتھ (اپنی رضا کی جنت میں) داخل کرے گا (حق کو نہ ماننا اور انعام کی توقع رکھنا تو سراسر حماقت ہے۔) (المآئدۃ ۸۴)
- (جب اللہ سبحان و تعالیٰ مغفرت کا مینہ برساتا ہے تو بندے کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے ہیں۔ حبشہ میں عیسائیوں کے اس گروہ پر جو طالب حق تھے۔ یہ کیفیت تو طاری ہو چکی تھی۔ چنانچہ غفران (بخشش) کے ساتھ ساتھ انعام کا بھی وعدہ آگیا۔
- پھر اللہ نے ان (آنسو بہانے والے مسیحی) کی اس التجا پر اس کے بدلے میں ایسے باغ عطا فرمائے جن کے نیچے ہمیشہ نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکو

Marfat.com

کاروں کا (تو) یہی صلہ ہے (اللہ سبحان و تعالیٰ ان لوگوں کو' جن کا ایمان مکمل فرماتا ہے'
یہی بدلہ عطا فرماتا ہے)...... (المائدۃ ۸۵)

○ اور (بر خلاف اس کے) جن لوگوں نے حق کا انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا' وہی
لوگ دوزخی ہیں۔ (المائدۃ ۸۶)

Marfat.com

اس طرح اللہ سبحان و تعالیٰ نے حبشہ میں مسلمانوں کے لئے فراخی پیدا فرمائی۔ شاہ حبشہ (نجاشی) اور ان کے بہت سے ساتھی مسیحی علماء اور درویشوں نے اسلام قبول کرلیا۔ شاہ نجاشی کی وفات پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور نبی آخر الزماں ﷺ کا ایک معجزہ اور تاریخ اسلام کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ معراج پاک حضور نبی اکرم ﷺ کو مقام نبوت عطا ہونے کے ۱۲ سال بعد ہوا۔ حضور ﷺ اس رات آرام فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سواری (براق) لے کر حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو اپنے ہمراہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) اور پھر بیت المقدس (قبلہ اول) لے گئے۔ وہاں حضور خاتم نبوت ﷺ کی اقتداء میں تمام نبیوں نے نماز ادا کی اور یوں اس نجم وحدت ﷺ کو عملی طور پر اپنا پیشوا تسلیم کرکے اس کی تصدیق فرمائی۔ (سدرۃ المنتہیٰ)

بیت المقدس سے حضور نبی کریم ﷺ سفر معراج پر روانہ ہوئے۔ آسمانوں کے دروازے کھلتے گئے اور حضور پاک ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ حضرت جبرائیلؑ کی رسائی یہیں تک تھی۔ اس سے آگے حضور ﷺ کو دوسری سواری (رفرف) پیش کی گئی۔ پھر حضور پاک ﷺ آگے، بہت آگے عرش، بالائے عرش تشریف لے گئے۔ نورانی سواری پر نورالسموات والارض کا رسول ﷺ، اس کا عبد حضوری کی منازل طے کرکے اس ذات واحد کے قریب پہنچا اور اس کے قرب ودیدار سے نوازا گیا۔ یہ بے مثال رب کی بے مثال نوازش تھی اپنے بے مثال بندے پر۔ نماز پنجگانہ کا تحفہ، جو مومن کی معراج قرار پائی اسی سفر معراج کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو ودیعت کیا گیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے جو ہر بات سے بے نیاز اور غنی ہے، جس طرح چاہا اپنے بندہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا، پھر جس طرح چاہا آسمانوں کی سیر کرائی، اپنی حکمت و قدرت کے نمونے (دکھائے) حضرت آدمؑ کی دیکھی ہوئی جنت سے لے کر اسی مقام قرب تک لے گیا جہاں تک اپنے بندہ ﷺ کو لانا مقصود تھا اور اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو احدیت و واحدیت کا راز بتا دیا، اور عبد نے معبود کو پالیا۔

Marfat.com

معراج النبی ﷺ کے بارے میں قرآن پاک کی جن آیات میں ذکر کیا گیا ہے' ان کی تفصیل اس طرح ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۵	بنی اسرائیل	۱
۲۷	النجم	۱۔۱۸

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- پاک ہے وہ ذات (اللہ سبحان و تعالیٰ) جو اپنے بندے کو (مقام بندگی کی رفعتوں سے نوازنے کے لئے) ایک رات خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک لے گیا۔ جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں (اور یہ لے جانا اس لئے تھا) تاکہ ہم اس (برگزیدہ عبد' اپنے حبیب ﷺ) کو اپنی قدرت کی نشانیاں آنکھوں سے دکھائیں' بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ درحقیقت سمع اور بصر کی دونوں صفات اللہ کی ہیں لیکن اللہ نے اپنے عبد کو ان دونوں صفات کا آئینہ بنا دیا۔ (بنی اسرائیل ۱)
- قسم ہے ستارے (یعنی نور مبین) کی جب وہ (معراج کے لئے) اترا۔ (النجم ۱)
- (بعض مفسرین اور صوفیاء نے "النجم" سے مراد سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مقدس کو لیا ہے اور سورہ النجم کو معراج النبی ﷺ کے ساتھ منسلک بتایا ہے۔ مگر بعض دیگر مفسرین نے النجم سے مراد ستارہ ہی لیا ہے اور اسے سورہ المدثر کے نزول سے متعلق بیان کیا ہے۔)
- تمہارا رفیق (اللہ سبحان و تعالیٰ' رسول ﷺ) نہ بھکا اور نہ راہ سے بے راہ ہوا۔ (النجم ۲)
- اور وہ اپنی (یعنی نفس) کی خواہش سے تو بات ہی نہیں کرتے (بلکہ) وہی کچھ فرماتے ہیں جو (اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے) ان پر وحی ہوتی ہے (یعنی انہوں نے جو دیکھا وہ حق تھا' اور جو دیکھ کر بیان کیا وہ صرف حقیقت تھا۔) (النجم ۳'۴)
- (ان حضور نبی کریم ﷺ) سکھایا زبردست قوت والے نے' زور آور نے' (یعنی اللہ سبحان وتعالیٰ نے بلاواسطہ ان کو تعلیم فرمائی) پھر (سرکار دو عالم ﷺ) نے منازل رفیعہ و مکان عالی کا۔) قصد فرمایا۔ (النجم ۵'۶)
- اور وہ افق اعلیٰ پر تھے (وہ بلند آیت افق جہاں تجلیات الٰہی پر آن نئی شان سے جلوہ گر ہوتی ہیں۔) (النجم ۷)
- پھر (اس محبوب حقیقی سے) آپؐ (حضور سرور کائنات ﷺ) مزید قریب ہوئے اور آگے بڑھے پھر (یہاں تک بڑھے کے) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا (گویا صمدیت اور عبدیت کی کمانیں مل گئیں اور نور رسالت ﷺ نے کیفیت نور ذات کا سرور پایا۔) (النجم ۸'۹)

Marfat.com

پھر (اللہ رب العزت نے) اپنے بندہ کو جو وحی فرمانا تھی' فرمائی۔ (نجم ۱۰)

(اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو کیا بتایا' کس راز سے آشنا کیا' کیا معارف تھے جو بیان کئے گئے؟ یہ سب ایک راز ہے۔ بھلا جو تصور سے بھی پرے ہو' اس کا کیا بیان ہو۔ ہاں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ قلب رسول ﷺ کو جو ملا وہ حق تھا صرف حق۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:)

- جو (رسول ﷺ نے) دیکھا قلب نے اس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے۔) (النجم ۱۱)
- کیا تم اس پر جھگڑتے ہو جو انہوں نے دیکھا۔ (مگر یہ ایک بار کا دیکھنا نہیں تھا) اور اس کو تو انہوں نے ایک بار اور بھی دیکھا' (مگر کہاں؟) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ (النجم ۱۲۔۱۴)
- (یہ وہ مقام ہے) جس کے پاس جنت ماویٰ ہے۔ (النجم ۱۵)
- (اور وہ کیا عالم تھا) جب اس بیری پر (یہ درخت ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہے) چھا رہا تھا' جو کچھ چھا رہا تھا (یہ تجلیات حق کا نور فشاں سما تھا جس کا بیان ممکن نہیں۔) (النجم ۱۷)
- نہ (ان کی) نگاہ جھپکی' نہ حد سے بڑھی جس کو دیکھنا تھا (آپ ﷺ) اس کو دیکھتے رہے (انوار ذات کی تجلیات میں مگن رہے۔) یقیناً آپؐ نے (شب معراج میں) اپنے رب (عظمت وشان' جمال جہاں آرا اور قدرت کاملہ) کی بے شمار نشانیاں دیکھیں۔ (النجم ۱۸)

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے عبد کامل ﷺ ' محبوب پیغمبر ﷺ کو' جو ایمان تقویٰ اور بندگی کا نقطہ کمال ہیں' جو سرور کائنات اور فخر موجودات ہیں' آسمانوں کی سیر کرائی۔ عالم کے لئے تو سرکار دوعالم ﷺ وسیلہ ہیں اور دوعالم کا رفیق اعلیٰ' اللہ سبحان وتعالیٰ ہے جو پاک ہے' زمان ومکان اس کے ہیں' زمین و آسمان اس کے ہیں' سب اس کے محتاج ہیں اور وہ مستغنیٰ و بے نیاز ہے۔ اس نے جس طرح چاہا اپنے کامل بندہ کو' اپنے محبوب رسول ﷺ کو' سردار انبیاء کو مسجد حرام سے پہلے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ پھر اوپر آسمانوں کی رفعت تک معراج کرائی۔ آسمانوں پر اپنی قدرت اور حکمت کے نمونے دکھائے اور اپنے حبیب ﷺ کو احدیت اور واحدیت کا راز بتایا اور عبد نے معبود کو پالیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلایا۔ وہاں حضور ﷺ کو اللہ سبحان وتعالیٰ کی قدرت و کاملیت کے راز بتائے گئے۔ جن میں سے کچھ حضور ﷺ نے واپس آکر بیان کئے۔ رسول ﷺ نے جو دیکھا وہ حق دیکھا' جو پایا' وہ حق پایا اور جو دیکھ کر بیان کیا اس میں اور اصل حقیقت میں فرق نہ تھا۔ پھر اللہ سبحان و تعالیٰ کے محبوبؐ تو اپنے پاس سے کچھ کہتے ہی نہیں۔ بلکہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے جو کچھ نازل کرتا ہے وہ اسی کو بیان کر دیتے ہیں۔ معراج کی شب بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے رسول پاک ﷺ کو اپنی تجلیات سے سرفراز فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ محبوب حقیقی کے قریب ہوئے' مزید آگے بڑھے' یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ صمدیت اور عبدیت کی کمانیں مل گئیں۔ نور رسالت ﷺ نے کیفیت نور ذات کا سرور پایا۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے بندے' اپنے رسول ﷺ اپنے حبیب کو جو کچھ بتانا تھا بلا واسطہ بتایا۔ کیا راز و نیاز ہوئے' کیا معارف تھے جن سے اللہ سبحان و تعالیٰ کا رسول ﷺ واقف کرایا گیا' یہ بس ایک راز ہے جو عبد اور اللہ کے درمیان ہے۔ پھر وہاں رسول پاک ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ سب صحیح تھا' قلب رسول ﷺ پر جو بھی تجلی نازل ہوئی' حق تھی۔ اس بارے میں کسی کو دم مارنے کی بھی اجازت نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے سب کچھ اس طرح دیکھا کہ ان کی آنکھ بھی نہ جھپکی۔ نہ نظر ادھر ہوئی اور نہ ادھر ہوئی۔ بس وہ انوار فرات کی تجلیوں کو براہ راست آنکھ جھپکے بغیر دیکھتے رہے۔ حضور ﷺ نے اپنے رب کی عظمت و شان' جمال جہاں آراء اور قدرت کاملہ کی بے شمار نشانیاں دیکھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ہجرتِ مدینہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی سخت مخالفت کے باوجود تبلیغ اسلام کا فرض جاری رکھا۔ حج کے مواقع پر حضور ﷺ دوسرے شہروں سے آنے والے افراد کو بھی دعوت اسلام دیتے۔ اس دوران مدینہ منورہ (جسے اس دور میں یثرب کہا جاتا تھا) کے لوگوں سے بھی حضور نبی کریم ﷺ کا رابطہ ہوا۔ حضور ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی' انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

نبوت کے دسویں سال میں حضور نبی کریم ﷺ کی غمخوار زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ اور ان کے بعد حضورؐ کے سرپرست چچا ابو طالب بھی انتقال فرما گئے۔ یہ دونوں واقعات حضور ﷺ کے لئے سخت غم دینے والے تھے۔ چنانچہ اس سال کو "غم کا سال" کہا جاتا ہے۔

بیعتِ عقبہ

۱۱ نبوت میں حج کے موقع پر منیٰ اور الحرا کے درمیان ایک مقام عقبہ میں حضور ﷺ کی ملاقات مدینہ کے قبیلہ خزرج کے چھ افراد سے ہوئی' حضورؐ نے ان کو دعوت اسلام دی اور وہ مسلمان ہوگئے اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ "بیعت عقبیٰ" کہلاتی ہے۔ ان چھ افراد نے واپس مدینہ جاکر دوسرے لوگوں کو بتایا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کا وہ نبیؐ آگیا ہے جس کی بشارت یہود کی کتاب (توریت) میں دی گئی ہے۔ چنانچہ اگلے سال (۱۲ نبوت) مدینہ منورہ سے ۱۲ افراد پر مشتمل قافلہ حج کعبہ کی غرض سے مکہ مکرمہ آیا۔

ان لوگوں نے حضرت عباسؓ کے گھر حضورؐ سے ملاقات کی۔ جس میں طے پایا کہ ایام حج کی آخری رات جب تمام حجاج منیٰ سے رخصت ہو جائیں گے تو یہ لوگ خاموشی کے ساتھ عقبہ کے مقام پر آجائیں گے۔ نصف شب سے قبل حضور ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی۔

Marfat.com

اس ملاقات میں، جو بیعت عقبہ ثانی کہلاتی ہے، مدینہ والوں کی اس دعوت پر بھی غور کیا گیا کہ حضور ﷺ مدینہ تشریف لے چلیں۔ وفد کے تمام ارکان نے حضور ﷺ کو اپنی حمایت و وفاداری کا یقین دلایا۔ ان کے کہنے پر حضورؐ نے بھی یقین دلایا کہ آپ ﷺ ہمیشہ مدینہ منورہ میں ان کے ساتھ رہیں گے۔

بیعت عقبہ ثانی نے گویا اسلام کی سیاسی زندگی کی بنیاد رکھ دی۔ مدینہ منورہ کے ہر گھر میں اسلام کا نام گونجنے لگا اور لوگ تیزی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر جو بارہ نقیب اسلام مقرر فرمائے تھے انہوں نے مدینہ منورہ میں نہ صرف اپنے قبائل بلکہ دوسرے قبیلوں میں بھی اسلام کا پیغام پہنچایا اور یوں اسلام کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔

اس سے اگلے سال ۱۳ نبوت میں ۷۳ افراد پر مشتمل قافلہ مکہ مکرمہ آیا جس میں دو خواتین بھی تھیں۔ قافلہ کے چند افراد نے حضرت عباسؓ کے گھر حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عقبہ میں حضور ﷺ سے ملاقات کا وقت طے کیا۔ مقررہ رات کو یہ قافلہ بھی حضور ﷺ سے ملا اور حضور ﷺ سے بیعت کی۔ مدنی مسلمانوں نے عہد کیا کہ اگر حضور ﷺ ان کے ہاں آجائیں تو وہ حضور ﷺ کی حفاظت اور دفاع اسی طرح کریں گے جس طرح اپنی جانوں اور بال بچے کا دفاع کرتے ہیں۔ ایک مدنی مسلمان حضرت ابو الہیثمؓ نے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور دوسرے لوگوں (یہود مدینہ) کے درمیان حلیفانہ تعلقات ہیں جو اب ہم توڑنے والے ہیں۔ اس کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ سبحان وتعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ عطا کر دے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم (قبیلے) میں واپس تشریف لے جائیں۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”نہیں! بلکہ اب خون کے ساتھ خون اور قبر کے ساتھ قبر ہے (یعنی میرا مرنا جینا آپ لوگوں کے ساتھ ہے) میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ جس سے تمہاری لڑائی اس سے میری لڑائی اور جس سے تمہاری صلح، اس سے میری صلح۔ اس پر سبھی لوگوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت عقبہ ثالث تھی۔

کفار مکہ تک بھی مدینہ منورہ کے لوگوں کی آمد کی خبر پہنچ چکی تھی اور وہ حضور ﷺ کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ چنانچہ قریش کے سرداروں کے ایک اجلاس میں فیصلہ

Marfat.com

ہوا کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان لے کر ایک دستہ تیار کیا جائے جو رات کی تاریکی میں حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیں اور علی الصبح جب حضورؐ نماز کے لئے نکلیں تو وہ حملہ کرکے انہیں ختم کردیں۔ چونکہ یہ کام تمام قبیلوں کے جوان کریں گے لہٰذا عبدمناف (حضورؐ کا خاندان) کسی کے خلاف کچھ نہ کرسکے گا۔ یہ تجویز جو ابوجہل نے پیش کی تھی' منظور کرلی گئی۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کے رسول کریم ﷺ کو بھی ہجرت کا حکم مل چکا تھا۔ حضرت جرائیلؑ نے حضور کریمؐ کو کفار کی سازش سے مطلع کیا اور کہا کہ آج رات آپ ﷺ اپنے بستر پر نہیں سوئیں گے۔ حضورؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو بھی مطلع کردیا کہ ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ چنانچہ اسی رات حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلایا اور انہیں تاکید کی کہ آپؓ لوگوں کی امانتیں جو حضور ﷺ کے پاس تھیں' لوٹا کر مدینہ منورہ آجائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سورہ یٰسین کی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے گھر سے نکلے' باہر کفار کے نوجوانوں کا جو دستہ حضورؐ کے مکان کو گھیرے ہوئے تھا وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکا اور حضور ﷺ ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر کوہ ثور کے ایک غار میں (جو اب تک غار ثور کہلاتی ہے) پہنچ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خود غار کے اندر گئے' اسے صاف کیا اور جو سوراخ تھے وہ اپنی چادر پھاڑ کر بند کردیئے۔ پھر حضور ﷺ کو اندر بلایا۔ ایک سوراخ جو کپڑا ختم ہونے کے باعث بچ گیا تھا' اس پر آپؓ نے اپنی ایڑی رکھ دی۔ نبی کریم ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ سے ٹیک لگا کر آرام فرما ہوئے۔

اہل مکہ صبح کے وقت آپ ﷺ کو نہ پاکر تلاش میں نکلے اور اس غار تک پہنچ گئے۔ حتیٰ کہ ان کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو سخت تشویش ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپؓ غم نہ کریں' اللہ سبحان و تعالیٰ ھمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ کفار کا قافلہ بے نیل و مرام واپس چلا گیا۔ حضور نبی کریم تین یا چار روز اس غار میں مقیم رہے اور پھر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

واقعہ ہجرت سے متعلق قرآن پاک کی جن آیات کی نشاندہی کی جاتی ہے ان کی تفصیل اس طرح ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲	البقرۃ	۲۰۷
۹	الانفال	۳۰
۱۰	التوبہ	۴۰
۱۵	بنی اسرائیل	۸۰
۲۲	یٰسٓ	۱۔۹

Marfat.com

اب ان آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

○ اور کوئی آدمی ایسا بھی' لوگوں میں ہوتا ہے جو اللہ کی خوشنودی (حاصل کرنے) کے لئے اپنی جان کو بھی بیچ ڈالتا ہے (اللہ سبحان و تعالیٰ کی مرضی کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے) اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ (البقرۃ ۲۰۷)

○ اور (اے محبوبؐ! وہ واقعہ یاد کیجئے) جب کافر آپؐ کے متعلق تدبیریں کر رہے تھے کہ آپؐ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں' یا (وطن سے) نکال دیں' اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر' اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کفار کی تدابیر مکرو فریب اور دھوکا تھا۔ اللہ کی تدبیر اپنے محبوب ﷺ کو بچا کر نکال لے جانا تھا۔ اور کفار کو سزا دینا تھا۔ چنانچہ وہ (کفار) خود اپنے جال میں پھنس گئے اور اپنے آپ کو بدر میں قتل کروایا۔ (یہی اللہ کی غالب تدبیر ہے۔) (الانفال ۳۰)

○ اگر تم مدد نہ کرو گے ان (اللہ کے رسول پاک ﷺ) کی تو (کیا ہوا) ان کی مدد تو اللہ نے فرمائی تھی اس وقت جب کافروں نے ان کو (مکہ سے) نکالا تھا (یعنی کافر آپ ﷺ کے نکلنے کا سبب بنے تھے اور آپ ﷺ کے قتل کا ناپاک ارادہ کیا تھا۔ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر نکل گئے اور ایک غار میں پناہ لی اور) جبکہ (رسول ﷺ) دو میں دوسرے تھے (یعنی ایک حضرت صدیق اکبرؓ اور دوسرے اللہ کے رسول پاک ﷺ) جب دونوں غار میں تھے۔ جب وہ (حضور نبی کریم ﷺ) اپنے رفیق کو تسلی دے رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے' پس اللہ نے ان (کے دل پر اور ان ﷺ کے صدقہ میں صدیق اکبرؓ کے قلب پر) تسکین نازل فرمائی اور ان کی مدد (ملائکہ) ایسی فوجوں سے کی جن کو تم نے نہ دیکھا (جو نظر نہ آتے تھے) اور (اس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور ان کے منصوبے خاک میں ملا دیئے' وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے) اور اللہ ہی کی بات بلند ہے (یعنی اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کا بول ہی بالا ہوا) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (التوبہ ۴۰)

○ اور دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا' اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ' اور عطا فرما مجھے اپنی

Marfat.com

جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔ (بنیٓ اسرآئیل ۸۰)

- یٰسٓ! (اے سردار دو عالم ﷺ!) قسم ہے اس قرآن محکم کی (جو حکمت سے بھرپور ہے) بے شک آپؐ (اللہ سبحان و تعالیٰ کے) پیغمبروں میں سے ہیں (بلاشبہ آپؐ) سیدھے راستے پر ہیں۔ (یٰسٓ ۱-۴)
- (یہ قرآن' یہ دین حق خدائے) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے' تاکہ آپؐ ان لوگوں کو جن کے باپ داداؤں کو ڈرایا نہیں گیا تھا' ڈرائیں کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک ان میں اکثر لوگوں پر یہ بات (کہ وہ کفر پر اصرار کے باعث ایمان سے محروم ہیں) ثابت ہو چکی ہے' سو وہ ایمان نہیں لائیں گے (اور ان کے کفر پر اسی اصرار کے باعث) ہم نے (بھی) ان کے گردنوں میں (لعنت کے) طوق تھوڑیوں تک ڈال دیئے ہیں' جس سے ان کے سر اوپر کو اٹھ گئے ہیں (یعنی وہ مغرور ہو گئے ہیں اور وہ نخوت و تکبر سے زمین کی طرف نظر نہیں کرتے۔) (یٰسٓ ۵-۸)
- اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار بنا دی ہے' پھر ہم نے ان کو اوپر سے ڈھانپ دیا (کہ ان تک حق کی شعاع تک نہیں پہنچتی) پس (اب) ان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (یٰسٓ ۹)

Marfat.com

اب مفسرین کی تعبیر و تشریح کی روشنی میں ان آیات اور ہجرت نبوی ﷺ سے ان کے تعلق پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

سورہ البقرۃ کی آیت مبارک (۲۰۷) اس وقت نازل ہوئی جب ہجرت نبوی ﷺ کے بعد حضور ﷺ کے ایک صحابی مدینہ منورہ پہنچے۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا۔ آپؓ سواری سے نیچے اترے اور اپنی کمان سنبھال لی۔ ترکش سے تیر نکال کر کمان میں لگایا اور کہا: اے قریش! تم میں سے کوئی میرے قریب نہیں آسکتا جب تک میں ترکش کے تمام تیر نکال کر تم پر نہ چلادوں۔ پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں ہے تو بھی تم میرے قریب نہ آسکو گے۔ ہاں اگر تم چاہو تو مکہ مکرمہ میں میرے گھر میں میرا جو مال اسباب ہے۔ وہ سب لے لو اور مجھے جانے دو۔ چنانچہ وہ راضی ہوگئے اور رسول ﷺ کے صحابیؓ نے اپنے گھر میں مال کا پتہ ان کو بتا دیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: تمہاری یہ جانفروشی بڑی نافع تجارت ہے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بتایا کہ جب کفار آپ ﷺ کو جلاوطن کرنے اور قید کرنے کی سازش کر رہے تھے اور آخر ابوجہل کی تجویز پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کا فیصلہ ہوا تو اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی تدبیر کی اور آپ ﷺ کو ان لوگوں میں سے صحیح سلامت نکال لایا۔

پھر جہاد کے حکم کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ مسلمانوں کو یاد دلا رہا ہے کہ اگر تم جہاد میں نبی پاک ﷺ کا ساتھ نہ دو گے تو کیا' اللہ سبحان و تعالیٰ خود ان کی مدد فرمائے گا' جس طرح اس نے کفار کے نرغے سے رسول ﷺ کو نکالا تھا۔ پھر جب وہ دونوں (حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ) غار میں تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے رفیق سے کہا کہ تم غم نہ کرو' اللہ سبحان و تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور نظر نہ آنے والی (فرشتوں کی) فوج سے ان کی مدد کی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ جو چاہے وہی ہوتا ہے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو آپ ﷺ کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے بذریعہ وحی یہ دعا (بنی اسرائیل ۸۰) تلقین فرمائی' جس میں کہا گیا کہ "اے رب کریم! میرا مکہ سے ہجرت کرنا اور مدینہ میں وارد ہونا' دونوں سچائی کے ساتھ ہوں' سفر کے دوران کوچ اور اقامت دونوں میں تیری نصرت میرے شامل حال رہے اور مجھے مدد کرنے والی قوت عطا فرما'

Marfat.com

حضور ﷺ کی یہ دعا حرف بحرف پوری ہوئی۔

جب حضور ﷺ اللہ سبحان و تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے گھر سے نکلے تو گھر کے باہر کفار مکہ کے تمام خاندانوں کے نوجوانوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ حضورؐ سورہ یٰسٓ کی ابتدائی آیات تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ وہ حضور ﷺ کو دیکھ نہ سکے اور حضورؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ گھر سے نکل کر غار ثور پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ چلے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ شریف اور یہود کی شرانگیزی

حضور نبی آخرالزماں ﷺ جب اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کے تحت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے عازم مدینہ منورہ ہوئے تو توریت کے یہودی علماء اور یہودی رؤسا کو خطرہ پیدا ہوا کہ توریت میں نبی آخرالزماں ﷺ کا جو حلیہ شریف دیا گیا ہے اور جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں' لوگ جب اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کو دیکھیں گے تو فوراً ان پر ایمان لے آئیں گے۔ کیونکہ حضور پاکؐ کا حلیہ شریف اور اوصاف حمیدہ بالکل ایسے تھے' جیسے کہ توریت میں بیان کیے گئے تھے۔ چنانچہ یہود نے اس خوف سے کہ لوگ مسلمان ہو کر ان سے دور ہو جائیں گے اور ان کی آمدنی اور اثرورسوخ میں کمی کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے توریت میں تحریف کر دی اور جو حلیہ شریف حضور ﷺ کا بیان کیا گیا تھا اسے بدل دیا۔

قرآن پاک میں یہود کی اس شرانگیزی کا ذکر درج ذیل آیت کریمہ میں کیا گیا ہے:

پارہ	سورہ	آیت مبارکہ
۱	البقرۃ	۷۹

Marfat.com

اس آیہ مبارکہ کا سلیس ترجمہ اس طرح ہے:

○ تو خرابی (تف) ہو ان (لوگوں) کے لیے' ان کے ہاتھوں کے لکھے کے لیے' اور خرابی ہے ان کے لیے اس کمائی سے (جو ان کو اس لکھے کی بدولت ملے یا وصول ہو)۔ (البقرۃ ۷۹)

Marfat.com

یہودیوں نے محض اپنے مال ودولت کی کمائی اور اپنے اثرورسوخ میں کمی کے ڈر سے توریت میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیان کردہ حلیہ شریف میں تبدیلی کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا جو حلیہ شریف توریت میں بیان کیا گیا تھا' حضورؐ کے جو اوصاف حمیدہ گنوائے گئے تھے وہ بالکل صحیح تھے۔ یہودیوں کو خطرہ تھا کہ حضور انور ﷺ کو توریت کے مطابق پا کر مدینہ کے لوگ ان پر فوراً ایمان لے آئیں گے اور یوں یہودی عالموں اور یہودی امراء کی آمدنی اور سیاسی ومعاشرتی قوت میں کمی کا باعث بن جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے نہ صرف یہود کی اس شرانگیزی کی قرآن پاک میں ملامت فرمائی بلکہ اس سے جو مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے ان پر بھی لعنت بھیجی۔

Marfat.com

دعائے ابراہیمؑ و نوید مسیحاؑ

حضور ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد و نبوت کی نوید اپنے حواریوں کو سنائی۔

حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا اور حضرت عیسیٰ مسیح اللہ کی نوید کا ذکر قرآن پاک کی درج ذیل آیات میں آیا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱	البقرۃ	۱۲۹
۲۸	الصف	۶

Marfat.com

اب ان آیات مقدسہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں ایک رسول جو ان میں سے ہی ہو' وہ ان کے سامنے تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب (قرآن پاک) اور پختہ علم سکھائے اور انہیں پاک کردے۔ بے شک تو ہی غالب' حکمت والا ہے۔ (البقرۃ ۱۲۹)
- (اور جب عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے کہا کہ: اے بنی اسرائیل! میں اللہ سبحان وتعالیٰ کا رسول ہوں جو تمہاری طرف مبعوث فرمایا گیا ہوں) میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کا' جو (کتاب اللہ) مجھ سے پہلے نازل کی گئی اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول (ﷺ) کی جو میرے بعد آئیں گے۔ ان کا نام احمد (تعریف کیا ہوا) ہوگا۔ لیکن جب وہ (خاتم النبیین ﷺ) کھلی نشانیاں (روشن دلائل و معجزات) لے کر آئے تو (یہ لوگ) کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ (الصف ٦)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا اس وقت مانگی تھی جب وہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کے خلیل نے دعا کی' اللہ سبحان وتعالیٰ ان (حضرت ابراہیم واسماعیل علیہم السلام) کی ذریت میں (اولاد میں) اپنا آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا فرمائے اور آل ابراہیمؑ کو یہ شرف حاصل ہو کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کا آخری نبی ﷺ اور محبوب ﷺ ان کی ذریت میں ہے' یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تعمیر خانہ کعبہ کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی بس گئے تھے' ان کی اولاد میں صرف ایک نبی ہوئے جو ہمارے پیارے نبی ﷺ ' محبوب خدا' خاتم النبیین ﷺ ہیں' اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں جو لاتعداد نبی گزرے ہیں وہ سبھی حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہیں جن پر اللہ سبحان وتعالیٰ کی آخری کتاب نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے سبھی عالم کو دین وحکمت کی تعلیم دی۔ جو آج بھی قرآن پاک اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کی صورت میں جاری وساری ہے اور ایک عالم ان سے رہنمائی حاصل کر رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے کئی سو سال پہلے اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ خوش خبری سنائی کہ: ان کے بعد اللہ سبحان وتعالیٰ کا ایک برگزیدہ رسول ﷺ تشریف لائے گا جن کا نام "احمد" ہو گا۔ حضرت روح اللہ نے مزید فرمایا کہ: یہ رسول ﷺ کھلی نشانیاں اور روشن دلائل کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ کا پیغام لوگوں کو سنائے گا۔ لیکن ان کے دور کے بدنصیب لوگ ان کی تصدیق کرنے کی بجائے کہیں گے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ پھر حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی بعثت کے بعد کفار نے جس طرح آپ ﷺ سے سلوک کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰؑ کی نوید کے مطابق ہی حضور ختم الرسل ﷺ کو "دعائے ابراہیمؑ و نوید مسیحاؑ" کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

مثیلِ موسیٰ علیہ السلام

قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کا مثیل قرار دیا اور اقوام عالم کو متنبہ کیا ہے کہ اگر تم میرے پیارے رسول آخرالزماں ﷺ کی اتباع نہ کرو گے تو اسی طرح کے عذاب سے دوچار ہو گے جس طرح فرعون کی قوم کو اللہ سبحان وتعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بنایا گیا۔ البتہ اب یہ عذاب آخرت میں ہو گا۔

چنانچہ ملاحظہ کیجئے آیات ربانی:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۹	المزمل	۱۵-۱۸

Marfat.com

ان مبارک آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ اس طرح ہو گا:

- (اے اہل مکہ!) ہم نے تمہاری طرف ایک (عظیم المرتبت) رسول ﷺ بھیجا ہے جو تم پر (روز قیامت) گواہ ہوں گے۔ (اللہ سبحان وتعالیٰ کے حضور گواہی دیں گے کہ کس نے ان کا حکم مانا اور کس نے روگردانی کی' اور یہ رسول ﷺ کا بھیجنا ایسا ہی ہے) جیسے اللہ نے فرعون کی طرف (موسیٰؑ کو) رسول (بنا کر) بھیجا تھا۔ پھر (جب فرعون نے (ہمارے) رسول کا حکم نہ مانا تو ہم نے اسے بری طرح پکڑ لیا پھر بھی اگر تم انکار کرتے رہو گے تو اس (دراز اور ہولناک) دن' کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور جس (دن کی دہشت) سے آسمان پھٹ جائے گا؟ (یاد رکھو کہ) اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا۔ (المزمل ۱۵۔۱۸)

Marfat.com

اس طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے قوم مسلم کو واضح طور پر بتا دیا کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد ہی ہدایت کی راہ دکھانا اور اقوام کو پاداش عمل سے باخبر کرنا تھا۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول پاک ﷺ جن کے بعد تاقیامت کوئی اور رسول یا نبی نہیں آئے گا' بھی اس مقصد کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ کو حضرت موسیٰؑ کے مثیل قرار دینا دراصل یہ واضح کرنا تھا کہ حضور ﷺ سرور دوعالم کا پیغام جس تک پہنچے اور وہ اس پر عمل نہ کرے تو اسکی مثال فرعون کی سی ہے جسے اللہ سبحان وتعالیٰ نے سخت پکڑ کا سزاوار ٹھہرایا۔ کیونکہ اس نے حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کو جھٹلایا تھا۔ گویا حضور نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والے فرعون کی امت کی طرح ہیں اور ابو جہل امت احمد مرسل ﷺ کا فرعون ہے۔

Marfat.com

توریت وانجیل میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے سینکڑوں سال قبل اللہ سبحان وتعالیٰ نے دنیا میں اپنے جو رسول علیہم السلام مبعوث فرمائے اور ان پر جو کتابیں نازل فرمائیں ان میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک موجود ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ پر نازل ہونے والی کتاب توریت میں اور حضرت عیسیٰ روح اللہؑ پر نازل ہونے والی کتاب انجیل مقدس میں بھی حضور ﷺ آقائے دو جہاں کا پاک تذکرہ موجود ہے۔

قرآن پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کے توریت اور انجیل میں تذکروں کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں کیا گیا ہے:

پارہ	سورہ	آیت مبارکہ
۹	الاعراف	۱۵۷

Marfat.com

اس آیہ مبارکہ کا سلیس ترجمہ اس طرح ہو گا:

○ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں (ہمارے) رسول (محمد ﷺ) نبی (ﷺ) امی کی جس کے (ذکر مبارک کو) وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں۔ وہ انہیں حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور انہیں روکتے ہیں برائی سے۔ اور ان کے لیے حلال کرتے ہیں پاکیزہ چیزیں اور ان پر حرام کرتے ہیں ناپاک چیزیں اور اتارتے ہیں ان (کے سروں) سے بوجھ اور (ان کی گردنوں سے) طوق جو ان پر تھے (ان کی نافرمانیوں کے باعث۔) پس جو لوگ ان پر ایمان لائے اور انہوں نے ان کی حمایت کی۔ اور ان کی مدد کی اور اس (نور ہدایت یعنی قرآن و سنت) کی پیروی کی جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (الاعراف ۱۵۷)

Marfat.com

قرآن مجید فرقان حمید کی آیات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضور پرنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کتب الٰہیہ میں موجود رہا ہے۔ اہل کتاب نے ہر دور میں یہ کوشش کی کہ ان کتب الٰہیہ میں سے حضور سرور کائنات ﷺ کا نام چھوڑیں۔ چنانچہ وہ ہر دور میں ان کتابوں میں تراش خراش بھی کرتے رہے۔ خاص طور پر انجیل کا تو علمائے نصاریٰ نے حلیہ بگاڑ دیا اور اس کتاب مقدس میں من مانی تحریف کرتے رہے۔ لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے باوجود بھی موجودہ دور میں رائج بائبل (انجیل) میں بھی حضور سرور دو عالم ﷺ، تاجدار مدینہ ﷺ کا پاک تذکرہ موجود ہے۔

Marfat.com

شق القمر

شق القمر (چاند کا پھٹ جانا' دو ٹکڑے ہونا) حضور نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک معجزہ ہے۔ واقعہ معراج کی طرح اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے اس معجزے کا ذکر بھی قرآن حکیم میں کیا ہے۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کے بعض لوگوں نے حضرت سید دو عالم ﷺ سے معجزہ کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا دوسرے سے جدا ہو گیا۔ لیکن قریش مکہ نے حضور ﷺ کی تصدیق کرنے کے بجائے یہ کہا کہ: محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی نظر بند کر دی تھی اور جادو کے زور سے چاند کے دو ٹکڑے دکھا دیئے۔ اس پر کفار میں ہی بعض لوگوں نے کہا: کہ اگر چاند درحقیقت دو ٹکڑے ہوا تھا تو اسے مکہ کے باہر بھی دیکھا گیا ہو گا۔ لیکن اگر نظر بندی اور جادو کا کھیل تھا تو مکہ سے باہر کہیں بھی چاند کے دو ٹکڑے نظر نہیں آئے ہوں گے۔ چنانچہ کفار مکہ اس ٹوہ میں رہے کہ کوئی تجارتی قافلہ آئے تو اس قافلہ کے لوگوں سے شق القمر کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ چند ہی روز بعد بعض لوگ سفر سے آئے۔ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی تصدیق کی۔ تاہم کفار نے پھر بھی تسلیم نہ کیا۔

دراصل قریش مکہ کے دلوں میں شیطان نے یہ بات ڈال رکھی تھی کہ اگر انہوں نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کے معجزات کی تصدیق کر دی' ان پر ایمان لے آئے تو تمام عالم میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قیادت مسلم ہو جائے گی اور قریش کی کچھ عزت باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ معجزات دیکھنے خصوصاً شق القمر کی بیرون مکہ مکرمہ تصدیق کے باوجود انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔

Marfat.com

قرآن حکیم میں معجزہ شق القمر کا بیان مندرجہ ذیل آیات میں کیا گیا ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۷	القمر	۱۔۶

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- قیامت کی وہ گھڑی قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔ (القمر ۱)
- اور اگر وہ (کفار) کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں (یہ) جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ (القمر ۲)
- اور انھوں نے (رسول کریم ﷺ کو بھی) جھٹلایا۔ اور اپنی خواہشات کی پیروی کی' اور ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہے (اس لیے کفار کو فوری طور پر پکڑا نہیں گیا)۔ (القمر ۳)
- اور تحقیق ان کے پاس آگئیں (قرآن کے ذریعے) وہ خبریں جن میں عبرت ہے (اور) بڑی حکمت بھی' (لیکن یہ منکرین حق تو ان پر غور ہی نہیں کرتے) بھلا ان کو ڈرانے کا کیا فائدہ۔ پس (اے پیغمبر ﷺ) آپ ﷺ بھی ان کی طرف سے توجہ ہٹالیں وہ دن (یوم حشر) آئے گا جب ایک بلانے والا (فرشتہ) ان کو ایک ناگوار چیز (یوم حشر) کی طرف بلائے گا (جہاں ان کو کیے کی سزا ملے گی)۔ (القمر ۴-۶)

Marfat.com

شق القمر کا معجزہ جہاں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت وعظمت پر گواہ ہے تو یہ روز قیامت نظام عالم کے درہم برہم ہونے کی نشانی بھی ہے۔ مکہ کے لوگوں نے معجزہ طلب کیا اور حضور نبی پاک ﷺ کا معجزہ ظہور میں بھی آیا۔ مگر انہوں نے اس عظیم واقعہ کو جادو کی نشانی قرار دیا۔ یہ دراصل ان کی کج بختی تھی۔ ایسے لوگ تو اللہ سبحان وتعالیٰ کی واضح نشانیاں دیکھ کر بھی منہ پھیر لیتے ہیں اور انہوں نے معجزہ دیکھنے کے باوجود اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری اور مقرب ترین رسول ﷺ کو بھی جھٹلا دیا۔ ان کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ کا عذاب تو مقدر ہو چکا لیکن اس میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ سو عذاب کے لیے بھی وقت مقرر ہے۔ پھر ان لوگوں کے پاس دوسری قوموں کی ہلاکت اور تباہی کی خبریں تو پہنچ چکی ہیں' لیکن وہ ان پر غور وفکر کرنے کو تیار نہیں۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بتا دیا کہ یہ منکرین حق حکمت اور نصیحت کی بات پر غور کرنے کو تیار نہیں' تو آپ ﷺ بھی ان کی طرف توجہ نہ دیں۔ ایک دن آئے گا جب یہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں گے۔

Marfat.com

واقعہ مباہلہ

یہ ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور استفسار کیا کہ کیا آپ ﷺ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے بندے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! عیسیٰؑ اللہ سبحان وتعالیٰ کے بندے' اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو کنواری مریمؑ کی طرف القا کیا گیا۔ یہ سن کر وہ غصہ میں آگئے اور بولے: اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ نے کوئی بن باپ کا بیٹا دیکھا ہے؟ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی اس طرح پیدائش سے دلیل دیتے کہ عیسیٰؑ خود خدا یا اس کے بیٹے ہیں۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: آدمؑ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے تھے۔ جب آپ لوگ ان کو اللہ سبحان وتعالیٰ کا بندہ اور مخلوق مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰؑ کو کیوں نہیں مانتے۔

واقعہ مباہلہ کے متعلق جو آیات نازل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۳	آل عمران	۵۹-۶۲

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی مانند ہے' کہ بنایا اسے مٹی سے اور پھر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا۔ (اے سننے والے!) یہ حقیقت (کہ عیسیٰؑ انسان ہیں) تیرے رب کی طرف سے (بیان کی گئی) ہے' پس تو نہ ہو جا شک کرنے والوں میں سے۔ (آل عمران ۵۹'۶۰)
- پھر جو شخص جھگڑا کرے آپؐ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آگیا آپؐ کے پاس (یقینی) علم' تو (اے نبی ﷺ) آپؐ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی' اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی۔ اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی' پھر بڑی عاجزی کے ساتھ (اللہ سبحان وتعالیٰ کے حضور) التجا کریں' پھر بھیجیں لعنت جھوٹوں پر' بیشک یہی ہے واقعہ سچا اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ بیشک اللہ غالب ہے (اور) حکمت والا ہے۔ (آل عمران ۶۱'۶۲)

Marfat.com

اللہ سبحان وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے جب حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مسکت دلائل کے ساتھ بتایا تو وفد کے ارکان کو چپ لگ گئی۔ لیکن انہوں نے دعوت توحید کو قبول نہ کیا اور اپنے تثلیث (تین خداؤں) کے عقیدہ پر قائم رہے تو ان معاندین پر حجت قائم کرنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کے مطابق' دعوت مباھلہ دی۔ "مباھلہ" سے مراد یہ ہے کہ فریقین نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ (سبحان وتعالیٰ) کے حضور دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ سبحان و تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حضور ﷺ کی طرف سے دعوت مباھلہ کے بعد نجران کے وفد نے کہا کہ: ہمیں مشورہ کا موقع دیجئے' ہم سوچ کر جواب دیں گے۔ پھر وہ اپنے ایک سقف کے پاس گئے جس کا نام عاقب تھا۔ اس لاٹ پادری نے تمام حالات سننے کے بعد کہا کہ: اے جماعت انصار! تم جان چکے ہو کے محمدؐ اللہ سبحان وتعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ اگر تم نے ان کے ساتھ مباھلہ کیا تو ہلاکت تمہارا مقدر ہے۔ تم نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو واپس چلے جاؤ۔

اگلے روز وفد کے ارکان حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی گود میں امام حسینؓ ہیں۔ دست مبارک' میں حضرت حسنؓ کا ہاتھ ہے اور فاطمتہ الزہراؓ و حضرت علیؓ حضور ﷺ کے عقب میں ہیں۔ حضور ﷺ ان سب سے فرما رہے تھے' جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

نصرانی عالم نے جو وفد کے ساتھ تھا' جب ان نورانی چہروں کو دیکھا تو بولا: اے جماعت نصاریٰ! مباھلہ مت کرنا۔ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ دعا کریں تو اللہ سبحان و تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ اگر تم نے مباہلہ کیا تو روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ وفد کے ارکان نے عرض کیا کہ: مباھلہ ہماری رائے نہیں۔ پھر اہل نجران نے جزیہ دینا منظور کرلیا۔

Marfat.com

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج مطہرات کی تعداد بارہ تھی۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن مختلف المزاج، حیثیت اور عمر کی تھیں۔ ان میں رؤسائے عرب کی چشم وچراغ بھی تھیں اور غریب ونادار لڑکیاں بھی، صاحب جمال بھی تھیں اور صاحب کمال بھی، سن رسیدہ بھی تھیں اور چودہ پندرہ برس کی عمروالی بھی، تیز مزاج بھی تھیں اور حلم وصبروالی بھی، گویا کاشانۂ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف الخیال عناصر کا اجتماع تھا۔

امہات المومنین کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے:

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

۵۵۵ء مکہ میں پیدا ہوئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۴۰ سال تھی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۵ سال کے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے سرد اور گرم زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ ہر طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔ خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار بیٹیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور دو بیٹے حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ بیٹے انتقال فرما گئے۔ لیکن چاروں بیٹیاں جوان ہو کر بیاہی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۱۰ نبوت (۶۲۰ء) میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہا کی آخری آرام گاہ ہے۔ تقریباً ۲۵ سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں رہیں۔

(۲) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بن زمعہ:

۵۷۰ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ نکاح سے قبل اسلام قبول کر چکی تھیں۔ رمضان ۱۰ نبوت میں نکاح ہوا۔ وہ ۴۵ برس کی خاتون تھیں۔ وہ حبشہ کی ہجرت میں شریک تھیں جہاں ان کے شوہر سکران رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچیوں کی پرورش

Marfat.com

کی۔ ۲۲ ہجری (۶۴۳ء) بعض روایات کے مطابق ۱۹ ہجری (۶۴۰ء) مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ حضور ﷺ کی رفاقت میں ۱۴ سال رہیں۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

۶۱۴ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ سے نکاح شوال ۱۰ نبوت میں ہوا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۹ سال (بعض روایات کے مطابق ۱۱ سال) تھی۔ علم وفضل میں یکتا تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ۱ ہجری میں ہوئی۔ دین کی اشاعت میں ان کی مساعی لاجواب ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ ہجری (۶۷۷ء) میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ اس وقت عمر شریف ۶۳ سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں۔ ۱۹ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ حضور ﷺ کی رفاقت سے ۹ سال تک سرفراز ہوئیں۔ جنگ بدر میں آپ رضی اللہ عنہا کی چادر سے پرچم بنایا گیا۔ جنگ احد میں زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارک بنا۔

(۴) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

۶۰۵ء میں مکہ میں پیدا ہوئیں۔ بڑے طمطراق والی خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں۔ ۵۹ سال کی عمر میں جمادی الاول ۴۱ ہجری (۶۶۱ء) مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حرم نبوی ﷺ میں ۸ سال رہیں۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

۵۹۷ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح سے قبل تین نکاح ہوئے۔ تینوں شوہر یکے بعد دیگرے وفات پا چکے تھے۔ بڑی غیور اور سیر چشم خاتون تھیں غرباء پروری ان کا شیوہ تھا چنانچہ ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔ ۴ ہجری (۶۲۶ء) عیسوی میں وفات پائی۔ حضور ﷺ سے صرف چار ماہ رفاقت رہی۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ بن مغیرہ:

یہ بھی بیوہ خاتون تھیں۔ اسلام کے لیے بڑی تکالیف برداشت کیں۔ حبشہ کی ہجرت میں شریک تھیں۔ ان کے مصائب کا خیال کرتے ہوئے ہی حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر ۲۶ سال تھی۔ حرم نبویؐ میں ۷ سال گزارے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ۴۷ سال زندہ رہیں اور ۸۰ (یا ۸۴) سال کی عمر میں ۵۹ھ (یا ۶۱ھ) میں وفات پائی۔

Marfat.com

(۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش:

۵۹۲ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبنیٰ زید بن حارث سے ہوا مگر نباہ نہ ہو سکا۔ دونوں میں طلاق ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اور اہل خاندان بڑے پریشان ہوئے۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ وہ جودوسخا میں بے مثال تھیں۔ خود گھریلو صنعت چلاتی تھیں۔ ۵ھ میں نکاح ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں ۶ سال گزارے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کے وقت عمر شریف ۳۶ سال تھی۔ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ۱۰ سال زندہ رہیں اور ۵۲ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں اللہ سبحان وتعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔

(۸) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث:

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ۶۰۸ء میں پیدا ہوئیں۔ غزوہ بنی مصطلق (۵ ہجری) میں جنگی قیدی بن کر آئیں۔ اس وقت عمر شریف ۲۰ سال تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں چھ سال گزارے۔ ۷۱ سال کی عمر میں (بعض روایات کے مطابق ۶۵ سال کی عمر میں) انتقال فرمایا۔

(۹) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابو سفیان رئیس مکہ مکرمہ:

۶۰۳ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں رملہ نام رکھا گیا۔ پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں میاں بیوی ایمان لا چکے تھے اور ہجرت حبشہ میں شریک تھے۔ مگر حبشہ پہنچ کر عبیداللہ مرتد ہو گیا۔ ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رضی اللہ عنہا رکھا گیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کو ام حبیبہ کہا جانے لگا۔ حضور کو جب آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے مرتد ہو جانے کا علم ہوا تو آپؐ نے شاہ نجاشی کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام دیا' چونکہ آپ رضی اللہ عنہا کا خاوند مرتد ہو گیا تھا اس لیے پہلا نکاح فسخ ہو چکا تھا۔ یوں آپ رضی اللہ عنہا ۶ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ۶ سال گزارے۔ ۴۴ھ میں ۴۷ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۱۰) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب:

قبیلہ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ۶۱۳ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں ان کا تعلق حضرت ہارون علیہ السلام (برادر حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے خاندان سے تھا۔ جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں تقریباً

Marfat.com

پونے چار سال گزارے۔ ۵۹ سال کی عمر میں ۵۰ہجری میں انتقال فرمایا۔ حسن تدبیر میں بہت ممتاز تھیں۔

(۱۱) **حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث:**

۵۹۴ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ دو نکاح ہو چکے تھے۔ بیوہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیلقعد ۷ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

(۱۲) **حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون:**

محرم ۷ ہجری میں شاہ مصر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ وہ ممتاز قبطی خاتون تھیں۔ بعض سیرت نگاروں نے انہیں کنیزوں میں شمار کیا ہے۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو بچپن میں ہی انتقال کر گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفاقت تقریباً چار سال رہی۔ ۱۶ھ میں انتقال فرمایا۔ عمر شریف ۲۹ سال تھی۔

Marfat.com

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما کی فضیلت

امہات المومنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں قرآن پاک میں مختلف مقامات پر ذکر آیا ہے۔ مختلف واقعات کے ضمن میں بھی قرآن پاک نے رہنمائی فرمائی ہے اور شرپسندوں کے بعض اعتراضات یا الزامات کا بھی جواب دیا گیا ہے' جن سے امہات المومنین رضی اللہ عنہما کی عفت وپاکدامنی ثابت ہوتی ہے۔ پہلے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے متعلق قرآن پاک کے عمومی ارشادات کا ذکر کیا جائے گا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے بارے میں جو آیات قرآن پاک میں آئی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۸	النور	۲۶
۲۱	الاحزاب	۶'۲۸-۳۴
۲۲	الاحزاب	۵۰-۵۶
۲۲	الاحزاب	۵۹'۶۰-۶۲

Marfat.com

اب ان آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

- گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں' اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں' اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ لوگ اس لیے اس سے مبرا (بری) ہیں جو وہ کہتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ (النور ۲۶)
- نبی(ﷺ) ایمان والوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں (نبی ﷺ مومنوں کی جان کے ان سے زیادہ حقدار ہیں) اور ان (نبی ﷺ) کی بیویاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کے بموجب رشتہ دار (جس سے خون کا رشتہ ہو) مسلمانوں اور مہاجروں کی نسبت ایک دوسرے (کے ترکہ) کے زیادہ حقدار ہیں۔ ہاں اگر تم اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہو (انہیں کچھ دے دو تو مضائقہ نہیں) یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے (کہ شریعت کے مطابق ترکہ کی تقسیم نسبی رشتوں کی بناء پر ہوگی)۔ (الاحزاب ٦)
- اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ: تم اگر دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دولت (دنیاوی مال وزر) دے کر حسن وخوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور عالم آخرت پسند ہے تو اللہ نے تم میں سے نیکی (یعنی صبروشکر سے زندگی بسر) کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (جس کا کوئی اندازہ اس دنیا میں ممکن نہیں)۔ (الاحزاب ۲۸'۲۹)
- اے نبی ﷺ کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریحاً ناشائستہ بات کرے گی تو اسے (عام عورتوں کی نسبت) دوگنی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) اللہ کے لیے (بالکل) آسان ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور نیک کام کرے تو ہم اس کو اس کا اجر (بھی) دوگنا دیں گے اور ہم نے ان کے واسطے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (وہ نعمت جو صرف انہی کے لیے مخصوص ہے)۔ (الاحزاب ۳۰'۳۱)
- اے نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم احتیاط چاہتی ہو تو (کسی سے) نرم زبان میں (نزاکت کے ساتھ) بات نہ کیا کرو (بات ایسے کرو جس طرح

Marfat.com

ماں اولاد کے ساتھ کرتی ہے۔) تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کی کجی یا بیماری ہے وہ کسی طمع میں نہ پڑ جائے اور دستور کے مطابق (حیا' عزت کے ساتھ) بات کیا کرو۔ (الاحزاب ۳۲)

○ اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو' اور اگلے زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرتی پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو' اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اے (نبی ﷺ کے) گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور فرمادے' اور تمہیں خوب پاک وصاف کردے۔ (الاحزاب ۳۳)

○ اور تمہارے (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے) گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں بیان کی جاتی ہیں ان کو (خوب) یاد رکھو (لوگوں تک ان کو پہنچانا علم کی زکوٰۃ ہوگا) اللہ بڑا باریک بین اور بہت باخبر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارے (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ذریعے کس قدر دین پھیلے گا اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کے لیے حلال کیں آپ ﷺ کی وہ بیبیاں جن کو آپ ﷺ نے ان کا مہر دے دیا اور آپ ﷺ کی کنیزیں ان میں سے جو اللہ نے (غنیمت میں سے) آپ ﷺ کے ہاتھ لگا دیں اور آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپؐ کے ماموؤں کی بیٹیاں اور آپؐ کی خالاؤں کی بیٹیاں۔ وہ جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی' اور وہ مومن عورت جو (بلا مہر لیے) اپنے آپ کو نبی ﷺ کی نذر کردے۔ اگر نبی ﷺ اسے نکاح میں لینا چاہیں' یہ رعایت عام مومنوں کے لیے نہیں خاص آپ ﷺ کے لیے ہے۔ البتہ ہمیں (وہ احکام) معلوم ہیں جو ہم نے ان کی عورتوں اور کنیزوں (کے بارے) میں ان پر فرض کیے ہیں۔ تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اور اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کو خصوصی طور پر یہ اجازت بھی ہے کہ) ان بیویوں میں سے آپ ﷺ جس کو چاہیں دور رکھیں ان میں سے' اور جسے چاہے اپنے پاس رکھیں۔ اور ان میں سے جس کو آپ ﷺ نے دور کردیا۔ (پھر) طلب کریں تو کوئی تنگی نہیں آپ ﷺ پر۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ (اس سے) ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں جو آپ ﷺ انہیں دیں وہ سب کی سب' اور اللہ جانتا ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے' اور اللہ جاننے والا' بردبار ہے۔ (الاحزاب ۵۰' ۵۱)

Marfat.com

- حلال نہیں آپ ﷺ کے لیے اس کے بعد (اور) عورتیں' نہ یہ کہ آپ ﷺ ان سے اور عورتیں بدل لیں' اگرچہ آپ ﷺ کو اچھا لگے' ان کا حسن' سوائے آپ ﷺ کی کنیز کے' اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔ (الاحزاب ۵۲)
- اے ایمان والو! تم نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جائے (اور) نہ اس کی (کھانے کی) تیاری کے انتظار میں رہو' لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جایا کرو۔ پھر جب (کھانا) کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں دل لگائے نہ بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے' پھر وہ (تو) تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور خاموش رہتے ہیں) اور اللہ کو سچی بات کہنے میں کوئی حجاب نہیں۔ اور (یہ بھی خیال رکھو کہ) جب تم ان (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردہ سے باہر ہی مانگو' یہ تمہارے اور ان کے' دونوں کے لیے' زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ اور (خوب یاد رکھو کہ) یہ تمہارے لیے زیبا نہیں کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف دو (تم کوئی ایسی بات کرو جو حضور ﷺ کو ناگوار گزرے یہ منافقوں اور کافروں کا شیوہ ہے) اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان (رسول کریم ﷺ) کے بعد نکاح کرو (کہ وہ تو مومنوں کی مائیں ہیں اور ماں سے نکاح جائز نہیں) بے شک اللہ کے نزدیک یہ بڑا (گناہ) ہے۔ (الاحزاب ۵۳)
- اگر تم کوئی ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ' تو اللہ ہر چیز' سے خوب آگاہ ہے' کوئی ایسا وسوسہ دل میں نہ لانا جو حضور کریم ﷺ کے شایان شان نہ ہو' یا جس میں نفس (خواہش) شامل ہو۔ (یہ حکم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سمیت سبھی مسلمان مردوزن کے لیے ہے)۔ (الاحزاب ۵۴)
- ان (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے باپوں کے سامنے (یعنی باپ' دادا' چچا' ماموں کے سامنے آیا کریں) اور نہ عورتوں کے اور نہ اپنے بیٹوں کے' نہ اپنے بھائیوں کے' نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنی (قسم کی) باندیوں کے سامنے آنے میں (کوئی مضائقہ ہے) اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو' بے شک اللہ ہر شے سے خوب آگاہ ہے۔ (الاحزاب ۵۵)

(سرکار دو عالم ﷺ کا مرتبہ ومقام' حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی

Marfat.com

عظمت بتانے کے بعد اللہ سبحان و تعالیٰ وہ وظیفہ بتا رہے ہیں جو مومن کو اپنے رب کے قریب کرتا ہے یہ نکتہ ایمانی ہے۔ فرمایا:)

- بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (یعنی شعوری طور پر اور عبادت سمجھ کر حضور ﷺ پر درود پڑھا کرو)۔ (الاحزاب ۵۶)

- اے نبی ﷺ! آپ ﷺ اپنی ازواج (مطہرات رضی اللہ عنہن) سے اور اپنی بیٹیوں اور (عام) مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ جب اپنے کسی کام سے گھر سے باہر جانا ہو تو (اپنی زینتوں کو چھپانے کے ساتھ ساتھ) اپنی چادروں کو اپنے چہروں پر لٹکا لیا کریں (تاکہ وہ عام عورتوں سے الگ معلوم ہوں) اس سے وہ جلد پہچان لی جائیں گی۔ (کہ یہ شریف' آزاد عورتیں ہیں) پھر ان کو کوئی نہ ستائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا' مہربان ہے۔ البتہ اگر منافقوں اور جن کے دلوں میں (نفس پرستی اور ہوس پرستی کی) بیماری ہے اور جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں اڑایا کرتے ہیں (وہ اپنی ان حرکات سے) باز نہ آئے تو ہم ضرور آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے اور پھر وہ آپ کے پاس اس (مدینہ) میں بس تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے۔ (اور وہ اس طرح کہ) پھٹکارے ہوئے' جہاں پائے گئے' پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے۔ (اور) اللہ کا تو یہی دستور ہے ان (منافقوں اور کفار) کے بارے میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (چلا آ رہا ہے) اور آپ ﷺ اللہ کے کسی دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔ (الاحزاب ۵۹۔۶۲)

Marfat.com

ان آیات میں ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی فضیلت' حرمت اور مسلمانوں کے لیے ان کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ خود ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو بھی احکام دیئے گئے ہیں جو پردہ' بناؤ سنگھار کر کے کھلے عام نہ پھرنے اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں ہیں۔ دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ یہ تمام باتیں اپنے محبوب ﷺ کی امت کی خواتین کو بھی سمجھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے گھروں میں کتاب اللہ سبحان وتعالیٰ کی آیات اور حکمت کی باتوں کو خوب یاد رکھیں تاکہ بوقت ضرورت مومنوں کی رہنمائی کر سکیں۔ گویا قرآن پاک نے ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ دوسروں کو تعلیم دیا کریں اور انہوں نے یہ فریضہ ادا بھی کیا۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی حرمت یوں بیان فرمائی ہے کہ وہ مسلمانوں کی مائیں (امہات المومنین) ہیں اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد ان سے کوئی مسلمان نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو یہ بھی باور کرا دیا کہ وہ نبی ﷺ کے گھر میں کس طرح کی زندگی اختیار کریں' ایسی زندگی جس میں فقروفاقہ ہے۔ اگر وہ تمول کی زندگی کی خواہاں ہوں تو اللہ سبحان وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو حکم دیا گیا کہ انہیں کچھ دے دلا کر بحسن وخوبی رخصت کر دیں مگر امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) نے ایسا پسند نہ فرمایا۔

واقعہ یہ تھا کہ جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مال غنیمت بکثرت آنے لگا' مسلمانوں کی معاشی حالت تیزی سے بدلنے لگی اور مسلمان خواتین کی بودوباش میں بھی خوشگوار تبدیلیاں آئیں' تو امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) نے سرور دوعالم ﷺ سے کچھ مطالبہ کیا۔ اگرچہ بشری تقاضوں کے مطابق یہ مطالبہ ناجائز نہ تھا' لیکن رحمت دوعالم ﷺ پر یہ مطالبہ بار گزرا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کے بعد عزلت نشینی اختیار فرمائی ۲۹ یا ۳۰ دن بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ (الاحزاب ۲۸ تا ۳۳) تو حضور کریم ﷺ بالا خانے سے اترے اور دو آیات (۲۸'۲۹) پڑھ کر سنائیں۔ یوں امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) نے دنیاوی زندگی کی لذتوں کو ٹھکرا دیا اور فقروفاقہ' درویشی قبول کر لی۔

پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ بن بلائے حرم نبوی ﷺ شریف میں نہ آئیں۔ اگر انہیں دعوت دی جائے تو ضرور آئیں' لیکن دعوت سے فارغ ہونے کے بعد باتوں میں نہ لگ جائیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ وہ بلادعوت حضور ﷺ کے گھر نہ جائیں۔ (الاحزاب ۵۳)

Marfat.com

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما کی تعداد

مشرکین اور کافر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کی تعداد پر بھی اعتراض کرتے تھے جس کا اللہ سبحان وتعالیٰ نے رد فرمایا۔ کفار کا اعتراض یہ تھا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بذریعہ قرآن' اللہ سبحان وتعالیٰ کی یہ ہدایت ارشاد فرمائی ہے کہ چار سے زائد بیویاں نہ رکھیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم شریف میں چار سے زائد بیبیاں ہیں۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے اس سلسلے میں وضاحت کردی۔ (الاحزاب ۵۰-۵۲)

حضرت زینب رضی اللہ عنہما سے نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما موجود تھیں۔ شرپسندوں کا اعتراض یہ تھا کہ انہوں نے پانچویں خاتون سے نکاح کیسے کرلیا۔ چنانچہ ان آیات کے ذریعے اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چار بیویوں کی قید سے استثناء بخشا اور جو خواتین خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کردیں یا جو ملک یمین (خریدی ہوئی لونڈیاں یا مال غنیمت میں آنے والی) بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دے دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف خواتین سے نکاح' ان کی دلجوئی یا اپنے غلاموں کی دلجوئی کے لیے کیا تھا جیسے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کا خاوند جنگ احد میں زخمی ہو کر شہید ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما بے حد پریشان تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کرلیا جو نہ صرف ان کی بلکہ ان کے والد محترم کی دلجوئی کا باعث ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے ذریعے باعث دین کی تبلیغ واشاعت میں بھی بڑی مدد ملی۔ پھر ان میں اکثر بیوگان اور بے سہارا خواتین تھیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی عزت بخشی۔

Marfat.com

قرآن حکیم میں بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہما کا یا ان کے حوالے سے بعض واقعات کا تذکرہ ہوا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح، طلاق اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ذکر جن آیات میں آیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۱	الاحزاب	۵،۴
۲۲	الاحزاب	۳۷۔۴۰

Marfat.com

اب ان آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

- اللہ نے نہیں بنائے کسی مرد کے سینے میں دو دل' اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کہہ بیٹھے ہو نہیں بنایا تمہاری مائیں۔ اور تمہارے منہ بولے (لے پالکوں) کو (سچ مچ) تمہارے بیٹے نہیں بنایا' یہ (صرف) تمہارے منہ سے کہنے (کی بات ہے) اور اللہ حق فرماتا ہے۔ اور وہ حق راستہ کی ہدایت دیتا ہے۔ انہیں انہی کے باپوں کی طرف (منسوب کر کے) پکارو۔ (الاحزاب ۴)
- (مسلمانو!) تم ان (متبنیٰ بیٹوں) کو ان کے باپوں کی طرف (نسبت) کر کے پکارو کہ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور تمہارے رفیق ہیں' اور تم پر نہیں اس میں کوئی گناہ جو تم سے بھول چوک ہو چکی' لیکن جو اپنے دل کے ارادے سے کرو (وہ گناہ ہے) اور اللہ بخشنے والا' مہربان ہے۔ (الاحزاب ۵)
- اور یاد کرو جب آپ ﷺ اس شخص (زید بن حارثؓ) کو فرماتے تھے' جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے (بھی) اس پر انعام کیا کہ اپنی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا) کو اپنے پاس رکھو (طلاق نہ دو) اور اللہ سے ڈرو اور تم چھپاتے تھے اپنے دل میں وہ (بات) جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ ﷺ لوگوں (کے طعن) سے ڈرتے تھے۔ اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب زیدؓ نے اس (زینب رضی اللہ عنہا) سے اپنی حاجت پوری کر لی (طلاق دے دی) تو ہم نے اسے آپ ﷺ کے نکاح میں دے دیا' تاکہ مومنوں پر کوئی تنگی نہ رہے' اپنے لے پالکوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں' اور اللہ کا حکم (پورا ہو کر) رہنے والا ہے۔ (الاحزاب ۳۷)
- نبی ﷺ کے لیے اس کام میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کیا' اللہ کا (یہی) دستور (رہا ہے) ان میں جو (پیغمبر آپ ﷺ سے) پہلے گزرے ہیں (کہ غلط رسوم کو ان کے ذریعے توڑا جائے) اور پھر یہ تو اللہ کا حکم مقرر ہو چکا تھا (اور اللہ سبحان و تعالیٰ کا حکم اٹل ہوتا ہے)۔ (الاحزاب ۳۸)
- (آپ ﷺ سے قبل بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبر گزرے ہیں) جو اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور

Marfat.com

اللہ لوگوں کے اعمال کا حساب لینے کے لیے کافی ہے۔ (الاحزاب ۳۹)

○ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ (الاحزاب ۴۰)

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بن جحش کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا' جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا متبنیٰ (بیٹا) بنا رکھا تھا۔ زید شام کے رہنے والے تھے مگر بچپن میں اغوا ہو کر بک گئے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور اپنا متبنیٰ قرار دیا۔

زید بن حارث رضی اللہ عنہ جوان ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح کا پیغام دیا لیکن عمیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے والد اور ان کے بھائی نے ایک آزاد شدہ غلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آیت (الاحزاب ۳۶) نازل ہوئی۔ اس آیت کو سن کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبداللہ فوراً زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے نکاح کے لیے تیار ہو گئے۔ حضور پاک ﷺ نے خود نکاح پڑھایا' یہ نکاح ایک سال قائم رہا۔ لیکن دونوں میں تلخ کلامی ہوتی رہتی۔ آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دینے کا فیصلہ کیا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ؐ کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کیا۔ حضور ﷺ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو مگر وہ نہ مانے اور طلاق دے دی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ سبحان وتعالیٰ نے مطلع فرما دیا تھا کہ زید حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں گے تو وہ آپ ﷺ کی زوجیت میں آ جائیں گی۔ دراصل اللہ سبحان وتعالیٰ عرب کی اس جاہلانہ روش کو ختم کرنا چاہتے تھے کہ متبنیٰ بھی بیٹا ہوتا ہے اور اس کی بیوہ یا مطلقہ سے متبنیٰ کا والد یا جس نے اسے متبنیٰ بنایا ہو نکاح نہیں کر سکتا' اور یہ کہ متبنیٰ اس طرح وارث ہوتا ہے جس طرح کا حقیقی بیٹا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے بعد از طلاق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہونے پر ان سے نکاح کر لیا۔ جس پر کفار نے بڑا شور مچایا۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کے شور اور اعتراضات کا رد قرآن پاک میں فرما دیا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما

و

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما

قرآن پاک میں بعض احکام ایسے بھی نازل ہوئے' جو یوں تو سبھی اہل اسلام کے لیے ہیں' لیکن ان کے نزول کی وجہ امہات المومنین بنی ہیں۔ جیسا کہ پردہ' زیب و زینت کو چھپانے' اہل ایمان کو بلا اجازت اللہ سبحان و تعالیٰ کے گھر جانے کی ممانعت اور بعض دیگر احکامات سورہ الاحزاب میں نازل ہوئے۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بھی بعض احکام نازل ہوئے۔

جن آیات میں یہ احکامات نازل ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۲۶	الحجرات	۱۱
۲۸	التحریم	۱۔۵

Marfat.com

اب ان آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- اے مومنو! (تم سے) ایک گروہ (کچھ مرد) دوسرے گروہ (مردوں) کا مذاق نہ اڑائیں' کیا عجب! کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا (مذاق) اڑائیں۔ کیا عجب! کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہو) ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ۔ اور باہم برے القاب سے نہ چڑاؤ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا بھی گناہ ہے (کسی نوعیت کا گناہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا) اور جو کوئی (اس نوع کی غلطی سرزد ہونے کے بعد) توبہ نہ کرے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔ (الحجرات ۱۱)
- اے نبی ﷺ! جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے تم اسے (اپنے اوپر) کیوں حرام ٹھہراتے ہو؟ اپنی بیبیوں کی خوشنودی چاہتے ہوئے' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (التحریم ۱)
- تحقیق اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (التحریم ۲)
- اور (وہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب پیغمبرؐ نے ایک بیوی سے راز کی بات کہی' پھر جب ان کی بیوی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) نے اس کی اطلاع (دوسری بی بی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) دے دی اور اللہ نے یہ بات پیغمبرؐ پر بھی ظاہر کر دی۔ تو آپ ﷺ نے وہ بات کچھ تو جتائی اور کچھ (کے بتانے) سے گریز کیا (اخلاقاً کچھ کا ذکر نہ فرمایا تاکہ ان کی بی بی کو زیادہ شرمندگی نہ ہو اور بلاضرورت اس کا چرچا نہ ہو) پھر جب انہوں نے بی بی کو وہ بات جتائی تو وہ بولیں: آپ ﷺ کو کس نے بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو علم رکھنے والے باخبر (خدا) نے بتایا ہے۔ (التحریم ۳)
- (اے بیبیو!) اگر تم دونوں (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل یقیناً کج ہو گئے اگر اس (نبی ﷺ) کی (ایذا رسانی) پر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی تو بے شک اللہ اس کا رفیق ہے۔ اور جبرائیلؑ اور نیک مومن اور فرشتے (بھی) ان کے علاوہ مددگار ہیں۔ (تمہاری کسی باہمی کارروائی سے نبی ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا بلکہ تم خود کسی مصیبت میں گرفتار ہو سکتی ہے)۔ (التحریم ۴)
- اگر وہ (نبی ﷺ) تم سب کو طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ اس کا رب اس کے

Marfat.com

لیے اور بیبیاں بدل دے۔ تم سے بہتر اطاعت گزار' ایمان والیاں' فرمانبرداری کرنے والیاں' توبہ کرنے والیاں' عبادت گزار' روزہ دار' بن شوہر (بیوہ یا مطلقہ) اور کنواریاں۔ (التحریم ۵)

Marfat.com

ازدواجی زندگی کی پیچیدگیاں ہر معاشرہ اور ہر خاندان کا جزو ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق بھی امت کی رہبری حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگی کے حوالوں سے کی گئی ہے۔ امت کو ازدواجی زندگی کی نزاکتوں سے آگاہ کیا گیا ہے اور اس انداز میں آگاہ کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی معصومیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی محبت و اخلاص نمایاں سے نمایاں تر ہو جائے اور امت بھی اخلاق محمدی ﷺ کی حدود کو سمجھ سکے۔

ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں رونق افروز تھے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں شہد پیش کیا۔ آپ ﷺ نے یہ شہد نوش فرما لیا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ہر ایک سرکار دو عالم ﷺ کو دل سے عزیز رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد کھانا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا۔ حضور ﷺ جب بھی حضرت زینب کے ہاں جاتے وہ شہد پیش کرتیں' یوں حضور ﷺ کا ان کے ہاں قیام چند ساعتیں طویل ہو جاتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہم طے کر کے' ایک روز جب حضور ﷺ حضرت زینب کے ہاں سے آئے تو' کہا کیا آپ ﷺ نے مغافیر نہیں کھایا (یہ ایک نوع کی گوند ہوتی ہے جس میں ذرا بساند ہوتی ہے) حضور ﷺ نے فرمایا مغافیر تو نہیں شہد کھایا تھا زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں سے' میں آئندہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ اس پر دو آیات (التحریم ۱'۲) نازل ہوئیں۔

یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت بخشا۔ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو ۱۸ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ تعلق پسند نہ تھا۔ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملنے گئیں۔ اتفاق سے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا آ گئیں اور حضور ﷺ کے ساتھ تخلیہ میں رہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرے میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر شکوہ کیا۔ پریشان اور غمزدہ ہو گئیں۔ حضور ﷺ ان کی پریشانی برداشت نہ کر سکے اور قسم کھائی کہ آئندہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تلقین کی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کریں' مگر انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دیا۔ اللہ نے اس کی خبر اپنے محبوب ﷺ کو دے دی۔ حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے راز ظاہر کر دیا۔ ان کو بڑا تعجب ہوا اور سمجھیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو بتایا ہے چنانچہ آپؓ نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا تو حضور پاک ﷺ نے کہا کہ مجھے میرے رب نے خبر دی ہے۔

Marfat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت

جن آیات میں سیدہ عائشہ بی بیؓ کی پاکدامنی کی شہادت دی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل آیات میں مذکور ہے:

پارہ	سورہ	آیات مبارکہ
۱۸	النور	۱۱۔۲۰

Marfat.com

اب ان آیات کا سلیس ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

- (اے مسلمانو!) جن لوگوں نے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں سے (بہک جانے والا) ایک گروہ ہے (ان سے ہشیار رہا کرو' ان کی باتوں میں مت آیا کرو۔ بہرحال جو کچھ ہوا) تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو' بلکہ (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہی ہے (جن لوگوں نے الزام لگایا تھا) ان میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ کمایا (جتنی غلط بیانی کی) اتنا ہی اس کے لیے وبال ہے اور جس نے ان میں سے (اس بہتان طرازی میں) سب سے بڑا حصہ لیا (عبداللہ بن ابی) اس کے لیے اتنا ہی بڑا عذاب ہے۔ (مسلمانو!) جب تم نے اس (قسم کے الزام) کو سنا تھا تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں (ام المومنین رضی اللہ عنہا) کو نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح طوفان (سراسر جھوٹ) ہے۔ (النور ۱۱'۱۲)
- وہ (لوگ جو افواہیں اڑا رہے تھے) اس بات پر چار عینی شاہد کیوں نہ لائے' پھر جب وہ (چار) گواہ نہ لا سکے تو وہی لوگ اللہ کے ہاں بھی جھوٹے ہیں۔ (النور ۱۳)
- اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا و آخرت میں نہ ہوتی' تو تم پر (محض) اس کا چرچا کرنے (ہی کی سزا) کوئی بڑا (سخت) عذاب ہوتا۔ (تم کو خبر نہیں کہ تم اس وقت کیسے گناہ عظیم کا ارتکاب کر رہے تھے) جب تم ان (افواہوں) کو اپنی زبانوں پر لا رہے تھے۔ اور اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے تھے جس کا تم کو ہرگز علم نہ تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے۔ حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ (النور ۱۴'۱۵)
- اور جب تم نے اس (الزام) کا سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو زیب نہیں دیتا کہ ایسی (گستاخانہ اور مہمل) بات زبان پر لائیں (اے اللہ سبحان و تعالیٰ!) تو پاک ہے (اور تیری پاک معیتوں کے متعلق اس طرح کی بات) یہ تو بہت بہتان (رفک) ہے۔ (النور ۱۶)
- (اور مسلمانو! آئندہ کے لیے آپ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں کچھ نہ کہیں) اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات پھر کبھی نہ کرنا اگر تم صاحب ایمان ہو' اور اللہ تمہارے سمجھانے کے لیے اپنے احکامات واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا علم والا' بڑا حکمت والا ہے۔ (النور ۱۷'۱۸)
- جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بدکاریوں کے چرچے ہوں ان کے لیے دنیا

Marfat.com

و آخرت میں دردناک عذاب ہے (ایسے فتنہ پردازوں کو اور ان پر جس قسم کا عذاب ہوگا اس کو) اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (النور ۱۹)

○ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ (بات نہ ہوتی) کہ اللہ (اپنے بندوں پر) شفقت فرمانے والا مہربان ہے (تو نہ جانے کیا ہو چکا ہوتا)۔ (النور ۲۰)

ذخیرہ
مولانا محمد جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

Marfat.com

یہ شعبان پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بنی مصطلق پر روانہ ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ حضور ﷺ سرور دو عالم کا معمول تھا کہ سفر پر جانے سے قبل قرعہ اندازی فرماتے اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے جس کا نام نکلتا انہیں سفر میں معیت کا شرف بخشتے۔ قرعہ اندازی میں نام نکلنے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ہمراہ گئیں۔ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا ایک ہودج میں تشریف رکھتیں۔ لشکر روانہ ہوتا تو ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا جاتا۔ جب قیام ہوتا تو ہودج اونٹ کی کمر سے اتار دیا جاتا۔

جہاد سے واپسی پر لشکر نے ایک جگہ قیام کیا۔ رات کے آخری پہر مدینہ منورہ کی طرف کوچ کی تیاری ہو گئی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے پڑاؤ سے دور گئی تھیں۔ واپس آئیں تو گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا واپس ہوئیں تو ہار مل گیا۔ مگر جب آپ رضی اللہ عنہا دوبارہ لشکر گاہ میں پہنچیں تو لشکر کوچ کر چکا تھا۔ جو لوگ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ہودج اونٹ پر بار کرنے پر مامور تھے' انہوں نے حسب معمول اپنا کام کیا' لیکن کسی کو یہ احساس نہ ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہودج میں موجود نہیں' کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر اور دبلی پتلی تھیں۔

لشکر گاہ کو خالی دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا وہیں ٹھہر گئیں اور یہ سوچا کہ جب وہ مجھے نہیں پائیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے۔ ایک صحابی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری تھی کہ لشکر کی روانگی کے بعد پڑاؤ میں جائیں اور کوئی گری پڑی چیز ہو تو اسے اٹھا کر اس کے مالک تک پہنچائیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا چادر لپیٹ کر سو گئیں۔ اتنے میں صفوان لشکر گاہ میں آئے۔ صبح کا ملگجا اندھیرا تھا' انہوں نے کسی کو سوئے ہوئے دیکھا تو قریب آئے چونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے قبل آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا اس لیے پہچان گئے اور بلند آواز سے "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھا جس سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ پھر انہوں نے اپنا اونٹ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے قریب بلا کر بٹھا دیا اور آپ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر لشکر سے آملیں۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے جب یہ دیکھا تو طوفان برپا کر دیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں اور علیل ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ایک ماہ علیل رہیں۔ اسی دوران آپؓ کو علم نہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے خلاف لوگوں میں کیا باتیں ہوتی رہی ہیں لیکن ام المومنین رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

محسوس کیا کہ ان کی علالت کے دنوں میں حضور نبی کریم ﷺ جو التفات فرماتے تھے وہ مفقود تھا۔ حضور ﷺ محض سرسری طور پر آپ رضی اللہ عنہا کی مزاج پرسی کرتے۔

ایک رات آپ رضی اللہ عنہا حسب معمول اپنی خالہ زاد' ام مسطح کے ساتھ گھر سے باہر جنگل میں قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئیں۔ واپسی پر ام مسطح چادر میں الجھنے کے باعث گر پڑیں تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا: "مسطح ہلاک ہو جائے۔" ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تم اک بدری صحابی کے لیے کیسے الفاظ استعمال کر رہی ہو۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ان کے بیٹے نے ام المومنین کے خلاف کیا طوفان برپا کیا تھا۔

یہ باتیں سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پھر علیل ہو گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے رسول پاک ﷺ سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو میکے بھیج دیا جائے۔ حضور ﷺ کی اجازت سے آپ رضی اللہ عنہا میکے چلی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے ان باتوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی غمزدہ نہ ہو' جب کوئی بیوی پاکیزہ صورت ہو' اور اس کا شوہر اسے محبوب رکھتا ہو پھر اس کی سوتنیں بھی ہوں' تو اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ام المومنین رضی اللہ عنہا کو چین نہ آیا اور رات بھر روتی رہیں۔ حضور ﷺ خود بھی ان واقعات سے رنجیدہ تھے۔

ایک روز آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر میں بیٹھی رو رہی تھیں۔ ایک انصاری خاتون آئی وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں رسول پاک ﷺ بھی تشریف فرما ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے حضور ﷺ کبھی بیٹھے نہ تھے۔ حضور ﷺ نے تشہد کے بعد فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے تیرے بارے میں ایسی اطلاع ملی ہے۔ اگر تو پاکدامن ہے تو اللہ سبحان وتعالیٰ تیری برات فرمائے گا۔ اگر تجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہے تو اس کا اقرار کر لے اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے توبہ کر کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ام المومنین فرماتی ہیں: حضور ﷺ کے منہ سے یہ باتیں سن کر میرے آنسو خشک ہو گئے۔ میں نے اپنے والد محترم اور والدہ سے باری باری حضور ﷺ کی بات کا جواب دینے کو کہا مگر دونوں نے معذوری ظاہر کی۔ اس پر میں نے کہا: "بخدا آپ لوگوں نے ایک بات سنی' وہ آپ کے دلوں میں جم گئی۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں بے گناہ ہوں' اور خدا جانتا ہے میں بے گناہ ہوں' تو آپ لوگ میری بات نہیں مانیں گے اور اگر میں ایسی بات کا اعتراف کر لوں' جس سے خدا جانتا ہے کہ میں بری ہوں' تو آپ فوراً مان لیں گے۔ لہٰذا میں وہی بات کہوں گی جو یوسف کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہی تھی:

Marfat.com

"بہر حال اب صبر ہی بہتر ہے۔ اور اللہ سبحان وتعالیٰ ہی سے اس بات پر جو تم ظاہر کر رہے ہو، مدد کا طالب ہوں۔" (یوسف ۱۸)

"پھر میں منہ لپیٹ کر لیٹ گئی، مجھے یقین تھا کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ضرر میری برات فرمائے گا۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی وہیں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضور ﷺ کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ ہنس رہے تھے۔ حضور ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خوشخبری ہو، اللہ سبحان وتعالیٰ نے تیری برات فرما دی ہے۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا اٹھ کر حضور انور ﷺ کا شکریہ ادا کرو، مگر میں نے کہا: بخدا میں نہیں اٹھوں گی اور نہ کسی کا شکریہ ادا کروں گی، صرف اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برات فرمائی۔"

یوں اللہ سبحان و تعالیٰ نے خاندان نبوتؐ کی ایک اہم خاتون کی پاکدامنی کی خود شہادت اس طرح دی ہے کہ ان پر الزام لگانے والوں کی کمینگی ظاہر فرما دی اور بتا دیا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر و پبلشر

Marfat.com

حیاتِ انبیائے کرامؑ بزُبانِ قرآن

کتاب "حیاتِ انبیائے کرام بزبانِ قرآن" کی
مصنفہ نگہت نذیر اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد
اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ چلی گئیں۔ وہاں آپ نے
کمپیوٹر انفارمیشن سسٹم کے سلسلے میں "انفارمیشن مینجمنٹ اسپیشلسٹ" کی
ڈگری حاصل کی۔ اس ڈگری کے علاوہ انہوں نے "اسپریڈ شیٹ پروفیشنسی
سرٹیفکیٹ"، "کوبول لینگوئج سرٹیفکیٹ" اور "C لینگوئج سرٹیفکیٹ"
جیسی اسناد بھی حاصل کیں۔

دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد انہوں نے ذاتی دلچسپی کے لیے نہ صرف تفہیم
القرآن، تفسیر ابن کثیر اور انوار القرآن جیسی تفاسیر کا مطالعہ کیا بلکہ ان کے علاوہ اسلام
پہ لکھی جانے والی ان گنت کتب کے مطالعہ سے بھی فیض یاب ہوئیں۔ ان مختلف
تفاسیر اور کتب کے مطالعہ اور خاص طور پر اللہ سبحان و تعالیٰ کے فضل و کرم
ہی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ خود صاحبِ کتاب ہیں۔ اس کتاب میں
قرآن پاک کی مختلف آیات کو ترتیب دے کر اس طرح
بیان کیا ہے کہ انبیائے کرام کے حقیقی حالاتِ زندگی
اور واقعات ہمارے سامنے آگئے ہیں۔

ISBN 969-0-01590-7
9789690015907

Rs. 350.00

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور راولپنڈی کراچی

Marfat.com

حیاتِ انبیائے کرامؑ بزُبانِ قرآن

کتاب "حیاتِ انبیائے کرام بزبانِ قرآن" کی
مصنفہ نگہت نذیر اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد
اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ چلی گئیں۔ وہاں آپ نے
کمپیوٹر انفارمیشن سسٹم کے سلسلے میں "انفارمیشن مینجمنٹ اسپیشلسٹ" کی
ڈگری حاصل کی۔ اس ڈگری کے علاوہ انہوں نے "اسپریڈ شیٹ پروفیشنسی
سرٹیفکیٹ"، "کوبول لینگویج سرٹیفکیٹ" اور "C لینگویج سرٹیفکیٹ"
جیسی اسناد بھی حاصل کیں۔
دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد انہوں نے ذاتی دلچسپی کے لیے نہ صرف تفہیم
القرآن، تفسیر ابن کثیر اور انوار القرآن جیسی تفاسیر کا مطالعہ کیا بلکہ ان کے علاوہ اسلام
پہ لکھی جانے والی ان گنت کتب کے مطالعہ سے بھی فیض یاب ہوئیں۔ ان مختلف
تفاسیر اور کتب کے مطالعہ اور خاص طور پر اللہ سبحان وتعالیٰ کے فضل وکرم
ہی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ خود صاحبِ کتاب ہیں۔ اس کتاب میں
قرآن پاک کی مختلف آیات کو ترتیب دے کر اس طرح
بیان کیا ہے کہ انبیائے کرام کے حقیقی حالاتِ زندگی
اور واقعات ہمارے سامنے آگئے ہیں۔

ISBN 969-0-01590-7
9789690015907

Rs. 350.00

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور راولپنڈی کراچی

Marfat.com